هذا القرآن اپنے نزول سے قیام الساعت تک کی احسن تاریخ اور قرب قیام الساعت احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت و پہچان اور عقیدہ ختم نبوت نامی بت کی حقیقت اسی قرآن کی روشنی میں

خود کو مسلمان کہلوانے والے عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر دو گروہوں میں تقسیم ہیں ان میں سے اکثریت کا نہ صرف کہنا ہے بلکہ ماننا ہے کہ قرب قیام الساعت سے قبل عیسیٰ رسول اللہ کی بعث ہوگی لیکن جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا ان کا قرآن میں ذکر ہے تو وہ اپنے اس عقیدے ونظریے کو قرآن سے ثابت نہیں کر پاتے اور اس کی بنیاد احادیث کے نام پر روایات کو قرار دیتے ہیں یوں دوسرا گروہ جن کا کہنا، ماننا اور دعویٰ ہے کہ قرآن عیسیٰ رسول کی بعث سے بالکل خالی ہے اس لیے کسی عیسیٰ نے نہیں آنا یوں ان کا یہ عقیدہ ونظریہ ہے کہ قرآن ایسے کسی بھی عیسیٰ یا رسول کی بعثت سے بالکل خالی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے کیونکہ ظاہر ہے دونوں تو سچے ہو نہیں سکتے یا تو ان میں سے ایک ہی سچا ہے یا پھر دونوں کے دونوں ہی غلط ہیں بے بنیاد و باطل ہیں اور حقیقت دونوں کے برعکس کچھ اور ہے تو حقیقت آخر کیا ہے؟

جہاں قرآن سے قرب قیام الساعت بعث کیے جانے والے احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کریں گے تو وہیں یہ بھی واضح کریں گے کہ آخر یہ قرآن ہے کیا جس سے نہ صرف حق ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جائے گا بلکہ دونوں گروہوں سمیت باقی جتنے بھی ان موضوعات پر لب کشائی کر رہے ہیں سب کے سب کی حقیقت کھل کر واضح ہو جائے گی اور اس کے علاوہ عقیدہ ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش ہو جائے گا۔

یہ قرآن کیا ہے؟ کسی سے بھی یہ سوال کر لیں آپ کو اس کا جواب نہیں ملے گا اور اگر کوئی آپ کو اپنی طرف سے جواب سمجھ کر دے گا تو وہ محض جہالت ہوگی نہ کہ اس سوال کا جواب، اس کی حقیقت آپ پر بالکل کھل کر تب واضح ہوگی جب آپ خود یہ جان لیں گے کہ یہ قرآن ہے کیا؟

قرآن کیا ہے انتہائی غیر معمولی حق آپ پر بالکل کھول کھول کر واضح کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ . الزمر ٢٣

اَللّٰہُ اللہ ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہے اللہ؟ تو آگے اسی سوال کا جواب موجود ہے نَزَّلَ ''نزل'' جملہ ہے جو کہ دو الفاظ ''ن اور زل'' کا مجموعہ ہے، ''ن'' کے معنی ہیں ہم یعنی اللہ اور ''زل'' کے معنی ہیں ایک طرف سے دوسری طرف یعنی کسی کی طرف آنا یا جانا۔

اور یہاں یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ یہ زل '' ز '' والا ہے یعنی اس کا پہلا حرف '' ز '' ہے اس کے علاوہ ایک ذل '' ذ '' والا ہے۔ '' ذ '' والے ذل کے معنی بھی یہی ہیں کہ ایک طرف سے دوسری طرف آنا یا جانا لیکن اس میں یہ اضافی ہے کہ ایسے ایک طرف سے دوسری طرف آنا یا جانا کہ پستی کی طرف جانا، پستیوں میں جانا۔

اس آیت میں '' ز '' والا زل ہے جس کے معنی ہیں ایک طرف سے دوسری طرف یعنی کسی کی طرف آنا یا جانا، خواہ وہ کسی کی طرف دائیں سے بائیں،

بائیں سے دائیں یا پھر اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آنا جانا۔

نَـــزَّلَ اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم یعنی اللہ ذل ہوا ایک طرف سے دوسری طرف آیا اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ کیا ہے جو اللہ زل ہوا ہے؟ تو آگے اسی سوال کا جواب موجود ہے اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ حدیث ''حدث'' سے ہے جس کے معنی ہیں کچھ بھی ہونا یعنی کوئی بھی واقعہ ہونا حدث کہلاتا ہے کچھ بھی ہونا مثلاً کوئی واقعہ ہوتا ہے تو یہ حدث ہے، کوئی ایجاد ہوتی ہے تو یہ حدث ہے، کوئی گھر یا عمارت کی تعمیر ہوتی ہے تو یہ حدث ہے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ حدث ہے یعنی جو کچھ بھی ہوتا ہے اور ہو رہا ہے سب کا سب حدث کہلاتا ہے۔

اور اسی سے حدیث ہے جس کے معنی ہیں کہ جو حدث یعنی جو کچھ بھی ہوا وہ کب کہاں کیوں کیسے ہوا وغیرہ جسے اردو میں تاریخ کہتے ہیں۔

حدیث کہتے ہیں تاریخ کو کہ جو ہوا وہ کب کہاں کیسے کیوں ہوا وغیرہ اور آیت میں نہ صرف الحدیث ہے جس کے معنی بنتے ہیں مخصوص تاریخ بلکہ حدیث کے ''ث'' کے نیچے زیر کا استعمال کیا گیا ''الحدیثِ'' جس کے معنی بنتے ہیں اپنے نزول سے لیکر آگے مستقبل کی تاریخ یعنی اپنے نازل ہونے سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ۔

الحدیثِ کے پیچھے ''احسن'' کے الفاظ کا استعمال کیا گیا جو کہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے شروع میں ''الف'' اور آگے ''حسن'' ہے شروع میں الف کے استعمال سے سوالیہ بن جاتا ہے اور آگے اسی سوال کا جواب موجود ہے ''حسن''۔ حسن کے معنی ہیں بہترین جیسے انگلش میں تین ڈگریاں ہوتی ہیں گڈ، بیٹر، بیسٹ 'Good, Better, Best'' تو ان میں تیسری ڈگری جو کہ بیسٹ ہے اس سے اوپر کوئی نہیں بیسٹ کو عربی میں حسن کہتے ہیں اور احسن کے معنی بنتے ہیں کیا ہے حسن؟ یعنی کیا ہے جس سے بہتر کوئی ہے ہی نہیں؟ جس سے حسن کوئی ہے ہی نہیں یعنی جس سے بہتر کوئی ہے ہی نہیں اسے احسن کہتے ہیں۔

اب یہاں تک آیت کو انتہائی آسان الفاظ میں آپ کے سامنے رکھتے ہیں اور اس طرح کہ موضوع کا احاطہ ہو۔

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ اللہ نے جو اتارا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا ہے یا ہونا تھا اس کے بارے میں ہے کہ وہ سب کا سب کب کب کیسے کیسے اور کیوں ہوا اس کا ایسا بہترین علم ہے کہ اس سے بہتر کوئی علم ہو ہی نہیں سکتا یعنی اللہ نے جو اتارا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی۔

اب سوال کرتے ہیں انسانوں سے جو اس وقت دنیا میں آباد ہیں کہ اللہ یعنی ایشور نے کیا اتارا تو ہندوؤں کا کہنا ہے کہ اللہ نے ویدیں اتاریں، گیتا، پران اور مہابھارتا اتاری، پارسیوں کے پاس ان کا مذہبی مواد ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ نے وہ اتارا، یہودیوں کے پاس اپنی کتابیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے وہ سب اتارا جو ان کے پاس ہے، عیسائیوں کے پاس بائبل ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ نے بائبل اتاری اور مسلمانوں کے پاس قرآن، اس کے تراجم وتفاسیر اور روایات کی کتابیں ہیں یوں مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اللہ نے قرآن اتارا جو کہ نہ صرف عربی متن میں ہے بلکہ یہ تراجم وتفاسیر ہیں یہ سب بھی اور احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں اتاریں۔

اللہ نے اس آیت میں کسی ایک بھی مذہبی کتاب کا نام نہیں لیا کہ اللہ نے فلاں مذہب کی فلاں نامی کتاب اتاری بلکہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ نے صرف اور صرف وہ اتارا جو اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی۔

اس لیے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے وہ کون سا مواد ہے جو ''احسن الحدیثِ'' ثابت ہوتا ہے یعنی اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی اس کے علاوہ اللہ نے کچھ نہیں اتارا تھا جو لوگ سینوں سے لگائے بیٹھے ہیں۔

اب دیکھیں کہ کون سا مواد اس شرط پر پورا اترتا ہے جو بھی مواد اس شرط پر پورا اترتا ہے وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے۔ خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی اکثریت کا دعویٰ ہے کہ ایک تو قرآن تراجم وتفاسیر کی صورت میں اللہ کا اتارا ہوا ہے اور صرف قرآن ہی نہیں بلکہ احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں بھی اللہ ہی کی اتاری ہوئی ہیں، تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن کے ساتھ اس کے تراجم وتفاسیر اور روایات کی کتابیں بھی احسن ثابت ہو جائیں تو بلا شک وشبہ یہ سب بھی اللہ ہی کا اتارا ہوا ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ شرائط ہیں جو اللہ نے آگے واضح کر دیں۔

کِتٰبًا ایک ہی کتاب۔ زیر '' ِ '' آئے تو مستقبل کا صیغہ بن جاتا ہے، زبر '' َ '' آئے تو ماضی کا، پیش '' ُ '' آئے تو حال کا، دو زیر '' ٍ

’’ آئیں تو جتنا پھیلاؤ آسکتا ہے جتنی وسعت آسکتی ہے یعنی جتنا آگے سے آگے جایا جاسکتا ہے جایا جائے گا یعنی جمع کا صیغہ بن جاتا ہے گُل کا گُل، دوزبر ’’ ً
’’ آئیں تو سکڑ پن آتا ہے جتنا پیچھے سے پیچھے جایا جاسکتا ہے اور دوپیش آئیں ایک پیش سیدھی اور دوسری اس کے اوپر الٹی ’’ دوپیش ‘‘ تو شئے جب تک موجود ہوتی ہے اس کی پوری زندگی کا احاطہ کیا جارہا ہوتا ہے اس پورے وقت کا ذکر کیا جارہا ہوتا ہے جب تک شئے اپنے وجود میں آنے سے لیکر موت تک موجود ہوتی ہے۔

یہاں لفظ کتاب پر دوزبر کا استعمال کیا گیا کِتٰبًا جس سے کتاب میں سکڑ پن آئے گا یعنی کتاب کو جتنا پیچھے سے پیچھے لے جایا جاسکتا ہے اتنا پیچھے لے جایا جائے گا اور وہ ایک ہی کتاب بنے گی اس سے پیچھے کتاب کو نہیں لے جایا جاسکتا یوں کِتٰبًا کے معنی بنتے ہیں ایک ہی کتاب۔

یعنی اللہ نے جو اتارا تھا وہ نہ صرف اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن یعنی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی بلکہ وہ ایک ہی کتاب ہے۔ تو جس کے لیے بھی یہ دعویٰ کیا جائے کہ وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے تو دیکھا جائے گا کہ پہلی بات وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ثابت ہوتی ہے جس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا وہ ایک ہی کتاب ثابت ہوتی ہے؟
اور ایک ہی کتاب کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ دوگتوں کے درمیان اوراق پر مشتمل ایک جلد کی بات ہو رہی ہے بلکہ ایک ہی کتاب کا مطلب ہے کہ جیسے درخت ایک وجود ہے اس درخت کے بارے میں جتنا بھی علم ہے اسے بیشک ایک سے زائد جگہوں پر لکھا جائے، دس بیس یا ہزاروں صفحات پر مشتمل کئی جلدوں میں لکھا جائے اور بے شک ان کے لکھنے والے الگ الگ ہوں اور مختلف اوقات میں لکھا گیا ہو لیکن جب اس سارے علم کو دیکھا جائے تو کہیں پر بھی ربط نہ ٹوٹے وہ ایک ہی کتاب بن جائے یعنی جیسے ایک سے سو تک گنتی میں ربط ہوتا ہے ایسے ہی سارے کے سارے علم میں ربط قائم ہوگا تو وہ ایک ہی کتاب ہے اور اگر کہیں ربط قائم نہیں ہوتا کہ وہ الگ سے کوئی علم ہے کسی اور وجود کے بارے میں ہے تو وہ ایک نہیں بلکہ دو کتابیں ہو جائیں گی ایسے ہی جہاں جہاں ربط ٹوٹتا جائے کہ الگ الگ علم ثابت ہو جائے تو جتنی بار ربط ٹوٹے گا اتنی ہی کتابیں وجود میں آجائیں گی۔

دنیا میں جو جو بھی دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں فلاں اللہ کا اتارا ہوا ہے تو اسے دیکھا جائے گا کہ کیا وہ احسن الحدیثِ ثابت ہوتا ہے؟ کیا وہ ایک ہی کتاب ثابت ہوتا ہے؟ اگر تو وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے تو بلاشک وشبہ وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے اور اگر وہ ان شرائط پر پورا نہیں اترتا تو وہ اللہ کا اتارا ہوا نہیں ہے بلکہ اسے اللہ سے منسوب کیا جارہا ہے۔

اب جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں اللہ کی اتاری ہوئی ہیں تو کیا وہ سب کی سب ایک ہی کتاب ثابت ہوتی ہیں؟ کوئی لاکھ کوشش کر لے وہ انہیں ایک ہی کتاب ثابت نہیں کر سکتا تو جو ایک ہی کتاب ثابت نہ ہو بلکہ ان کے لکھنے والوں نے تو خود جگہ جگہ لکھ دیا کتاب الفلاں، کتاب الفلاں تو وہ ایک ہی کتاب کیسے ثابت ہو سکتی ہے جب کہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ بہت سی کتابیں ہیں۔

پھر یہی نہیں بلکہ اللہ نے آگے مزید بھی کچھ شرائط واضح کر دیں جن میں ایک مُّتَشَابِهًا ہے جس کے معنی ہیں کہ اس میں شبہ موجود ہے اور شبہ کہتے ہیں ایک شئے بالکل سامنے ہو جو آنکھوں سے دیکھا جارہا ہو کانوں سے سنا جارہا ہو یا پڑھا جارہا ہو لیکن اس کی اصل حقیقت کیا ہے اس کے بارے میں علم چھپا دیا گیا اس کے بارے میں علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔

جسے بھی اللہ سے منسوب کیا جارہا ہو کہ وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے تو دیکھیں کیا وہ متشابہاً ثابت ہوتا ہے؟ یعنی وہ نظر تو سب کو آرہا ہو، سنائی تو سب کو دے رہا ہو لیکن اس کا علم چھپا ہوا ہے اس کا علم اللہ کے علاوہ یا ان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں جنہیں اللہ علم دے دیتا ہے۔

تو دیکھیں کیا احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں متشابہاً ثابت ہوتی ہیں؟ یعنی سامنے تو سب کے ہیں لیکن ان کا معاملہ ایسا ہے کہ جو لکھا ہوا ہے وہ اصل حقیقت نہیں بلکہ اصل حقیقت اس کے پردے میں چھپا دی گئی جس کا علم اللہ کے علاوہ یا ان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں جنہیں اللہ نے علم دے دیا؟
اب جب احادیث کے نام پر روایات کی کتابوں کو دیکھیں تو یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ متشابہاً نہیں ہیں کیونکہ کسی بچے کے سامنے رکھیں تو وہ بھی جو پڑھے گا اس سے مراد وہی لے گا، کوئی جوان اور بوڑھا پڑھے گا تو وہ بھی اس سے مراد وہی لے گا ایسا احساس تک نہیں ہوگا کہ اصل حقیقت یا اصل علم کو چھپا دیا گیا بلکہ جو کچھ بھی ہے بالکل کھلم کھلا سامنے ہے۔ تو جو متشابہاً ثابت ہی نہ ہو وہ اللہ کا اتارا ہوا کیسے ہو سکتا ہے؟

پھر یہی نہیں اللہ نے ایک اور شرط بھی عائد کردی مَثَانِيَ. مثانی کہتے ہیں ایک کے بعد اس دوسرے کا ہونا کہ جس سے دونوں کے درمیان ربط قائم ہو جائے جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار، چار کے بعد پانچ وغیرہ۔ یعنی اللہ نے جو اتارا وہ نہ صرف اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں بلکہ وہ ایک ہی کتاب ہے، وہ متشابہاً ہے یعنی وہ نظر تو سب کو آرہا ہے لیکن وہ ایسے ہے کہ اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں یا ان کے علاوہ جن کو اللہ نے علم دے دیا ہو جو راسخون فی العلم ہیں اور پھر اللہ نے جو اتارا وہ مثانی بھی ہے یعنی وہ ایسا ہے کہ اس میں اول تا آخر ایسے ربط قائم ہے جیسے ایک وجود ہو اور وجود میں تمام کے تمام پرزوں کا آپس میں گہرا ربط قائم ہوتا ہے جیسے جسم میں اعضاء ایک دوسرے سے مشروط ہوتے ہیں جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار، چار کے بعد پانچ آتا ہے وغیرہ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ احادیث کے نام پر جن روایات کی کتابوں کو اللہ کا اتارا ہوا قرار دیا جاتا ہے کیا وہ کتابیں ان میں موجود مواد مثانی ثابت ہوتا ہے؟ کیا اول تا آخر ان میں موجود روایات کا معاملہ ایسا ہے کہ جیسے جسم میں تمام اعضاء ایک دوسرے سے مربوط و مشروط ہوتے ہیں؟ اگر نہیں جو کہ بالکل بھی مثانی ثابت نہیں ہوتیں تو پھر اس کے باوجود جو انہیں اللہ کا اتارا ہوا کہتے ہیں وہ اللہ کیساتھ شرک عظیم کر رہے ہیں وہ اللہ پر افتراء کر رہے ہیں جس کا انہیں کوئی حق نہیں ہے، بغیر علم کے اللہ سے وہ منسوب کر رہے ہیں جو اللہ نے کہا ہی نہیں جو اللہ نے اتارا ہی نہیں۔

اب دنیا کے کسی بھی مواد کو لے لیں جس جس کے بارے میں بھی انسانوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ یعنی ایشور، گاڈ، ایل وغیرہ کا اتارا ہوا ہے اور اسے ان شرائط پر پرکھیں کیا ان میں سے کچھ بھی ان شرائط پر پورا اترتا ہے؟ جو ان شرائط پر پورا اترے وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے اور جو ان شرائط پر پورا نہیں اترتا وہ قطعاً اللہ کا اتارا ہوا نہیں ہے خواہ اس کے حق میں پوری دنیا کے انسان ہی کیوں نہ جمع ہو جائیں۔

جب دنیا کے تمام تر مذہبی مواد کو اکٹھا کیا جائے اور اسے ان شرائط پر پرکھا جائے تو صرف اور صرف ایک ہی کتاب ان تمام شرائط پر پورا اترتی ہے اور وہ ہے یہ القرآن اور وہ بھی اپنے اصل عربی متن پر مشتمل یا عربی متن کیساتھ چند روایات ہیں جن کو ہم آپ کے سامنے لے آئے۔ اس کے علاوہ کوئی ایک بھی کتاب یا کچھ بھی ایسا نہیں ہے جو ان شرائط پر پورا اترتا ہو یہاں تک کہ اس قرآن کے تراجم و تفاسیر کے نام پر جو کچھ بھی موجود ہے خواہ وہ دنیا کی کسی بھی زبان میں ترجمہ و تفسیر کیا گیا وہ سب کا سب بھی اللہ کا اتارا ہوا ثابت نہیں ہوتا۔

کوئی ایک بھی ترجمہ و تفسیر ایسی نہیں ہے جو اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ثابت ہو، جو ایک ہی کتاب ثابت ہو، جو متشابہاً ثابت ہو اور جو مثانی ثابت ہو۔ جس سے یہ بات بھی بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ وہ لوگ جو تراجم و تفاسیر کو اللہ کا کلام قرآن قرار دیتے ہیں وہ بغیر علم کے اللہ پر افتراء عظیم کرتے ہیں وہ اللہ پر عظیم بہتان باندھتے ہیں۔ تمام کے تمام تراجم و تفاسیر جو کہ ان میں سے کسی ایک شرط پر بھی پورا نہیں اترتے وہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ شیاطین کا کلام ہیں۔

خواہ ساری کی ساری دنیا اکٹھی ہو جائے اور کہے کہ یہ تراجم و تفاسیر اللہ کا کلام ہیں اللہ کے اتارے ہوئے ہیں یہ قرآن ہیں تو اللہ پر کوئی فرق نہیں پڑنے والا اللہ کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت و حیثیت نہیں وہ سب کا سب اللہ کے شریکوں کا کلام ہے ان کا کام ہے نہ کہ اللہ کا۔

یہ بات بہت کڑوی ہے لیکن یہ حق ہے جسے دنیا کی کوئی بھی طاقت غلط ثابت نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ کر لے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ . الزمر ۲۳

اللہ ہے اتاری اس نے اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیامت تک کی ایسی بہترین تاریخ کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں یعنی اللہ نے جو اتارا تھا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا اس کے بارے میں علم ہے، ایک ہی کتاب ہے متشابہاً ہے یعنی سب کے سامنے ہونے کے باوجود کسی کو بھی علم نہیں ہے اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں یا ان کے علاوہ جن کو اللہ نے علم دیا جو کہ راسخون فی العلم ہیں، مثانی بھی ہے یعنی اس نے جو کچھ بھی اتارا اس کا آپس میں ایسا ربط قائم ہے جیسے کہ جسم میں تمام کے تمام اعضاء آپس میں مربوط و مشروط ہوتے ہیں یا جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار، چار کے بعد پانچ ہوتا ہے وغیرہ اور یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ ان تمام شرائط پر صرف اور صرف یہ قرآن اپنے اصل متن عربی کیساتھ

ہی پورا اترتا ہے جس سے یہ بات بالکل کھل کر واضح ہوگئی کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی بہترین تاریخ ہے اس قرآن میں وہ سب کا سب موجود ہے جو کچھ بھی اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونا تھا۔ آج جو کچھ بھی ہورہا ہے اس سب کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن کی آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب جبکہ نہ صرف اللہ کا کہنا ہے کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے بلکہ آپ پر بھی یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس قرآن کو کھول کر دیکھا جائے تو اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ کی بجائے ماضی کی تاریخ ملتی ہے جیسا کہ درج ذیل میں آپ چند آیات کو دیکھ سکتے ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ. قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ.

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ. قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ. قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ. اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ. قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ. فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ. قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ. قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ. فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ. فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ.

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ. اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ. وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ. فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ. وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ.

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ. وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ. الاعراف ۵۹ تا ۸۶

یہ صرف سورۃ الاعراف کی چند آیات ہیں جن میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ گزشتہ رسولوں اور اقوام کی بات کی گئی ان چند آیات کے علاوہ پورے کا پورا قرآن گزشتہ انبیاء ورسولوں، بنی اسرائیل، آل فرعون اور باقی ہلاک شدہ اقوام کے ذکر سے بھرا پڑا ہے اور آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ قرآن میں جن قوموں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا یہ تمام کے تمام تو ماضی کا قصہ بن چکے، مثلاً نوح اور ان کی قوم جن کی طرف نوح اور نوح کے خاتم سے نکل کر آنے والے النبیّن کو بھیجا گیا ہر کوئی جانتا ہے وہ ماضی کا قصہ بن چکے، ھود اور اسے جس قوم کی طرف بھیجا گیا یعنی قوم عاد ہر کوئی جانتا ہے کہ ماضی کا قصہ بن چکے، صالح اور وہ قوم جس کی طرف صالح کو بھیجا گیا یعنی قوم ثمود ماضی کا قصہ بن چکے، شعیب اور جن کی طرف شعیب کو بھیجا گیا یعنی قوم مدین ماضی کا قصہ بن چکے، لوط اور اس کی قوم ماضی کا قصہ بن چکے، موسیٰ اور آل فرعون ماضی کا قصہ بن چکے، امت بنی اسرائیل ماضی کا قصہ بن چکی۔

یہ چند آیات ہیں پورا قرآن ان گزشتہ ہلاک شدہ اقوام کی آیات سے بھرا پڑا ہے جو کہ ہر کوئی جانتا ہے اور قرآن خود بار بار یہ واضح کرتا ہے کہ یہ تمام کی تمام اقوام اور رسول ماضی کا قصہ بن چکے۔ اب جبکہ قرآن میں ماضی کی اقوام کی تاریخ ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ قرآن میں ایسا کہے کہ اس نے جو اتارا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے؟ یعنی ایک طرف اللہ یہ کہے کہ مستقبل کی تاریخ ہے اور دوسری طرف قرآن میں مستقبل کی بجائے ماضی کی تاریخ ہو، قرآن ماضی کی تاریخ سے بھرا پڑا ہو تو یہ قرآن میں اختلاف سامنے آجاتا ہے اور اگر اختلاف ثابت ہوجائے جو کہ بظاہر نظر آرہا ہے تو پھر بلا شک وشبہ جس میں اختلاف ثابت ہوجائے وہ اللہ کا اتارا ہوا تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اسی قرآن میں اللہ نے خود یہ کہا ہے کہ اگر قرآن غیر اللہ کے ہاں سے ہے تو اس میں اختلاف کثیر پاؤ گے اور اگر اللہ کی طرف سے ہے اللہ کے ہاں سے ہے تو پھر اس میں رائی برابر بھی اختلاف نہیں پاؤ گے جیسا کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں۔

اَفَلاَ يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلاَفًا كَثِيْرًا. النساء ۸۲

کیا پس نہیں تدبر کررہے القرآن، جو کچھ بھی تم پر کھول کھول کر پڑھا جارہا ہے تمہاری راہنمائی، تمہاری ہدایت کے نام پر جو کچھ بھی تم پر پڑھا جارہا ہے اور اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کے ہاں سے ہے تو پھر یہ بات طے شدہ ہے کہ تم اس میں اختلاف کثیر پار ہے ہو یعنی اگر اللہ کے ہاں سے ہے تو اس میں تم اختلاف نہیں پاؤ گے اور اگر اللہ کے ہاں سے نہیں ہے تو پھر تم اس میں بہت زیادہ اختلاف پاؤ گے کہ ایک مقام پر کچھ بات کی جارہی ہے اور دوسرے مقام پر کچھ اور آپس میں کوئی ربط ہی نہیں کسی بات کا۔

اب اگر یہ قرآن واقعتاً اللہ کے ہاں سے ہے اللہ کا اتارا ہوا ہے غیر اللہ کا نہیں ہے تو پھر اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے اور اگر اس میں اختلاف ثابت ہوجائے تو اللہ کے ہاں سے نہیں۔

پیچھے آپ نے جان لیا کہ سورۃ الزمر کی آیت ۲۳ میں اللہ کا کہنا ہے یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں اور دوسری طرف اس قرآن میں دیکھیں تو مستقبل کی تاریخ نظر آنا تو بہت دور کی بات ہے بلکہ الٹا اس کے بالکل برعکس ماضی کی تاریخ سے قرآن بھرا پڑا ہے، ان قوموں کا ذکر کیا گیا جو ماضی میں گزر چکیں جس سے بظاہر تو اس قرآن میں اختلاف ثابت ہوجاتا ہے۔

اب اصول اور قانون یہ ہے کہ اگر کسی کی بھی بات میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے تو ایسا نہیں کہ بندہ خود سے ہی یہ فیصلہ کرکے بیٹھ جائے کہ ہاں اختلاف ثابت ہو چکا بلکہ اگر کہیں کسی کی بھی بات میں اختلاف نظر آئے تو سب سے پہلے اس کی تصدیق کی جائے گی کہ کیا حقیقت میں اختلاف ہے، جو نظر آرہا ہے حقیقت وہی ہے یا پھر کہیں میرے سمجھنے میں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی، مجھ سے کوئی پہلو پوشیدہ رہ گیا جس وجہ سے میں بات کو صحیح سے سمجھ نہیں پایا اور اسی وجہ سے مجھے اختلاف نظر آرہا ہے جس کے لیے لازم ہے کہ جس کی بات ہے اس سے وضاحت طلب کی جائے کہ آپ کی بات میں مجھے فلاں جگہ اختلاف نظر آرہا ہے آخر ایسا کیوں ہے کیا واقعتاً اختلاف ہے یا پھر میرے سمجھنے میں کوئی غلطی ہوئی کوئی پہلو مجھ سے پوشیدہ رہ گیا جس وجہ سے مجھے اختلاف نظر آرہا ہے؟ یہ تو ہے کسی بھی عام شخص کے حوالے سے بات، جب کسی بھی عام شخص کے حوالے سے یہ اصول وقانون ہے کہ اگر کسی کی بات میں بظاہر کہیں اختلاف نظر آئے

تو اسے اختلاف تسلیم کر لینے کی بجائے پہلے اس کی تصدیق کی جائے گی جس کے لیے جس نے بات کی اس سے وضاحت طلب کی جائے گی تو پھر جب بات کی جائے اللہ کی تو کسی بھی صورت ایسا نہیں کیا جا سکتا کہ خود سے طے کر لیا جائے کہ اختلاف ثابت ہو گیا بلکہ اللہ سے سوال کیا جائے کہ اے اللہ تُو نے ایک مقام پر ایسا کہا اور دوسرے مقام پر اس کے بالکل برعکس ہے بظاہر نظر آنے والے اس اختلاف کی حقیقت کیا ہے؟

اور پھر کسی بھی صورت یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اسی قرآن میں جو کہ پیچھے آیت گزر چکی اس میں اللہ نے کہا ہے کہ یہ قرآن متشابہاً ہے۔ آپ کو ہر لمحے یہ بات مدنظر رکھنی ہے کہ اللہ نے کہا ہے اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً بھی ہے یعنی وہ سامنے تو ہے جو ہر کسی کو نظر آ رہا ہے لیکن اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے بھی پاس نہیں یا ان کے علاوہ جن کو اللہ نے علم دے دیا۔

اور جبکہ آپ کا شمار ان میں سے نہیں ہے جو راسخون فی العلم ہیں تو پھر اس لیے ہو سکتا ہے آپ کو جو اختلاف نظر آ رہا ہے وہ اختلاف ہو ہی نہیں بلکہ آپ کے سمجھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہو اصل علم جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ پر نہ کھلا ہو۔ اس لیے آپ پر لازم ہے کہ آپ اللہ سے سوال کریں کہ اے اللہ اگر اس میں اختلاف نہیں تو پھر یہ اختلاف سامنے کیوں آ رہا ہے آخر وہ کون سا پہلو ہے جو ہم سے ابھی بھی پوشیدہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے سامنے اختلاف آ رہا ہے تو اللہ اس کا جواب یوں دیتا ہے۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا. الاسراء ۸۹

وَلَقَدۡ اور تحقیق کہ یعنی تمہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیتیں دیں تو اسی لیے کہ تم اپنی طرف سے پوری تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو جو کہا جا رہا ہے وہی تمہارے سامنے آئے گا یہ اللہ کے قانون میں قدر میں طے شدہ ہے صَرَّفۡنَا ہم ہر پہلو سے ہر لحاظ سے پھیر پھیر کر سامنے لے آئے لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ اس قرآن میں مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ وہ تمام کا تمام جو کچھ بھی لوگوں کو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک پیش آنا ہے جو کچھ بھی ان کے درمیان ہونا ہے انہیں پیش آنا ہے وہ سب کا سب تمام کا تمام مثلوں سے سامنے لے آئے یعنی اس قرآن میں ماضی میں پیش آنے والے واقعات میں سے صرف ان کا اور اس طرح کے الفاظ میں ذکر کیا جو ہو بہو اسی طرح قرآن کے نزول سے الساعت کے قیام تک پیش آئیں گے فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاس پس اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا لوگوں کی اکثریت نے یعنی لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں اللہ نے وہ سب کا سب مثلوں سے سامنے رکھ دیا اور ہر پہلو سے سامنے رکھ دیا جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو پیش آنا ہے جس جس حوالے سے بھی انہیں راہنمائی درکار ہے سب کا سب مثلوں سے ہر پہلو سے ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کیوں انسانوں کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس کی وجہ بھی اللہ نے آگے واضح کر دی اِلَّا كُفُوۡرًا مگر اس لیے کہ جو کچھ بھی انہیں دیا گیا سننے دیکھنے اور جو سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیتیں، وہ مال ہو، اولاد ہو، ذہانت ہو، کچھ کرنے کی صلاحیتیں ہوں، کوئی عہدہ مرتبہ یا مقام ہو، ان کو جو جسم دیا جو اعضاء دیئے، جو زندگی دی، جو وقت دیا یا جو کچھ بھی دیا ان میں سے کسی کا بھی یا ان کا اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے جس مقصد کے لیے انہیں یہ سب دیا گیا، انسانوں کی اکثریت ان سب کا اپنی خواہشات کی اتباع میں اپنی مرضیوں کے مطابق استعمال کرنا چاہتی ہے اس لیے انہوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں سب کا سب موجود ہے کیونکہ اگر یہ اس بات کو مان لیتے ہیں اور قرآن سے اپنے ہر سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں تو پھر جسے قرآن دین کہتا اس پر قائم ہونے سے ان کی خواہشات پر کاری ضرب پڑے گی، یہ قرآن جسے الصلاۃ کہتا ہے اسے قائم کرنے سے ان کی خواہشات کا قتل ہو جائے گا اور یہی اکثریت نہیں چاہتی کہ ایسا ہو اس لیے یہ انکار کر دیتے ہیں اور قرآن کے برعکس اوروں سے رجوع کرتے ہیں قرآن کے شریک گھڑ کر قرآن کے شریکوں کی طرف جاتے ہیں۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ‌ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَىۡءٍ جَدَلًا. الکھف ۵۴

اس آیت کے پہلے حصے میں بھی وہی کہا گیا جو پچھلی آیت کے پہلے حصے میں کہا گیا اور اس آیت کے اگلے حصے میں کہا گیا وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَىۡءٍ جَدَلًا اور یہ تو اللہ کے قانون میں، قدر میں طے شدہ ہے کہ انسان اکثریت معاملات میں جھگڑا کرنے والا ہے سو جھگڑا ہی کیا یعنی قرآن کی بات تسلیم کرنے کی بجائے

اپنی خواہشات واپنے خودساختہ الٰھوں کی باتوں کوقرآن پر ترجیح دی جب بھی قرآن نے کسی معاملے میں راہنمائی کی تو اپنی جہالت وفضولیات کودلائل کے نام پر قرآن پر پیش کیااورقرآن کے مدمقابل اوراشیاء کولاکھڑا کیا، وہ بات نہ تسلیم کی جوقرآن نے کی، جوبھی اللہ کا بھیجا ہوا آیااوراس نے قرآن کی طرف دعوت دی تو قرآن کی بات ماننے کی بجائے اس کیساتھ جدل ہی کیا کہ نہیں قرآن میں راہنمائی موجودنہیں ہے قرآن میں سب کچھ نہیں ہے، کیا ہمارے آباؤاجداد، ہمارے ملّاں وغیرہ سب کے سب غلط اور تُو اکیلا سچا ہے؟ ایسے ہی آج جس طرح قرآن کی بات کرنے والے سے جدل کیا جاتا ہے۔

ان آیات میں اللہ نے یہ بات بھی واضح کردی کہ قرآن کے نزول سے لیکرالساعت کے قیام تک لوگوں کوجوجومعاملات بھی پیش آنے تھے یاپیش آنے ہیں، ان کے ہرسوال کاجواب اسی قرآن میں سامنے لارکھااورنہ صرف سامنے لارکھا بلکہ پھیرپھیرکر ہر پہلو سےاورتمام کاتمام مثلوں سے سامنے لارکھایعنی اس قرآن میں اس قرآن کے نزول سے لیکرالساعت کے قیام تک جوکچھ بھی ہوناتھایاہوناہے وہ چھوٹے سے چھوٹاواقعہ ہویاپھربڑے سے بڑاسب کے سب کی تاریخ اس قرآن کی صورت میں مثلوں سے اتاردی۔

مطلب یہ کہ آپ اس قرآن میں دیکھتے ہیں بار بارجگہ جگہ وہ لوگ جوگزرچکےان کاذکرآتاہے بہت سے واقعات کاذکرآتاہے جوماضی میں ہوچکےجس وجہ سے بظاہرایسالگتاہے کہ قرآن ان کی بات کررہاہےان کے بارے میں بتارہاہے جوماضی میں گزرچکے جواس قرآن سے پہلے ہی اس دنیاسے جاچکےیعنی الاولین لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کی سب مثلیں ہیں۔

ماضی میں جوکچھ بھی ہوااس میں سے وہ اورایسے الفاظ میں اتاراکہ جواس قرآن کے نزول سے لیکرالساعت کے قیام تک جوکچھ بھی ہوناہےایک ایک لمحے کا احاطہ کرے ہرچھوٹے اوربڑے واقعے کی تاریخ ہے، اللہ چونکہ العزیزالحکیم ہےاس لیے یوں نہ صرف مثلوں کی صورت میں قرآن کے نزول سے لیکرالساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے بلکہ ماضی میں جو کچھ ہوا اس کا علم بھی اللہ نے اس قرآن میں رکھ دیا اس کی تاریخ بھی اتار دی۔

جہاں نوح اورقوم نوح کاذکرہےتووہ اصل میں نوح اوراس کی قوم کاذکرنہیں اصل میں نوح کی مثل اوراس کی قوم کی مثل قوم کاذکرہےجس نے اس قرآن کے نزول سے لیکرالساعت کے قیام کے دوران آخرمیں بالکل الساعت کے قریب آناتھاایسے ہی قرآن میں جہاں جہاں بظاہرالاولین کاذکرملتاہے وہ الاولین کاذکرنہیں ہے بلکہ ان کی مثلوں کی صورت میں اس قرآن کے نزول سے لیکرالساعت کے قیام کے دوران والوں کی تاریخ ہے۔

اب دیکھیں اسی کواللہ نے بالکل دوٹوک الفاظ میں بھی واضح کردیاجیساکہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ.الزخرف ۵۶

پس کردیاہم نے انہیں سلفاًیعنی الاولین جوکہ اس قرآن کے نزول سے قبل اس زمین پرآبادتھےانہیں ایک ایک کوگزرے ہوئے کردیا، جودنیامیں آئے تھے اب گزرے ہوئے ہوچکےاورنہ صرف انہیں سلف یعنی گزرے ہوئے کردیابلکہ انہیں مثل کردیاالآخرین کے لیےیعنی اس قرآن کے نزول سے لیکرقیام الساعت تک کے دوران آنے والوں کے لیے۔

یعنی وہ جوالاولین ہیں جواس سے پہلےگزرچکےوہ نہ صرف گزرے ہوئے کردیئے گئے بلکہ انہیں مثل کردیابعدوالوں کے لیےجس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن میں جہاں گزشتہ لوگوں کاذکرکیاگیاوہاں اصل میں ان کاذکرنہیں بلکہ وہاں موجودہ لوگوں کاذکرہے۔جہاں قوم نوح کاذکرکیاگیاوہاں اصل میں قوم نوح کاذکرنہیں بلکہ انہیں توسلف کردیاگیااورنہ صرف سلف بلکہ مثل کردیاگیابعدوالوں کے لیےاس لیے وہاں قوم نوح کی مثل موجودہ قوم کاذکرہے اورجہاں نوح کاذکرکیاگیاوہاں اصل میں نوح کاذکرنہیں بلکہ نوح کوتوسلف کردیاگیاوہاں اس کی مثل رسول کاذکرہے جسے اس قوم اس امت کے آخرین میں آناتھاجس نے بالکل نوح کی طرح آکرعذاب عظیم سے متنبہ کرناتھااوراس کی موجودگی میں عذاب آناہے۔

ایسے ہی جہاں جہاں بھی سلف کاذکرہے وہاں اصل میں سلف کاذکرنہیں بلکہ سلف کی مثل سے بعدوالوں کاذکرکیاگیاہےایسے ہی جہاں جہاں امت بنی اسرائیل کاذکرکیاگیاوہاں امت بنی اسرائیل کاذکرنہیں بلکہ بنی اسرائیل توسلف ہوچکےوہاں ان کی مثل موجودہ امت کاذکرہےخودکومسلمان کہلوانے والوں کی تاریخ ہے۔

سورۃ الزخرف کی یہ آیت دہلاکررکھ دینے والی ہے کہ جوبھی الاولین ہیں جواس قرآن کے نزول سے قبل یااس سے قبل دنیامیں آئے نہ صرف انہیں گزراہواکردیا

بلکہ مثل کردیا الآخرین کے لیے تو اس قرآن میں جہاں جہاں بھی سلف کا ذکر ملتا ہے وہ اصل میں ان کی مثل موجودہ قوم موجودہ امت کی تاریخ ہے سلف کی مثلوں سے۔

اب آپ خود دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ آیا یہ قرآن متشابہاً ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ اسے متشابہاً تسلیم نہیں کرتے یا آپ کو قرآن کے متشابہاً ہونے کا علم نہیں ہوگا تو آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آئے گی کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اور پھر کس طرح ہے بلکہ آپ یہی سمجھیں گے کہ اس قرآن میں یہ سب ان کی لائنیں ہیں جو اس قرآن کے نزول سے قبل اس زمین پر آباد تھے جنہیں عربی میں الاولین کہا جاتا ہے یوں آپ اپنی زبان اور عمل سے دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس قرآن میں اساطیر الاولین ہیں۔

آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ نہیں ہوگا کہ جہاں جہاں الاولین کا ذکر ملتا ہے وہ ان کا ذکر نہیں بلکہ وہ تو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام کے دوران آنے والوں کی تاریخ ہے مثلوں سے اور آپ وہاں انہیں لوگوں کا ذکر سمجھیں گے آپ یہی سمجھیں گے کہ یہ انہیں گزشتہ اقوام کا ذکر ہے انہیں گزشتہ رسولوں کو ذکر ہے، امت بنی اسرائیل کا ذکر ہے ان میں سے کسی کے بھی ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں یعنی آپ قدم قدم پر اپنی زبان اور اپنے اعمال سے اس بات کے دعویدار ہوں گے کہ اس قرآن میں اساطیر الاولین ہیں۔

اب دیکھیں اگر کوئی قرآن کے متشابہاً ہونے کو تسلیم نہیں کرتا جو کہ تمام کے تمام مترجمین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مفسر ایسا آپ کو نظر آئے گا جس نے قرآن کو متشابہاً تسلیم کیا ہو کیونکہ اگر قرآن کو متشابہاً تسلیم کر لیا جائے جس کا مطلب ہے کہ اس قرآن میں جو کچھ بھی سامنے نظر آ رہا ہے حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ حقیقت اس کے برعکس کچھ اور ہے جسے اللہ نے چھپا دیا جس کا علم صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے اس لیے اللہ کے علاوہ اس قرآن کو کوئی بھی بیّن نہیں کرسکتا یعنی کھول کر واضح نہیں کرسکتا اور نہ ہی کسی بھی صورت قرآن کا ترجمہ وغیرہ کیا جاسکتا ہے لیکن ان لوگوں نے قرآن کو متشابہاً تسلیم کرنے کی بجائے اس کا کفر کرتے ہوئے جو سامنے نظر آ رہا ہے اسے ہی حقیقت سمجھ کر تراجم وتفاسیر کر دیئے۔ تو ایسے تمام کے تمام لوگ جن کو علم ہی نہیں کہ قرآن متشابہاً ہے اور جو قرآن کو متشابہاً تسلیم نہیں کرتے ان کے نزدیک اس قرآن میں کیا ہے آج آپ یہ حقیقت کھلنے پر چونک جائیں گے کیونکہ آج سے پہلے آپ کا بھی انہی میں شمار ہوتا تھا اور اس سے آپ پر قرآن کا متشابہاً ہونا کیا ہے یہ بھی مزید کھل کر واضح ہو جائے گا۔

کسی کے بھی سامنے قرآن کی ان آیات کو رکھا جائے جن میں بظاہر گزشتہ لوگوں کا ذکر ملتا ہے جیسے کہ درج ذیل آیات میں نوح اور اس کی قوم کا ذکر ہے۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ. قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰٮكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ. قَالَ يٰقَوۡمِ لَيۡسَ بِیۡ ضَلٰلَةٌ وَّلٰـكِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ. اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنۡصَحُ لَـكُمۡ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ. اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ لِيُنۡذِرَكُمۡ وَلِتَتَّقُوۡا وَلَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ. فَكَذَّبُوۡهُ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ فِی الۡفُلۡكِ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا عَمِيۡنَ. الاعراف ۵۹ تا ۶۴

اب سوال کیا جائے کہ ان آیات میں کس کا ذکر ہو رہا ہے تو آگے سے جواب آئے گا کہ یہ نوح اور اس کی قوم کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہی درج ذیل آیات کو سامنے رکھیں۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰٮكَ فِیۡ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ. قَالَ يٰقَوۡمِ لَيۡسَ بِیۡ سَفَاهَةٌ وَّلٰـكِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ. اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنَا لَـكُمۡ نَاصِحٌ اَمِيۡنٌ. اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ لِيُنۡذِرَكُمۡ ؕ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَـكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَكُمۡ فِی الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ. قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰهَ وَحۡدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ

مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ. قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوۡنَنِىۡ فِىۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ فَانْتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ. فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ.

الاعراف ۶۵ تا ۷۲

ان آیات کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں سے سوال کریں ان سے پوچھیں کہ ان آیات میں یہ کن کا ذکر ہو رہا ہے تو جواب آئے گا کہ یہاں ھود اور قوم عاد کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہی درج ذیل آیات کو سامنے رکھ کر یہی سوال کریں۔

وَاِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَـكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ. وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَـكُمۡ خُلَـفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡ سُهُوۡلِهَا قُصُوۡرًا وَّتَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُيُوۡتًا ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ. قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِىۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ. فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ وَقَالُوۡا يٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ. فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ. فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَـكُمۡ وَلٰـكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِيۡنَ. الاعراف ۷۳ تا ۷۹

تو جواب ملے گا کہ یہ قوم ثمود اور صالح علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے۔

ایسے ہی درج ذیل آیات کو سامنے رکھ کر یہی سوال کریں۔

وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ. وَلَا تَقۡعُدُوۡا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَتَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ كُنۡتُمۡ قَلِيۡلًا فَكَثَّرَكُمۡ ۖ وَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ. وَاِنۡ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنۡكُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ بَيۡنَنَا ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لَـنُخۡرِجَنَّكَ يٰشُعَيۡبُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَكَ مِنۡ قَرۡيَتِنَاۤ اَوۡ لَـتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوۡ كُنَّا كٰرِهِيۡنَ. قَدِ افۡتَرَيۡنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنۡ عُدۡنَا فِىۡ مِلَّتِكُمۡ بَعۡدَ اِذۡ نَجّٰٮنَا اللّٰهُ مِنۡهَا ؕ وَمَا يَكُوۡنُ لَـنَاۤ اَنۡ نَّعُوۡدَ فِيۡهَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا ؕ رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَـقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ. وَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لَـئِنِ اتَّبَعۡتُمۡ شُعَيۡبًا اِنَّكُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ. فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ. الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ۛۚ اَلَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَانُوۡا هُمُ الۡخٰسِرِيۡنَ. فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَـكُمۡ ۚ فَكَيۡفَ اٰسٰى عَلٰى قَوۡمٍ كٰفِرِيۡنَ.

الاعراف ۸۵ تا ۹۳

تو جواب ملے گا کہ یہ قوم مدین اور شعیب علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہی قوم لوط ہو، اخوان لوط ہوں، آل فرعون ہوں، موسیٰ اور بنی اسرائیل والی آیات ہوں یا پھر عیسیٰ ابن مریم اور بنی اسرائیل والی آیات تو یہی جواب آئے گا کہ یہ انہیں سب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

یہ تمام کے تمام لوگ اس قرآن کے نزول سے پہلے یا اس سے پہلے دنیا سے آ کر جا چکے جنہیں عربی میں الاولین کہا جاتا ہے اور قرآن میں الاولین کے بارے

میں جتنی بھی لائنیں ہیں لائنوں کو اساطیر کہا جاتا ہے یوں انہیں اساطیر الاولین کہا جائے گا۔ یعنی ایسے تمام کے تمام لوگ جن کو علم ہی نہیں کہ قرآن متشابہاً ہے کہ اس میں جو سامنے لکھا نظر آ رہا ہے وہ اصل حقیقت نہیں بلکہ اصل حقیقت چھپا دی گئی جو کہ اس کے بالکل برعکس ہے وہ سب کے سب اسی کو حقیقت سمجھتے ہیں جو سامنے نظر آ رہا ہے جس کا مطلب بالکل واضح طور پر یہ بنتا ہے اور وہ خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ قرآن میں یہ تمام کا تمام الاولین کا ذکر ہے ان کی لائنیں ہیں جسے عربی میں اساطیر الاولین کہا جائے گا۔

اب دیکھیں یہی بات اللہ نے اس قرآن میں بھی بیان کر دی یہی آج اس موجودہ دور میں موجود قرآن کے دعویداروں خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی تاریخ بھی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اللہ نے اس قرآن میں اتار دی تھی کہ جب ان سے پوچھا جائے کہ جو اللہ نے اتارا تھا وہ کیا ہے تو آگے سے کہتے ہیں اساطیر الاولین یعنی اس سے پہلے جو اس دنیا میں آئے تھے اور گزر چکے یہ سب کا سب ان کا ذکر ہے قرآن میں ان کی لائنیں ہیں جیسا کہ درج ذیل آیات میں آپ خود اپنی آنکھوں سے آج ایسا کہنے والوں کی تاریخ دیکھ رہے ہیں جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی۔

اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ. القلم ۱۵، المطففین ۱۳

جب تلاوہ کی گئی اس پر ہماری آیات یعنی جب انسان پر اللہ کے بھیجے ہوئے اللہ کے رسول کے ذریعے اللہ کی آیات کی تلاوہ کی گئی پوری ترتیب کیساتھ اللہ کی آیات کو کھول کھول کر واضح کیا گیا تو انسان نے آگے سے جواب دیا قَالَ کہا یعنی آگے سے انسان کا ردعمل کیا ہے جواب کیا ہے اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ اساطیر الاولین ہیں یعنی یہ جو بھی قرآن میں گزشتہ لوگوں کے بارے میں آیات آئی ہیں یہ تو محض الاولین کی سطریں ہیں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

پیچھے آپ پر واضح کیا جا چکا کہ اساطیر الاولین اس طرح ثابت ہوتی ہیں جب یہ کہا جائے کہ یہ تو گزشتہ لوگوں کی بات کی جا رہی ہے جس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور یہی موجودہ انسانوں کا کہنا ہے وہ جو قرآن پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہیں اور مزید کیا کہتے ہیں یہ بھی اللہ نے قرآن میں بیان کر دیا۔

لَقَدۡ وُعِدۡنَا هٰذَا نَحۡنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ. النمل ٦٨

تحقیق کہ یعنی تم اپنی تحقیق کر لو تمہارے سامنے یہی بات آئے گی وعدہ ہے یہ ہمارا، ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس سے پہلے نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین۔

یعنی یہ ہمارا وعدہ ہے تم اپنی تحقیق کر لو تمہارے سامنے یہی آئے گا ہم یعنی موجودہ وہ لوگ جو قرآن کی ترجمانی کے دعویدار ہیں جو علماء و مفسر ہیں اور جو ہمارے آباؤ اجداد یعنی وہ جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں جنہوں نے قرآن کے تراجم و تفاسیر لکھی ہیں ان سب کے سب کے تراجم و تفاسیر اٹھا کر دیکھ لو ان کو چھان پھٹک لو تمہیں ایک ہی بات ملے گی کہ نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین ہیں یعنی اس قرآن میں جو اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے جو کہ الاولین ہیں ان کی لائنیں ہیں اس سے بڑھ کر وہ سب کچھ بھی نہیں ہے ان کا ہمارے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں وہ تو محض ان کے بارے میں اللہ ہمیں بتا رہا ہے جس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

جہاں نوح کا لفظ آیا تو وہاں نوح کا ذکر ہو رہا ہے جہاں اس کی قوم تو اسکی قوم کا ذکر ہو رہا ہے اس طرح قرآن میں ایسی تمام کی تمام الاولین کی ہی سطریں ہیں۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ مَّا ذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّکُمۡ ۙ قَالُوۡۤا اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ. النحل ٢٤

اور جب کہا گیا ان کو جو اس وقت دنیا میں موجود ہیں کیا تھا جو اتارا تھا تمہارے ربّ نے؟ تو آگے سے جواب دے رہے ہیں اساطیر الاولین یعنی ہمارے ربّ نے جو اتارا تھا وہ اساطیر الاولین ہیں۔

آج اس وقت جو انسان موجود ہیں آج جب ان پر اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کے ذریعے قرآن کی ایسی تمام آیات کو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے آج ان سے پوچھا گیا کہ بتاؤ یہ سب کیا ہے؟ کیا ہے جو اتارا تھا تمہارے ربّ نے؟ تو یہ لوگ آگے سے یہی کہہ رہے ہیں کہ اساطیر الاولین ہیں یعنی وہ جو اس قرآن سے قبل یا اس سے قبل گزر چکے ان کی لائنیں ہیں ان کا ذکر کیا گیا۔ اور آج آپ کسی سے بھی پوچھ لیں آپ کو یہی جواب ملے گا کہ یہ ان قوموں کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کی بات کی جا رہی ہے جو قوموں میں جو لوگ گزر چکے۔

کسی سے بھی پوچھ لیں کہ قرآن میں جہاں جہاں اللہ نے کسی بشر کو مخاطب کیا "ک" کے استعمال سے جس کا معنی ہے تُو تو وہاں "ک" سے مراد کون ہے تو جواب آئے گا کہ محمد، اسی طرح جہاں رسول کی اطاعت کے الفاظ آئے تو وہاں رسول سے مراد محمد، جہاں اللہ اپنے رسول کے ذریعے اس وقت کے لوگوں سے

مخاطب ہے تو کہا جاتا ہے یہ مشرکین مکہ کا ذکر ہے اور کون نہیں جانتا کہ نہ صرف محمد گزر چکا اسے گزرے ہوئے چودہ صدیاں ہوگئیں بلکہ اس وقت جو موجود تھے وہ سب کے سب بھی گزر چکے اور اگر قرآن میں انہی گزرے ہوؤں کا ہی ذکر ہے تو پھر اساطیر الاولین کسے کہا جاتا ہے؟ یہی تو ہے اساطیر الاولین کہنا کہ اس قرآن میں الاولین کی لائنیں ہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ . الانفال ۳۱

اور جب ہمارا بھیجا ہوا رسول تلاوہ کر رہا ہے ان پر ہماری آیات یعنی ہماری آیات کو پوری ترتیب کیساتھ کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو آگے سے ان کا ردعمل یہ ہے تحقیق سن چکے ہم اگر ہمارا قانون ہوتا یعنی اگر یہی دین ہوتا ہمارے نزدیک تو ہم اس کے لیے بالکل ایسے ہی کہتے یعنی ہمارے نزدیک یہ دین نہیں ہے اگر ہم بھی اسے دین سمجھتے جسے تُو دین کہہ رہا ہے تو ہم بھی یہی سب کہتے جو تُو کہہ رہا ہے کہ یہ مثلیں ہیں۔ جسے تُو دین کہہ رہا ہے وہ دین ہے ہی نہیں اس لیے نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین ہیں۔ یعنی یہ قرآن میں جو کچھ بھی گزشتہ لوگوں کے بارے میں آیا ہے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ دین نہیں ہے یہ تو محض الاولین کی سطریں ہیں ان کے قصے وکہانیوں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

یہ ہے قرآن کا دعویٰ۔ صرف اسی چھوٹے سے مقام پر آپ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ نہ صرف واقعتاً قرآن متشابہاً ہے بلکہ اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے آج ان موجودہ لوگوں کی تاریخ آپ نے خود اس قرآن میں دیکھ لی جو نسل در نسل اپنے آباؤاجداد سے لیکر آج تک یہ کہتے اور مانتے ہوئے چلے آرہے ہیں کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں۔

حالانکہ اللہ نے بار بار کھول کھول کر واضح کر دیا کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام کی تاریخ اتاری تھی اللہ نے۔

یہاں تک جو واضح ہوا اسے بالکل مختصراً واضح کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

اللہ نے کہا کہ اللہ نے جو اتارا وہ نہ صرف احسن الحدیثِ ہے یعنی اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے

ایسی بہترین تاریخ کے اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں لیکن جب قرآن میں دیکھا جائے تو قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ کے تو کوئی آثار نہیں ملتے بلکہ اس کے بالکل برعکس ماضی کی تاریخ ملتی ہے ان لوگوں کا ذکر ملتا ہے جو اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے جس سے بظاہر قرآن میں اختلاف نظر آتا ہے اگر یہ اختلاف ثابت ہوجائے تو یہ قرآن اللہ کے ہاں سے نہیں بلکہ غیر اللہ کے ہاں سے ثابت ہوجاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں اختلاف نہیں اور اگر یہ اختلاف سامنے آیا تو اس کی وجہ ہی یہی ہے کہ کسی کو علم ہی نہیں کہ قرآن متشابہاً ہے یعنی سامنے تو سب کے ہے لیکن اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور علم کے نہ ہونے ہی کی وجہ سے بظاہر یہ اختلاف نظر آتا ہے۔

جب اللہ نے واضح کر دیا کہ حقیقت کیا ہے اصل علم کیا ہے جو چھپا دیا تھا تو بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ نہ صرف قرآن میں اختلاف نہیں ہے بلکہ جو اختلاف بظاہر نظر آتا ہے وہ اسی وجہ سے ہی نظر آتا ہے کیونکہ کسی کو علم ہی نہیں کہ قرآن متشابہاً ہے۔ اللہ نے واضح کر دیا کہ جو اس قرآن کے نزول سے پہلے آئے یعنی الاولین انہیں نہ صرف سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یوں جہاں جہاں قرآن میں الاولین کا ذکر ملتا ہے وہ ان کی تاریخ نہیں بلکہ ان کی مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اور اسی کو اللہ نے قرآن میں اور مختلف پہلوؤں سے بھی بالکل واضح کر دیا کہ اللہ نے اس قرآن میں جو کچھ بھی اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو پیش آنا ہے اس سب کے سب کا ہر پہلو سے ذکر کر دیا مثلوں سے۔

یعنی اس قرآن میں گزشتہ لوگوں کی صورت میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے لوگوں کی تاریخ ہے اور پھر اب آگے دیکھیں اللہ کا اور مزید کیا کہنا ہے اس قرآن کے بارے میں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا. طٰه ۱۱۳

اللہ نے جو اتارا یعنی قرآن اسی کے بارے میں اللہ کا اس آیت کے اگلے حصے میں کہنا ہے اَوْ کیا ہے اور؟ یعنی یہ قرآن اور کیا ہے آگے اس کا جواب دیا جا رہا

ہے یُحۡدِثُ جو بھی حدثہ یعنی واقعہ ہو رہا ہے کچھ بھی ہو رہا ہے لَهُمۡ ذِكۡرًا یہ قرآن ان کو جو اس حدثے کے دوران موجود ہیں یعنی اس وقت میں موجود ہیں جب حدثہ ہو رہا ہے انہیں یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا وہ واقعہ وغیرہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی تھی مثلوں سے۔ کیا ہے اور؟ جیسے ہی کوئی حدثہ ہو رہا ہے یعنی کوئی بھی واقعہ ہو رہا ہے تو اس قرآن کی آیات ان لوگوں کو جو اس وقت موجود ہوتے ہیں انہیں یاد دلا دیتی ہیں کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یعنی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو جو کچھ بھی ہونا تھا ان میں سے جب بھی کچھ ہوتا ہے تو اس قرآن کی آیات یاد دلا دیتی ہیں کہ یہ وہ واقعہ تھا جس کی تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں اتار دی گئی تھی مثلوں سے۔

اب سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی بہترین تاریخ ہے یعنی اس میں وہ سب کا سب موجود ہے جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونا تھا اور دوسری بات مثلوں سے تاریخ اتاری گئی وہ جو اس سے پہلے گزر چکے انہیں نہ صرف سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا بعد والوں کے لیے یعنی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کے لیے، یوں جہاں جہاں بھی سلف کا ذکر کیا گیا وہ اصل میں ان کا ذکر نہیں بلکہ ان کی صورت میں ان کی مثل بعد والوں کی تاریخ ہے اور پھر اللہ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ ان میں سے جب بھی کوئی واقعہ رونما ہو رہا ہوتا ہے تو اس قرآن ہی کی اس واقعہ کی تاریخ پر مبنی آیات یاد دلا دیتی ہیں کہ یہ وہ واقعہ تھا جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل تاریخ اتار دی گئی تھی۔

جس سے دو باتیں جو کہ چونکا اور دہلا کر رکھ دینے والی ہیں وہ کھل کر واضح ہو جاتی ہیں کہ اس قرآن کی کوئی بھی آیت اس وقت تک تبیّن نہیں ہو سکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتی اس کا علم انسانوں کو نہیں مل سکتا جب تک کہ وہ آیت جس واقعہ کی تاریخ ہے وہ واقعہ رونما نہیں ہوتا لوگوں کو وہ واقعہ پیش نہیں آ جاتا جیسے ہی کوئی بھی واقعہ ہوگا تو اس قرآن کی آیات بیّن ہو جائیں گی یعنی کھل کر واضح ہو جائیں گی وہ واقعہ وہ حادثہ یعنی جو بھی ہوگا اس کے مشاہدے سے ہی قرآن کی اس سے متعلقہ آیات کھلیں گی بغیر مشاہدے کے قرآن کی کوئی ایک آیت بھی نہیں کھل سکتی۔

اور جب تک کہ وہ واقعہ ہو نہیں جاتا تب تک قرآن کی اس واقعہ کی تاریخ پر مبنی آیات کسی بھی صورت بیّن نہیں ہو سکتیں یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتیں وہ متشابہ ہی رہیں گی یوں جن جن لوگوں نے قرآن کے تراجم و تفاسیر کیں ان پر یہ بہت بڑا سوال کھڑا ہو جاتا ہے کہ آخر انہوں نے قرآن کے تراجم و تفاسیر کس طرح کر دیئے؟

ایک ہی صورت میں قرآن کی کچھ آیات کو بیّن کیا جا سکتا ہے یعنی ان کی تفسیر کرنا ممکن ہے وہ بھی اس صورت کہ وہ آیات جن جن واقعات کی تاریخ تھیں ان واقعات کا علم ہونا اور اس کی بنیاد پر لوگوں پر واضح کیا جا سکتا ہے کہ دیکھو یہ ہے اس آیت کی اصل حقیقت جو اس واقعہ کے ہونے سے پہلے تک چھپی رہی تھی اور اس طرح پورے قرآن کی تفسیر یا ترجمہ تو کسی بھی صورت ممکن نہیں ہے سوائے اللہ کے جو کہ اللہ اپنے رسول کے ذریعے ہی بیّن کرتا ہے۔ اب جبکہ یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ ایک کام جو ہے ہی ناممکن تو اس کو ممکن بنانے والوں نے کیسے ممکن کر دکھایا؟

یہ ہے پہلی بات کہ جو بھی ایسا شخص سامنے آیا جس نے قرآن کے ترجمے و تفسیر کا دعویٰ کیا یعنی اپنے عمل سے اس نے ترجمہ و تفسیر کر دکھایا تو وہ نظر آنے میں کتنا ہی معصوم کیوں نہ نظر آتا ہو، اسے دنیا کتنا ہی قابل احترام کیوں نہ سمجھتی ہو وہ اللہ کا دشمن ہے وہ بہت بڑا مجرم ہے اس کو حق نہیں تھا جو اس نے اپنے عمل سے دعویٰ کر کے لوگوں کی کثیر تعداد کو گمراہ کر دیا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ جب قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے چھوٹے سے چھوٹے واقعے کی تاریخ موجود ہے تو پھر انتہائی عظیم واقعہ اللہ کے رسول عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بارے میں کیا قرآن خاموش ہو سکتا ہے؟ سورج کا اس کے مغرب سے طلوع ہو رہے ہونا، یاجوج اور ماجوج، فتنہ الدجّال، الدابۃ الارض، زمین سے النار کا نکلنا، الدخانِ سمیت جو انتہائی بڑے بڑے اور غیر معمولی واقعات ہیں، الساعت کی اشراط ہیں کیا ان کے بارے میں قرآن خالی ہو سکتا ہے؟ کیا قرآن ان واقعات پر خاموش رہ سکتا ہے؟

نہیں کسی بھی صورت نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں کہ اگر قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہو جس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں

سکتی، اس میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک چھوٹے سے چھوٹے واقعے کی بھی تاریخ مذکور ہو اور اتنے بڑے بڑے عظیم واقعات کی تاریخ موجود نہ ہو؟ قرآن ان سے خالی ہو؟ ایسا ممکن ہی نہیں۔

قرآن میں ان تمام کے تمام واقعات کی تاریخ مذکور ہے لیکن وہی بات کہ قرآن متشابھاً ہے نظر تو سب کو آرہا ہے لیکن علم اللہ نے چھپا دیا اللہ کے علاوہ علم کسی کے پاس نہیں اور اللہ اس وقت تک علم ظاہر نہیں کرتا جب تک کہ اس کا وقت نہیں آجاتا یعنی جو بات اللہ نے اسی قرآن میں واضح کردی کہ ان میں سے جب جب جو واقعہ پیش آئے گا تو قرآن یاد دلا دے گا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتاری تھی۔

یعنی قرآن میں نہ صرف ان تمام واقعات کی تفاصیل موجود ہیں بلکہ اس وقت تک وہ علم ظاہر نہیں ہوگا وہ آیات کھل کر واضح نہیں ہوں گی جب تک کہ ان میں سے ہر واقعہ وقوع پذیر نہیں ہو جاتا جب جب جو جو واقعہ وقوع پذیر ہو رہا ہوگا تب تب اسی قرآن کی آیات یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل تاریخ اتار دی گئی تھی۔

تو جب تک الدجّال آ نہیں جاتا تب تک اللہ قرآن سے الدجّال کی تاریخ پر مبنی آیات کو بیّن نہیں کرے گا ایسے ہی جب تک دابۃ الارض نکل نہیں آتا تب تک اللہ قرآن سے ہی اس کی تاریخ پر مبنی آیات کو بیّن نہیں کرے گا یعنی کھول کھول کر واضح نہیں کرے گا ایسے ہی دخانٍ ہوں یا پھر وہ واقعہ کے جس کا پوری دنیا کے انسانوں کو انتظار ہے دنیا کا ہر مذہب کسی نہ کسی صورت میں اس واقعہ کا انتظار کر رہا ہے کہ اللہ کے رسول عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا واقعہ۔

جب عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوگی تب قرآن پر لازم ہے کہ قرآن عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرے اور قرآن کھول کھول کر واضح کردے کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی تاریخ پر مبنی کثیر آیات آج سے چودہ صدیاں قبل اتاری گئیں اور وہ تمام کی تمام آیات عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کسی بھی صورت کھل کر واضح نہیں ہوسکتی تھیں۔

جب عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہونا تھی تب جب اللہ کا رسول آیات کو کھول کھول کر واضح کرے گا تو اکثریت کا کہنا یہی ہوگا کہ کیا یہ اکیلا حق پر ہے؟ کیا اس اکیلے کو قرآن سمجھ آیا؟ کیا اس سے پہلے جو قرآن کی ان تمام آیات کے تراجم و تفاسیر کیے گئے وہ سب کے سب غلط اور یہ اکیلا سچا ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔

حالانکہ اے عقل کے اندھو جب اللہ نے قرآن میں یہ بات واضح کردی کہ جب تک ان میں سے کوئی واقعہ پیش نہیں آتا تب تک اس کی تاریخ پر مبنی آیات کھل کر واضح ہو ہی نہیں سکتیں ان کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس ہو ہی نہیں سکتا اللہ ان کا علم تب تک ظاہر ہی نہیں کرے گا تو پھر تمہارے آباؤ اجداد نے پورے کے پورے قرآن کے تراجم و تفاسیر کس بنیاد پر کردیئے؟ تمہارے آباؤ اجداد کے کذاب، مکار اور مجرم ہونے کی گواہی تو پورے کا پورا قرآن دے رہا ہے، اللہ خود گواہی دے رہا ہے تم لوگ پھر بھی نہیں مان رہے، پھر بھی اپنی آنکھیں نہیں کھول رہے، کیا اس سے بھی بڑھ کر حق واضح ہوسکتا ہے؟

اب دیکھیں ایک عظیم راز جو آپ پر کھول کر واضح کیا جارہا ہے۔ آپ سے سوال ہے کہ آج میں نے یعنی ''احمد عیسیٰ'' نے آکر وہ سب کا سب کھول کھول کر واضح کردیا ہے جس میں بھی مجھ سے پہلے لوگ اختلاف میں پڑے ہوئے تھے، دین کیا ہے اسے کھول کھول کر رکھ دیا اور واضح کردیا کہ مجھ سے پہلے کسی کو بھی دین کا علم نہیں تھا اس قدر جہالت پھیل چکی تھی، جو بھی میں دعوت دے رہا ہوں جو میرا کردار ہے بدلے میں مجھے اکثریت کی طرف سے ہر طرح کی گالیوں، تہمتوں اور ملامتوں وغیرہ سے نوازا جارہا ہے، میرے ساتھ دشمنی کے لیے کسی بھی سطح پر جانے اور کسی بھی حد کو پار کرنے سے گریز نہیں کیا جارہا، اکثریت کا کہنا ہے کہ کیا یہ اکیلا سچا ہے اکیلا حق پر ہے اور ہمارے آباؤ اجداد، ہمارے بڑے بڑے علماء، مفتیان، شیوخ اور حضرت وغیرہ کیا سب کے سب باطل ہیں جھوٹے ہیں؟ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اکیلا غلط ہے یہ باطل ہے یہ یہودیوں کا ایجنٹ ہے، یہ عیسائیوں کا ایجنٹ ہے، یہ ہندوؤں کا ایجنٹ ہے، یہ اسلام دشمن ہے، یہ اسلام دشمن قوتوں کا مہرہ ہے، یہ ایک بہت بڑا اور عظیم فتنہ ہے، اس کے علاوہ بھی طرح طرح کے فتوے لگائے جارہے ہیں تو کیا یہ کوئی چھوٹا واقعہ ہے آج جو ہو رہا ہے؟

یہ چودہ صدیوں میں پیش آنے والا ایک عظیم واقعہ ہے تو کیا قرآن اس سے خالی ہوسکتا ہے؟

آخر اس واقعے کی بھی تو اس قرآن میں تاریخ ہونی چاہیے اور اگر آپ لوگ سچے ہیں تو قرآن میں آپ کا کردار سچوں میں سامنے آنا چاہیے اور اگر میں کذاب ہوں تو قرآن کو مجھے کذاب کہنا چاہیے آج اس واقعہ کی تاریخ پرمبنی جو آیات چودہ صدیاں قبل اتاری گئیں انہیں آج کھل کر واضح ہونا چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر قرآن اپنے تمام تر دعوؤں میں جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے۔

تو اب آپ کو دعوت ہے کہ میرے خلاف اپنا کردار دیکھیں اور قرآن میں اس کی تاریخ تلاش کریں اور دیکھیں کہ کیا قرآن آپ لوگوں کو اہل حق کہہ رہا ہے آپ کی تصدیق کر رہا ہے یا پھر قرآن اس کے بالکل برعکس آپ کو کذاب، اللہ کے دشمن اور مجھے اللہ کا رسول صادق وامین کہہ رہا ہے، قرآن میری تصدیق کر رہا ہے، میرے ایک ایک لفظ کی تصدیق کر رہا ہے؟

اب دیکھیں قرآن کا آج اس واقعے کے بارے میں کیا کہنا ہے۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی جو بھی اس قرآن کے نزول سے پہلے اس دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں ایک ایک کو مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی اس قرآن کے نزول کے بعد آنے والوں کے لیے اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کے لیے۔

آپ پیچھے بھی تفصیل کیساتھ یہ جان چکے ہیں کہ قرآن میں مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے لوگوں کا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں قوموں کا ذکر ہے تو وہاں اصل میں ان قوموں کا ذکر نہیں بلکہ ان کی مثل موجودہ قوم یعنی دنیا میں آباد موجودہ لوگوں کا ذکر ہے جو کہ ایک قوم کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ جہاں امت کا ذکر ہے تو وہاں اصل ذکر موجودہ امت کا ہے لیکن قرآن میں اس امت کا نام نہیں لیا گیا کیوں کہ قرآن میں مثلیں بیان کی گئی ہیں اور جہاں رسولوں ونبیوں کا ذکر ہے تو وہاں اصل میں ان رسولوں ونبیوں کا ذکر نہیں جو گزر چکے بلکہ وہ اس امت میں آنے والے رسولوں اور نبیوں کا ذکر کیا گیا۔

اس قرآن کے نزول سے پہلے تک جو جو بھی دنیا میں آیا خواہ وہ کوئی قوم تھی، امت تھی، رسول تھے یا نبیّن سب کے سب ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا اور ایسا نہیں کہا گیا کہ ان میں سے کسی کو استثنیٰ دیا گیا نہیں بلکہ آیت کی ابتداء ''ف'' کیساتھ ہوتی ہے جو شدت کیساتھ تاکیداً بات ہو رہی ہے کہ جیسا کہا جا رہا ہے بالکل ویسا ہی ہے اس میں رائی برابر بھی کوئی شک وشبہ نہیں **فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا** پس کر دیا انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں فلاں رسول کو تو اللہ نے آسمانوں پر اٹھایا اور وہ زندہ ہے جیسے کہ بنی اسرائیل میں سے یہود کا کہنا ہے الیاس کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تھا وہ دوبارہ آئیں گے اسی طرح عیسائیوں اور خود کو مسلمان کہلوانے والوں کا کہنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا وہ بھی دوبارہ آئیں گے اگر ان لوگوں کے ان عقائد کو مان لیا جائے تو یہ عملاً قرآن کا کفر یعنی انکار ہو گا زبان سے بے شک آپ قرآن پر ایمان کے دعویدار ہوں مگر یہ محض دھوکا ہو گا جو آپ خود اپنے آپ کو دے رہے ہیں اللہ نے دوٹوک الفاظ میں یہ بات واضح کر دی کہ اس قرآن کے نزول سے پہلے جو بھی دنیا میں آیا انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں کہ جو آیا تھا اور سلف نہ ہو چکا ہو۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو بھی اس قرآن کے نزول سے پہلے آئے اگر انہیں ایک ایک کو سلف کر دیا گیا یعنی گزرے ہوئے کر دیا گیا تو پھر جو عیسیٰ کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر ملتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ کیا عیسیٰ نے نہیں آنا؟ اور اگر آنا ہے تو پھر وہ کون سا عیسیٰ ہے اگر عیسیٰ ابن مریم نہیں تو؟

تو اس سوال کا جواب تو قرآن خود ہمیں اسی آیت میں دے رہا ہے ذرا غور کریں جو بھی اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا نہ صرف گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں ایک ایک کو مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی ان کے بعد آنے والوں کے لیے تو اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم بنی اسرائیل میں آئے تھے بقول قرآن انہیں پس سلف کر دیا کہ ان کے سلف ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور نہ صرف انہیں سلف کر دیا یعنی گزرا ہوا کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے تو اس کا مطلب کہ جس عیسیٰ کے آنے کا ذکر ملتا ہے یا عقیدہ آج تک پایا جاتا ہے وہ عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ ابن مریم تو سلف ہو چکا اور انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے تو وہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ نے آنا تھا۔

جہاں جہاں قرآن میں عیسیٰ ابن مریم کا ذکر ملتا ہے وہ اصل میں اس امت کے آخر میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ کی تاریخ ہے سلف کی مثل سے۔ تھوڑا سا غور

کریں گے تو ساری بات سمجھ میں آ جائے گی کہ امت بنی اسرائیل کا قرآن میں بار بار ذکر کیا گیا جو امت سلف ہو چکی جب امت بنی اسرائیل سلف ہو چکی تو اسے مثل کر دیا گیا بعد والی امت کے لیے یوں قرآن میں جہاں جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر ہے وہ اصل میں موجودہ امت کا ذکر کیا جا رہا ہے مثل کی صورت میں۔

امت بنی اسرائیل سلف ہو چکی تو اس امت کے بعد جو امت آخر تھی وہ یہ موجودہ امت ہے امت محمد یوں یہ امت، امت بنی اسرائیل کی مثل ہے۔ بنی اسرائیل کے شروع میں موسیٰ کو بعث کیا گیا موسیٰ کو سلف کر دیا گیا تو اس امت کے شروع میں موسیٰ کی مثل محمد کو بعث کیا گیا، اُس امت کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا اور عیسیٰ ابن مریم سلف ہو چکا تو اس امت کے آخر میں ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بعث کیا جانا تھا۔

اب آگے دیکھیں سورۃ الزخرف کی اگلی آیت میں کیا کہا گیا جو آپ کو چونکا دے گا۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً اِذَا قَوْمُکَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ. الزخرف ۵۷

وَلَمَّا اور جو کہ سلف کی مثل ضُرِبَ اسے ہر طرح سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود اسے چھپا دیا گیا اس کے باوجود ہم اسے سامنے لے آئے۔ اب یہاں تک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سلف اور مثل تو بہت ساروں کو کیا گیا یہاں کس کی بات ہو رہی ہے کون سے سلف کی مثل کی بات ہو رہی ہے جسے سامنے لایا گیا تو آگے اسی سوال کا جواب موجود ہے ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً ابن مریم یعنی مریم کے بیٹے کی مثل کو اِذَا قَوْمُکَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ تب تیری قوم یعنی محمد کی قوم اس سے پوری شدت کیساتھ روکی جا رہی ہے بالکل یہی ماضی میں بھی ہو چکا یعنی ماضی میں بھی اسی طرح روکا جا چکا۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو سامنے لایا گیا تب محمد کی قوم کو اس سے روکا جا رہا ہے یعنی اس کی کسی بات کو تسلیم نہیں کرنا ان کی دعوت پر کان نہیں دھرنے، اس کے خلاف محاذ کھولا جا رہا ہے لوگوں کو اس کے خلاف اکسایا جا رہا ہے اشتعال دلایا جا رہا ہے تو ایسا کرنے والے کون ہیں؟

کون ہیں جو لوگوں کو ابن مریم کی مثل عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہونے پر اس سے روک رہے ہیں؟

تو اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے اور قرآن میں جگہ جگہ اس سوال کا جواب موجود ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ. الاعراف ۵۹

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. الاعراف ۶۰

ان آیات میں نوح کا اس کی قوم کی طرف بھیجے جانے کا ذکر کیا گیا اور رسول کیوں بھیجا جاتا ہے قرآن اس کا جگہ جگہ جواب دے رہا ہے کہ رسول بھیجا جاتا ہے البیّنات کیساتھ یعنی رسول آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے کہ کم سے کم عقل کو بھی سمجھ آ جائے کہ حق کیا ہے اور دوسری بات رسول نہ صرف بشارت دیتا ہے بلکہ متنبہ بھی کرتا ہے یعنی وہ انسانوں کو جو کر رہے ہوتے ہیں نہ صرف ان کے اعمال کا انجام کیا ہے اسے کھول کھول کر ان پر واضح کر دیتا ہے بلکہ ان کو متنبہ بھی کرتا ہے، ان پر واضح کرتا ہے کہ اپنے ان مفسد اعمال کو ترک کر دو ورنہ عنقریب تمہارا انجام کیا ہونے والا ہے پھر اگلی آیت میں ذکر کیا گیا کہ نوح کی مخالفت کی گئی نوح کیخلاف محاذ کھولا گیا اور وہ محاذ کھولنے والے کون تھے ان کا ذکر کیا گیا قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ کہا اس کی قوم کے الملا نے۔ ملا کہتے ہیں ان لوگوں کو جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں جو راہنمائی کر رہے ہوتے ہیں جنہیں لیڈر کہا جاتا ہے جن کے پیچھے لوگ چلتے ہیں ان کی باتیں مانتے ہیں۔ نوح کی قوم سے جو الملا تھے یعنی جو بڑے تھے جو راہنما بنے ہوئے تھے انہوں نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اس میں کچھ شک نہیں ہم تو تجھے دیکھ رہے ہیں ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں، تجھے تو حق کا علم ہی نہیں تجھے تو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں۔

اب ذرا غور کریں نوح کیا کرنے آئے تھے؟ نوح تو حق واضح کرنے آئے تھے اب اگر کوئی ان کی مخالفت کرتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ اس شخص یعنی نوح کو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں تو وہ کون ہو سکتا ہے؟

وہی لوگ ہو سکتے ہیں اور تھے جو نوح کے آنے سے پہلے اس گدی پر بیٹھے ہوئے تھے جو اس وقت دین کے حق کے ٹھیکیدار بنے ہوئے تھے جیسے آج ملّاں طبقہ ہے جو مختلف القابات سے جانا جاتا ہے۔

اسی طرح باقی رسولوں کا بھی ذکر کیا گیا جو کہ آگے اپنے موضوع کے تحت تفصیل کیساتھ ذکر آئے گا اور پھر ہر رسول کو ساحر کہا گیا۔ ساحر سحر سے ہے اور سحر کہتے

ہیں کسی شئے پر دسترس پانے کو کنٹرول پانے کو اسے اپنے تابع کرنے کو اور ساحر کہتے ہیں جو مخلوقات پر دسترس پانے کا علم رکھتا ہے مخلوقات کو کنٹرول کرنے کا علم رکھتا ہے انہیں اپنی مرضی کیمطابق استعمال کرنے کا علم رکھتا ہے۔ اب ذرا غور کریں اگر آپ کسی مخلوق پر دسترس پانا چاہتے ہیں تو ایسا کیسے ممکن ہے؟ ایسا ایک ہی صورت ممکن ہے کہ آپ اس کے بارے میں علم حاصل کریں پھر اس علم کے ذریعے اس پر آپ دسترس پا سکتے ہیں اسے اپنے تابع کر سکتے ہیں جیسے آج بادلوں کو تابع کیا جا چکا، اگانے پر دسترس پالی گئی، کتنی ہی مخلوقات کو مسخر کیا جا چکا ہے یعنی ان پر دسترس پالی گئی ہے اور جو لوگ ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو ایسا کر رہے ہیں ان کو عربوں کی زبان عربی میں ساحر کہا جاتا ہے مگر آپ انہیں سائنسدان کے نام سے جانتے ہیں۔

ہر رسول کو ساحر یعنی سائنسدان کہا گیا اب آپ کو یہ بات بھی کھل کر سمجھ آ جائے گی کہ کیوں ہر رسول کو ساحر یعنی سائنسدان کہا گیا اور ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ اس کو تو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں۔ اس لیے کیونکہ جب جب بھی رسول آتا ہے تو اس وقت سو فیصد گمراہیاں ہی ہوتی ہیں کسی کو بھی دین کا علم نہیں ہوتا اور دین کے نام پر خرافات گھڑ رکھی ہوتی ہیں، جب بھی رسول آیا تو اس نے حق کھول کھول کر واضح کیا اور بدلے میں اسے کہا گیا کہ اسے تو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں یہ تو صرف سائنس کی باتیں کرتا ہے یہ تو سائنسدان ہے۔

اب آپ خود اس سوال کا جواب تلاش کریں کہ آج کس کیساتھ ایسا ہو رہا ہے اور کون کر رہے ہیں؟ حقیقت بالکل آپ کے سامنے ہے کہ جب ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو سامنے لایا گیا تو اس وقت دین کے ٹھیکیدار ملاں طبقے نے لوگوں کو اس سے پوری شدت کیساتھ روکنا شروع کر دیا ان کا کہنا ہے کہ یہ تو ساحر یعنی سائنسدان ہے اس کو تو دین کا علم ہی نہیں اس کے قریب بھی مت جانا اس کی بات نہ سننا اس کی دعوت پر کان بھی نہ دھرنا۔

وَقَالُوٓا ءَ اٰلِھَتُنَا خَیۡرٌ اَمۡ ھُوَ مَا ضَرَبُوۡہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلۡ ھُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡن. الاعراف ۵۸

اور کہہ رہے ہیں یعنی ابن مریم کی مثل عیسیٰ کے ردعمل میں جو کہہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ کیا ہمارے جو اٰلِھَة ہیں یعنی وہ لوگ جن کی اطاعت ہم کر رہے ہیں جن کی بات ہم مان رہے ہیں جن کے پیچھے ہم چل رہے ہیں اتنے بڑے بڑے مفسر، علامہ، حضرت، مفتیان، شیوخ، محدث، نامور بڑی بڑی اسلامی یونیورسٹیاں، مدارس، اتنی بڑی بڑی شخصیات جنہوں نے تراجم و تفاسیر کیے، امام وہ سب خیر ہیں یعنی ان کی بات ماننے میں فائدہ ہے بہتری ہے وہ سچے ہیں یا پھر یہ اکیلا؟ کیا اس اکیلے کو سمجھ آیا کہ حق کیا ہے باقی کسی کو حق سمجھ نہ آیا جو ہمارے اتنے بڑے بڑے علماء، محدثین، امام وغیرہ ہیں؟ اس اکیلے کو قرآن کی سمجھ آ گئی یہ اکیلا سچا ہے اور باقی سب کے سب غلط ہیں یہ اکیلا حق پر اور کیا باقی سب کے سب آج تک باطل تھے؟ اگر اس کی باتوں کو مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آج تک ہمارے امام، علماء، محدثین، آباؤ اجداد سب کے سب کیا باطل پر تھے؟

مَا ضَرَبُوۡہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا ہم نے آج سے چودہ صدیاں قبل بالکل کھول کھول کر واضح کر دیا تھا ابن مریم کی مثل کے بارے میں کہ کون ہوگا کیسا ہوگا اس کی بعثت کب اور کیسے ہوگی لیکن تم لوگوں نے تمہارے آباؤ اجداد نے حق کو چھپا دیا ایسے ایسے باطل عقائد و نظریات گھڑ لیے کہ جس عیسیٰ کو آخرین میں بعث کرنے کا وعدہ کیا تھا اس کی شخصیت کو مکمل طور پر چھپا دیا گیا اس کے باوجود ہم پھر سامنے لے آئے نہ صرف ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو سامنے لے آئے بلکہ سارا حق پھر کھول کھول کر واضح کر دیا تو کیا اس لیے اسے سامنے لائے ہیں ہر طرح سے چھپا دیئے جانے کے باوجود تیرے لیے مگر کہ اس کیساتھ جدل کیا جائے؟ یعنی کہ اس کی دعوت کو تسلیم کرنے کی بجائے اس کے ساتھ جھگڑا کیا جائے اس کیخلاف محاذ کھولا جائے بغیر کسی دلیل کے اس کی باتوں کی مخالفت کی جائے یہاں تک کہ اس نے حق ہر پہلو سے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا؟ نہیں ہم اس لیے اسے سامنے نہیں لائے بَلۡ ھُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ بلکہ یہ لوگ اس وقت جو موجود ہیں جن میں جن سے ابن مریم کی مثل کو بعث کیا گیا ہے جن میں ابن مریم کی مثل موجود ہے یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو جھگڑنے والے بات نہ ماننے والے کہ اس کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہیں یہ سب ماضی میں بھی ہو چکا۔

یعنی سب سے پہلی بات کہ ہم نے آج سے چودہ صدیاں قبل محمد کے ذریعے تم لوگوں میں بعث کئے جانے والے اپنے رسول عیسیٰ کے بارے میں سب کچھ کھول کھول کر واضح کر دیا تھا لیکن تم لوگوں نے کیا کیا؟ تم لوگوں نے اس کے بارے میں اتنا جھوٹ گھڑ گھڑ کے پھیلا دیا ایسے ایسے عقائد و نظریات گھڑ کر پھیلا دیئے کہ اس پر مکمل طور پر پردہ ڈال دیا کہ کوئی بھی اسے پہچان نہ سکے، تمہارے اس سب کرنے کے باوجود ہم نے تم پر عظیم احسان کیا کہ ہم نہ صرف آج ابن مریم کی مثل کو تمہارے سامنے لے آئے بلکہ اس کے حوالے سے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر سامنے لے آئے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی اور نہ

ہی کوئی شک وشبہ رہ جاتا ہے۔

توہم نے اس لیے تم پر یہ عظیم احسان نہیں کیا اس لیے ابن مریم کی مثل کو سامنے نہیں لائے جو تم اس کیساتھ کر رہے ہو، لوگوں کو اس کی طرف جانے سے روک رہے ہو، اس کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہو، اس کیساتھ دشمنی کر رہے ہو، اس پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہو، تہمتیں وملامتیں کر رہے ہو اور جس حد تک دشمنی میں بڑھ سکتے ہو آگے بڑھ رہے ہو، اس کے خلاف انہی بے بنیاد و باطل عقائد کا سہارا لیکر لوگوں کو اس سے روک رہے ہو کہ عیسیٰ نے زندہ آسمان سے اترنا تھا یہ تو آسمان سے نہیں اترا، وہ تو بنی اسرائیل والا عیسیٰ تھا یہ تو آج ہم میں ہی پیدا ہوا، اس کے پاس تو معجزات ہونا تھا لیکن اس کے پاس تو معجزات نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

توہم اس لیے سامنے نہیں لائے کہ تم اس کے ساتھ ایسا کرو کہ ہم ایسا کرنے کے لیے اسے سامنے لائے ہیں بلکہ ہم تو اس مقصد کے لیے سامنے لائے کہ تم پر حق واضح کر دیا جائے کیوں کہ تم رات دن دعائیں کرتے رہے اور کر رہے ہو کہ اے اللہ ہمیں ہدایت دے، ہمیں حق دیکھا، ہم پر حق کھول کھول کر واضح کر دے، اب اگر تم حق کو تسلیم کرنے کی بجائے ہمارے بھیجے ہوئے ابن مریم کی مثل عیسیٰ کیساتھ ایسا کرتے ہو تو جان لو ہم نے ایسا نہیں کہا ہم اس مقصد کے لیے سامنے نہیں لائے بلکہ تم لوگ ہو ہی ایسے تم لوگ ماضی میں بھی رسولوں کیساتھ ایسا ہی کر چکے ہو۔

اب ذرا غور کریں محمد کے بعد سے آج تک کیا کبھی ایسا ہوا؟ اور کیا آج پہلی بار نہیں ہو رہا؟ کیا آج میرے بارے میں یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ کیا یہ اکیلا حق پر ہے اور ہمارے علما، حضرت، مفتیان، شیوخ، مفسر، امام، محدث وغیرہ سب کے سب باطل تھے؟ کیا اس اکیلے کو ہی آج حق سمجھ آیا آج تک باقی کسی کو حق سمجھ نہ آیا؟

کیا آج یہ سب میرے ساتھ نہیں ہو رہا؟ میرے ساتھ دشمنی نہیں کی جا رہی؟ لوگوں کو میری دعوت سننے سے روکا نہیں جا رہا؟ مجھ پر طرح طرح کے الزامات، تہمتیں اور ملامتیں نہیں کی جا رہیں؟ میرے خلاف طرح طرح کے محاذ نہیں کھولے جا چکے؟ حقیقت آج آپ کے سامنے ہے۔

اس امت کے اس قوم کے آخرین میں جب احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعث کیا جانا تھا تو اس سے پہلے اس کے بارے میں ایسے باطل عقائد و نظریات کو عام ہونا تھا کہ کوئی بھی اسے پہچان نہ سکے اور کیا آج اللہ نے عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پھر سے سارا حق کھول کھول کر اس طرح واضح نہیں کر دیا کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت چاہ کر بھی غلط ثابت نہیں کر سکتی اور ہر ایک کے لیے حجت ہے؟ حق ہر لحاظ سے آپ کے سامنے ہے اور پھر آگلی آیت میں ہے

اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ. الزخرف ۵۹

اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ نہیں ہے ھُو یعنی ابن مریم کی مثل عیسیٰ مگر جب تک وہ دنیا میں موجود ہے اور جو وہ کر رہا ہے وہ غلامی کر رہا ہے اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ انعام کیا ہم نے اس پر۔ انعام کی ضد ہے عذاب، انعام کے معنی ہیں کہ اللہ نے جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا یعنی احسن اعمال، کسی بھی بشر کے احسن اعمال کے رد اعمال بھی احسن ہی آتے ہیں کسی بھی احسن عمل کا رد عمل جو کہ احسن آتا ہے جس سے فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے عربی میں انعام کہلاتا ہے اور اس کے بالکل برعکس وہ اعمال جن سے اللہ نے منع کیا یعنی مفسد اعمال، کسی بھی بشر کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے ہوئے مفسد اعمال کے رد اعمال بھی برے اور ہلاکت خیز ہی آتے ہیں جس سے انسان کو نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے عربی میں عذاب کہتے ہیں۔

یعنی احسن عمل کا رد عمل بھی احسن ہی آتا ہے جس میں خیر یعنی فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے اسے انعام اور مفسد عمل کا رد عمل تباہ کن آتا ہے جس میں شر یعنی نقصان کا ہی سامنا کرنا پڑتا ہے اسے عربی میں عذاب کہتے ہیں۔

ابن مریم کی مثل عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اللہ سامنے لایا اس کے باوجود اس کے بارے میں ایسے ایسے بے بنیاد و من گھڑت عقائد و نظریات اخذ کیے جا چکے تھے جس سے اس کی حقیقت پر بالکل پردہ پڑ چکا تھا ابن مریم کی مثل عیسیٰ کی پہچان یا اس کی بعثت بالکل چھپا دی گئی تھی اس سب کے باوجود جب اللہ عیسیٰ کو سامنے لے آیا اور عیسیٰ اللہ کے رسول نے اس ذمہ داری کو پورا کرنا شروع کیا یعنی جب ابن مریم کی مثل عیسیٰ آیا تو اس نے سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا حق کھول کھول کر واضح کر دیا تو سامنے سے جو رد عمل سامنے آیا وہ یہی کہ کیا یہ اکیلا سچا ہے؟ اس اکیلے کو ہی دین سمجھ آگیا باقی سب کے سب کیا باطل ہیں وغیرہ

وغیرہ؟ اس کے علاوہ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو ہمیں میں سے ہے ہمیں میں پیدا ہوا، پلا بڑھا، ہماری ہی طرح ایک بشر ہے جو کھاتا ہے، پیتا ہے، بالکل ہماری ہی طرح نظر آتا ہے، ہماری ہی زبان بولتا ہے تو ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ عیسیٰ ہو یہ اللہ کا رسول ہو؟

نہیں ایسا نہیں ہوسکتا بھلا ایک پنجابی اور اردو بولنے والا کس طرح اللہ کا رسول ہوسکتا ہے؟ اگر تو کوئی عرب ہوتا کسی دوسری قوم سے ہوتا تو چلو پھر بھی سوچا جا سکتا تھا لیکن ہمیں میں سے اور پنجابی اور اردو بولنے والا؟ نہیں نہیں یہ اللہ کا رسول نہیں ہوسکتا، ہماری ہی طرح کھاتا پیتا ہے، اسے ہماری ہی طرح حاجات لاحق ہیں اس کے بیوی بچے ہیں اسے اللہ کا رسول عیسیٰ تسلیم کرلیں ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ اللہ کا رسول نہیں ہوسکتا ہم اسے کیسے رسول مان لیں اسے کیسے وہی عیسیٰ تسلیم کرلیں جس کے آنے کی بشارت دی گئی اور آج تک اس کا انتظار کیا جاتا رہا۔

پھر اس کے پاس تو معجزات نہیں ہیں، یہ تو آسمانوں سے نہیں اترا، جس عیسیٰ نے آنا تھا اس کے پاس تو معجزات ہونے تھے اسے تو آسمانوں سے اترنا تھا جو عیسیٰ کے بارے میں ہمارے عقائد و نظریات ہیں یہ ان میں سے کسی پر بھی پورا نہیں اترتا اس لیے یہ عیسیٰ اللہ کا رسول نہیں ہوسکتا۔

یعنی خود کو امت محمد کہلوانے والوں نے اس امت کے آخر میں آنے والے عیسیٰ کے حوالے سے طرح طرح کے نظریات و عقائد گھڑ رکھے ہیں طرح طرح کے تصورات گھڑ رکھے ہیں تو ایسے میں اگر کوئی ایسا بشر سامنے آجاتا ہے جو ان کی توقعات اور تصورات کے بالکل برعکس ہو تو ظاہر ہے ان کے لیے یہ بہت عجیب سی بات ہوگی اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ یہ کیسا رسول ہے جو پنجابی اور اردو وغیرہ بولتا ہے تو اسی کا اللہ نے جواب دے دیا۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ کیا یہ اکیلا سچا ہے تو اللہ نے کہا کہ یہ عیسیٰ اصل میں ہے کیا؟ یہ عیسیٰ اصل میں تمہاری ہی طرح انسان نہیں ہے بلکہ یہ تو ھُوَ ہے یعنی اللہ اس کی صورت میں تم سے کلام کررہا ہے یہ ھُوَ ہے۔

اور آپ پیچھے جان چکے کہ ھُوَ اللہ ہے یعنی جو کچھ بھی موجود ہے اور اور کرتے جاؤ تو جب اور ختم ہو کر ماضی میں چلا جائے تو ایک ہی وجود سامنے آئے گا جو کہ اللہ ہے تو جو کچھ بھی موجود ہے اگر تو الحی القیوم ہے تو اللہ ہی کی ذات ہے اللہ ہے اللہ کا وجود ہے اور اگر الحی القیوم نہیں ہے یعنی جس مقصد کے لیے وجود دیا گیا خلق کیا گیا اس مقصد کو جان کر پہچان کر اس کو پورا نہیں کررہا اس پر ہر لمحے قائم نہیں ہے تو اللہ نہیں بلکہ اس کا شریک ہے تو یہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ اللہ کا رسول کیا ہے یہ ایک تو ھُوَ میں آتا ہے اور دوسرا یہ الحی القیوم ہے یہ جب تک موجود ہے اللہ ہی کی غلامی کررہا ہے جس کے سبب ہم نے اس پر انعام کیا یعنی اسے اپنی غلامی کے بدلے اس مقصد کے لیے چن لیا۔

مطلب یہ کہ یہ جو تم نے عیسیٰ کے لیے شرائط گھڑ رکھی تھیں اللہ کے ہاں ایسی کوئی شرائط نہیں ہیں کہ ان پر پورا اترے گا تو رسول ہوسکتا ہے ورنہ نہیں جیسے کہ اس کی زبان پنجابی و اردو کیوں ہے یہ عرب کیوں نہیں یہ ہمیں میں سے کیسے ہوسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ کے ہاں رسول کے انتخاب کے لیے ایسی شرائط کوئی معنی نہیں رکھتیں اور نہ ہی کوئی وجود رکھتی ہیں بلکہ اللہ کے ہاں رسول کے انتخاب کے لیے صرف اور صرف ایک ہی شرط ہے اور وہ ہے صرف اور صرف اللہ کی خالص غلامی کرنا۔

تو جو کوئی بھی ہوتا خواہ وہ کالا ہوتا، گورا ہوتا، کوئی عربی ہوتا یا عجمی یا کوئی بھی ہوتا وہ خالص اللہ کی غلامی کرتا تو اس کا اس مقصد کے لیے انتخاب کیا جاتا، اب اگر اللہ نے عیسیٰ کی بعثت کے لیے جو شرط عائد کیں اس پر یہ پورا اترا تو اس میں اچنبے والی کون سی بات ہے؟ اگر تم میں سے کوئی بھی اس شرط پر پورا اترتا تو اس کا انتخاب کرلیا جاتا لیکن تم لوگوں نے کیا کیا؟ تم نے بھی تو وہی کیا جو بنی اسرائیل نے کیا ان سے بھی وعدہ کیا تھا کہ ہم تم میں تمہی سے اپنا رسول بعث کریں گے تمہارے آخرین میں جب تم ضلالٍ مبینٍ میں ہوں گے تو جب وہ وقت آیا تو بجائے یہ کہ کوئی سوچتا کہ رسول نے اس مسیحا نے جس کا وعدہ کیا گیا اس نے ہمیں میں سے ہی تو آنا ہے ہمیں میں سے ایک مرد اور ایک عورت کی اولاد ہوگا تو کیوں نہ ہم وہ مرد و عورت بنیں ان میں سے کسی نے بھی ایسا سوچنے اور ایسا بچہ وجود میں لانے کی بجائے یا ایسا بننے کی بجائے خود ساختہ عقائد و نظریات کی بنیاد پر انتظار ہی کیا اور جب اس کو بعث کیا تو انہوں نے نہ صرف اس کی ماں پر زنا کی تہمت لگائی بلکہ اسے اللہ کا رسول تسلیم کرنے کی بجائے تمہاری ہی طرح اعتراضات کرتے ہوئے اس کا کذب کیا اس کیساتھ دشمنی کی اور یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ اللہ کے چہیتے ہیں اور بہت بڑا معرکہ انجام دے رہے ہیں اور آج تم کیا کررہے ہو؟ کیا آج تم نے بھی وہی نہیں کیا اور وہی نہیں کررہے؟

جان لو یہ احمد عیسیٰ ہمارا رسول ہے وہی رسول جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس کو آخرین میں بعث کیا جانا تھا اور یہ ایسے ہی اس مقام پر نہیں پہنچا بلکہ اس کی پوری

زندگی میں جھانکو اس کو طرح طرح سے آزمایا گیا یہ ہر آزمائش پر پورا اترا، کہیں بھی اس نے اپنی خواہشات کی اتباع نہیں کی، اس نے اللہ کی غلامی میں کسی بھی رشتے کو رکاوٹ نہیں بننے دیا کوئی ناراض ہوا کسی نے پاگل کہا کسی نے ملامت کی کسی نے تہمتیں لگائیں اور کسی نے دشمنی کی اس کے باوجود اس نے کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کی وہ سب برداشت کیا اگر پرواہ کی تو صرف اور صرف اپنے ربّ کی، طرح طرح سے آزمایا گیا سخت سے سخت حالات سے گزارا گیا ہر طرح کی قربانی دی کہیں بھی نہیں ڈگمگایا ثابت قدم رہا کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ تو کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے؟ کوئی ایسا بنا؟ نہیں نا؟ بلکہ تم سب کے سب تو اس کے بالکل برعکس انتظار کر رہے تھے کہ وہ آسمانوں سے اترے گا کیا اللہ نے کہیں تم سے ایسا وعدہ کیا تھا؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ آج تک تم اللہ پر افتراء کرتے رہے۔

اگر تم میں سے کسی نے اللہ کی غلامی کی ہوتی تو اس پر واضح کر دیا جاتا کہ عیسیٰ نے تمہی میں سے آنا ہے جب تمہی میں سے آنا ہے تو پھر اگر وہ سوچتا کہ وہ میں ہی کیوں نہیں ہوسکتا اگر میں ان شرائط پر پورا اتروں تو کیا اللہ اس کا اس مقصد کے لیے انتخاب نہ کرتا؟ اگر وہ لالچ کے تحت ایسا بننے کی کوشش کرتا تو اللہ کبھی بھی اس کا انتخاب نہ کرتا کیوں کہ کوئی اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتا صرف اسی کا ہی انتخاب ہوتا جو واقعتاً خالص اللہ کا غلام ہوتا۔ تو اگر اس نے یعنی احمد عیسیٰ نے حق کو پہچان کر اس پر عمل کیا خالص اللہ کی غلامی اختیار کی خواہ کتنے ہی سخت حالات کیوں نہ آئے ان میں ڈٹ گیا حق پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کیا تو پھر اس میں اچنبے والی کون سی بات ہے کہ ایک پنجابی و اردو بولنے والا اللہ کا رسول ہے۔

او رائے عقل کے اندھو ذرا غور تو کرو کیا تم اردو و پنجابی بولنے والے نہیں؟ کیا تمہاری زبان اردو نہیں ہے؟ جب تمہاری زبان اردو ہے تو پھر یہ تو ہم نے قدر میں کر دیا کہ تم میں سے ہی تمہارے طرف تمہاری ہی زبان میں اپنا رسول بعث کرنا تھا نہ کہ تم میں کسی غیر قوم سے اور غیر زبان میں۔

وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور کر دیا ہم نے اسے یعنی اس امت اس قوم کو مثل بنی اسرائیل کی۔

پیچھے یہ بات بالکل کھول کر واضح کی جا چکی کہ الاولین جو کہ اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو سلف یعنی گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں ایک ایک کو مثل کر دیا الآخرین کے لیے بعد والوں کے لیے۔ اس آیت کے آخر میں اسے بنی اسرائیل کی مثل کرنے کا کہا گیا تو بنی اسرائیل امت تھی جو کہ سلف ہو چکی تو یہاں وَجَعَلْنٰهُ اسے یعنی اس موجودہ امت جو کہ امت محمد ہے اسے کر دیا مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مثل بنی اسرائیل کی۔ یہ لوگ جو طرح طرح کے اعتراضات اٹھا رہے ہیں جو خود کو امت محمد ہونے کے دعوے دار ہیں خود کو مسلمان کہلوانے والے ہیں انہیں امت بنی اسرائیل کی مثل کر دیا۔

مطلب یہ کہ جس طرح بنی اسرائیل کے آخرین میں عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا تو جو کچھ بنی اسرائیل نے اس کیساتھ کیا یہ امت جو کہ بنی اسرائیل کی مثل ہے یہ امت ابن مریم کی مثل عیسیٰ کیساتھ بالکل ویسا ہی کرے گی اور پھر نتیجہ بالکل ویسا ہی نکلے گا جیسا نتیجہ پہلے بنی اسرائیل میں نکل چکا۔

بنی اسرائیل میں سے ان کی طرف عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا البیّنات کیساتھ جب بنی اسرائیل میں عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا تو اس نے اس وقت وہ سب کھول کھول کر رکھ دیا جس میں بھی وہ آپس میں اختلافات کر رہے تھے حق اس قدر کھول کھول کر رکھ دیا کہ بنی اسرائیل کے ملاؤں کی حقیقت چاک کر کے رکھ دی کوئی بھی ملاّں اس کا سامنا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا ان ملاؤں پر ہر لحاظ سے واضح ہو چکا تھا کہ یہی وہی المسیح اللہ کا رسول ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہوا ہے لیکن ان ملاؤں نے استکبار کیا کہ اگر ہم اسے رسول تسلیم کریں گے تو ہم آج تک جو کرتے آئے وہ سب کا سب باطل یوں لوگ ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے اور اپنی دکانداری کو بچانے کے لیے انہوں نے یہی منصوبہ بندی کی کہ علم کے میدان میں تو اس کا مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا جو بھی اس کے مقابلے میں سامنے آئے گا وہ بالکل ننگا ہو جائے گا وہ منہ دکھانے کے لائق بھی نہیں رہے گا اس لیے بہتر یہی ہے کہ عوام کو اس کے خلاف بھڑکایا جائے اشتعال دلایا جائے جب لوگ اس کے خلاف سڑکوں پر نکلیں گے تو حکومت پر دباؤ پڑے گا جس کے نتیجے میں اس کے خلاف فساد فی الارض کا مقدمہ درج کروا کر اسے بذریعہ صلیب قتل کر دیا جائے اور اگر اس کو رستے سے نہ ہٹایا تو ہم ملاّں پوری دنیا کے سامنے ننگے ہو جائیں گے اگر عوام تک اس کی دعوت پہنچ گئی لوگوں نے اس کی دعوت کو سننا دیکھنا شروع کر دیا تو اس کی دعوت میں ایسا جادو ہے کہ کوئی بھی انکار یا رد نہیں کر سکتا اس لیے صرف اور صرف یہی کہ اسے رستے سے ہٹا دیا جائے، وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے جیسے بنی اسرائیل اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے بالکل اسی طرح یہ امت جو کہ بنی اسرائیل کی مثل ہے یہ بھی اپنے

مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی یہ اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے۔
بنی اسرائیل میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول کا مکمل واقعہ پیچھے تفصیل کیساتھ گزر چکا اس لیے یہاں صرف موضوع کے اعتبار سے مختصر بات کی گئی تاکہ موضوع زیادہ طویل نہ ہوجائے۔
پھر اگلی آیت کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل آج کی تاریخ اتارتے ہوئے اللہ کا کہنا ہے۔
وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنۡكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِي ٱلۡأَرۡضِ يَخۡلُفُونَ. الزخرف ٦٠
وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنۡكُم اور اگر ہمارا قانون ہے اس مقصد کے لیے تمہی سے یعنی اگر زمین پر تم بشر آباد ہو زمین پر تمہیں خلف کیا گیا یعنی زمین کا اختیار تمہیں دیا گیا تو ہمارا قانون یہی ہے کہ تمہی میں سے ہی رسول بعث کیے جائیں مَّلَٰٓئِكَةً فِي ٱلۡأَرۡضِ يَخۡلُفُونَ اگر ملائکہ زمین میں خلف ہوتے یعنی زمین کا اختیار ان کو دیا جاتا ان کے پاس ہوتا تو ظاہر ہے ہم ملائکہ میں ملائکہ سے ہی رسول بھیجتے لیکن کیا زمین پر ملائکہ آباد ہیں؟ کیا تم ملائکہ ہو؟ اگر تم ملائکہ ہوتے تو ہم ملائکہ کو ہی رسول بعث کرتے مگر جبکہ تم بشر ہو تو عقل کے اندھو پھر کیوں شور مچا رہے ہو؟ اتنے اچھل کیوں رہے ہو؟ چیخ چلا کیوں رہے ہو؟ اعتراضات کیوں کر رہے ہو؟ بلاوجہ کہ یہ ہماری ہی طرح کا ہے ہماری ہی زبان بولنے والا کھاتا پیتا بیوی بچوں والا ہے وغیرہ وغیرہ؟ جب تم انسان بشر ہو تو تمہی میں سے بشر ہی رسول بھیجا جائے گا نا؟
تم انسان بشر ہو تو رسول بھی بشر ہی ہوسکتا ہے جو تمہاری ہی زبان بولنے والا ہو جو تمہی میں سے ہو، تاکہ تم پر حق کھول کھول کر واضح کردے کہ تمہارے پاس کسی قسم کا کوئی عذر باقی نہ رہے اس لیے یہ بشر رسول ہے تمہی میں سے تمہاری طرف اس لیے اس میں اچنبے کی کوئی بات نہیں۔
آگے اللہ نے آج اس امت اس قوم کے آخر میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان کے لیے عظیم نشانیاں بیان کردیں ایسی نشانیاں کہ کسی کے لیے بھی اس کی پہچان مشکل نہ رہے۔
وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوۡنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ. الزخرف ٦١
وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ اور اس میں کچھ شک نہیں وہ یعنی ابن مریم کی مثل عیسیٰ اللہ کا رسول جسے امت محمد کے آخر میں بعث کیا گیا اس کا جتنا بھی علم ہے یعنی جو بھی علم اس کے ذریعے تمہارے سامنے لایا جا رہا ہے وہ اس الساعت کے لیے ہے جو آگے آنے ہی والی ہے۔
اس آیت میں عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر معمولی پہچان اللہ نے واضح کردی۔ عیسیٰ کی پہچان یہ ہے کہ جو بھی علم ہوگا اس کے پاس وہ سارے کا سارا الساعت کا ہی علم ہوگا اس سے بالکل کھل کھل کر تم پر واضح ہوجائے گا کہ الساعت کیا ہے اور وہ تمہارے سر پر آچکی ہے اب وقت بالکل ختم ہوچکا جو کچھ بھی ہونا تھا وہ ہوچکا جو کچھ بھی آنا تھا وہ آچکا۔
آج تک الساعت کا ترجمہ قیامت کیا جاتا رہا اور پھر یہ کہا جاتا رہا کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم تو کسی رسول کے پاس بھی نہیں تھا یہاں تک کہ محمد علیہ السلام کے پاس بھی نہیں تھا قیامت اچانک ہی آجائے گی۔ اب اگر اس بات کو حق مان لیا جائے تو پہلی بات کہ قرآن میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اللہ اس کا علم ظاہر نہیں کرے گا اور وہ اچانک آجائیگی البتہ یہ بات الساعت کے حوالے سے کی گئی لیکن وہ بھی اس طرح نہیں جس طرح آج تک پھیلا کر عام کردی گئی۔ بلکہ قرآن میں القیامت اور الساعت دو الگ الگ الفاظ کا استعمال ہوا ہے اور آج تک دونوں کا ترجمہ قیامت ہی کیا جاتا رہا حالانکہ قرآن الحکیم ہے اگر ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے تو پھر قرآن الحکیم نہیں ہوسکتا اور اگر قرآن الحکیم ہے تو پھر قرآن میں استعمال کیے جانے والے الفاظ کے درمیان اگر معمولی سے معمولی فرق بھی آتا ہے تو وہ فرق لازم تھا اسے کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ورنہ آپ نہ صرف قرآن بلکہ اللہ کے بھی العزیز الحکیم ہونے کا کفر کر رہے ہوں گے خواہ آپ زبان سے لاکھ دعوے کریں کہ اللہ الحکیم ہے۔
دوسری بات کہ اگر الساعت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ اسے ظاہر نہیں کرے گا اور الساعت اچانک ہی بغیر بتائے آجائے گی تو پھر اس آیت میں ابن مریم کی مثل عیسیٰ کے لیے یہ الفاظ استعمال کیوں کیے گئے؟ وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ اس میں کچھ شک نہیں وہ یعنی ابن مریم کی مثل عیسیٰ اس کو جو بھی علم ہے اس کی

ساری کی ساری دعوت وہ سارے کا سارا علم جو اس کی دعوت کی صورت میں ظاہر کیا جائے گا وہ الساعت کا علم ہے جو آگے آنے والی ہے۔ یعنی الساعت کے آنے سے فوراً پہلے عیسیٰ کو بعث کیا جائے گا اور عیسیٰ کے ذریعے الساعت کا علم انسانوں پر ظاہر کر دیا جائے گا کھول کھول کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ ہر ایک پر واضح ہو جائے گا کہ اب الساعت سر پر آ چکی اس کے باوجود اگر نہیں مانیں گے تو دنیا و آخرت میں سوائے ہلاکت کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس امت کے آخر میں آنے والا عیسیٰ جو کہ بنی اسرائیل میں بھیجے جانے والے عیسیٰ ابن مریم کی مثل ہو گا اس کی پہچان یہ بتا دی گئی کہ اس کا جو بھی علم ہو گا وہ الساعت کے لیے ہو گا جو کہ آگے آنے ہی والی ہو گی۔

اب آتے ہیں اس طرف کہ کیا الساعت جسے آج تک قیامت کہا جاتا رہا اس کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور اللہ اسے کبھی نہیں ظاہر کرے گا اور وہ اچانک ہی آ جائے گی؟ تو یہ جان لیں قرآن کی ایک آیت کی بنیاد پر ایسا کہا جاتا ہے لیکن وہ آیت مکمل بیان نہیں کی جاتی بلکہ اس آیت کی بنیاد پر آج تک ایک عظیم دھوکا دیا جاتا رہا جسے ابھی آپ پر واضح کیے دیتے ہیں۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ. الاعراف ۱۸۷

یہ وہ آیت ہے جس کی بنیاد پر آج تک یہ جھوٹ لوگوں کے دماغوں میں راسخ کر دیا گیا کہ الساعت کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں اور وہ اچانک ہی آ جائے گی کسی کو اس کا علم ہی نہ ہو گا حالانکہ حقیقت کیا ہے وہ ابھی آپ پر واضح ہو جاتی ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا

يَسْئَلُوْنَكَ یہ جملہ ہے جو کہ چار الفاظ کا مجموعہ ہے ''ی سئلو ن ک'' شروع میں ''ی'' خودی کا اظہار کرتا ہے جسے ایک مثال سے سمجھ لیجئے مثلاً آپ کسی بھی مخلوق کو دیکھیں تو ایسا لگتا ہے جیسے کہ خود ہی وہ کام کر رہی ہے درخت خود ہی بڑا ہو رہا ہے خود ہی پھل دے رہا ہے خود ہی ہوائیں چل رہی ہیں حالانکہ کیا حقیقت یہی ہے؟

مثلاً آپ اپنے ہی جسم کے اعضاء کی مثال سامنے رکھ لیجئے جب آپ اپنے ہاتھوں سے کچھ کر رہے ہوتے ہیں تو نظر آنے میں ایسا لگتا ہے کہ ہاتھ خود بخود ہی کچھ کر رہے ہیں اسی طرح ٹانگیں خود بخود ہی چل رہی ہیں دل خود بخود ہی دھڑک رہا ہے حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہوتی پورا جسم آپ کے اختیار میں ہوتا ہے آپ دماغ کے ذریعے جسم کو کنٹرول کرتے ہیں دماغ جسم کے تمام اعضاء کو جو حکم دیتا ہے وہ ویسا ویسا کرتے ہیں۔ ہاتھ خود بخود نہیں کر رہے ہوتے بلکہ دماغ انہیں حکم دے رہا ہوتا ہے لیکن دیکھنے والے کو یہی لگتا ہے کہ جیسے خود بخود ہی کر رہے ہیں۔ اس خود کے لیے کسی بھی لفظ کے شروع میں ''ی'' کا استعمال ہوتا ہے۔

اگلا لفظ ہے ''سئلو'' جو کہ سئل سے ہے سئل کہتے ہیں اپنی حاجت روائی کے لیے کسی کی طرف لپکنا جسے سوال کرنا کہتے ہیں جیسے کوئی فقیر کہتا ہے ایک روٹی کا سوال ہے یعنی مجھے ایک روٹی کی حاجت ہے میں اپنی اس حاجت کو پورا کرنے کے لیے آپ کی طرف آیا ہوں۔ سئل کیساتھ ''وٗ'' کا استعمال ہوا جو اسے حال کا صیغہ بنا دیتا ہے یعنی سوال کیا جا رہا ہے کوئی حاجت ہے جسے پورا کرنے کے لیے اس کی طرف لپکا جا رہا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس کی طرف لپکا جا رہا ہے کس سے سوال کیا جا رہا ہے؟ تو آگے اسی سوال کا جواب دے دیا گیا ''ن'' جس کے معنی ہیں ہم یعنی اللہ کہہ رہا ہے کہ اللہ سے سوال کیا جا رہا ہے پھر آگے لفظ ''ک'' کا استعمال کیا گیا جس کے معنی اللہ جس سے خطاب کر رہا ہے جس سے بات کر رہا ہے یعنی اللہ کا رسول جو اللہ کا نمائندہ ہے کہ اللہ کی طرف سے تُو ہے جس سے سوال کیا جا رہا ہے جس نے اس سوال کا جواب دینا ہے اس لیے انہیں ان کے سوال کا جواب دے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر سوال کیا ہے؟ آگے اسی کا جواب دے دیا گیا عَنِ السَّاعَةِ آگے آنے والی الساعت کے بارے میں۔ یعنی سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ''الساعۃ'' کیا ہے ''الساعۃ'' کے معنی کیا ہیں؟ الساعت کسے کہتے ہیں ان کو اس کا ہی نہیں علم اور دوسری بات اَيَّانَ مُرْسٰهَا کہ کب وہ سر پر آ چکی ہوگی یعنی وہ وقت کب ہے کون سا وقت ہے جب وہ بالکل سر پر آ چکی ہوگی کہ آئے ہی چاہتی ہے قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ جواب دے اس میں کچھ شک نہیں جو اس کا علم ہے وہ میرے ربّ کے ہاں ہے یعنی اس ذات میں وہ علم ہے جس نے مجھے وجود دیا اور میری تمام تر ضروریات کو وجود میں لا کر مجھے فراہم کر رہی ہے میری تمام تر حاجات پوری کر رہی ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا یہ جو گویا کہ خود ہی سوال کیا جا رہا ہے اللہ کہہ رہا ہے کہ وہ سوال اللہ سے کیا جا رہا ہے اور پھر اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا

ہے کہ انہیں ان کے اس سوال کا جواب دے کیونکہ جب سوال اللہ سے کیا جا رہا ہے تو پھر اللہ کی ذمہ داری ہے کہ اللہ سے کیے جانے والے سوال کا جواب اللہ دے اور اللہ جواب دیتا ہے اپنے رسول کے ذریعے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح اور کون سوال کر رہا ہے جو گویا کہ خود بخود ہی سوال کیا جا رہا ہے اور پھر کس سے کیا جا رہا ہے کیا اللہ سے کیا جا رہا ہے؟ تو آپ ذرا غور کریں انسانوں کی ایک بڑی تعداد جو کہ خود کو مسلمان کہلواتے ہیں تقریباً ہر کسی کی اس سوال میں دلچسپی ہے کہ الساعت جسے وہ قیامت کا نام دیتے ہیں وہ کب آئے گی جب الساعت کو قیامت کا نام دیتے ہیں تو اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ انہیں بذات خود الساعت کا بھی علم نہیں ہے جس کے بارے میں ان کا سوال ہے اور پھر وہ اس سوال کو لیکر ان لوگوں سے رجوع کرتے ہیں جنہیں وہ اللہ کے نمائندے تصور کرتے ہیں اور انہیں علماء کے نام پر معاشرے میں جانا جاتا ہے اور پھر وہ آگے سے کیا جواب دیں گے؟ کیوں کہ لوگ تو ان کی طرف اس لیے جاتے ہیں کہ ان کا سوال تو اللہ سے ہوتا ہے اور وہ اللہ سے اپنے سوال کے جواب کے لیے ان لوگوں کی طرف جاتے ہیں جنہیں وہ اللہ کا نمائندہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ہمیں ہمارے سوال کا جواب دے دیں گے تو کیا وہ لوگ جو علماء نامی طبقہ ہے وہ ان کے سوال کا جواب دے پاتے ہیں؟ نہیں بالکل نہیں۔ کیونکہ جواب تو وہ تب دے پائیں جب وہ اللہ کے نمائندے ہوں جب وہ اللہ کے نمائندے ہیں ہی نہیں تو پھر وہ اس سوال کا جواب کیسے دے سکتے ہیں جو سوال ان سے کیا ہی نہیں جا رہا بلکہ اللہ سے کیا جا رہا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آج تک جن جن لوگوں نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی اپنی کتابوں اپنی تقریروں یا جو بھی دعوت کا ذریعہ رہا اس کے ذریعے تو الساعت کی جگہ لفظ قیامت کا استعمال کیا جس سے یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ الساعت کو قیامت کہہ رہے ہیں ان کو تو الساعت کا ہی علم نہیں اگر انہیں الساعت کا علم ہوتا تو وہ کبھی بھی اسے قیامت نہ کہتے، اب جنہیں بذات خود الساعت کا ہی علم نہیں وہ اس کا جواب خاک دے پائیں گے۔

اس لیے اللہ اپنے نمائندے یعنی اپنے رسول کو کہہ رہا ہے کہ یہ جو گویا کہ خود ہی سوال کیا جا رہا ہے یہ سوال ہم سے یعنی اللہ سے ہے اور تُو انہیں اس سوال کا جواب دے اور سوال ہے الساعت کے بارے میں۔ ان پر واضح کر دے کہ الساعت کیا ہے اور پھر ان کا یہ بھی سوال ہے کہ وہ وقت کب ہوگا کون سا وقت ہوگا جب الساعت جو کہ آگے آنے والی ہے وہ بالکل سر پر آ چکی ہوگی کہ آئی ہی چاہتی ہے۔

قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّىۡ آگے اللہ نے کہا کہ انہیں یہ جواب دے کہ اس میں کچھ شک نہیں اس کا جو بھی علم ہے میرے ربّ کے ہاں ہے لَا يُجَلِّيۡهَا لِوَقۡتِهَاۤ اِلَّا هُوَ نہیں وہ اسے جل کرے گا یعنی اچانک ہی ظاہر کر دے گا اس کے وقت کو یعنی جب اس کا وقت ہوگا مگر ھُوَ یعنی میرا ربّ الساعت کے علم کو اس وقت اچانک ہی ظاہر کر دے گا جب اس کے علم کو ظاہر کرنے کا وقت آ جائے گا جبکہ وہ بالکل سر پر آ چکی ہوگی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں کہا؟ اس کا جواب بالکل واضح ہے کیونکہ سورت الزخرف میں یہ بات اللہ نے واضح کر دی کہ الساعت کا علم تو ابن مریم کی مثل عیسیٰ کے ذریعے ظاہر کیا جائے گا تو ظاہر ہے جب تک ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو ربّ بعث نہیں کرتا تب تک جو بھی اللہ کا نمائندہ ہوگا اس کو یہ جواب دینا ہے کہ الساعت کا جو بھی علم ہے میرے ربّ کے ہاں ہے جب اس کا علم ظاہر کرنے کا وقت آئے گا اس کے علم کو ظاہر کر دے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ وقت کب ہوگا وہ کون سا وقت ہوگا اس وقت کی پہچان کیا ہوگی جب اللہ الساعت کا علم جل یعنی اچانک ہی ظاہر کر دے گا اور اللہ علم کو ظاہر کرے گا جیسے اس کا قانون ہے یعنی اپنے رسول کے ذریعے اور پھر وہ کون سا رسول ہوگا اس کا جواب بھی سورت الزخرف میں دے دیا کہ وہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ ہوگا۔ وہ عیسیٰ الساعت کے علم کے لیے بعث کیا جائے گا اس عیسیٰ کے ذریعے جو بھی علم ظاہر کیا جائے گا وہ آگے آنے والی الساعۃ کا علم ہوگا۔

اب اگر یہ بات واضح ہو جائے یعنی اس سوال کا جواب مل جائے کہ وہ وقت کب ہوگا تو یہ بات بھی خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعث کب ہوگی یعنی جب الساعت کا علم ظاہر کیا جانا ہے جب وہ وقت آ جائے گا تو اس وقت عیسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جائے گا۔

اس لیے اب سب سے پہلا سوال یہ بنتا ہے کہ وہ وقت کب کون سا ہوگا جب الساعت کا علم جل یعنی اچانک ہی ظاہر کر دیا جائے گا انسانوں پر واضح کر دیا جائے گا اس وقت کی پہچان کیا ہے؟ تو اسی کا جواب سورت لقمان میں دے دیا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ ۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌۢ بِاَىِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ. لقمان ۳۴

اِنَّ اللّٰہَ لفظ اللہ کی ''ہ'' پر زبر ہے جس سے لفظ اللہ ماضی کا صیغہ بن جاتا ہے یوں لفظ اللّٰہَ کے معنی بنیں گے اللہ تھا۔ اِنَّ اللّٰہَ اس میں کچھ شک نہیں اللہ تھا، ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ تو ماضی نہیں بن سکتا یعنی ماضی کا قصہ تو وہ بنتا ہے جس کی موت ہو جائے جو مٹ جائے جو فنا ہو جائے مگر اللہ کے لیے تو موت ہے ہی نہیں اس لیے اللہ ماضی کا قصہ نہیں بن سکتا جب حقیقت یہ ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لفظ اللہ کی ''ہ'' پر زبر کا استعمال کیوں کیا گیا جس کے معنی اللہ تھا بنتے ہیں پھر اس کا مطلب کیا ہے اس کا معنی کیا ہے؟ تو اسے ایک مثال سے سمجھ لیں مثلاً آپ ایک شخص کو جانتے ہیں جو کہ کسان ہے اب کافی عرصہ کے بعد آپ اس شخص کے گاؤں یا شہر میں اسے ملنے جاتے ہیں تو آپ وہاں جا کر اس کا پتہ معلوم کرنے کے لیے اس کا نام لیتے ہیں مثلاً عمران، آپ پوچھتے ہیں کہ عمران کا گھر کون سا ہے؟ سامنے سے جواب آتا ہے کونسا عمران؟ کیونکہ عمران تو کئی ہیں آپ کون سے عمران کو ملنا چاہتے ہیں؟ تو پھر آپ کہتے ہیں کہ عمران کسان اب سامنے والا کہتا ہے کہ اب عمران کسان نہیں ہے عمران کسان تھا۔ مطلب یہ کہ اب وہ کسان نہیں رہا بلکہ وہ کوئی اور پیشہ اختیار کر چکا ہے جس کی وجہ سے اب عمران کسان تھا ہو چکا۔

اب ذرا غور کریں عمران ماضی کا قصہ نہیں بنا بلکہ کسان ماضی کا قصہ بنا عمران تو موجود ہے بالکل اسی طرح اس آیت میں جو کہا جا رہا ہے اس میں کچھ شک نہیں اللہ تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ ماضی کا قصہ بن چکا کیونکہ اللہ کے لیے تو موت ہے ہی نہیں اس لیے یہاں کوئی اور بات ہو رہی ہے جسے جاننا ہوگا کہ وہ کیا ہے کس طرح اللہ کو تھا کیا جا رہا ہے تو آگے اسی کا جواب دیا جا رہا ہے عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ اس کے ہاں ہے علم الساعت کا جو آگے آنے والی ہے یعنی اس میں کچھ شک نہیں وہ اللہ تھا ہو چکا جس کے پاس الساعت کا علم ہے مطلب یہ کہ اب اللہ کے علاوہ اوروں کے پاس بھی الساعت کا علم آ چکا ہے اس لیے الساعت کا علم صرف اور صرف اللہ کے ہاں ہے اب یہ بات ماضی کا قصہ بن چکی اب اللہ الساعت کا علم جل یعنی اچانک ہی ظاہر کر چکا جس وجہ سے اوروں کے پاس بھی الساعت کا علم آ گیا انسانوں پر الساعت کا علم واضح کیا جا چکا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کب ایسا ہوگا جب اللہ ہی کے پاس الساعت کا علم ہے یہ بات ماضی کا قصہ بن جائے گی تو آگے اسی کا جواب دے دیا گیا وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ الغیث کی ''ث'' پر زبر کا استعمال کیا گیا جس سے یہ لفظ بھی ماضی کا صیغہ بن جاتا ہے وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ اور اتار رہا ہے بارش یہ ماضی کا قصہ بن جائے گا یعنی جب تک صرف اور صرف اللہ ہی بارشیں برسا رہا ہے تب تک الساعت کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے ہاں ہے لیکن جب صرف اور صرف اللہ بارشیں برسا رہا ہے یہ ماضی کا قصہ بن جائے گا اللہ کے علاوہ انسان بھی بارشیں برسانا شروع کر دیں گے تب اللہ الساعت کا علم اچانک ہی ظاہر کر دے گا۔

اب ذرا غور کریں کیا آج بارشیں صرف اور صرف اللہ ہی برسا رہا ہے یا پھر اللہ کے علاوہ انسانوں کو بھی یہ صلاحیت حاصل ہو چکی اور انسان بھی اللہ کے ساتھ اس کے عرش میں شریک بنتے ہوئے بارشیں برسا رہے ہیں؟ تو حقیقت آپ کے سامنے ہے آج پوری دنیا میں انسان الدجّال کے ذریعے بارشیں برسا رہے ہیں ۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آج انسان بھی بارشیں برسا رہے ہیں تو کیا آج ہی وہ وقت ہے جب اللہ نے الساعت کا علم ظاہر کرنا تھا تو آگے اسی کا جواب آ جاتا ہے کہ صرف یہی نہیں بلکہ جب اس کے علاوہ مزید یہ بھی ہونا شروع ہو جائے وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ اور علم ہے جو بھی ارحام میں ہے یعنی جو حاملہ ہیں ان کے پیٹوں میں کیا ہے۔ مطلب یہ کہ جب تک صرف اور صرف اللہ ہی کو علم ہے کہ ارحام یعنی حاملہ کے پیٹوں میں کیا ہے مؤنث ہے یا مذکر اور بالکل مکمل ٹھیک ٹھاک ہے یا عیب دار تب تک الساعت کا علم بھی صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے لیکن جب اللہ کے علاوہ اوروں کو بھی یہ علم حاصل ہو جائے اوروں یعنی انسانوں کے پاس بھی یہ صلاحیت آ جائے گی ارحام میں کیا ہے تب یہ بات ماضی کا قصہ بن جائے گی کہ صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس الساعت کا علم ہے تب الساعت کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے تھا ہو جائے گا۔ تب ہو جائے گا کہ الساعت کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس تھا اب نہیں اب تو اس کے علاوہ اوروں کے پاس بھی الساعت کا علم آ چکا ہے انسانوں پر بھی الساعت کا علم ظاہر ہو چکا ہے۔

تو آج غور کریں کہ کیا انسان کو یہ صلاحیت حاصل ہو چکی ہے یا نہیں؟ اللہ کے علاوہ اوروں کے پاس بھی یہ علم ہے کہ نہیں کہ حاملہ کے پیٹوں میں کیا ہے؟ تو حقیقت آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے آج اللہ کے علاوہ انسان کے پاس بھی یہ علم ہے کہ ارحام میں کیا ہے مؤنث یا مذکر اور پھر بالکل ٹھیک ہے یا پھر عیب دار۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آج ہی وہ وقت ہے جب الساعت کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے یہ بات ماضی کا قصہ بن جائے گی یعنی الساعت کا علم اللہ ظاہر کر دے گا جس وجہ سے اللہ کے علاوہ انسانوں کے پاس بھی الساعت کا علم آ چکا ہوگا تو اللہ نے آگے اس کا بھی جواب دے دیا کہ صرف یہی نہیں بلکہ

اس کے ساتھ ساتھ مزید یہ بھی وَمَا تَدْرِیْ اورنہیں جان لیا جاتا نَفْس' نفس کہتے ہیں جاندار شئے کو نَفْسْ' جو بھی جاندار شئے موجود ہے مَّا ذَا کیا ہے وہ جو تَکْسِبُ جو بھی صلاحیتیں ووسائل ہوں ان کے استعمال سے جو بھی حاصل کرنا جان لینا غَدًا ٹرانسفام ہونا یعنی اشیاء میں تبدیلیوں کا واقع ہونا کہ شئے کن کن تبدیلیوں سے اور کیسے گزرتی ہے جیسے کسی بھی شئے کا لائف سائیکل ہوتا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا اور جب تک کہ انسان کو جو صلاحیتیں دی گئیں یا جو بھی وسائل دیئے گئے جو کچھ بھی دیا گیا اس کا استعمال کر کے یہ نہیں جان لیا جاتا کہ جو جاندار اشیاء ہیں خلیے سے لیکر بشر تک وہ کن کن تبدیلیوں سے اور کس طرح گزر کر وجود میں آتی ہیں کسی بھی جاندار میں کیسے اور کس وجہ سے تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔

اب ذرا غور کریں کیا آج انسان یہ سب نہیں جان چکا کہ جو جاندار مخلوقات ہیں ان کے لائف سائیکل کیا ہیں؟ یہاں تک کہ خلیے میں کیسے اور کیوں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں یعنی وہ تمام کا تمام علم جس کی بنیاد پر میڈیکل یعنی فارماسوٹیکل انڈسٹری کھڑی ہے جس کی وجہ سے ہی ادویات بنائی جا رہی ہیں۔ مخلوقات کے لائف سائیکل، یہ بشر کن کن تبدیلیوں سے گزرتا ہے کیسے گزرتا ہے ڈی این اے جینز وغیرہ کیا یہ سب علم آج انسانوں نے حاصل نہیں کرلیا؟ اور کیا یہ ان کا کسب نہیں ہے؟ یعنی یہ جو میڈیکل کے شعبے سے متعلق جتنا بھی علم ہے زراعت سے متعلق جتنا بھی علم جس سے بیجوں میں چھیڑ چھاڑ اور تبدیلیاں کی جا رہی ہیں کیا یہ سب کا سب علم انسانوں نے جو انہیں صلاحیتیں دی گئیں جو کچھ انہیں دیا گیا ان کا استعمال کر کے ہی حاصل نہیں کیا؟ حقیقت آج آپ کے سامنے ہے آج یہ علم اللہ کے علاوہ انسان بھی جان چکا اور اسی کی بنیاد پر میڈیکل انڈسٹری کھڑی ہے۔ ڈی این اے میں جینز میں تبدیلیاں کر کے مخلوقات میں من چاہی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں فصلوں اور بیجوں میں من چاہی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں اور یہ سب آج آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے کیا یہ آج سے پہلے انسانوں کو علم تھا؟ کیا اس الدجّال کے ظہور سے قبل صرف اور صرف اللہ ہی کو اس کا علم نہ تھا؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بھی اللہ کے علاوہ اوروں کو حاصل ہو چکا تو کیا آج یہی وہ وقت ہے جب الساعت کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے یہ بات ماضی کا قصہ بن جانا تھی اور اللہ کے علاوہ انسانوں کے پاس بھی الساعت کا علم آ جانا تھا جسے اللہ نے ظاہر کرنا تھا اپنے رسول عیسیٰ کے ذریعے؟ تو اس کا جواب بھی اللہ نے دے دیا کہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جب مزید یہ صلاحیت بھی حاصل ہو جائے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ اَرْضٍ لفظ ارض کے "ض" کے نیچے دو زیریں ہیں جس کا معنی بنتا ہے زمین کا انگ انگ یعنی زمین میں جہاں جہاں بھی مُوْتُ موت کہتے ہیں اس مواد کو جس مواد سے کوئی بھی جاندار شئے وجود میں آتی ہے جیسے آپ اپنی ہی ذات میں غور کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ آپ زمین کے عناصر سے وجود میں آئے جو کہ ذرات کی صورت میں پوری زمین میں بکھرے پڑے ہیں۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ' بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور نہیں جان لیا جاتا جو جاندار شئے ہے وہ جس مواد سے وجود میں آئی ہے وہ ذرات کی صورت میں زمین کے انگ انگ میں کہاں موجود ہے۔ مثلاً یہ بشر بھی نفس ہے تو یہ کس مواد سے وجود میں آیا؟ یہ جس مواد سے وجود میں آیا وہ مواد ذرات کے صورت میں زمین میں کہاں کہاں موجود ہے؟ اس کے لیے سب سے پہلے تو یہ علم ہونا چاہیے کہ بشر کس مواد سے وجود میں آیا وہ عناصر کیا کیا ہیں؟ اس کے بعد ہی یہ جانا جا سکتا ہے کہ وہ عناصر زمین میں کہاں کہاں موجود ہیں۔

اب ذرا غور کریں کی آج یہ بھی اللہ کے علاوہ اوروں یعنی انسانوں کو علم حاصل نہیں ہو چکا کہ جتنے بھی نفس یعنی جاندار مخلوقات ہیں وہ کس مواد سے وجود میں آتی ہیں؟ اپنی ہی مثال لے لیجیے کہ آپ کا جسم کس مواد سے وجود میں آیا وہ کون کون سے عناصر ہیں اور وہ زمین میں کہاں کہاں کس حال میں موجود ہیں؟ آج یہ سب علم انسان کو حاصل ہو چکا کہ جاندار مخلوقات کن عناصر سے وجود میں آئیں ان کی جو موت ہے یعنی وہ مواد جس سے وہ وجود میں آئیں وہ مواد کن کن عناصر پر مشتمل ہے اور وہ عناصر زمین میں کہاں کہاں موجود ہیں۔

اللہ نے کہا تھا کہ الساعت کا علم اس وقت تک اللہ ہی کے پاس رہے گا جب تک کہ اس کے ظاہر کرنے کا وقت نہیں آ جاتا اور جب اس کے ظاہر کرنے کا وقت آ جائے گا تب اس کے علم کو ظاہر کر دیا جائے گا پھر سوال یہ پیدا ہوا کہ وہ وقت کون سا ہوگا اس وقت کی پہچان کیا ہے تو اللہ نے اس وقت کی پہچان قرآن کے دوسرے مقام پر بیان کر دی اس کے لیے چار شرائط بیان کیں جب وہ چاروں پوری ہو جائیں تب وہی وقت ہوگا جس وقت اللہ نے الساعت کا علم اچانک ہی ظاہر کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور آپ یہ جان چکے ہیں کہ آج وہ چاروں شرائط کی چاروں پوری ہو چکی ہیں آج وہی وقت ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ الساعت کا علم اچانک ہی ظاہر کیسے کرے گا؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ انسان چونکہ بشر ہیں تو انہیں میں سے کسی بشر کا اللہ انتخاب کرتا ہے جو اس کا رسول کہلاتا ہے اللہ اس رسول کے ذریعے انسانوں سے کلام یعنی بات کرتا ہے تو اللہ اپنے کسی بشر رسول کے ذریعے ہی الساعت کا علم اچانک ہی ظاہر کردے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا رسول ہوگا کیا اس کا اللہ نے کوئی ذکر کیا؟ تو اس کا جواب بھی اللہ نے بالکل واضح الفاظ میں دے دیا یہاں تک کہ اس کا نام تک بتادیا کہ وہ عیسیٰ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اس میں کچھ شک نہیں وہ یعنی عیسیٰ اس کا جو بھی علم ہوگا الساعت جو آگے آنے والی ہے اسی کے لیے علم ہوگا عیسیٰ کے بعثت کا مقصد الساعت جو آگے آنے والی ہے اس کا علم جل یعنی اچانک ہی انسانوں پر ظاہر کرنا ہوگا۔

اب آپ سے سوال ہے کہ جب وہ وقت آج آچکا تو پھر کیا اللہ کے وعدے کے عین مطابق احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں آنا چاہیے تھا؟ کیا اللہ اپنا وعدہ بھول گیا؟ اللہ نے اس وقت جو وقت آج ہے آج جس وقت میں آپ موجود ہیں اس وقت عیسیٰ کو بھیجنا تھا جو کہ اللہ نے خود وعدہ کیا تھا تو کیا اللہ بھول گیا یا پھر اللہ نے اپنا وعدہ پورا کردیا کہ احمد عیسیٰ تمہارے درمیان موجود ہے لیکن کسی کو نظر نہیں آرہا؟ جان بوجھ کر اپنی آنکھیں بند کررہے ہیں؟ ذرا غور تو کریں کون ہے وہ جس کی ساری کی ساری دعوت ہی الساعت کا علم ہے جس نے نہ صرف یہ واضح کیا کہ الساعت کیا ہے بلکہ تم پر کھول کھول کر واضح کردیا کہ الساعت تمہارے سر پر آچکی۔ کیا وہ میں ہی اللہ کا رسول عیسیٰ نہیں ہوں؟ اگر انکار کرتے ہو تو اپنا دعویٰ سچا ثابت کرکے دکھاؤ؟ اگر سچے ہو تو آؤ میدان میں؟ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا پس نہ ان روکنے والوں کیساتھ عیسیٰ کی طرف جانے سے رک جانا اور گمراہیوں کی طرف چلے جانا، ان لوگوں کی باتوں میں نہ آجانا یہ جو روک رہے ہیں ان کا شکار ہوکر دور نہ ہوجانا عیسیٰ سے، کہیں ان کی باتوں میں آکر ان کے پیچھے چل کر دشمنی نہ کر بیٹھنا یعنی یہ جو عیسیٰ رسول للہ کے خلاف یعنی میرے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہیں میری مخالفت کررہے ہیں میرے خلاف لوگوں کو اکسا رہے ہیں میرے ساتھ دشمنی کررہے ہیں یہ ملّاں طبقہ کہیں ان کی وجہ سے مجھ سے بدک نہ جانا ان کی طرف نہ چلے جانا وَاتَّبِعُوْنِ اور صرف اور صرف میری اتباع کرو یعنی میرے ہی پیچھے چلو جو میں کہہ رہا ہوں جو میں دعوت دے رہا ہوں اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ ہے صراط مستقیم یہ ہے وہ لائن جس پر قائم ہونا مقصد ہے جسے قائم کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا۔

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. الزخرف ٦٢

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اور نہ روک دے تمہیں، شیطان ہے جو تمہیں روک رہا ہے۔ شیطان جملہ ہے جو کہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے پہلا لفظ ہے شَیٔ جس کے معنی جو کچھ بھی وجود رکھتا ہے وہ سب کی سب اشیاء ہیں مثلاً مال، اولاد، والدین، درخت، چرند پرند یہاں تک کہ جو کچھ بھی ہے سب کا سب اشیاء ہیں اور دوسرا لفظ ہے ''طان'' جس کے معنی ہیں کسی کو اس کی منزل اس کے مقصد تک پہنچنے میں رکاوٹ ڈالنا آڑے آجانا جس وجہ سے وہ اپنی منزل سے غافل ہوجائے اور اپنی منزل تک نہ پہنچ سکے یا مقصد پورا نہ کرسکے۔

کسی کو بھی جب اس کے مقصد کے حصول سے روکا جاتا ہے تو روکنے کے کئی طریقے ہوتے ہیں مثلاً پیار سے روکا جاسکتا، زور زبردستی سے بھی روکا جاسکتا، جذباتی بلیک میل کے ذریعے بھی روکا جاسکتا ہے، کسی کی توجہ اپنی طرف مائل کرکے اسے اس کے مقصد سے غافل کرکے روکا جاسکتا ہے، کسی کو اپنے پیچھے لگا کر اسے اس کے مقصد سے روکا جاسکتا ہے، اپنے پیچھے بھڑکا کر لگایا جائے یا پھر پیار سے مائل کرکے، یعنی روکنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ تو ہر وہ شئے جو انسان کے مقصد کو پورا کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے اسے روکتی ہے اسے عربی میں شیطان کہا جاتا ہے۔

شیطان کیا ہے اسے سمجھنے کے لیے پہلے آپ پر آپ کا مقصد واضح ہونا چاہیے آپ کو آپ کی منزل کا علم ہونا چاہیے تب ہی آپ یہ فیصلہ کرسکیں گے کہ کیا شئے آپ کے اور آپ کی منزل آپ کے مقصد کے درمیان آرہی ہے رکاوٹ بن رہی ہے جو شئے رکاوٹ بن رہی ہے خواہ وہ جان بوجھ کر رکاوٹ بن رہی ہو یا پھر وہ کسی دوسرے کا آلہ کار ہو یا پھر آپ خود اس کے لالچ میں، اس سے متاثر ہوکر یا کسی بھی طرح سے اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں اور اپنے مقصد سے غافل ہوچکے ہیں شیطان کہلائے گی۔

سورۃ الزخرف کی ان آیات میں مقصد بتایا گیا ہے ابن مریم کی مثل عیسیٰ کی اطاعت واتباع ہر حال میں کہ جب احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گیا تو خواہ کچھ بھی ہو جائے اس کی اتباع کرنی ہے اسی کے پیچھے چلنا ہے اور تمہارے اور عیسیٰ کی اتباع کے درمیان جو بھی آئے وہ شیطان ہے۔ شیطان کیا ہے الفاظ سے اس کے معنی واضح کر دیئے گئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ معنی سچ ہیں تو آ گے دیکھیں آیت کے اگلے حصے میں قرآن خود شیطان کی وضاحت کر رہا ہے کہ شیطان کیا ہے۔

اِنَّہٗ اس میں کچھ شک نہیں جو موجود ہے شیطان ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجود ہے تو اسی کا آ گے جواب دے دیا گیا لَکُمْ تم کو جو سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیتیں دی گئیں تو آخر کیوں دی گئیں؟ سنو، دیکھو اور سمجھو کیا ہے جو موجود ہے جو عَدُوٌّ دشمنی کر رہا ہے مُّبِیْنٌ دو الفاظ کا مجموعہ ہے ''م اور بین'' م موجودگی کا اظہار کرتا ہے یعنی جو موجود ہے آگے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجود ہے تو آ گے اسی کا جواب دے دیا گیا ''بین'' بین کہتے ہیں کسی بھی شئے کا ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھلم کھلا سامنے ہونا جس کا کوئی بھی پہلو چھپا ہوا نہ ہونا، مبین کے معنی ہیں ہر وہ شئے جو کھلم کھلا ہر لحاظ سے سامنے موجود ہے واضح موجود ہے اب ذرا غور کریں وہ کیا ہے؟ یعنی جب آپ ان صلاحیتوں کا اس مقصد کے لیے استعمال کریں گے تو آپ کے سامنے یہ دنیا ہی آئے گی حیات الدنیا، جس میں مال، اولاد، بیوی، والدین، بہن بھائی، دوست، رشتے دار، مختلف فرقے، گروہ، جماعتیں، تنظیمیں، ادارے، ملک، سرحدیں، تہمتیں، ملامتیں، کاروبار اور باقی ہر طرح کا دنیاوی مال ومتاع آ جاتا ہے یہی سب کا سب یا ان میں سے ہی کچھ آپ کے مقصد میں رکاوٹ بن رہا ہے کسی نہ کسی طریقے سے۔

تو آیت میں بھی بالکل کھول کر واضح کر دیا گیا کہ جو کچھ بھی کھلم کھلا موجود ہے وہ تمہارے لیے دشمن ہے دشمنی کر رہا ہے وہ شیطان ہے۔ اللہ نے ہر بات کو ہر معاملے کو قرآن میں ہر پہلو سے پھیر پھیر کر بیان کر دیا اسی طرح وہ کیا ہے جو انسان کا دشمن ہے جو انسان کو منزل تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتا ہے وہ یہی سب کچھ ہے جو کچھ ہر طرف موجود ہے۔ انسان اللہ کی طرف بڑھنے کی بجائے ان کے پیچھے چل پڑتا ہے اور یوں اللہ سے ہی غافل ہو جاتا ہے۔ اسی کو اللہ نے قرآن میں دوسرے مقام پر حیات الدنیا کہا اسی کو تیسرے مقام پر تمہارا مال، تمہاری اولاد، تمہارے رشتے دار وغیرہ اگر تمہارے لیے تمہارے اور اللہ کے درمیان رکاوٹ بنتے ہیں تو انہیں شیطان قرار دیا۔ شیطان کیا ہے بالکل واضح ہو گیا۔

اور آپ اگر تھوڑا سا بھی غور کریں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جب بھی کوئی رسول آیا تو اصل میں کون رکاوٹ بنا جس نے رسول واضح ہو جانے کے بعد بھی شکوک وشبہات پیدا کیے اس کی اتباع سے روک دیا؟ تو آپ کے سامنے یہی حیات الدنیا ہی آئے گی خواہ وہ مال کی صورت میں آئے بیوی بچوں کی صورت میں یا کسی بھی صورت میں۔ رسول کی اتباع کرنے سے رشتے دار چھوٹ جائیں گے، اپنے اپنے نہیں رہیں گے، مال واولاد تک سے ہاتھ دھونے پڑیں گے، سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا تو انہیں سب سے بچنے کے لیے رسول کی بجائے ان سب کی اتباع کی جاتی ہے ان سب کے پیچھے چلا جاتا ہے اپنا رخ ان سب کی طرف کر لیا جاتا ہے۔

آج بھی اللہ یہی کہہ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں روک دے عیسیٰ کی اتباع کرنے سے عیسیٰ کا ساتھی بننے سے کیونکہ اگر تم عیسیٰ کی طرف بڑھو گے تو تمہارا مال رکاوٹ بن جائے گا کیوں کہ تمہارا مال تمہیں چھوڑنا پڑے گا اور مال میں بہت کشش ہوتی ہے وہ رکاوٹ بن جاتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو جو ملاں طوفان کھڑا کر کے جھوٹی افواہیں اور طرح طرح کے حربے استعمال کر کے عیسیٰ سے روکنے کی کوشش کر رہے ہیں تو تم ان ملاؤں کے جھوٹ مکر وفریب کا شکار ہو کر رک جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی ملامتوں کی وجہ سے رک جاؤ کیوں کہ لوگ تو اسی لیے ملامتیں کر رہے ہیں تا کہ کوئی عیسیٰ کے قریب بھی نہ جائے تا کہ وہ ان ملامتوں کے ذریعے لوگوں کو عیسیٰ کی اتباع سے روک دیں، کہیں تمہارے رشتے دار تمہیں نہ روک دیں یعنی ان کی وجہ سے نہ رک جانا، کہیں حکومتوں کا خوف نہ تمہیں روک دے، کہیں لوگوں کا خوف نہ تمہیں روک دے، کہیں تمہارا ذریعہ معاش تمہیں نہ روک دے، کہیں تمہاری خواہشات تمہیں نہ روک دیں، کہیں لوگ تمہیں اشتعال دلائیں تو تم غصے میں آ کر ان کے پیچھے اپنا وقت ضائع کرنے میں مصروف ہو جاؤ اور عیسیٰ سے غافل ہو جاؤ کہیں یہ شئے بھی نہ تمہیں روک دے، کہیں کوئی تمہارا دوست بن کے نہ تمہیں روک دے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم مخالف سمت جا رہے ہو اور کوئی تمہیں داد دیتا رہے تا کہ تمہیں لگے کہ تم بہت اچھا کر رہے ہو اور یوں اپنی ہی خواہشات کی اتباع میں مگن ہو کر عیسیٰ کی اتباع سے رک جاؤ یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بھی وجہ تمہیں عیسیٰ کی اتباع

سے روک دے خواہ وہ کسی طاقت ور کا ڈر یا مفلسی کا خوف ہی کیوں نہ ہو۔

اور آج جب عیسیٰ اللہ کا رسول آ گیا ہے تو غور کریں کیا طرح طرح سے میری اتباع سے روکا نہیں جا رہا؟ سب سے بڑی رکاوٹ تو یہی حیات الدنیا ہے جو کھلم کھلا ہر طرف موجود ہے یہی سب شیطان ہے کہ اگر عیسیٰ کی دعوت کو تسلیم کر لیا جائے تو ہمیں سب کچھ چھوڑنا پڑے گا مشینوں کا استعمال ترک کرنا پڑے گا ٹیکنالوجی سے آسانیوں، سہولتوں و آسائشوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے تو لہٰذا نہیں ہم اس جنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔

اس کی دعوت تو پتھر کے زمانے میں لے جانے والی ہے اگر اس کی بات مان لی جائے اس کے پیچھے چلا جائے تو ہمیں یہ سب چھوڑنا پڑے گا اور اگر یہ سب چھوڑ دیں گے تو زندہ کیسے رہیں گے، کھائیں گے کیا، پئیں گے کیا، پہنیں گے کیا، سفر کیسے کریں گے، ایک دوسرے سے روابط کیسے رکھیں گے یعنی آج سب سے بڑی رکاوٹ یہی شیطان ہے یہی حیات الدنیا جو دنیا آج عظیم فتنہ الدجّال سے مزین نظر آ رہی ہے اس کو چھوڑنا اتنا آسان تھوڑا ہی ہے پھر اس کے علاوہ کہ کیا یہ اکیلا حق پر ہے اس اکیلے کو ہی حق سمجھ میں آیا آج تک کسی کو حق سمجھ نہ آیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس لیے اس کی دعوت کو کیسے مان لیا جائے۔

اب اگر کوئی اس قدر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی میری اتباع کرنے سے رک جاتا ہے وہ شیطان کی ہی اتباع کرتا ہے یعنی شیطان جو کچھ بھی ہر طرف کھلم کھلا موجود ہے اس کی طرف ہی اپنا رخ کرتا ہے اسی کے پیچھے اپنی صلاحیتوں، مال و اولاد کا استعمال کرتا ہے تو وہ جان لے کہ اس کے ہاتھ میں سوائے خسارے کے کچھ نہیں آئے گا سوائے دنیا و آخرت میں ہلاکت کے کچھ نہیں آئے گا۔

وَلَمَّا جَآءَ عِيسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِالۡحِكۡمَةِ وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ‌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ‏. الزخرف ٦٣

وَلَمَّا اور جو کہ یعنی ابن مریم کی مثل جَآءَ آ گیا عِيسٰى عیسیٰ بِالۡبَيِّنٰتِ البیّنات کیساتھ۔

آج تک لوگوں کے دماغوں میں یہ بات ڈال دی گئی کہ عیسیٰ جب آئے گا تو اس کی پہچان بہت آسان ہے اور پہچان یہ ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے گا جس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ وفات شدگان کو دوبارہ جیتا جاگتا کر دے گا اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرے گا تو ان کی بصارت پلٹ آئے گی، کوڑھ کے مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرے گا تو ان کا کوڑھ یعنی جلدی بیماریاں فوری ختم ہو جائیں گے وہ شفایاب ہو جائیں گے، وہ یہ بتا دیا کرے گا کہ تم کیا کھا کر آئے اور تم نے گھروں میں کیا ذخیرہ کر رکھا ہے وہ بڑے بڑے معجزات دکھائے گا اس لیے عیسیٰ کی پہچان بہت آسان ہے جب آئے گا تو بہت آسانی سے پہچان لیں گے۔

یعنی لوگوں کا کہنا ہے اور آج تک کہا جا رہا ہے کہ عیسیٰ معجزات کیساتھ آئے گا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کی سب خرافات ہیں جو ملّاں طبقے نے گھڑ رکھی ہیں اللہ نے اس آیت میں عیسیٰ کی پہچان ان کے بالکل برعکس بتائی کہ عیسیٰ آ گیا البیّنات کیساتھ یعنی جب آیا تو اس نے سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا اس نے آیات کو بیّنات میں بدل دیا نہ کہ وہ معجزات کیساتھ آنے والا ہے۔ بنی اسرائیل کی طرح تم بھی انتظار میں ہی رہو گے ایسا کوئی عیسیٰ نہیں آئے گا جو تمہارے اپنے خودساختہ تصورات ہیں جب ایسا کوئی عیسیٰ ہے ہی نہیں تو وہ آنے سے رہا یہاں تک کہ تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور ہلاکت تمہارے سر پر آ چکی۔

اللہ نے اس آیت میں عیسیٰ کی پہچان بالکل دوٹوک الفاظ میں واضح کر دی کہ عیسیٰ البیّنات کیساتھ آ گیا تو ذرا غور کرو کیا میں البیّنات کیساتھ نہیں آیا پھر مزید آگے دیکھو قَالَ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِالۡحِكۡمَةِ کہا عیسیٰ نے تحقیق کروا اپنے گھوڑے دوڑا لو جو قدر میں کر دیا گیا وہی ہوا کہ میں تم میں تمہی سے آ گیا البیّنات کیساتھ اور حکمت کیساتھ وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ یہ جو میں البیّنات اور حکمت کیساتھ تمہارے طرف آیا ہوں کھول کھول کر رکھ دینے کے لیے تمہارے لیے وہ کچھ جس میں تم اختلاف کر رہے ہو اور اختلاف کر رہے تھے یعنی تم فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو ہر فرقے کا کہنا ہے کہ فلاں بات میں وہ حق پر ہے باقی سب باطل پر اس طرح جس جس میں تم اختلاف کر رہے ہو اس سب کو تمہارے لیے کھول کھول کر تمہارے سامنے لانے کے لیے آیا ہوں۔

آج آپ خود اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہے ہیں کہ یہ لوگ خود اپنی زبان سے اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ یہ بال کی کھال اتارتا ہے الفاظ کو پکڑ کر انتہائی باریکیوں سے بات کرتا ہے بھلا ایسے بھی ہوتا ہے یہ چھوٹے سے چھوٹے پہلو کو چھوٹے سے چھوٹے فرق کو بھی نظرانداز نہیں کرتا۔ یعنی یہ لوگ خود اپنی زبانوں سے اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ احمد عیسیٰ حکیم ہے یہ حکمہ کیساتھ آیا ہے۔

حکمہ حکم سے ہے حکم کہتے ہیں کب، کہاں، کیسے، کتنا، کیوں سمیت جتنے بھی سوالات ہیں ان کے جوابات کو مثلاً آپ نے کھانا بنانا ہے اس کے لیے کیا کیا درکار ہے یہ علم کہلاتا ہے اب اس علم کا صحیح استعمال حکمہ کہلاتا ہے یعنی کب آگ جلانی ہے کتنی جلانی ہے کب برتن رکھنا ہے کتنا گرم کرنا ہے کب کب کیا کیا کتنا کتنا

ڈالنا ہے اور کتنا کتنا پکانا ہے کہ بہترین مطلوبہ کھانا تیار ہو جائے حکمہ کہلاتی ہے۔ اگر کہیں بھی کوئی تبدیلی کی جاتی ہے کوئی شئے پہلے اور بعد میں ڈال دی جاتی ہے، کم یا زیادہ پکایا جاتا ہے تو بہترین مطلوبہ کھانا بننے کی بجائے خراب ہو جائے گا جس سے فائدے کی بجائے ہر لحاظ سے نقصان ہی نقصان ہو گا۔ اگر میں قرآن میں الفاظ کی ترتیب پر زور دیتا ہوں چھوٹے سے چھوٹے فرق کو بھی نظر انداز نہیں کرتا انتہائی صبر اور ترتیب کیساتھ دعوت دے رہا ہوں لوگ طرح طرح کے سوالات کے جوابات چاہتے ہیں لیکن ہر کام کو اس کے وقت پر رکھتا ہوں تو اور حکمہ کسے کہتے ہیں؟ کیا میں حکمہ کیساتھ نہیں بھیجا گیا؟ حقیقت آپ کے سامنے ہے۔

اور میں نے کیا سب کچھ کھول کھول کر نہیں رکھ دیا انتہائی حکمہ کیساتھ وہ سب کا سب جس میں آج تک خود کو مسلمان کہلوانے والے اختلافات میں پڑے ہوئے تھے؟ مثلاً کوئی کہہ رہا تھا کہ الدجّال آئے گا تو کوئی کہہ رہا تھا کہ الدجّال نام کی کوئی شئے نہیں، کوئی کسی انسان کو الدجّال قرار دے رہا تھا اور دوسروں کو الدجّال کے موضوع پر باطل قرار دے رہا تھا تو کوئی الدجّال جن کو قرار دے رہا تھا، کوئی الدجّال یہودیوں وعیسائیوں کے علماء کو قرار دے رہا تھا تو کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ الدجّال جن اور انسان کے ملاپ سے آنے والی مخلوق ہو گی تو کیا ان میں سے کوئی ایک بھی سچا تھا کوئی ایک بھی اس موضوع پر اس طرح بات کر سکا کہ جس نے ہر ایک کو لاجواب کر دیا ہو حق کھول کھول کر واضح کر دیا ہو؟ نہیں بالکل نہیں اور آج کیا میں نے یعنی عیسیٰ نے الدجّال کیا ہے جس میں آج تک اختلاف کیا جا رہا تھا اسے ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر نہیں رکھ دیا؟ کیا کوئی کم سے کم عقل بھی ایسا ہے جس کی عقل میں نہ آ گیا ہو کہ الدجّال کیا ہے بشرطیکہ وہ میری دعوت کو سن دیکھ لے؟ کیا کوئی میری طرف سے کھولے جانے والے حق کو غلط ثابت کر سکتا ہے؟ کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت اس حق کو غلط ثابت کر سکتی ہے؟ اسی طرح طلوع الشّمس من مغربھا یعنی طلوع ہو رہا ہے سورج جہاں سے غروب ہو رہا ہے کیا آج تک اس میں بھی اختلاف میں نہیں پڑے ہوئے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا؟

کیا دابۃ الارض کے موضوع پر بھی اختلافات میں نہیں پڑے ہوئے تھے؟ اور آج کس نے اس موضوع کو بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا علامات واشراط الساعت میں سے ایک النار یعنی زمین سے نکلنی والی ٹھنڈی آگ میں بھی اختلاف نہیں کیا جا رہا تھا اور کس نے آج اسے بھی ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ دیا؟

کیا قسطنطینیہ کی فتح میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے؟ اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا غزوہ ہند میں اختلاف نہیں کیا جا رہا تھا اور کس نے آج غزوہ ہند کی حقیقت کو بھی کھول کھول کر رکھ دیا؟

کیا عرب، روم اور فارس کی فتح میں بھی اختلاف میں نہیں پڑے ہوئے تھے اور کس نے آ کر آج انہیں بھی کھول کھول کر رکھ دیا؟

کیا غزوۃ الأعماق اور دابق میں بھی اختلاف میں نہیں پڑے ہوئے تھے اور کس نے آ کر آج انہیں بھی کھول کھول کر رکھ دیا؟

کیا شیطان میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر شیطان کو بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا دخانٍ میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر الدخانٍ کی حقیقت بھی کھول کھول کر رکھ دی کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا الصلاۃ میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر الصلاۃ کو بھی ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا زکاۃ میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر زکاۃ کو کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا صوم میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر صوم کو کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا حج میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر حج کو کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا قبر اور عذاب قبر میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا ذی القرنین میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا الساعت میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا القیامہ، یوم یبعثون، الآخرہ، جہنم وغیرہ میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر انہیں بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا القارعہ میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا الحاقہ میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا آدم وخلق آدم میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر آج اسے ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا مہدی میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا عیسیٰ میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا خاتم النبیّن میں بھی اختلاف نہیں کر رہے تھے اور کس نے آ کر اسے بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

کیا جس جس میں اختلاف کر رہے تھے ہر فرقے کا اس معاملے میں یہی دعویٰ تھا کہ صرف وہی حق پر ہے باقی سب باطل پر ہیں حالانکہ تمام کے تمام ہی باطل پر تھے ہر اس موضوع کو ہر اس بات کو کس نے کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت چاہ کر بھی کسی کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی؟

حقیقت آپ کے سامنے ہے وہ صرف اور صرف ابن مریم کی مثل عیسیٰ نے آج آ کر سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا یعنی میں احمد عیسیٰ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آج آ کر ہر اس کو کھول کھول کر رکھ دیا جس میں بھی مجھ سے پہلے اختلافات میں ہی پڑے ہوئے تھے تو ذرا غور کریں کہ کون ہے اللہ کا رسول عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ کیا میں ہی نہیں ہوں اور کیا کوئی اور ہے یا ہو سکتا ہے؟ کیا حق ہر لحاظ سے آپ کے سامنے نہیں ہے؟

حقیقت ہر لحاظ سے آپ کے سامنے ہے عیسیٰ اللہ کا رسول آج آپ میں موجود ہے جو کہ البیّنات کیساتھ آ گیا نہ صرف البیّنات کیساتھ بلکہ حکمہ کیساتھ اور اس نے حکمہ کیساتھ ہر اس معاملے کو کھول کھول کر رکھ دیا ہر اس بات کو کھول کھول کر رکھ دیا جس میں آج تک یہ لوگ آپس میں اختلافات کا شکار تھے، دین کیا ہے ہر کوئی اپنا اپنا دائرہ لگا کر اسے ہی دین حق قرار دے رہا تھا اور دوسروں کو باطل کہہ رہا تھا حالانکہ سب کے سب باطل پر تھے اور ہیں اور میں نے آج آ کر دین حق کو ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ دیا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنَ. پس یہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو یعنی جو بھی اعمال تم کر رہے ہو یہ کس سے بچ رہے ہو؟ پس اللہ تھا جس سے بچنا ہے، ذرا غور کرو یہ جو بھی اعمال تم کر رہے ہو کس سے بچنے کے لیے کر رہے ہو؟ یہ چھوٹی چھوٹی مشکلات، مصیبتوں، تکالیف سے بچنے کے لیے ترقی کے نام پر مفسد اعمال کر رہے ہو یہ تم ان چھوٹی چھوٹی تکالیف ومشقتوں سے تو بچ رہے ہو لیکن تم اصل میں اللہ سے دشمنی کر رہے ہو کیونکہ آسمانوں وزمین میں جو بھی مفسد اعمال کر رہے ہو یہ تم اللہ کیساتھ دشمنی کر رہے ہو یہ اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے جس کے ساتھ تم اپنے اعمال سے دشمنی کر رہے ہو اس لیے تم اللہ سے نہیں بچنے والے اگر بچنا ہے تو اللہ سے بچو۔ اگر اللہ سے بچنا چاہتے ہو تو میری اطاعت کر رہے ہو؟ یعنی جو میں کہہ رہا ہوں میری ہی بات مانو اسی پر عمل کرو اگر ایسا کرتے ہو تب تم اللہ سے بچ رہے ہو ورنہ آج تم اللہ کیساتھ دشمنی کر کے اس کے شریک بنتے ہوئے ترقی وخوشحالی کے نام پر آسائشوں وسہولتوں کے نام پر کیے جانے والے اعمال کی بنا پر چھوٹی چھوٹی دنیاوی مشکلات اور تکالیف سے تو بچ رہے ہو مگر اللہ کیساتھ دشمنی کر رہے ہو اور دنیا وآخرت میں اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے، عذاب عظیم تمہارے سر پر آ کھڑا ہے جو کہ آیا ہی چاہتا ہے جس سے تم نہیں بچ سکو گے۔

اللہ سے بچنا کیا ہے؟ اللہ سے بچنے کو اس وقت تک نہیں جانا جا سکتا جب تک کہ یہ نہ جان لیا جائے کہ اللہ کیا ہے اور پیچھے ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کیا جا چکا کہ اللہ کیا ہے۔ آسمانوں و زمین میں جو کچھ بھی آپ کو نظر آ رہا ہے یہ سب کا سب اللہ کی آیات ہیں یعنی جب آپ ان میں غور کریں گے ان کی گہرائی میں جائیں گے تو سامنے اللہ آئے گا آپ پر واضح ہو جائے گا کہ یہ اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے۔ اب آپ اپنے اعمال میں غور کریں آپ کس کیساتھ دشمنی کر رہے ہیں؟ کیا آپ آسمانوں و زمین میں مفسد اعمال نہیں کر رہے؟ کیا آسمانوں و زمین میں جنہیں آپ مخلوقات کا نام دیکر ان میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں جب یہ اللہ ہی کا وجود ہے تو پھر اللہ کیساتھ دشمنی نہیں کر رہے اللہ کو نہیں چھیڑ رہے؟

جیسے اگر آپ کے جسم کے کسی حصے کو کوئی چھیڑ رہا ہو اس میں پنگے لے رہا ہو تو آپ اسے یہ سوچ کر برداشت کریں گے کہ ہو سکتا ہے باز آ جائے اور اگر وہ باز نہ آئے اور برداشت کی حد پار ہو جائے تو آپ پہلے زبان سے منع کریں گے اگر پھر بھی وہ باز نہیں آتا تو پھر لاتیں اور مکے حرکت میں آئیں گے آپ ردعمل کا اظہار کریں گے جس کے نتیجے میں اسے ہلاکت کا سامنا کرنا پڑے گا بالکل اسی طرح یہ جو کچھ بھی آپ کو نظر آ رہا ہے یہ اللہ کی آیات ہیں اللہ ہے جو چھپا ہوا ہے اور اللہ کا تھوڑا سا حصہ نظر آ رہا ہے جب آپ ان میں چھیڑ چھاڑ کرو گے تو یہ آپ اللہ میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو اور پھر آپ کے ان مفسد اعمال کو اس چھیڑ چھاڑ کو اس لیے برداشت کیا جاتا رہا کہ ہو سکتا ہے آپ باز آ جائیں لیکن جب آپ باز نہ آئے اور برداشت کی حد سے باہر ہو گیا تو آپ کو پہلے تو زبان کیساتھ منع کیا جائے گا اگر پھر بھی باز نہیں آتے تو پھر اللہ عاجز نہیں آ گیا آپ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے بلکہ پھر اللہ کی جن آیات میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو وہ ردعمل کا اظہار کریں گی اللہ کا ہاتھ حرکت میں آئے گا اور آپ دنیا و آخرت میں ہلاکت کا شکار ہو جاؤ گے۔

اس لیے جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تم اللہ سے نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی دنیاوی تکالیف و مشقتوں سے بچنے کے لیے ایسے اعمال کر رہے ہو تو اگر اللہ سے بچنے کی بجائے ان سے بچتے ہو تو جان لو پھر تم اللہ کے عذاب کا شکار ہو جاؤ گے پھر تمہیں اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا اس لیے اگر تم اللہ سے بچنا چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو جو میں کہہ رہا ہوں اسی کو تسلیم کرتے ہوئے اسی پر عمل کرو ورنہ مارے جاؤ گے۔

جان لو یہ جو کچھ بھی تمہیں نظر آ رہا ہے یہ اللہ ہی کا وجود تمہیں نظر آ رہا ہے یہ اللہ کی آیات ہیں اس لیے ان میں چھیڑ چھاڑ نہ کرو جو بھی صلاحیتیں تمہیں دی گئی جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا تو ان کا استعمال جن مقاصد کے لیے کر رہے ہو ان کے لیے نہ کرو ورنہ تمہیں اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا اب بھی وقت ہے میری بات مان لو اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ. الزخرف ٦٤

اِنَّ اللّٰهَ لفظ اللہ کی "ہ" پر زبر ہے جس سے یہ جملہ اللہ ماضی کا صیغہ بن جاتا ہے جس کے معنی بنیں گے اللہ تھا اِنَّ اللّٰهَ اس میں کچھ شک نہیں اللہ تھا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں کہا گیا کہ اللہ تھا؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ اس وقت انسان جسے اللہ سمجھ رہے ہیں وہ اللہ نہیں ہے بلکہ جو اللہ ہے اسے تو انہوں نے تھا کر دیا ہوا ہے۔ کبھی لوگوں کو علم تھا کہ اللہ کیا ہے لیکن آج کسی کو بھی نہیں علم کہ اللہ کیا ہے ہر کوئی اپنے اپنے عقیدے و نظریے کو اللہ کا نام دے رہا ہے جسے یہ اللہ کہہ رہے ہیں وہ اللہ ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنے عقائد و نظریات کو اللہ کہہ رہے ہیں۔

اب اگر حقیقت یہ ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کیا ہے؟ تو اسی کا جواب آگے دے دیا گیا هُوَ ہے اللہ۔ هُوَ دو الفاظ کا مجموعہ ہے پہلا لفظ "ہ" جو کہ کسی بھی شئے کی طرف اشارے کے لیے استعمال ہوتی ہے "ہُ" پر پیش ہے جس سے یہ حال کا صیغہ بن جاتا ہے جس کے معنی بنتے ہیں اس شئے کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جو موجود ہے اور "و" کے معنی ہیں اور "وَ" پر زبر کے آنے سے یہ ماضی کا صیغہ بن جاتا ہے جس کے معنی بنیں گے اور ماضی کا قصہ یعنی تھا ہو گیا۔

اب ذرا غور کریں کیا آپ کے آس پاس کچھ بھی موجود ہے؟ کوئی بھی ایسی شئے موجود ہے جس کی طرف اشارہ کیا جا سکے؟ تو آپ کو بہت سی اشیاء نظر آئیں گی ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کریں مثلاً درخت موجود ہے۔ اب آپ سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا صرف درخت ہی ہے یا کچھ اور بھی ہے تو آپ جواب دیں گے کہ نہیں صرف درخت ہی موجود نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ موجود ہے تو آپ کو کہا جائے کہ تب تک اور اور کرتے جائیں جب تک کہ "وَ" یعنی اور ختم نہیں ہو جاتا اور جب اور ختم ہو کر ماضی کا صیغہ بن جائے تو جو وجود سامنے آئے تو ایک ہی وجود سامنے آئے گا اور کچھ ہوگا ہی نہیں اور جو وجود ہے اللہ ہے۔

یعنی جو موجود ہے اور اور کرتے جائیں جب تک کہ اور ختم ہو کر ماضی میں نہیں چلا جاتا یہاں تک کہ کُل کا کُل سامنے آجائے گا اسے عربی میں ھُوَ کہتے ہیں یہ ہے اللہ۔

رَبِّی میرا ربّ، ربّ کہتے ہیں اس ذات کو جس نے عدم سے وجود میں لایا اور پھر اس کی ضروریات کیا ہیں تمام کی تمام ضروریات خلق کر کے اسے مہیا کر رہی ہے۔ رَبِّی میرا ربّ ہے یعنی جس نے مجھے عدم سے وجود میں لایا اور میری کیا ضروریات ہیں انہیں خلق کر کے مجھے فراہم کر رہا ہے وَ رَبُّکُم اور تمہارا ربّ یعنی جب تمہارا وجود نہیں تھا تو تمہیں عدم سے وجود میں لایا اور تمہاری کیا کیا ضروریات ہیں انہیں خلق کر کے تمہیں فراہم کر رہا ہے۔ اب ذرا اپنی ہی تخلیق میں غور کریں اور پھر اپنی ضروریات میں غور کریں کہ آپ کی ضروریات کیا ہیں اور انہیں کون خلق کر کے آپ کو مہیا کر رہا ہے؟ جب آپ غور کریں گے تو کیا یہی سب سامنے نہیں آئے گا جو آپ کو نظر آ رہا ہے؟ کیا فطرت ہی آپ کے سامنے نہیں آئے گی؟

جب آپ کا وجود نہیں تھا تو ایک مرد اور عورت نے آپ کو وجود دیا جو آپ کے والدین کہلاتے ہیں تو کیا وہی آپ کے ربّ ہیں؟ اگر تو صرف اور صرف وہی ہیں جنہوں نے آپ کو وجود میں لایا اور آپ کی تمام ضروریات آپکو خلق کر کے مہیا کر رہے ہیں تو بلا شک وشبہ وہی آپ کے ربّ ہیں اور اگر ایسا نہیں تو پھر صرف اور صرف وہ ہی ربّ نہیں بلکہ پھر آپ کو مزید غور کرنا ہوگا تب ربّ کیا ہے کھل کر آپ کے سامنے آجائے گا۔

والدین سے پہلے آپ اپنے والد میں نطفہ کی صورت میں تھے وہ نطفہ اس رزق سے وجود میں آیا جو رزق آپ کے والد نے کھایا آپ کے والد نے پھل سبزیاں فروٹ وغیرہ یعنی نباتات وغیرہ کھائیں گوشت اور دودھ وغیرہ کو اپنا رزق بنایا تو وہ گوشت کہاں سے آیا؟ جانوروں سے، نباتات کہاں سے آئیں؟ زمین سے، جیسے جیسے آپ غور کرتے چلے جائیں گے تو یہی مخلوقات سامنے آئیں گے جو آسمانوں وزمین میں آپ کو نظر آ رہی ہیں یعنی نباتات میں غور کریں تو وہ کیسے وجود میں آئیں ان میں زمین کا اپنا کردار، سمندروں کا اپنا، ہواؤں کا اپنا، سورج کا اپنا، چاند کا اپنا یہی مخلوقات جب اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داری کو پورا کرتی ہیں تو نباتات وجود میں آتی ہیں۔

اسی طرح آپکی ضروریات کیا ہیں ان میں غور کریں سانس لینے کے لیے آکسیجن اور آکسیجن آپ کو درخت خلق کر کے فراہم کر رہے ہیں درختوں کو کون خلق کر رہا ہے یعنی جیسے جیسے آپ غور وفکر کرتے چلے جائیں گے تو ہر لحاظ سے کیا ھُوَ یعنی یہی سب سامنے نہیں آئے گا جو بھی موجود ہے تو پھر میرا اور آپ کا بھی ربّ کون ہوا؟ یہی ذات جو ہر طرف آپ کو نظر آ رہی ہے۔

اب ذرا غور کریں جب آپ کو اسی ذات نے وجود دیا ہے اور آپ میں جو بھی صلاحیتیں ہیں وہ اسی ذات نے آپ میں رکھیں تو آخر اس نے آپ کو کیوں وجود دیا؟ کس مقصد کے لیے آپ میں یہ سب صلاحیتیں رکھیں جو آپ میں موجود ہیں؟ اور آپ ان کا استعمال کس مقصد کے لیے کر رہے ہیں کس کے پیچھے کر رہے ہیں؟

آپ کو جو کچھ بھی دیا گیا وہ مال ہو، اولاد ہو، ذہانت ہو، صلاحیتیں ہوں، کسی پر اختیار ہو یا کچھ بھی دیا گیا ہو تو وہ کس نے دیا؟ کیا اللہ نے آپ کو نہیں دیا؟ اسی ربّ نے نہیں دیا؟ جب اللہ نے ہی آپ کو دیا ہے تو پھر کس مقصد کے لیے دیا یہ فیصلہ کون کرے گا؟ کیا اس کا فیصلہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا کرے گا؟ کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کو اسکا اختیار ہے؟ اگر نہیں تو پھر ذرا غور کریں آپ ان سب کا کس کے پیچھے استعمال کر رہے ہیں؟ جس کے پیچھے آپ ان کا استعمال کر رہے ہیں اسے عربی میں اس کی عبادت کہتے ہیں آپ اس کی عبادت کر رہے ہیں۔

آپ کو یہ سب کس مقصد کے لیے دیا اس کو جاننا بہت آسان ہے کسی بھی شئے کا مقصد کیا ہے اس میں غور کریں کہ اس میں کیا صلاحیتیں موجود ہیں اس میں موجود صلاحیتیں واضح کرتی ہیں کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔ مثلاً آگ کا مقصد کیا ہے یہ آگ میں موجود صلاحیتیں واضح کر دیتی ہیں کہ آگ میں جلانے کی خصوصیات ہیں آگ مادے کو دوبارہ پہلی حالت گیسوں میں لوٹانے کی صلاحیت رکھتی ہے اسی طرح گدھے کا مقصد کیا ہے؟ آپ جو کام گدھے سے لیتے ہیں کیا وہی بکری سے لے سکتے ہیں؟ نہیں کیونکہ بکری میں مشقت کی صلاحیتیں موجود نہیں اس لیے بکری کا یہ مقصد نہیں ہے بالکل اسی طرح آپ کو اللہ نے کیوں وجود دیا اگر اس مقصد کو جاننا چاہتے ہیں تو اپنے اندر موجود صلاحیتوں کو دیکھیں کہ آپ میں کون سی صلاحیتیں موجود ہیں جب آپ غور کریں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ آپ میں سننے، دیکھنے اور جو کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیت، جو سمجھتے ہیں اسے کرنے کی صلاحیت خلق کرنے کی صلاحیت،

رازق بننے کی صلاحیت، مالک بننے کی صلاحیت، زمین پر سفر کرنے کی صلاحیت یعنی باقی مخلوقات اگر زمین میں پرزوں کی حیثیت رکھتی ہیں تو آپ میں ڈرائیور، زمین کی دیکھ بھال کرنے کی صلاحیتیں ہیں۔

اب اگر آپ چاہیں تو ان صلاحیتوں کا غلط استعمال کریں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کریں جس سے آسمانوں وزمین میں خرابیاں ہوں گی اور بالآخر تباہیاں آئیں جس کا شکار زمین کی تمام مخلوقات ہوں اور اگر آپ چاہیں تو ان صلاحیتوں کا احسن استعمال کرتے ہوئے زمین میں کسی بھی قسم کی کوئی خرابی نہ ہونے دیں تمام مخلوقات آپ کی وجہ سے سلامت رہیں کسی کو بھی کسی بھی قسم کے نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑے فَاعْبُدُوْهُ پس کس کی عبادت کررہے ہو؟ یعنی یہ جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا تو کس کے لیے ان سب کا یا ان میں سے کسی کا بھی استعمال کررہے ہو؟ یہ جو وجود موجود ہے اسی نے تمہیں یہ سب دیا تمہیں سننے، دیکھنے اور جو سنتے دیکھتے ہو اسے سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی صلاحیتیں دیں، مال دیا، اولاد دی، یہ جسم دیا، کرنے کی صلاحیتیں دیں یا کچھ بھی دیا تو اسی وجود نے دیا یہ جو وجود نظر آرہا ہے تو اس نے کسی اور کے لیے نہیں دیا بلکہ تمہیں یہ سب اس وجود نے اپنے لیے دیا یہ اسی کا ہے اسی کے لیے ہے اس لیے ان سب کا اسی وجود کے لیے استعمال کرو اسی وجود کے پیچھے استعمال کرو نہ کہ اس کے خلاف استعمال کرو اس کے ساتھ دشمنی میں استعمال کرو یہ ہے ربّ کی عبادہ اس لیے اسی ربّ کی عبادہ کرو۔

کچھ بھی تمہیں اس نے دیا جو بھی صلاحیتیں اس نے تمہیں دیں ان کا اسی کے لیے استعمال کرو۔ آپ کو جو کچھ بھی دیا گیا آپ جس کے پیچھے اس کا استعمال کریں گے وہ آپ اس کی عبادہ کرتے ہیں اس لیے جس جس کے پیچھے اس سب کا استعمال کررہے ہو جو کچھ تمہیں دیا گیا اس کے پیچھے ان کا استعمال نہ کرو یہ صلاحیتیں یا سب کچھ اس سب کے لیے استعمال کرنے کے لیے نہیں دیا گیا۔ یہ سب اللہ نے دیا تو یہ سب اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے اس سب کا استعمال اللہ کے لیے ہی کرو یہ ہے اس کی عبادہ یعنی غلامی پس اسی کی غلامی کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ ہے وہ لائن جسے قائم کرنے کے لیے تمہیں اس دنیا میں لایا گیا تمہیں وجود دیا گیا یہ ہے صراط مستقیم۔

اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اس امت میں آنے والے عیسیٰ کی علامات بیان کردیں ان میں ایک علامت یہ بھی بیان کردی کہ عیسیٰ کی دعوت یہ ہوگی اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ اب آپ خود غور کریں کہ یہ دعوت کس کی ہے کس نے کھول کھول کر واضح کردیا کہ اللہ کیا ہے؟ کس نے کھول کھول کر واضح کردیا کہ جسے تم اللہ کہتے ہو ایسا کوئی اللہ وجود نہیں رکھتا یہ محض تمہارے اپنے من گھڑت تصورات ہیں جن کا حقیقت کیساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں، ایسا کوئی اللہ نہیں جو تم کہتے ہو آسمانوں پر چڑھ کر بیٹھا ہوا ہے بلکہ اللہ هُوَ ہے اور ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کردیا کہ هُوَ کیا ہے۔

هُوَ ہی میرا ربّ ہے اور تمہارا ربّ بھی اس لیے پس اسی کی غلامی کرو جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا اس کا استعمال اسی کے لیے کرو جو تم کررہے ہو یہ اس کی غلامی یعنی عبادت نہیں ہے۔ کیا یہ سب میری دعوت نہیں ہے؟ کیا میں کسی فرقے، گروہ، کسی دائرے کسی طرف دعوت دے رہا ہوں؟ اور میرے علاوہ سب کے سب کی دعوت ان کے فرقوں وگروہوں کی طرف نہیں ہے؟ صرف اور صرف اللہ ہی طرف دعوت اللہ کو ربّ بنانے کی دعوت، یہ سب کی سب دعوت کس کی ہے؟ کیا یہ سب کی سب دعوت میری نہیں؟ جب یہ سب کی سب دعوت میری ہے تو پھر عیسیٰ کون ہے؟ حق ہر لحاظ سے آپ پر کھل کھل کر واضح ہو چکا کہ میں اللہ کا رسول عیسیٰ ہوں اگر تم لوگ دنیا وآخرت میں فلاح چاہتے ہو تو میری اطاعت واتباع کرو۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ. الزخرف ٦٥

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ابن مریم کی مثل عیسیٰ نے آکر وہ سب کا سب کھول کھول کر رکھ دیا حق ہر لحاظ سے واضح کردیا جس میں اس کے آنے سے پہلے اختلاف کررہے تھے ہر کوئی خود کو اس معاملے میں حق پر اور دوسروں کو باطل کہہ رہا تھا عیسیٰ نے آکر سب کا سب کھول کھول کر رکھ دیا اب چاہیے تو یہ تھا کہ حق اس قدر واضح ہوجانے کے بعد حق کو تسلیم کرلیا جاتا مگر اس کے باوجود اختلاف ہی کیا جو ان کے درمیان گروہ موجود ہیں جو فرقے، تنظیمیں، جماعتیں وغیرہ بنی ہوئی ہیں یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ حق اس قدر کھل جانے کے بعد حق کو تسلیم کرلیا جاتا اور اگر تسلیم نہیں کرتے تو ظاہر ہے اسی لیے تسلیم نہیں کررہے کہ یہ پہلے سے ہی حق پر ہیں اور آج جو احمد عیسیٰ نے کھول کھول کر واضح کردیا یہ حق نہیں ہے اب اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں اگر یہ حق پر ہیں تو پھر عیسیٰ کی دعوت کو باطل ثابت کریں؟ ان کو کھلم کھلا چیلنج ہے اگر یہ عیسیٰ کی یعنی میری دعوت کو غلط ثابت نہیں کرسکتے اسے غلط باطل و بے بنیاد ثابت نہیں کرسکتے یا خود کو حق ثابت نہیں کرسکتے

اور حسب سابق آپس میں اختلافات میں ہی پڑے رہتے ہیں تو پھر جان لیں کہ ان کا انجام کیا ہے فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ پس ویل ہے ان لوگوں کے لیے جو ظلم کر رہے ہیں ان کے اپنے ہی کیے ہوئے مفسد اعمال کے ردِ اعمال جو انتہائی بھیانک ہیں ان کے لیے سزا ہیں جو ایک لمبی مدت ہے جس میں ہر طرح کی اذیت ناک سزائیں ہیں۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ. الزخرف ٦٦

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ کس کا انتظار کر رہے ہو، جب عیسیٰ آیا تو عیسیٰ نے کہا کہ کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو آگے سے جواب آیا کہ ابھی تو بہت کچھ ہونا باقی ہے جس جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں یعنی عیسیٰ آیا تو عیسیٰ کیا ہے؟ عیسیٰ تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ اپنے رسول کو بھیجتا ہے البیّنات کیساتھ تا کہ وہ حق بالکل کھول کھول کر واضح کر دے تو عیسیٰ نے کہا کہ کس کا انتظار کر رہے ہیں مطلب کہ مجموعی طور پر انہیں دکھا کہ انہیں کہاں کہاں راہنمائی درکار ہے تو دیکھا کہ یہ تو انتظار کر رہے ہیں کہ ابھی تو طلوع الشّمس من مغربھا ہونا ہے اور ہر کوئی اس کی طرح طرح کی تاویلات میں مصروف ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ حق ہے اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں جو میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے یوں اس کے انتظار میں ہیں تو عیسیٰ نے طلوع الشّمس من مغربھا کی حقیقت کھول کر رکھ دی اور واضح کر دیا کہ وہ تو کب کا ہو چکا یوں حق اس قدر کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

عیسیٰ نے پوچھا کس کا انتظار کر رہے ہو تو آگے اسے ان کی طرف سے بات آئی کہ ابھی تو یاجوج اور ماجوج نے آنا ہے ان کے انتظار میں ہیں اور ہر کوئی یاجوج اور ماجوج کے حوالے سے طرح طرح کی کہانیاں گھڑے ہوئے یاجوج اور ماجوج کے انتظار میں ہے تو عیسیٰ نے یاجوج اور ماجوج کو بھی کھول کھول کر رکھ دیا کہ یاجوج اور ماجوج کیا ہیں اور وہ کب کے کھل چکے یاجوج اور ماجوج کے حوالے سے سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا، اس قدر کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت حق کو غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو جواب ملا جو یہ دھڑا دھڑ کتابوں کی کتابیں چھاپ رہے ہیں کہ ابھی تو ایک آگ نے نمودار ہونا ہے اس کے انتظار میں ہیں تو عیسیٰ نے اس آگ کی حقیقت بھی کھول کھول کر رکھ دی کہ وہ النار کیا ہے اور وہ تو نہ صرف کب کی نکل چکی بلکہ آج تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

کس کے انتظار میں ہو تو آگے سے جواب دے رہے ہیں کہ ابھی تو دخانٍ نے ظاہر ہونا ہے اور پوری دنیا میں بھر جانا ہے تو عیسیٰ نے دخانٍ کو بھی کھول کھول کر واضح کر دیا اور انہیں ان کی آنکھوں سے دکھا دیا کہ دیکھو دخانٍ نہ صرف آ چکیں بلکہ پوری دنیا کی فضا میں بھی بھر چکیں لوگوں کو ڈھانپ چکیں عذاب الیم بن چکیں اور دنیا کی کوئی طاقت اس حق کو غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

کس کا انتظار کر رہے ہو تو ان کا کہنا ہے کہ ابھی تو تیس کے قریب دجالون کذابون نے آنا ہے جن میں سے ہر ایک کا گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو عیسیٰ نے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ جن کا تم انتظار کر رہے ہو نہ صرف وہ کب کے آ چکے بلکہ تم بذات خود انہیں اماموں کے نام پر اپنے رسول تسلیم کر چکے ہوئے ہو اور دنیا کی کوئی طاقت حق کا رد نہیں کر سکتی۔

کس کا انتظار کر رہے ہو تو ان کا کہنا ہے کہ ابھی تو الفرات سے ذھب اور خزانے کا جبل نمودار ہونا ہے تو عیسیٰ نے اسے بھی کھول کھول کر واضح کر دیا کہ وہ بھی نکل چکا۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو غزوۃ الہند کی تیاریاں کر رہے ہیں غزوۃ الہند ہونے والا ہے اس کا انتظار کر رہے ہیں تو عیسیٰ نے غزوۃ الہند کی حقیقت کھول کھول کر رکھ دی ان پر واضح کر دیا کہ وہ تو کب کا ہو چکا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو فتح قسطنطیہ کا انتظار کر رہے ہیں تو عیسیٰ نے فتح قسطنطیہ کی حقیقت کھول کھول کر رکھی دی کہ وہ تو کب کا ہو چکا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو عرب، فارس وروم کی فتح کا انتظار کر رہے ہیں عیسیٰ نے ان کی حقیقت بھی ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دی کہ یہ سب بھی ماضی میں کب کا ہو چکا۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو غزوۃ الاعماق اور دابق کا انتظار کر رہے ہیں تو عیسیٰ نے اس کی حقیقت بھی کھول کھول کر رکھ دی کہ یہ بھی ہو چکے۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو کہہ رہے ہیں دابۃ الارض کا انتظار کر رہے ہیں ابھی تو دابۃ الارض نے نکلنا ہے تو عیسیٰ نے دابۃ الارض کی حقیقت بھی کھول کھول کر رکھ دی دابۃ الارض انہیں ان کی آنکھوں کے سامنے دکھا دیا اس قدر واضح کر دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو ان کا کہنا ہے کہ ہم زمین کے دھنسنے کا انتظار کر رہے ہیں ابھی تو زمین بھی نہیں دھنسی تو عیسیٰ نے زمین کے دھنسنے کی حقیقت بھی کھول کھول کر رکھ دی کہ یہ بھی ہو چکا آج تم یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ پوری دنیا میں زمین جگہ جگہ سے دھنس رہی ہے۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو ان کا کہنا ہے کہ الدجّال کا انتظار کر رہے ہیں ابھی تو الدجّال نے ظاہر ہونا ہے تو عیسیٰ نے الدجّال کو بھی کھول کھول کر رکھ دیا یہاں تک کہ باب لد سے الدجّال کا قتل کر دیا یعنی عیسیٰ سے پہلے الدجّال موجود تھا لیکن کسی کو بھی نظر نہیں آ رہا تھا ہر کوئی ان اشیاء کو اپنے لیے فائدہ مند سمجھ رہا تھا تو عیسیٰ نے آ کر اللہ کے عطا کردہ خالص علم کی بنیاد پر الدجّال کا قتل کر دیا ان اشیاء پر پڑا دجل کا پردہ چاک کر دیا یوں الدجّال کا باب لد سے قتل کر دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو ان کا کہنا ہے کہ مہدی کا انتظار کر رہے ہیں عیسیٰ نے مہدی کی بھی حقیقت کھول کھول کر رکھ دی کہ جتنے بھی مہدیوں نے آنا تھا وہ سب کے سب ماضی میں آ چکے اب ان میں سے کوئی نہیں آنے والا۔

کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو ان کی طرف سے جواب آیا کہ عیسیٰ کا انتظار کر رہے ہیں تو عیسیٰ نے عیسیٰ کی بھی حقیقت کھول کھول کر رکھی اور ان پر بالکل واضح کر دیا کہ عیسیٰ تمہارے درمیان تمہارے سامنے موجود ہے هَلْ يَنظُرُونَ اب بھی کس کا انتظار کر رہے ہو؟ اب تو سب کا سب آ چکا اِلَّا السَّاعَةَ مگر الساعت تھی یعنی اب جس کا انتظار کرنا ہے وہ صرف اور صرف الساعت تھی اب سوائے الساعت کے کچھ نہیں رہ چکا اب سوائے الساعت کے کچھ نہیں آنے والا سب کا سب آ چکا عقل کے اندھو اب صرف اور صرف الساعت رہ چکی ہے اب بھی اگر تم ان کا انتظار کرتے ہو جو آج تک کرتے آ رہے تھے تو جان لو اصل میں اب تم الساعت کا انتظار کر رہے ہو کیونکہ جو کچھ بھی آنا تھا وہ آ چکا اب تمہارا انتظار فضول ہے اب تو صرف اور صرف الساعت رہ گئی ہے جس نے آنا ہے اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ کہ اچانک ہی تم پر آ جائے گی اور تم ہو گے اس حال میں کہ تمہیں شعور ہی نہ ہو گا۔ یعنی اب تو سب کا سب آ چکا میری موجودگی میں ایک عذاب عظیم القارعہ ہے وہ تمہیں اخذ کرنے والی ہے اور میرے بعد صرف اور صرف الساعت رہ گئی ہے وہ تم پر اس حال میں آئے گی کہ تمہیں اس کا شعور ہی نہیں ہو گا اچانک ہی آ جائے گی۔

اللہ نے سورت الزخرف کی ان آیات میں عیسیٰ کی پہچان کی غیر معمولی علامات بیان کر دیں آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے سورت الزخرف کی ان آیات کی صورت میں آج آنے والے عیسیٰ کی تاریخ اتار دی تھی اور اس امت کے آخر میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ پر مبنی ان آیات نے اس وقت تک بیّن ہی نہیں ہونا تھا یعنی کھل کر واضح ہی نہیں ہونا تھا جب تک کہ یہ واقعہ رونما نہ ہو جاتا یعنی عیسیٰ آ نہ جاتا اس کی بعثت نہ ہو جاتی اور آج جب کہ یہ آیات بیّن ہو چکیں یعنی بالکل کھل کر واضح ہو چکیں تو ظاہر ہے عیسیٰ اللہ کا رسول آج موجود ہے کیونکہ اگر اللہ کا رسول عیسیٰ بعث نہیں ہوا تو یہ آیات آج کیسے بیّن ہو گئیں؟ آج تک یہ آیات بیّن کیوں نہ ہوئیں؟

اور آج جب میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث کیا جا چکا ہوں اور میری ہی تاریخ پر مبنی آج سے چودہ صدیاں قبل اتاری گئی آیات بیّن ہو چکیں تو پھر اب بھی آپ لوگ کس کا انتظار کر رہے ہیں؟ ذرا غور کریں کہ یہ کس کی تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل اتار دی گئی تھی؟

کیا میرے علاوہ کوئی اور ہے؟ کیا میں نے یعنی عیسیٰ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کچھ کھول کھول کر نہیں رکھ دیا؟ کیا میں ہی وہ عیسیٰ اللہ کا رسول نہیں ہوں جس نے وہ سب کا سب تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا جس کا تم آج تک انتظار کر رہے تھے؟ اور بار بار تمہیں کہہ رہا ہوں کہ اب سوائے الساعت کے کچھ نہیں رہا؟ میری موجودگی میں تم پر ایک عظیم عذاب القارعہ یعنی عالمی ایٹمی جنگ ہو گی جس میں دنیا کی اسی فیصد آبادی ہلاک ہو جائے گی شہروں کے شہر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے یہاں تک کہ پہاڑ دھول کی طرح اڑیں گے اس میں اور میرے بعد صرف اور صرف الساعت ہے تو پھر عیسیٰ کون ہے؟ کیا اب بھی عیسیٰ کے انتظار میں رہو گے؟

کیا تم لوگ بھی بنی اسرائیل کی مثل ثابت ہو کر رہو گے جو کہ اللہ نے تمہاری تاریخ تو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی تھی کہ تم بھی بنی اسرائیل کی مثل ہو جو

بنی اسرائیل نے عیسیٰ ابن مریم کیساتھ کیا تھا تم بھی وہی تم میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ اللہ کے رسول کیساتھ یعنی میرے ساتھ کرو گے۔
بنی اسرائیلی ملاؤں نے بھی عیسیٰ ابن مریم کے خلاف محاذ کھولا اس کی تصدیق کی بجائے اس کی تکذیب کی تو تم بھی بالکل وہی کرو گے اور اے لوگو جو ان ملاؤں کے پیچھے اندھوں کی طرح چل رہے ہو جب حق یہ ہے کہ یہ لوگ تکذیب ہی کریں گے تو تم اپنی آنکھیں کھول لو کیا تم میں عقل نہیں؟ کیا تم میں سوجھ بوجھ نہیں کہ تم حق کو نہیں پہچان سکتے اس کے لیے تم ان علماء کے نام پر جہلاء جو کہ مجرمین ہیں جو کبھی جہنم سے نہ نکل پائیں گے جب تک کہ جہنم کی بھی اجل نہ آجائے ان کے محتاج ہو؟ کیا تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح نہیں کر دیا گیا؟ اس کے باوجود بھی اگر تم اپنی آنکھیں نہیں کھولتے تو جان لو تم مانو گے تمہیں ماننا پڑے گا لیکن تب تمہارا ماننا تمہیں کوئی نفع نہیں دے گا۔ عذاب عظیم القارعہ صیحۃ واحدۃ ان ایام کے مثل ایام جو گزشتہ اقوام پر آئے یعنی عظیم ہلاکت تمہارے سر پر موجود ہے جیسے ہی تم میرے یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے یہ بات جان لو تا کہ بعد میں یہ نہ کہہ سکو کہ ہمیں متنبہ نہیں کیا گیا تھا اگر متنبہ کر دیا جاتا تو ہم مان جاتے اور نہ ہی تکذیب کرتے اور نہ ہی ہلاکت کا شکار ہوتے۔

اب آپ سب سے سوال ہے کہ یہ کس کی تاریخ پر مبنی آیات تھیں جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھیں؟ قرآن میں یہ کس کی تاریخ ہے؟ اپنی آنکھیں کھولیں اس سے پہلے کہ وقت آپ کے ہاتھ سے نکل جائے۔ دنیا کی کوئی طاقت یہ غلط ثابت نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اور جان لیں آج آپ کے پاس وقت ہے اور اختیار بھی ہے کہ مان جائیں حق کو تسلیم کر لیں ورنہ یہ یاد رکھیں حق کو حق حاصل ہے کہ اسے تسلیم کیا جائے، آج جب حق آچکا ہے تو ہر ایک کو ماننا پڑے گا یہ بات کان کھول کر سن لیں ہر ایک گواہی دے گا کہ ہاں اے احمد عیسیٰ بلا شک وشبہ آپ اللہ کے رسول ہو ہم تسلیم کرتے ہیں ہم مانتے ہیں لیکن تب آپ کا ماننا آپ کو کوئی نفع نہیں دے گا کیونکہ تب تو منوایا جائے گا بالکل ایسے ہی جیسے آپ کے آباؤ اجداد ان گزشتہ ہلاک شدہ اقوام کو منوایا گیا تھا اور وہ مانیں گے جیسے فرعون مانا تھا۔

اب آپ ہی سے سوال ہے کہ اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات کس نے بیّن کیں؟ یعنی کس نے اس واقعے پر مبنی آیات کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ کوئی چاہ کر بھی انہیں غلط ثابت نہیں کر سکتا خواہ کچھ ہی کیوں نہ کر لے؟ تو ذرا غور کریں آپ سے سوال ہے جس نے آیات بیّن کیں وہ کذاب اور جو اس کیساتھ دشمنی کر رہے ہیں وہ صادق ٹھہرے؟ ایسا کیسے ہو گیا؟ حالانکہ قرآن کو بیّن کرنا یعنی قرآن کی آیات کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کرنا تو صرف اور صرف اللہ کے ذمہ ہے اور اگر میں بیّن کر رہا ہوں تو پھر میں ''احمد عیسیٰ'' کون ہوں؟ آپ کس کیساتھ دشمنی کر رہے ہیں اور بالآخر دنیا وآخرت میں آپ کا انجام کیا ہونے والا ہے؟ اسے بھی آج ہی جان لیں جو کہ انتہائی بھیانک اور ذلت آمیز انجام ہونے والا ہے آپ کا۔

اسی طرح اب دیکھیں سورۃ محمد کی درج ذیل آیت میں کہ یہ آیت اللہ کے کس رسول کی تاریخ ہے؟

فَهَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِیَهُمۡ بَغۡتَةً فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا فَاَنّٰی لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰىهُمۡ . محمد ۱۸

یہ اللہ کے ایک رسول کی تاریخ پر مبنی آیت ہے اللہ نے اس امت اس قوم جو کہ قوم محمد ہے ان کے آخرین میں اپنا ایک رسول کو بعث کرنا تھا اور جب اللہ نے اپنا وہ رسول بعث کیا تو اس کا جو کردار ہے اس کی جو دعوت ہے یہ آیت اس کی تاریخ پر مبنی ہے جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں اتار دی گئی تھی۔
سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ، رسول صرف اور صرف تب ہی بعث کرتا ہے جب اس سے پہلے لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں ہوتے ہیں نور کی ہدایت کی ایک کرن بھی نہیں ہوتی اس کے باوجود ہر کوئی خود کو اہل حق ہی کہہ اور سمجھ رہا ہوتا ہے حالانکہ اگر کسی سے کوئی سوال کر لیا جائے تو کسی کے بھی پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہوگا جو کہ ان کے ضلالٍ مبینٍ میں ہونے کی واضح علامت ہوتا ہے۔
اللہ کب رسول بعث کرتا ہے اسی کو اللہ نے قرآن میں مختلف مقامات پر واضح کر دیا۔

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ. آل عمران ۱۶۴

لَقَدۡ تمہیں یہ حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کرو اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا دو اپنی تمام تر تحقیق کر لو جو بھی حق کا دعویدار ہے اس کی بات سنو بالآخر تم پر یہ بات واضح

ہوجائے گی کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہی حق ہے جو کہ قدر میں کر دیا گیا مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ جو اللہ ہے مومنین پر یعنی اللہ مومنین پر احسان کرتا ہے اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ تب بعث کرتا ہے انسانوں کی راہنمائی کے لیے کھڑا کرتا ہے ان میں رسول انہیں میں سے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ جب اللہ رسول بعث کرتا ہے تو وہ کیا کر رہا ہوتا ہے؟ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ تلاوہ کر رہا ہے ان پر اس کی آیات کی یعنی جب ان میں انہیں سے اللہ کا رسول آ گیا تو ان پر اللہ کی آیات کو پوری ترتیب کیساتھ کھول کھول کر واضح کر رہا ہے وَ یُزَکِّیْھِمْ اور ان کا تزکیہ ہو رہا ہے یعنی ان کو ہر لحاظ سے پاک صاف کر رہا ہے انہیں خالص اللہ کا غلام بنا رہا ہے ان کے اجسام ان کی توجہ ان کو ہر لحاظ سے پاک صاف بنا رہا ہے خالص کر رہا ہے وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ اور سکھا رہا ہے یعنی علم دے رہا ہے جو الکتاب تھی اس کا وَالْحِکْمَۃَ اور حکمت یعنی اس علم کا صحیح استعمال سکھا رہا ہے یعنی کیا کب کہاں کیسے کیوں اور کتنا کرنا ہے ان تمام سوالات کے جوابات یہ علم، ان کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اور اگر قانون میں یہ طے کر دیا گیا کہ ہو رہے تھے اس سے پہلے ان کے لیے جو تھا وہ تھے ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں نور کی ہدایت کی ایک کرن بھی نہیں یعنی اگر نور کی ایک کرن بھی ہوگی تو اللہ رسول کو بعث نہیں کرتا اللہ کا قانون ہے کہ وہ صرف اور صرف تب رسول کو بعث کرتا ہے اور بعث کرتا تھا جب امیّن ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں ہوں نور کی ایک کرن بھی نہ ہو ہدایت کی ایک کرن بھی نہ ہو۔ اللہ نے یہ قدر میں کر دیا کہ جب امیّن سو فیصد گمراہیوں میں ہو رہے ہوں نور کی ہدایت کی ایک کرن بھی نہ ہو تب اللہ مومنین پر احسان کرتا ہے ان میں انہیں سے اپنا ایک رسول بعث کر کے جو ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے۔

یہی بات اللہ نے درج ذیل آیت میں بھی واضح کر دی۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ . الجمعہ ۲

اس آیت کے شروع میں وہی بات کی گئی جو پچھلی آیت میں کہی گئی اور اس آیت کے شروع میں جس رسول کی بعثت کا ذکر ہے وہ محمد علیہ السلام تھے جو آج سے چودہ صدیاں قبل بعث کیے گئے اور اس آیت کے آخر میں بھی وہی شرط واضح کی کہ یہ اللہ کا قانون ہے کہ اگر اس سے پہلے ضلالٍ مبینٍ یعنی سو فیصد گمراہیوں میں ہو رہے ہوں نور کی ایک کرن بھی نہ ہو ہدایت بالکل بھی نہ ہو تب ہی اللہ رسول بعث کرتا ہے اگر نور کی ایک کرن بھی ہوگی تو اللہ رسول بعث نہیں کرتا۔ اور نہ صرف اللہ نے یہ واضح کر دیا کہ اللہ اس وقت ہی رسول بعث کرتا ہے جب اس سے پہلے امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوں بلکہ سورۃ الجمعہ کی اگلی ہی آیت، آیت نمبر ۳ میں اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل قوم محمد کے آخرین میں بھی بالکل اسی طرح رسول بعث کرنے کا وعدہ کیا تھا جیسے ان کے اولین میں محمد علیہ السلام کو بعث کیا تھا جیسا کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ. الجمعہ ۳

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ اور آخرین میں بھی ان میں انہیں سے ایک رسول بعث کرے گا۔ اور آج سے چودہ صدیاں قبل جب یہ کہا تھا تو تب ساتھ ہی اس وقت اپنے رسول اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو یہ بھی کہا تھا لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ آخرین وہ ہیں جن کو تم ابھی نہیں مل رہے جو کہ آگے چل کر مستقبل میں آئیں گے اس امت اس قوم کے آخر میں آئیں گے جب امیّن پھر ضلالٍ مبینٍ میں چلے جائیں گے یعنی جہالت اتنی پھیل جائے گی گمراہیاں اتنی عام ہو جائیں گی کہ نور کی حق کی ایک کرن بھی نہیں ہوگی ان میں۔

آپ پر واضح ہو گیا کہ اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل رسول کی بعثت کا وعدہ کیا تھا اور پھر جب اللہ رسول بعث کرتا ہے تو کیسے کرتا ہے اسے بھی جان لیں کیونکہ رسول کی بعثت سے قبل چونکہ لوگ سو فیصد گمراہیوں میں ہوتے ہیں نور کی ایک کرن بھی نہیں ہوتی حق کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا یہاں تک کہ حق کا تصور تک بھی ناپید ہو چکا ہوتا ہے اور وہ رسول کے انتظار میں تو ہوتے ہیں لیکن انہوں نے رسول کے حوالے سے خود ساختہ معیار گھڑ رکھا ہوتا ہے جیسے کہ آج اللہ کے رسول عیسیٰ کی بعثت کا انتظار کیا جا رہا ہے ہر کوئی شدت سے انتظار کر رہا ہے لیکن ہر کسی کا اپنا گھڑ رکھا ہوا معیار ہے کہ وہ آسمانوں سے اترے گا وہ جب آئے گا تو مردوں کو زندہ کرے گا جس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ وہ وفات شدگان کو گڑھوں سے نکال کر انہیں جیتا جاگتا کر دے گا، بیماروں کو ہاتھ سے چھوئے گا تو چھومنتر کر کے ان کی بیماری غائب ہو جائے گی ایسے ہی وہ بتا دیا کرے گا کہ تم کیا کھا کر آئے ہو یعنی دال کھائی ہے یا گوشت کھایا ہے بوجھ لیا کرے گا اور ہر کسی کا کہنا

ہے کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں اس لیے عیسیٰ معجزات کیساتھ آئے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حق ہے؟ جب اللہ سے سوال کریں تو اللہ نے بالکل کھول کر واضح کر دیا کہ جب یہ لوگ ہیں ہی ضلالٍ مبینٍ میں یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں تو پھر ظاہر ہے یہ حق پر کیسے ہو سکتے ہیں؟ ممکن ہی نہیں کہ یہ حق پر ہوں بلکہ انہیں کچھ بھی علم نہیں حق کا اللہ رسولوں کو معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ بعث کرتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ. الحدید ۲۵

لَقَدۡ تحقیق کہ یعنی تم اپنے گھوڑے دوڑا لو اپنی تحقیق کر لو تمہیں یہی بات ملے گی یہی حق ہے جو ہم نے قدر میں کر دیا کہ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا کیسے بھیجتے ہیں ہم اپنے رسولوں کو؟ بِالۡبَیِّنٰتِ ہم اپنے رسولوں کو البیّنات کیساتھ بھیجتے ہیں یعنی جو بھی رسول بعث کیا جاتا ہے تو وہ معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ بھیجا جاتا ہے۔ معجزات اور بیّنات دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

جب بھی رسول آتا ہے تو وہ سب کچھ ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے وہ اللہ کی آیات کو پوری حکمت کیساتھ کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے لوگ اس سے پہلے جس جس میں بھی اختلافات میں پڑے ہوتے ہیں ہر کسی کا دعویٰ ہوتا ہے کہ اس موضوع پر وہی حق پر ہے باقی سب باطل حالانکہ حقیقت تو یہ ہوتی ہے کہ سب کے سب ہی باطل پر ہوتے ہیں کسی کو بھی حق کا علم نہیں ہوتا تو ایسے میں رسول ہر موضوع کو ہر لحاظ سے ہر پہلو سے ان پر کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے کہ یہ ہے حقیقت اس کی جس جس میں بھی تم اختلاف میں پڑے ہوئے تھے۔ ایسے ہی اس قوم کے آخرین میں اللہ کے رسول نے آنا تھا جس نے آکر سب کا سب کھول کھول کر واضح کر دینا تھا جس کی تاریخ پر مبنی درج ذیل آیت ہے۔

فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰٮهُمۡ . محمد ۱۸

اللہ کا رسول آیا تو اس نے سب کا سب کھول کھول کر واضح کر دیا فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ پس کس کا انتظار کر رہے ہو یعنی جب اللہ کا رسول آیا تو اس نے دیکھا کہ لوگ الساعت کی اشراط کا انتظار کر رہے ہیں کوئی غزوہ ہند کے انتظار میں ہے کہ ہم غزوہ ہند کی تیاری کر رہے ہیں کہ غزوہ ہند ہونے ہی والا ہے، کوئی عرب کے فتح ہونے کے انتظار میں ہے، کوئی فارس کے نام پر ایران کے فتح ہونے کا انتظار کر رہا ہے، کوئی قسطنطنیہ کے نام پر استنبول کی فتح کے انتظار میں ہے، کوئی غزوۃ الأعماق اور دابق کے انتظار میں ہے، کوئی روم کے نام پر یورپ کے فتح ہونے کے انتظار میں ہے، کوئی پوری دنیا پر اسلام کے غالب ہونے کے انتظار میں ہے، کوئی سورج کے اس کے مغرب سے طلوع ہونے کے انتظار میں ہے، کوئی یاجوج اور ماجوج کے کھلنے کے انتظار میں ہے، کوئی الدجّال کے نکلنے کے انتظار میں ہے، کوئی دابۃ الارض کے نکلنے کے انتظار میں ہے، کوئی زمین سے النار کے نکلنے کے انتظار میں ہے، کوئی فرات سے سونے کے پہاڑ کے نمودار ہونے کے انتظار میں ہے، کوئی الدخانِ کے آکر لوگوں کو ڈھانپ لینے کے انتظار میں ہے، کوئی امام مہدی کے نام پر ایک ہدایت یافتہ لیڈر کے انتظار میں ہے، کوئی عیسیٰ کے انتظار میں ہے تو لوگ جس جس کا بھی انتظار کر رہے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے ہیں اللہ کے رسول نے آکر سب کچھ کھول کھول کر واضح کر دیا کہ لو یہ سب کا سب تو ہو چکا، غزوہ ہند کی حقیقت یہ ہے کھول کھول کر رکھ دیا اور واضح کر دیا کہ وہ تو کب کا ہو چکا ایسے ہی باقی سب سمیت سورج کا اس کے مغرب سے طلوع ہونا، یاجوج اور ماجوج، دابۃ الارض، الدجّال، امام مہدی اور عیسیٰ رسول اللہ سمیت سب کا سب کھول کھول کر واضح کر دیا کہ یہ سب کا سب آ چکا لیکن لوگ پھر بھی نہیں مان رہے اور وہ اپنے اسی انتظار میں ہی ہیں کہ نہیں ابھی یہ سب آنا ہے تو اللہ کا رسول کہہ رہا ہے فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ پس کس کا انتظار کر رہے ہو؟ جس جس کا بھی انتظار کر رہے ہو وہ سب کا سب آ چکا اسے کھول کھول کر رکھ دیا اب میرے بعد سوائے الساعت کے کچھ نہیں رہا جو آنا ہے یعنی الساعت کے علاوہ جس جس کا تم انتظار کر رہے ہو وہ سب کا سب آ چکا ہے جو میں نے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے غلط ثابت نہیں کر سکتی تو اس کے باوجود بھی انتظار ہی کر رہے ہو اب سوائے الساعت کے کچھ نہیں آنے والا اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً کہ وہ تمہیں اچانک ہی آ پکڑے گی فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا پس تم اپنی تحقیق کر لو اس کی تمام کی تمام اشراط آ چکیں یعنی یہ رہیں اس کی تمام کی تمام اشراط میں نے تم پر ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر واضح کر دیا اب تم اپنی پوری تحقیق کر لو اگر تم سچے ہو تو میری دعوت کو غلط ثابت کر کے دکھاؤ جو کہ دنیا کی کسی

بھی طاقت کے لیے ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ حق ہے اور حق کو کیسے غلط ثابت کیا جا سکتا ہے فَاَنّٰی لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ پس کیا ہے تمہیں؟ کیا ہے تم لوگوں کو جو اس وقت دنیا میں موجود ہو؟ جبکہ تم میں تمہی سے ہمارا بھیجا ہوا آ گیا اور اس نے تمہیں سب کا سب کھول کھول کر یاد دلا دیا کہ یہ تھیں الساعت کی اشراط یہ تھا قرآن یعنی وہ سب کا سب یاد دلا دیا جو پہلے محمد کے ذریعے یاد دلایا گیا لیکن یہ پھر بھول چکے تھے۔ آج جب الساعت کی سب کی سب اشراط والے واقعات ہو چکے یا ہو رہے ہیں جو تمہارے سامنے ہیں تو ان کی تاریخ پر مبنی آیات جو کہ آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتاری دی تھیں ان آیات سے تمہیں سب کا سب کھول کھول کر یاد دلا دیا قرآن کی آیات نے تمہیں یاد دلا دیا کہ یہ تھا الدجّال جس کی تاریخ پر مبنی یہ آیات آج سے چودہ صدیاں قبل اتاری گئی تھیں، یہ تھیں دخانٍ اشراط الساعت میں سے جن کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتاردی گئی تھی، یہ ہے دابۃ الارض جس کی تاریخ پر مبنی یہ آیات آج سے چودہ صدیاں قبل اتاردی گئی تھیں، یہ ہے النار، یہ ہے القارعہ ایسے ہی سب کا سب اسی قرآن سے ہی یاد دلا دیا گیا اس کے باوجود بھی تمہارے کانوں پر کوئی جوں تک نہیں رینگ رہی؟ اے عقل کے اندھو کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ قرآن کے دعوے کرتے ہو قرآن کی بات کیوں نہیں مان رہے؟ کیا اسی قرآن نے آج تمہیں سب یاد نہیں دلا دیا؟ کیا یہی قرآن ہمارے رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ پر مبنی نہیں ہے جو اس کے ایک ایک لفظ کی تصدیق کر رہا ہے؟ کیا اس قرآن میں جو تمہارے دونوں ہاتھوں میں موجود ہے ہمارے رسول عیسیٰ کی تصدیق موجود نہیں ہے؟ اب بھی کیا ہے تمہارے لیے کیوں نہیں مان رہے؟ آخر کیوں اپنے لیے عظیم ہلاکت ہی چاہتے ہو اپنی آنکھیں کھول لو اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے جان لو یہ جو تم دنیا کی رنگینیاں دیکھ رہے ہو اور دیکھ کر سمجھ رہے ہو کہ صدا ایسا ہی چلتا رہے گا کچھ بھی نہیں ہونے والا یہ تمہارا ظن ہے بالکل ویسی ہی ہلاکت تمہارے سر پر کھڑی ہے جیسی ہلاکت ہر اس قوم پر آئی جس میں ہم نے اپنا نذیر یعنی متنبہ کرنے والا بھیجا بالکل ایسے ہی جیسے آج تم میں اپنا رسول عیسیٰ بھیجا جو کہ النذیر ہے تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اس کے اپنی ذمہ داری پوری کر لینے کی دیر ہے تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا تمہاری یہ صدیوں پر محیط منصوبہ بندیوں کو خاک میں ملا دیا جائے گا ان کا نام ونشان ہی مٹا کر رکھ دیا جانے والا ہے۔

اب آپ سے سوال ہے کہ کیا یہ آیت محمد کی تاریخ ہے؟ کیا دنیا کی کوئی طاقت اس آیت کو محمد کی تاریخ ثابت کر سکتی ہے؟ کیا محمد نے کبھی ایسا کہا کہ کس کا انتظار کر رہے ہو یعنی لوگ محمد کی بعثت سے قبل الساعت کی اشراط کا انتظار کر رہے تھے تو محمد نے آ کر الساعت کی تمام کی تمام اشراط کو نہ صرف کھول کھول کر واضح کر دیا بلکہ یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ سب کی سب تو آ چکیں اب صرف اور صرف الساعت رہ گئی ہے کیا محمد نے کبھی ایسا کہا؟

اور اگر کہا تو پھر محمد نے یہ کیوں کہا کہ یہ سب کی سب اشراط تو میرے یعنی محمد کے بعد آئیں گی؟ محمد نے یہ کیوں کہا کہ اس وقت تک الساعت نہیں آئے گی جب تک کہ فلاں فلاں اشراط نہ آ جائیں؟ طلوع الشمس من مغربھا، یاجوج اور ماجوج نکلیں گے، الدجّال آئے گا، زمین سے النار نکلے گی، دخانٍ آئیں گی، غزوہ ہند ہو گا، عرب فتح ہو گا، فارس، قسطنطینیہ اور روم فتح ہو گا، زمین دھنسے گی، زلزلے آئیں گے، سیلاب و طوفان آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اگر محمد نے ایسا کہا ہوتا کہ کس کا انتظار کر رہے ہو الساعت کی تمام اشراط آ چکیں جنہیں محمد نے کھول کھول کر واضح کر دیا تو پھر الساعت کہاں گئی وہ کیوں نہ آئی؟ پھر محمد نے اور قرآن میں اللہ نے آخرین میں عیسیٰ رسول اللہ کی بعثت کا وعدہ کیوں کیا؟

یہ محمد کی تاریخ پر مبنی آیت ہے یا پھر یہ اس امت اس قوم کے آخرین میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ اللہ کے رسول کی تاریخ ہے؟

حق آپ کے بالکل سامنے ہے اور کیا آج ایسا بشر اللہ کا رسول موجود نہیں ہے جس کی دعوت کو دیکھا جائے تو قرآن کی یہ آیت اس کی ہی تصدیق کر رہی ہے کہ آج آخرین میں بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس آیت کی صورت میں اتاری گئی تاریخ ہے جو احمد عیسیٰ کی تصدیق کر رہی ہے یاد دلا رہی ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔ ذرا غور کریں کون ہے جس نے الساعت کے تمام کی تمام اشراط کو کھول کر اس طرح واضح کر دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت ان میں سے کسی ایک کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

کیا چودہ صدیوں میں کوئی ایک بھی ایسا بشر ہوا؟ اور کیا آج میں موجود نہیں ہوں؟ کیا قرآن کی یہ آیت میری تاریخ نہیں ہے؟ کوئی ہے جو سننے دیکھنے اور

سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ کوئی ہے جو اللہ کے قانون میں زندہ ہے یا پھر سب کے سب الاموات ہیں؟

اب آپ سے سوال ہے کہ بتائیں اس قرآن کی آیات آج احمد عیسیٰ اللہ کے رسول کی بعثت کا واقعہ ہونے پر کھول کھول کر یاد نہیں دلا رہیں کہ یہ تھا وہ عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی؟ کیا پورے کا پورا قرآن میری تصدیق نہیں کر رہا؟ اور پھر آپ کا ردعمل کیا ہے کیا آپ مان رہے ہیں؟ جب اسی قرآن سے ہی آپ کو یاد دلایا جا رہا ہے جس کا آپ دم بھرتے ہیں، یہ قرآن کھول کھول کر واضح کر رہا ہے، میری ایک ایک بات کی تصدیق اس میں موجود ہے یہ قرآن میری تصدیق کر رہا ہے اس کے باوجود کیا آپ پر کوئی فرق پڑ رہا ہے؟

اور دیکھیں آج اکثریت کا جو رویہ ہے کہ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی اس کی تاریخ بھی اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اتار دی تھی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا. الاسراء ۴۱

اور تحقیق کہ یعنی تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ ہم کہہ رہے ہیں جو کہ ہم نے قدر میں کر دیا طے شدہ ہے صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ہم نے اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو جو کچھ بھی ہونا تھا یا ہونا ہے ایک ایک واقعہ خواہ وہ بڑے سے بڑا ہو یا پھر چھوٹے سے چھوٹا سب کا سب ہر پہلو سے پھیر پھیر کر اس قرآن میں سامنے لا رکھا تو کیوں سامنے لا رکھا؟ آگے اسی سوال کا جواب ہے لِيَذَّكَّرُوْا یاد دلانے کے لیے جو تمہیں یاد دلا رہا ہے یعنی وہی بات کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں، اس میں وہ تمام کا تمام موجود ہے اور ہر پہلو سے موجود ہے جو کچھ بھی اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونا تھا یا ہونا ہے اور اس میں سے جب جب کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو اس قرآن ہی کی آیات جو اس واقعہ کی تاریخ پر مبنی ہوتی ہے وہ یاد دلا دیتی ہیں کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتاری گئی تھی۔ تو آج جب تمہیں اسی قرآن سے ہی یاد دلایا جا رہا ہے یہ قرآن خود یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا وہ واقعہ جو آج تمہارے ساتھ پیش آ رہا ہے جس کی تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل اتار دی تھی تو بجائے یہ کہ تم فوری مان جاتے اور دنیا و آخرت میں فلاح کا سودا کرتے بلکہ تمہارا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا اور نہیں بڑھا رہا تمہیں مگر تم اتنا ہی دور بھاگ رہے ہو یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ جب قرآن خود یاد دلا رہا ہے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے کہ یہ تھا وہ واقعہ یہ تھا عیسیٰ اللہ کا رسول جس کی بشارت دی گئی تھی جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جسے امت محمد قوم محمد کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا جس کی قرآن کی ان کثیر آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی جو آج تمہیں یاد دلا رہی ہے اس کی کھول کھول کر تصدیق کر رہی ہیں تو یاد دلانے پر تم مان جاتے اس کی دعوت کو تسلیم کر لیتے قرآن کی بات کو مان لیتے مگر تم الٹا اتنا ہی اس سے دور بھاگ رہے ہو اتنا ہی مخالفت میں بڑھ رہے ہو اتنا ہی دشمنی میں بڑھ رہے ہو۔

تو دیکھیں کیا آج یہی نہیں ہو رہا؟ کیا یہ آج ہی کی تاریخ نہیں ہے؟ آخر خود ذرا غور و فکر تو کریں حق ہر لحاظ سے آپ کے سامنے ہے۔ ایسے ہی اگلی آیت میں بھی دیکھیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا. الفرقان ۵۰

اور تحقیق کہ یعنی تم کو سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو یہ صلاحیتیں دی گئیں تو آخر کیوں دی گئیں؟ اسی لیے دی گئیں کہ سنو دیکھو اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھو اپنی تحقیق کرو اس لیے تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ ہم کہہ رہے ہیں جو کہ ہم نے قدر میں کر دیا طے کر دیا طے شدہ ہے صَرَّفْنٰهُ ہم ہر لحاظ سے ہر پہلو سے پھیر پھیر کر اس کو سامنے لے آئے بَيْنَهُمْ جو بھی ان کے درمیان موجود ہے یعنی جو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے لوگ ہیں ان کو جو پیش آنا ہے انہوں نے جو جو کرنا ہے وہ سب کا سب ایک ایک شئے ایک ایک بات ایک ایک واقعہ ہر پہلو سے پھیر پھیر کر اس قرآن میں سامنے لے آئے اور کیوں اس سب کے سب کو ہر لحاظ سے ہر پہلو سے پھیر پھیر کر سامنے لائے اس قرآن میں جو کچھ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران لوگوں کو پیش آنا ہے آگے اسی کا جواب دے دیا لِيَذَّكَّرُوْا یاد دلانے کے لیے جو یاد دلا رہا ہے یعنی اس میں سے جب بھی کوئی واقعہ وقوع پذیر ہو رہا ہوتا ہے تو یہ قرآن یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی

گئی تھی اور پھر اس قدر حق کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی انسانوں کا معاملہ کیا ہے اس کی بھی تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل ہی آگے ساتھ ہی اتار دی تھی فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ پس انکار کر دیا لوگوں کی اکثریت نے یعنی لوگوں کی اکثریت نے ماننے سے انکار کر دیا۔

جب قرآن سے ہی سب کا سب سامنے لا رکھا جب قرآن نے ہی یاد دلا دیا کہ یہ تھا وہ عیسیٰ اللہ کا رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی تھی اور پھر آگے یہ بھی واضح کر دیا کہ آخر حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود قرآن سے ہی کھول کھول کر تصدیق کر دیئے جانے کے باوجود بھی ماننے سے انکار ہی کیا تو آخر اس کی وجہ کیا ہے اِلَّا کُفُوْرًا مگر یعنی اس لیے کہ اگر عیسیٰ اللہ کے رسول کو تسلیم کر لیں گے اس کی دعوت کو مان لیں گے تو انہیں وہ سب کا سب چھوڑنا پڑے گا جو کچھ بھی یہ کر رہے ہیں، ان کو جو کچھ بھی دیا گیا وہ مال ہو، اولاد ہو، ذہانت ہو، کچھ کرنے کی صلاحیتیں ہوں، کوئی عہدہ، رتبہ ہو یا کچھ بھی دیا گیا یہ ان میں سے کسی کا بھی اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے جس مقصد کے لیے اور جس کے لیے انہیں یہ سب دیا گیا اس لیے یہ ماننے سے انکار ہی کر رہے ہیں کیونکہ یہ ان سب کا اپنی خواہشات کی اتباع میں استعمال کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

اب آپ سے ہی سوال ہے کہ کیا قرآن واقعتاً آج جو ہو رہا ہے اسے یاد نہیں دلا رہا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی اور آج یہ آیات کھول کھول کر یاد دلا رہی ہیں؟ کیا اب بھی آپ کو کوئی شک ہے؟

آپ پر حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی اگر آپ وہی کرتے ہیں جو اکثریت کر رہی ہے آپ کفر ہی کرتے ہیں حق کو تسلیم کرنے سے انکار ہی کرتے ہیں تو پھر آپ کا دنیا و آخرت میں انجام کیا ہے یہ بھی آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو چکا ہے کہ جان لیں اللہ کے رسول انسانوں پر اللہ کی حجت ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے بھی آپ پر واضح ہو چکا کہ میں احمد عیسیٰ اللہ کا رسول ہوں وہی اللہ کا رسول وہی عیسیٰ جس کا آپ انتظار کر رہے تھے جس کی بعثت کو اللہ نے قدر میں کر دیا ہوا ہے جس کا اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل وعدہ کیا تھا کیونکہ آپ کے پاس کل کو کوئی ایک بھی بہانہ نہیں بچا اگر آج آپ حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں تو آپ پر ہر لحاظ سے حجت ہو چکی اور جو حجت ثابت ہو جائے وہ اللہ کا رسول ہوتا ہے۔

قرآن میں صرف یہ چند آیات نہیں ہیں جو میری تاریخ پر مبنی ہیں اور میری ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر تصدیق کرتی ہیں اور کر رہی ہیں بلکہ پورے کا پورا قرآن ہی میری تاریخ پر مبنی ہے اور پورے کا پورا قرآن میری تصدیق کر رہا ہے اور آگے چل کر ایسی بہت سی باقی آیات کو بھی سامنے لائیں گے۔

یوں آپ پر ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو چکا کہ نہ صرف یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے بلکہ یہ بھی کھل کر واضح ہو چکا کہ جس جس واقعے کی تاریخ ہے جب تک ان میں سے کوئی واقعہ رونما نہیں ہوتا تب تک اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات بیّن نہیں ہو سکتیں یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اور جیسے جیسے واقعات رونما ہوتے جائیں تو ویسے ویسے قرآن کی آیات یاد دلاتی چلی جائیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت فلاں فلاں آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی جس سے آپ پر یہ بھی کھل کر واضح ہو گیا کہ اس قرآن کا ترجمہ و تفسیر نہیں کیا جا سکتا اور اگر کوئی پورے قرآن کا ترجمہ و تفسیر کرنے کی جرأت کرتا ہے اپنے قول و فعل سے ایسا دعویٰ کرتا ہے تو اس سے بڑا کوئی مشرک اور اللہ کا شریک کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ایسا کرنے والا مجرم شیطان ہو گا خواہ وہ انسانوں کی نظروں میں کیسا ہی مقام و مرتبہ کیوں نہ رکھتا ہو کیونکہ انسانوں کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے مگر اللہ کو نہیں۔

اور پھر آپ پر ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو چکا کہ میں احمد عیسیٰ اللہ کا رسول ہوں جس کی تاریخ سے قرآن بھرا پڑا ہے قرآن میری ایک ایک بات کی تصدیق کر رہا ہے آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا اور جس کا تم آج تک انتظار کر رہے تھے اور پھر مشرکین کا عقیدہ ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش ہو گیا ان کی طرف سے جو آج تک اکثریت کو دجل عظیم کا شکار کیا گیا ان کے اس ختم نبوت نامی دجل عظیم کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا گیا۔

دنیا کی کوئی طاقت میرا رد نہیں کر سکتی، دنیا کی کوئی طاقت مجھے اللہ کے رسول کی بجائے کذاب ثابت نہیں کر سکتی اس لیے جان لو آج اگر کوئی میرا کذب کرتا ہے تو بالآخر اسے ماننا ہی پڑے گا ہر ایک اپنی زبان سے گواہی دے گا کہ ہاں اے احمد عیسیٰ آپ اللہ کے رسول ہو وہی رسول وہی عیسیٰ جس کا ہم انتظار کر رہے تھے لیکن تب ماننا کوئی نفع نہیں دے گا۔

جب قرآن میری تصدیق کر رہا ہے جب قرآن میری گواہی دے رہا ہے قرآن خود یاد دلا رہا ہے کہ یہی احمد عیسیٰ ہی اللہ کا رسول ہے وہی رسول جسے آخرین میں

بعث کیے جانے کا وعدہ کیا گیا تھا تو جان لو میری ایک ایک بات حجت ہے میری ایک ایک بات اپنے آپ میں دلیل ہے میری زبان پر اللہ بول رہا ہے اللہ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں کر سکتا میں ظاہر و باطن میں اللہ ہی کا وجود ہوں، میری صورت میں اللہ تم سے کلام کر رہا ہے اور اگر کوئی اللہ سے کفر کرے گا تو اس کا انجام کیا ہے وہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا گیا تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں ایسا کر چکیں۔

قرآن اللہ کا کلام اور ختم نبوت نامی دجل عظیم

قرآن اللہ کا کلام ہے یہ تو ہر وہ شخص جانتا ہے جو قرآن پر ایمان کا دعویدار ہے اور وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے حالانکہ آج شاید ہی کوئی ایسا ہو جسے اس بات کا علم ہو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ کیونکہ جو لوگ اس بات کا علم رکھنے کے دعویدار ہیں کہ انہیں علم ہے قرآن اللہ کے کلام ہونے کا مطلب کیا ہے جب ان سے سوال کیا جائے تو ان کا کہنا یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ اس قرآن کے ذریعے انسانوں سے کلام یعنی گفتگو کرتا ہے۔

ہم اس بات کو ماننے کے لیے تیار ہیں لیکن اُس وقت جب یہ بات سچ ثابت ہو جائے اور ہر وہ شک وشبہ دور ہو جائے جو اس بات کو تسلیم کرنے میں آڑے آئے اور دل مطمئن ہو جائے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر کس طرح اس بات کو آنکھیں بند کر کے مان لیا جا سکتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہونے کا مطلب ہے کہ اللہ اس قرآن کے ذریعے انسانوں سے کلام کرتا ہے۔

مثلاً اگر یہ بات سچ ہے تو پھر یہاں کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں جن میں پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری زبان تو عربوں کی زبان عربی نہیں ہے اور نہ ہی انسانوں کی اکثریت کی زبان عربی ہے جس میں قرآن لکھا ہوا ہے تو پھر یہ کیسا کلام ہے یعنی اللہ ہم سے اس زبان میں بات کر رہا ہے جس کی ہمیں کوئی سمجھ ہی نہیں۔ دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں اور دنیا کی اکثریت کی زبان عربوں کی زبان عربی نہیں ہے بلکہ مختلف زبانیں ہیں اگر قرآن اللہ کا کلام کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس قرآن کے ذریعے انسانوں سے بات کرتا ہے تو پھر یہ بات شرط ہے کہ جس سے بات کی جا رہی ہو اسے بات کی سمجھ بھی آنی چاہیے ایسا نہیں کہ سامنے والے کی زبان چینی ہو اور آپ اس کو اردو میں یا فارسی میں احکامات دے رہے ہوں اگر ایسا کیا جائے گا تو کیا سامنے والے کو آپ کی بات کی سمجھ آئے گی؟ اور پھر کیا جو آپ نے اسے کہا وہ اس کام کو انجام دے پائے گا؟

بالکل نہیں جب سامنے والے کو بات کی سمجھ ہی نہیں آئے گی تو ظاہر ہے پھر وہ اس کام کو کیسے کر پائے گا؟ وہ اس کام کو نہیں کر پائے گا اور پھر آپ اس سے کسی قسم کی کوئی پوچھ گچھ نہیں کر سکتے کوئی حساب بھی نہیں لے سکتے کیوں کہ آپ تب ہی حساب کتاب لے سکتے ہیں جب آپ سامنے والے کو اس طرح حکم دیں کہ نہ صرف اسے کھل کر آپ کی بات سمجھ آجائے بلکہ اگر وہ اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر یا بہانہ نہ رہے اس پر حجت ہو جائے۔ اور ایسا صرف اور صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ جس کو کچھ کہتے ہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کو اس طرح حکم دیں کہ اسے ہر لحاظ سے کھل کر سمجھ آئے اس کے ہر سوال کا اسے جواب دیا جائے اور یہ صرف اسی صورت ممکن ہے کہ آپ اس کی زبان میں اس کو حکم دیں نہ کہ کسی اور زبان میں جسے وہ سمجھنے کی صلاحیت ہی نہ رکھتا ہو۔

اب اگر اس قرآن اللہ کا کلام ہونے کا مطلب یہ مان لیا جائے کہ اللہ اس قرآن کے ذریعے انسانوں سے کلام کر رہا ہے یعنی بات کر رہا ہے ان کی راہنمائی کر رہا ہے انہیں کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا انہیں اس قرآن کے ذریعے احکامات دے رہا ہے تو پھر یہ کیسا کلام ہے جو مخاطب ہیں ان کی اکثریت غیر عرب ہے ان کی زبان عربوں کی زبان نہیں یہاں تک کہ اکثریت کو عربوں کی زبان عربی کا علم ہی نہیں اور خطاب عربوں کی زبان میں کیا جا رہا ہے۔

یہاں تک کہ جو عرب ہیں جن کی زبان عربوں کی زبان عربی ہے ان کو بھی یہ نہیں علم کہ اس قرآن میں کہا کیا جا رہا ہے۔ جب حقیقت یہ ہے کہ عجمی تو عجمی خود عربوں کو بھی نہیں علم کہ اس قرآن میں کیا کہا جا رہا ہے کیا نہیں تو پھر یہ کیسا کلام ہے؟ پھر یقیناً اس کا مطلب یہ نہیں ہے جو آج تک پھیلا دیا گیا عام کر دیا گیا بلکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کا اصل مطلب ہے کیا اسے سمجھنے میں غلطی کی گئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات بالکل واضح ہو چکی کہ قرآن اللہ کا کلام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ اس قرآن کے ذریعے انسانوں سے کلام کر رہا ہے ان کی راہنمائی کر رہا ہے ان کے ہر سوال کا کھول کھول کر جواب دے رہا ہے تو پھر آخر اس کا مطلب ہے کیا؟

اس کے لیے سب سے پہلے اس بات کو جاننا ہوگا کہ اللہ کیا ہے؟ جب تک یہ ہی علم نہیں ہوگا کہ اللہ کیا ہے تب تک آپ یہ کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ کیسے کلام کرتا ہے؟ جب یہ واضح ہو جائے کہ اللہ کیا ہے تو خود بخود سمجھ آ جائے گا کہ اللہ کلام یعنی انسانوں سے بات کیسے کرتا ہے۔

اس لیے سب سے پہلے ہر پہلو سے آپ پر واضح کرتے ہیں کہ اللہ کیا ہے۔

اللہ کیا ہے؟

محمد علیہ السلام کی بعثت اور قرآن کے نزول سے قبل مشرکین عرب، یہودیوں اور عیسائیوں کا متفقہ عقیدہ تھا جو کہ آج تک چلا آ رہا ہے کہ اللہ اس کائنات سے الگ اوپر آسمانوں پر موجود ہے۔ ان کا یہ عقیدہ و نظریہ تھا کہ جیسے روٹی کی مانند گول پلیٹ ہوتی ہے بالکل ایسے ہی ایک کے اوپر ایک سات زمینیں ہیں ان پر سات گنبد نما آسمان ہیں اور ساتویں آسمان کے اوپر عین سر پر ایک تخت لگا ہوا ہے اور اللہ اس تخت پر بیٹھا نیچے زمین پر دیکھ رہا ہے وہیں بیٹھا نیچے جو کچھ بھی ہو رہا ہے سن دیکھ رہا ہے اور نظام چلا رہا ہے۔

جس تخت پر وہ بیٹھا ہوا ہے وہ اس کا عرش ہے اور اس عرش کے چار پائے ہیں جو چار ملائکہ نے اٹھائے ہوئے ہیں وہاں سے زمین پر ملائکہ ہی اس کے پیغامات لیکر اترتے ہیں اور زمین کی خبریں واپس اس تک لیکر جاتے ہیں۔ اس عقیدے کو بیان کرتی تصویر آپ کے سامنے ہے۔

اس عقیدے کی بنیاد یہ تھی کہ زمین روٹی کی طرح چپٹی اور گول ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مشرکین عرب، یہودی اور عیسائی اپنے اس عقیدے میں سچے تھے؟ کیا واقعتاً اللہ کائنات سے الگ اوپر آسمانوں پر ہے؟ تو اس سوال کا جواب اللہ نے قرآن میں ہر پہلو سے کھول کھول کر واضح کر دیا مثلاً سب سے پہلی بات کو ہی لے لیں کہ اللہ نے اس قرآن میں رسول کی بعثت کا قانون کیا بیان کیا ہے؟

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. آل عمران ١٦٤

لَقَدْ تمھیں یہ حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کرو اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاؤ اپنی تمام تر تحقیق کر لو جو بھی حق کا دعویدار ہے اس کی بات سنو بالآخر تم پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہی حق ہے یعنی تمہیں سننے کے لیے کان دیئے تو کیوں دیئے؟ دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں تو کیوں دیں؟ اور پھر جو کچھ بھی سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی دی تو کیوں دی؟ ظاہر ہے اسی لیے کہ جو کچھ بھی سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو، سنو دیکھو اور سمجھو بالآخر وہی تمہارے سامنے آئے گا جو ہم کہہ رہے ہیں جو کہ قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ جو اللہ ہے مومنین پر اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ تب بعث کرتا ہے، انسانوں کی راہنمائی کے لیے کھڑا کرتا ہے ان میں رسول انہیں میں سے یعنی اللہ نے یہ قدر میں کر دیا کہ اللہ مومنین پر احسان کرتا ہے ان میں انہیں سے رسول بعث کر کے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ جب اللہ رسول بعث کرتا ہے تو وہ کیا کر رہا ہوتا ہے؟ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ تلاوہ کر رہا ہے ان پر اس کی آیات کی یعنی ان پر اللہ کی آیات کو پوری ترتیب کیساتھ کھول کھول کر واضح کرتا ہے وَ يُزَكِّيْهِمْ اور ان کا تزکیہ ہو رہا ہے یعنی ان کو ہر لحاظ سے پاک صاف کرتا ہے انہیں خالص اللہ کا غلام بناتا ہے ان کے اجسام ان کی توجہ ان کو ہر لحاظ سے پاک صاف بنا دیتا ہے خالص کر دیتا ہے وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور سکھا رہا ہے یعنی علم دے رہا ہے جو الکتاب تھی اس کا وَ الْحِكْمَةَ اور حکمت یعنی اس علم کا صحیح استعمال سکھا رہا ہے یعنی کیا کب کہاں کیسے کیوں اور کتنا کرنا ہے ان تمام سوالات کے جوابات یہ علم ان کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اللہ نے قدر میں کر دیا کہ اگر ہو رہے ہوں اس سے پہلے ان کے لیے جو تھا وہ ہو رہے ہوں ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں نور کی ہدایت کی ایک کرن بھی نہیں یعنی اگر نور کی ایک کرن بھی ہو گی تو وہ رسول کو بعث نہیں کرتا اللہ کا قانون ہے کہ وہ صرف اور صرف تب رسول کو بعث کرتا ہے اور بعث کرے گا جب امیّن ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں ہوں نور کی ایک کرن بھی نہ ہو ہدایت کی ایک کرن بھی نہ ہو۔

سورۃ آل عمران کی اس آیت میں اللہ نے نہ صرف یہ واضح کر دیا کہ اللہ کے بعث کردہ رسول کی پہچان کیا ہے بلکہ اللہ نے یہ بات بھی بالکل کھول کر واضح کر دی کہ اللہ نے ایک قانون بنا دیا ہے قدر میں ایسا کر دیا ہے کہ جب جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوں گے یعنی سو فیصد گمراہیوں میں ہوں گے نور کی ایک کرن بھی نہیں ہو گی تب تب جو اللہ کی مومنین پر ذمہ داری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مومنین پر احسان کرے کہ ان میں انہیں سے ایک رسول بعث کرے جو ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کرے یوں جو مومنین ہیں وہ حق کھلنے پر اللہ کی غلامی کرتے ہوئے دنیا و آخرت میں فلاح پانے والوں میں سے ہو جائیں اور جو مجرمین ہیں ان پر حجت ہو جائے۔ جب بھی دنیا میں امیّن ضلالٍ مبینٍ یعنی سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں ہوں گے نور کی ہدایت کی ایک کرن بھی نہیں ہو گی تو اللہ ان میں انہیں سے اپنا رسول بعث کرے گا لیکن اگر نور کی ایک کرن بھی ہو گی تو اللہ رسول بعث نہیں کرے گا کیونکہ اللہ نے ایسا قدر میں کر دیا جو کہ وقت آنے پر ہو کر ہی رہے گا جسے ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اور یہی اللہ نے سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر دو میں بھی واضح کر دیا۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ . الجمعه ٢

اس آیت کے شروع میں وہی بات کی گئی جو پچھلی آیت میں کہی گئی اور اس آیت کے آخر میں بھی وہی شرط واضح کی کہ یہ اللہ کا قانون ہے کہ اگر اس سے پہلے ضلالٍ مبینٍ یعنی سو فیصد گمراہیوں ہو رہے ہوں نور کی ایک کرن بھی نہ ہو ہدایت بالکل بھی نہ ہو تب ہی اللہ رسول بعث کرتا ہے اگر نور کی ایک کرن بھی ہو گی تو اللہ رسول بعث نہیں کرتا۔

اب جبکہ یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ اللہ کا یہ قانون ہے اللہ نے یہ قدر میں کر دیا جو کہ وقت آنے پر ہو کر ہی رہتا ہے جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول تب ہی بعث کیا جاتا ہے جب اس سے پہلے امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں نور کی ایک کرن بھی نہیں ہوتی ہدایت کا کسی کو علم ہی نہیں ہوتا کسی کو حق کا علم ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی حق پر ہوتا ہے تو پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ جب محمد علیہ السلام کو اللہ نے بعث کیا تو محمد کی بعثت سے قبل مشرکین عرب، یہودی اور عیسائی سب سے اہم موضوع جو کہ بنیاد ہے یعنی اللہ کے موضوع کے حوالے سے وہ حق پر تھے؟ ان کا اللہ کے بارے میں جو بھی عقیدہ و نظریہ تھا وہ حق تھا؟ کیا اللہ نے اپنے قانون کے خلاف رسول بعث کر دیا؟ جو کہ ممکن ہی نہیں۔ جب اللہ نے دوٹوک یہ بات واضح کر دی کہ اللہ نے یہ قدر میں کر دیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ صرف اور صرف تب ہی رسول بعث کرتا ہے جب سو فیصد گمراہیاں ہوں گی نور کی ایک کرن بھی نہیں ہو گی کسی کو حق کا علم ہی نہیں ہو گا اور نہ ہی کوئی حق پر ہو گا تو پھر ایسا ممکن ہی نہیں کہ محمد کی بعثت سے قبل اللہ کے موضوع پر وہ لوگ حق پر تھے کیونکہ اگر یہ بات مان لی جائے کہ وہ لوگ حق پر تھے تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ محمد اللہ کا رسول تھا ہی نہیں اور اگر آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ محمد اللہ کا رسول تھا تو پھر آپ کو یہ ماننا ہی پڑے گا کہ محمد کی بعثت سے قبل جو عقیدہ و نظریہ پایا جاتا تھا وہ بالکل باطل اور بے بنیاد تھا اور محمد علیہ السلام نے ان کے اللہ کے بارے میں پائے جانے والے عقیدے و نظریے کا رد کرتے ہوئے جو حق تھا وہ واضح کیا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ گیارہ سال تک محمد نے حق کو کھول کھول کر واضح کیا ایک ایک بات کھول کھول کر واضح کر دی لیکن ایمان لانے والوں کی تعداد انتہائی قلیل تھی جو کہ انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔

اللہ کا قانون ہے کہ اللہ نے ہر شئے سے اس کا جوڑا خلق کیا ہے اس لیے اللہ جب بھی رسول بعث کرتا ہے تو رسول کی بعثت سے لیکر اس کی وفات تک کی زندگی جو کہ ایک یوم کہلائے گی اللہ نے اسی سے اس کا جوڑا بنا دیا یعنی رسول کی بعثت سے لیکر اس کی وفات تک کی زندگی دو مرحلوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ رسول اللہ کی زبان ہوتا ہے یعنی رسول کا کام ہوتا ہے اللہ کا پیغام کھول کھول کر پہنچا دینا جیسا کہ اللہ نے قرآن کے کئی مقامات پر یہ بات بھی واضح کر دی۔

فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ. آل عمران ۲۰

اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے پس اس میں کچھ شک نہیں تجھ پر ہے صرف اور صرف مکمل بات پہنچا دینا یعنی اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے کہ اے میرے بھیجے ہوئے تجھ پر صرف اور صرف یہ ہے کہ تُو ان تک میرا مکمل پیغام پہنچا دے بس۔

اَنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ. المائدہ ۹۲

اس میں کچھ شک نہیں جو ہمارے رسول پر ذمہ داری ہے وہ یہ ہے کہ کھول کھول کر مکمل طور پر بات کا پہنچا دینا۔

مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ. المائدہ ۹۹

نہیں ہے الرسول پر یعنی رسول کے ذمے کچھ بھی نہیں سوائے پہنچا دینے کے اس لیے اے رسول تُو پیغام پہنچا دے بس۔

فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ. الرعد ۴۰

پس اس میں کچھ شک نہیں تجھ پر ہے صرف اور صرف پیغام پہنچانا سو تُو پہنچا دے۔

فَهَلۡ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ. النحل ۳۵

پس کیا ہے رسول پر؟ رسول پر کچھ بھی نہیں اگر ہے تو صرف اور صرف یہ کہ کھول کھول کر مکمل طور پر پیغام پہنچا دے جو رسول پہنچا رہا ہے۔

فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ. النحل ۸۲

پس اس میں کچھ شک نہیں تجھ پر ہے صرف اور صرف پیغام کو یعنی حق کھول کھول کر پہنچا دینا جو تُو کھول کھول کر پہنچا رہا ہے۔

وَمَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ. النور ۵۴

اور نہیں ہے رسول پر یعنی رسول پر کچھ بھی نہیں ہے کوئی ذمہ داری نہیں ہے سوائے یہ کہ کھول کھول کر پہنچا دینا جو وہ حق کھول کھول کر پہنچا رہا ہے۔

وَمَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ. العنکبوت ۱۸

اور نہیں رسول پر مگر کھول کھول کر پہنچا دینا جو رسول کھول کھول کر پہنچا رہا ہے۔

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ. یٰسٓ ۱۷

اورنہیں ہے ہم پر یعنی اللہ کا رسول کہہ رہا ہے کہ نہیں ہے ہم پر مگر کھول کھول کر پہنچا دینا جو کھول کھول کر پہنچا رہا ہوں۔

اِنۡ عَلَيۡكَ اِلَّا الۡبَلٰغُ. الشوریٰ ۴۸

نہیں ہے تجھ پر اگر ہے تو صرف اور صرف یہ کہ پہنچا دینا یعنی اللہ کا پیغام پہنچا دینا جو تُو پہنچا رہا ہے۔

فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ. التغابن ۱۲

پس اس میں کچھ شک نہیں جو ہمارے رسول پر ذمہ داری ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ کھول کھول کر پہنچا دینا جو ہمارا رسول کھول کھول کر پہنچا رہا ہے اللہ کی بات اللہ کا پیغام کھول کھول کر پہنچا رہا ہے۔

آپ نے دیکھا اللہ نے قرآن میں ایک دو نہیں بلکہ متعدد مقامات پر یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دی کہ رسول کا کام ہوتا ہے اللہ کے پیغام کو کھول کھول کر پہنچا دینا۔ جیسے آپ کے وجود میں زبان ہے بالکل ایسے ہی رسول اللہ کے وجود میں اللہ کی زبان ہوتا ہے جیسے آپ کے وجود میں زبان کا کام زبان کی ذمہ داری وجود کی ترجمانی کرنا ہوتی ہے بالکل ایسے ہی رسول کا کام رسول کی ذمہ داری اپنے وجود اللہ کی ترجمانی کرنا ہوتی ہے، رسول وکیل نہیں ہوتا وکیل کہتے ہیں اپنی بات کو منوا کر ہی رہنے والا ہر صورت اپنی بات کو منوایا ہی جائے گا رسول کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ اپنی بات ہر صورت منوا کر ہی چھوڑے بلکہ رسول تو محض زبان ہوتا ہے اور زبان کا کام ہوتا ہے بات کو کھول کھول کر پہنچا دینا کوئی مانتا ہے تو مانے اور اگر کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے وہ جانے اور اس کا ربّ جانے کیونکہ وجود میں صرف زبان تھوڑی ہی ہے بلکہ وجود میں زبان کے علاوہ باقی اعضاء بھی ہیں وجود میں ہاتھ بھی ہیں جب زبان اپنا کام کر لیتی ہے تو پھر ہاتھ حرکت میں آتے ہیں ہاتھ اپنا کام کرتے ہیں۔

یہی بات اللہ نے قرآن میں بھی واضح کر دی کہ رسول وکیل نہیں ہوتا اور ہر رسول جب حق کھول کھول کر واضح کرتا ہے تو اس کا کذب کیا جاتا ہے اس کیساتھ دشمنی کی جاتی ہے تو اس کا کہنا یہی ہوتا ہے کہ میرا کام ہے کھول کھول کر پیغام پہنچا دینا میں وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا یعنی مجھے منوا کر ہی چھوڑنے کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ میرا ربّ وکیل کافی ہے جیسا کہ آپ ان آیات میں دیکھ رہے ہیں۔

قُلۡ لَّسۡتُ عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ. الانعام ۶۶

جب اللہ نے ان میں انہیں سے اپنا رسول بعث کیا جو حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ رہا ہے کھول کھول کر پہنچا رہا ہے اور یہ نہیں مان رہے کذب ہی کر رہے ہیں تو اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے کہ انہیں کہہ کہ میں تم پر کسی بھی طرح سے وکیل سے نہیں ہوں یعنی میں اللہ کی طرف سے وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ جو نہیں مان رہے ہر کسی کو منوا کر ہی چھوڑنا ہے بلکہ میرا کام میری ذمہ داری تو صرف اور صرف یہ ہے کہ کھول کھول کر پہنچا دوں منوانا اللہ کا کام ہے یعنی وکیل اللہ ہے وہ ہر ایک کو منوا لے گا۔

وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ. الانعام ۱۰۷

اور نہیں ہے تُو ان پر وکیلوں سے یعنی تجھے یہ ذمہ داری دے کر نہیں بھیجا گیا کہ جو نہیں مان رہے تُو طرح طرح کے دلائل دیکر یا کسی بھی صورت انہیں منوائے بلکہ تیرے ذمہ ہے صرف اور صرف کھول کھول کر پہنچا دینا۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ. یونس ۱۰۸

اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے کہ اے رسول انہیں کہہ اے وہ لوگو جو اس وقت موجود ہو جن کی طرف میں بھیجا گیا ہوں تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر یہی تمہارے سامنے آئے گا جو کہ قدر میں کر دیا گیا آ گیا تمہارے پاس الحق تمہارے ربّ سے یعنی میں جو بھی دعوت دے رہا ہوں جو کچھ بھی کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں تم اپنی تحقیق کر لو تمہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیت دی گئی تو اس کا استعمال کرو اور اپنی پوری تحقیق کر لو اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تم پر یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جائے گی کہ یہ حق ہے تمہارے ربّ سے، ربّ فطرت ہے تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ میں جو بھی بات

کررہاہوں جوبھی دعوت دے رہاہوں یہ تمہارے ربّ فطرت کی ہی نمائندگی وترجمانی کررہاہوں پس جواس دعوت کوحق کوتسلیم کرتا ہےاس ہدایت کواختیار کرتا ہےتو پس اس میں کچھ شک نہیں وہ اپنے لیے ہی ہدایت پائے گا یعنی اگرحق کوتسلیم کرتا ہےتو اس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور جواس حق کو ہرلحاظ سے کھول کھول کرواضح کردیئے جانے کے باوجودبھی اس کا کفرکرتے ہوئے میرا کذب کرتے ہوئے گمراہ ہی رہاتو پس اس میں کچھ شک نہیں وہ گمراہی اسی پر ہے میرا نہ تو کوئی نقصان ہےاورنہ ہی کوئی فائدہ، مجھےکوئی فرق نہیں پڑنے والااور نہیں ہوں میں تم پر وکیلوں سے یعنی میں کسی بھی قسم کا وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ میں نے تمہیں ہرصورت منوا کرہی چھوڑنا ہے یا پھرتم اگرطرح طرح کے جاہلانہ مطالبات کروتو میں تمہیں منوانے کے لیے یا منوانے کی غرض سے تمہیں دلائل دیناشروع کردوں نہیں میری یہ ذمہ داری نہیں ہے بلکہ میرے ذمے تو صرف اورصرف کھول کھول کرپہنچا دینا ہے اب اگرتم حق ہرلحاظ سے کھول کھول کرواضح کردیئے جانے کے باوجودبھی آگے سے بے ہودہ اور جاہلانہ قسم کے مطالبات کرتے ہوا پنی جہالت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوتو میں تمہیں منوانے کے لیےنہیں بھیجا گیا بلکہ میرا کام ہے کھول کھول کرپہنچا دینا باقی منوانا اللہ کا کام ہے منوانا ربّ کا کام ہے جب میں اپنی ذمہ داری پوری کرلوں گا یعنی کھول کھول کرپہنچا چکوں گا تو ربّ یعنی فطرت خودہی منوالے گی اوراگرتم لوگ سچے ہوئے تو تب بھی نہ ماننا۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡھِمۡ وَکِیۡلًا. الاسراء ۵۴

اورنہیں بھیجاہم نے تجھےان پرذرائی برابربھی وکالت کے لیےیعنی ہم نے تجھے وکیل بنا کرنہیں بھیجا کہ تُو ہمارے طرف سے مقدمہ لڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے کہ طرح طرح کے دلائل دے کرتُو نے انہیں منوا کرہی چھوڑنا ہے بلکہ تجھ پر ہے صرف اورصرف کھول کھول کرپہنچادینا کوئی مانتا ہےتواس کا اپنا ہی فائدہ ہےاوراگر کوئی نہیں مانتا تواس کا اپناہی نقصان ہےاوررہی بات منوانے کی تو ہم اسے منوالیں گےتُوصرف اورصرف کھول کھول کرپہنچادے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَقِّ فَمَنِ اھۡتَدٰی فَلِنَفۡسِہٖ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡھَا وَمَآ اَنۡتَ عَلَیۡھِمۡ بِوَکِیۡلٍ. الزمر ۴۱

بلاشک وشبہ اتاری ہم نے تجھ پرالکتاب لوگوں کے لیےحق کیساتھ یعنی تجھ پرالکتاب اتاری ہےتواس لیے کہ تُوکھول کھول کرلوگوں تک یہ پیغام پہنچادےاوراگر یہ نہیں مانتے تو ایسا نہیں کہ ہم محض پیغام پہنچا کرخاموش ہوجائیں گےنہیں بلکہ جونہیں مانے گااس کوہم منوائیں گےایک ایک مانے گاہم ایک ایک کومنوائیں گے پس جوحق کھول کھول کرواضح کیے جانے پر ہدایت پاتا ہےتو اپنے لیے ہی اور جوگمراہ کا گمراہ ہی رہتا ہےتواس کی گمراہی اسی پر ہے تجھ سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں ہوگا کہ انہوں نے کیوں نہ مانا، نہ ہی ان کا ماننا تجھےکوئی نفع دینے والا ہےاورنہ ہی ان کا نہ ماننا تجھےکوئی نقصان دینے والا ہے بلکہ کوئی مانتا ہےتواس کا اپناہی فائدہ ہےاوراگرکوئی نہیں مانتا تواس کا اپناہی نقصان ہےاورنہیں تُو ان پر وکیلوں سے یعنی تجھے کسی بھی لحاظ سے وکیل بنا کرنہیں بھیجا گیا کہ تُو انہیں طرح طرح کے دلائل دیکرمنوانے کی کوشش کرے کہ انہیں تُو نے منوا کرہی چھوڑنا ہے بلکہ یہ جو آگے سے جہل کا مظاہرہ کررہے ہیں انہیں جہل کا مظاہرہ کرنے دےتُو صرف اورصرف اپنی ذمہ داری کو پورا کرکھول کھول کرپہنچادے تیراربّ وکیل کافی ہے یعنی تُو پیغام کھول کھول کرپہنچادے جیسے ہی تُو پہنچا چکے گا تو پھرہم منوالیں گے پھرایک ایک مانے گا۔

قرآن میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں سے چندآیات کوآپ کے سامنے رکھاجن میں آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ نے بالکل کھول کرواضح کردیا کہ رسول کا کام کسی کوبھی منوانا نہیں ہوتا بلکہ رسول کی ذمہ داری صرف اورصرف یہ ہے کہ وہ اللہ کی بات کوحق کوکھول کھول کرپہنچادےاور پھراللہ جب بھی رسول بھیجتا ہےتواس لیےنہیں کہ کوئی مانتا ہےتو مانے اوراگرکوئی نہیں مانتا تو نہ مانے بس یہی مقصد تھانہیں بلکہ اللہ منوانے کے لیے رسول کوبھیجتا ہے رسول کے ذریعے اپنا پیغام کھول کھول کرپہنچاتا ہے اب اگرکوئی زبان سے اللہ کی بات نہیں مانتا تو پھروجودمیں صرف زبان ہی نہیں ہوتی بلکہ ہاتھ بھی ہوتے ہیں جب زبان اپنا کام مکمل کرلیتی ہےتو ہاتھ حرکت میں آتے ہیں لاتیں حرکت میں آتی ہیں ہاتھ اور لاتیں اپنا کام کرتی ہیں اور جو باتوں سےنہیں مانتے وہ ہاتھوں اورلاتوں سے مانتے ہیں جیسے کہ ایک ضرب المثل جوکہ کافی مشہورہے لاتوں کے بھوت باتوں سےنہیں مانتے۔

جیسا کہ پیچھے یہ بات واضح کردی گئی کہ اللہ نے ہررسول کی بعثت سےلیکراس کی وفات تک کی زندگی سے جوڑابنادیا، وہ مدت دومرحلوں میں تقسیم کردی پہلے مرحلے میں رسول زبان سے دعوت دیتا ہے یعنی زبان اپنا کام کرتی ہے رسول اللہ کے پیغام کوکھول کھول کرپہنچادیتا ہےتو بہت کم ہوتے ہیں جوزبان سے ماننے

والے ہوتے ہیں مگر اکثریت ان کی ہوتی ہے جو زبان سے نہیں مانتے بلکہ آگے سے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں وہ دشمنی کرتے ہیں دشمنی میں کسی بھی حد کو پار کرنے سے گریز نہیں کرتے اور جب رسول اپنا کام کر چکتا ہے یعنی وہ مکمل پیغام کھول کھول کر پہنچا چکتا ہے تو پہلا مرحلہ مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے اللہ کا ہاتھ حرکت میں آتا ہے۔ تو جب اللہ کا ہاتھ حرکت میں آتا ہے تو پھر ہر کوئی مان جاتا ہے پھر بڑے سے بڑے تیس مار خان بھی ماننے کی ضد کرتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں ہم مانتے ہیں۔

آپ قرآن کو اٹھا کر دیکھ لیجئے بالکل یہی نوح کے وقت ہوا جب تک اللہ اپنی زبان نوح کے ذریعے حق بالکل کھول کھول کر واضح کرتا رہا تو کوئی بھی نہ مانا سوائے انگلیوں پر گنے جانے والوں کے لیکن جب اللہ کی زبان نوح اپنا کام مکمل کر چکا تو اللہ کا ید یعنی اللہ کا ہاتھ حرکت میں آیا اور جب اللہ کا ہاتھ حرکت میں آیا تو سب کے سب ماننے کی ضد کرنے لگے کہ ہاں اب ہم مانتے ہیں اب ہم مانتے ہیں لیکن تب کہا گیا کہ اب بھی اپنی بات پر قائم رہو اب بھی نہ مانو۔ بالکل یہی ہود کے وقت ہوا بالکل یہی صالح کے وقت ہوا بالکل یہی لوط کے وقت ہوا بالکل یہی شعیب کے وقت بالکل یہی موسیٰ کے وقت ہوا بالکل یہی عیسیٰ کے وقت ہوا اور بالکل یہی محمد کے وقت ہوا۔

محمد بھی جب تک زبان سے دعوت دیتا رہا تو کوئی نہ مانا سوائے انتہائی تھوڑوں کے لیکن جب زبان اپنا کام مکمل کر چکی اور دوسرا مرحلہ شروع ہوا اللہ کا ہاتھ حرکت میں آیا مومنوں کو زمین میں مکن دیئے جانے کی صورت میں تو سب کے سب نے گردن جھکا دی سب نے کہا کہ ہاں اب ہم مانتے ہیں۔ اللہ نے یہ بات واضح کر دی کہ وہ مانے نہیں تھے یعنی ایمان نہیں لائے تھے انہوں نے دل سے محمد کی دعوت کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ اسلام لائے تھے یعنی انہوں نے اپنی گردن بچانے کے لیے موت کے خوف سے محض سرنڈر کر دیا تھا جیسا کہ آپ اس آیت میں دیکھ سکتے ہیں۔

قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَ لَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ. الحجرات ۱۴

جب محمد پیغام کھول کھول کر پہنچا چکا تو کوئی بھی نہ مانا سوائے انتہائی قلیل کے لیکن پھر جب یوم کا دوسرا مرحلہ شروع ہو یعنی جب اللہ کا ہاتھ حرکت میں آیا جو کہ مومنوں کی جماعت کی صورت میں تھا تو پھر الاعراب کہنے لگے یعنی جو پہلے نہیں مان رہے تھے کذب ہی کر رہے تھے دشمنی ہی کر رہے تھے سب کے سب کہنے لگے کہ ہم نے مان لیا ہم مان چکے تو اللہ نے اپنے رسول محمد کو کہا کہ انہیں کہو تم میری دعوت کو ہرگز دل سے نہیں مان رہے یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ ہم مان چکے یہ تم نے مانا نہیں بلکہ تم نے سلم اختیار کیا ہے یعنی تم نے اللہ کا ہاتھ حرکت میں آنے کی وجہ سے موت کے ڈر سے خود کو فطرت کے آگے جھکا دیا ہے کیونکہ تمہیں نظر آ چکا تھا کہ اب بھی نہ خود کو جھکایا تو مارے جائیں گے اس لیے یہ نہ کہو کہ تم نے میری دعوت کو حق کو مان لیا اور لیکن تم یہ کہو کہ ہم نے سلم اختیار کیا یعنی ہم نے موت کے ڈر سے اللہ کے ہاتھ کے حرکت میں آنے کی وجہ سے سلم اختیار کیا ماننے پر مجبور ہو گئے اور جو کہ ایمان ہے یعنی خود ہی حق کو دل سے ماننا ہے وہ تو تمہارے دلوں میں داخل بھی نہیں ہوا۔

اب آپ خود غور کریں اور فیصلہ کریں کہ جب اس وقت ایمان لانے والوں کی تعداد محض اسی کے قریب تھی اور باقی ایمان نہیں بلکہ اسلام لائے تھے انہوں نے سلم اختیار کیا تھا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مشرکین عرب ہوں، یہودی ہوں یا پھر عیسائی انہوں نے اللہ کے بارے میں اپنے عقائد و نظریات کو ترک کر کے محمد علیہ السلام کی طرف سے واضح کردہ حق کو تسلیم کر لیا ہو؟ نہ ہی انہوں نے اس وقت اللہ کے بارے میں اپنے بے بنیاد و باطل عقائد و نظریات کو ترک کیا اور اس کے برعکس حق تسلیم کیا اور نہ ہی بعد میں کبھی ایمان لائے بلکہ آج تک وہی عقائد و نظریات چلے آ رہے ہیں بالکل وہی عقائد و نظریات جو محمد علیہ السلام کی بعثت سے قبل تھے جب اس وقت وہ عقائد و نظریات بے بنیاد و باطل تھے تو پھر کیا محض وقت گزرنے کی بنیاد پر وہ بے بنیاد و باطل عقائد و نظریات سچ ہو گئے؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ تب بھی باطل تھے اور آج بھی باطل ہیں جن کا حق کیساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں اور پیچھے یہ بات بھی واضح کر دی کہ اللہ کائنات سے الگ اوپر آسمانوں پر ہے اس عقیدے کی بنیاد یہ ہے کہ زمین روٹی کی طرح چپٹی اور گول ہے ساکت ہے اس کے کناروں پر پہاڑوں کی باڑ ہے اس کے اوپر سات گنبد نما آسمان ہیں جن کے کنارے زمین کے کناروں پر پہاڑوں کی باڑ پر ٹکے ہوئے ہیں پہاڑوں کی باڑ آسمانوں کے لیے ستونوں کا کام کرتی ہے پہاڑ وہ ستون ہیں جن پر آسمان کھڑے ہیں اور سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے جس سے رات اور دن آ جا رہے ہیں جب سورج غروب ہوتا ہے تو بیک وقت پوری دنیا

کے لوگوں پر غروب ہوتا ہے اور اسی طرح جب طلوع ہوتا ہے تو پوری دنیا کے لوگوں پر طلوع ہوتا ہے، عین سر کے اوپر ساتویں آسمان کے اوپر ایک تخت ہے جو کہ اللہ کا عرش ہے جس پر بیٹھا اللہ نظام چلا رہا ہے اور ہر روز سورج اللہ کے عرش کے عین نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے طلوع ہونے کی اجازت چاہتا ہے اسے طلوع ہونے کی اجازت دی جاتی ہے تو وہ پھر سے طلوع ہوتا ہے۔ اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل محمد علیہ السلام کے ذریعے ان تمام تر عقائد ونظریات کا رد کرتے ہوئے ان کے بالکل برعکس حق کھول کھول کر بیان کر دیا تھا لیکن کوئی ایمان نہ لایا سوائے انتہائی قلیل کے اور اللہ نے اس وقت یہ بھی کہہ دیا تھا کہ آج تم نہیں مان رہے لیکن جب تمہیں تمہاری اپنی ہی ذات میں اور الآفاق میں یعنی ان مقامات میں جہاں آج تمہاری رسائی نہیں جو نا قابل رسائی مقامات ہیں جب وہاں تمہاری رسائی ہوگی تو وہاں اپنی آیات دکھائیں گے تب تم مانو گے کہ یہ حق ہے جیسا کہ یہی بات آپ قرآن کی درج ذیل آیت میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

سَنُرِيهِمْ ءَايَٰتِنَا فِى ٱلْءَافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ. فصلت ۵۳

آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے یہ کہا تھا کہ جس وقت کا کہا جا رہا ہے جب وہ وقت آئے گا یعنی جب تمہاری ان مقامات میں جو آج تمہارے لیے نا قابل رسائی مقامات ہیں رسائی ہوگی اور خود تمہاری اپنی ذات میں بھی تب ہم اس وقت میں جو موجود ہوں گے انہیں دکھائیں گے آیات ہماری ان موجودہ نا قابل رسائی مقامات میں اور ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ خود ہی کھل کر واضح ہو جائے گا ان کو کہ اس میں کچھ شک نہیں یہی حق ہے جو قرآن کے نزول کے وقت کہا گیا تھا جو آج کھل کر واضح ہو چکا نہ کہ وہ حق ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا جو نسل در نسل چلا آ رہا ہے۔

یعنی یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ جیسے آج حق بالکل کھول کھول کر واضح کیا جا چکا اور اکثریت کا یہی کہنا ہے کہ ہم تو نہیں مانیں گے ہم اپنے آباؤ اجداد کو نہیں چھوڑیں گے بالکل یہی آج سے چودہ صدیاں قبل ان کے آباؤ اجداد نے بھی کیا تھا انہوں نے بھی اس وقت یہی کہا تھا کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کو نہیں چھوڑیں گے ان سے نسل در نسل منتقل ہونے والے عقائد کو ترک نہیں کریں گے لیکن تب انہیں منوایا نہیں گیا تھا بلکہ منوانے کا وعدہ آج کا تھا آج بے شک تم لوگ نہیں مان رہے لیکن آج تمہیں یہ سب ماننا پڑے گا اور بالکل اسی طرح مانو گے جیسے قوم نوح نے مانا تھا جیسے قوم عاد و ثمود نے جیسے قوم لوط نے جیسے قوم شعیب نے اور جیسے آل فرعون مانیں تھے۔

اب جبکہ یہ بات ہر لحاظ سے بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ اللہ کے بارے میں پایا جانے والا مشرکین عرب، یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ونظریہ بالکل بے بنیاد اور باطل تھا تو اگر آج بھی وہی عقیدہ ونظریہ پایا جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے حق ثابت نہیں کر سکتی، آج جن جن کا بھی وہی عقیدہ ونظریہ ہے کہ اللہ کائنات سے الگ اوپر آسمانوں پر ہے تو ان کا یہ عقیدہ ونظریہ بالکل بے بنیاد و باطل ہے اب حق اس قدر کھل کر واضح ہو جانے کے باوجود بھی اگر کوئی حق کو تسلیم نہیں کرتا اور اپنے آباؤ اجداد سے نسل در نسل منتقل ہونے والے بے بنیاد و باطل عقائد ونظریات پر ہی ڈٹا رہتا ہے تو ایسے لوگوں کا اللہ اور اس کے کلام قرآن کیساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ لوگ اللہ کے شریک ہیں قرآن کے منکر ہیں اپنی خواہشات کو الہ بنائے ہوئے ہیں انہی لوگوں کا اللہ نے قرآن میں مختلف پہلوؤں سے ذکر کرتے ہوئے ان کی حقیقت کھول کر واضح کر دی۔ ان لوگوں کا قرآن میں ایک پہلو سے ذکر کرتے ہوئے انہیں بہرے گونگے اندھے قرار دیا، دوسرے پہلو سے ذکر کرتے ہوئے انہیں بندر قرار دیا جو عقل کی بجائے نقل سے کام لیتے ہیں جو سنا اور دیکھا بغیر سمجھے وہی کرتے ہیں، تیسرے پہلو سے ذکر کرتے ہوئے انہیں خنزیر قرار دیا کہ ایک تو یہ لوگ خبیث ہیں اور دوسرا یہ بالکل بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے کہ پیچھے ان سے کہیں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی یہاں تک کہ اگر ان کی غلطی ان پر واضح کر بھی دی جائے تو اسے تسلیم کر کے اس کی اصلاح کر کے نقصان سے بچنے کی بجائے الٹا اس پر ڈٹ جاتے ہیں اور جو ان پر ان کی غلطی واضح کرے الٹا اسی کے دشمن بن جاتے ہیں اسے کاٹنے کو نقصان پہنچانے کو دوڑتے ہیں، چوتھے پہلو سے ذکر کرتے ہوئے انہیں کتے قرار دیا، پانچویں پہلو سے ذکر کرتے ہوئے انہیں چوپائے قرار دیا یہاں تک کہ ان کیساتھ ان کا موازنہ چوپائیوں کی توہین قرار دیا کیونکہ چوپائے تو جس مقصد کے لیے خلق کیے گئے وہ اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں لیکن ان کا معاملہ یہ ہے کہ انہیں تو یہ ہی نہیں علم کہ انہیں کس مقصد کے لیے وجود میں لایا گیا اس لیے ان کا چوپائیوں سے موازنہ چوپائیوں کی توہین قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایسے گمراہ ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی گمراہ ہے ہی نہیں، پانچویں پہلو سے ان کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ان میں شمار کر دیا جن کی گردنوں میں پٹے پڑے ہوتے ہیں اور رسی دوسروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور جس کی ہاتھ میں پٹے کی رسی ہوتی ہے اسی کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اِدھر اُدھر نہیں دیکھ سکتے، چھٹے پہلو سے ذکر کرتے ہوئے انہیں الاموات قرار دیا اور ساتویں پہلو سے ذکر کرتے ہوئے انہیں قبور میں قرار دیا کہ یہ ہیں ہی قبور میں۔

اب یہ فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آیا آپ اپنا شمار کن میں چاہتے ہیں ایک طرف اللہ کی طرف سے کھول کھول کر واضح کردہ حق ہے اور دوسری طرف نسل در نسل منتقل ہونے والے مشرکین عرب، یہودیوں اور عیسائیوں کے عقائد ونظریات ہیں۔

اب جبکہ یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ اللہ کے بارے میں پائے جانے والے مشرکین عرب، یہودیوں اور عیسائیوں کے عقائد ونظریات کا حق کیساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا حق کیا ہے اللہ کیا ہے؟ اللہ کی ذات کے بارے میں حق کیا ہے؟ کیا قرآن میں اس حوالے سے راہنمائی موجود ہے اگر موجود ہے تو آخر قرآن میں اللہ کے بارے میں کیا بات کی گئی؟ تو آپ پر پیچھے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ کیا ہے۔

آپ جان چکے ہیں کہ اللہ کیا ہے جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے اللہ کا ہی وجود نظر آ رہا ہے اور اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کیسے بات کرتا ہے؟ تو ذرا غور کریں آپ اسی وجود سے سوال کریں جو بھی آپ کا سوال ہو مثلاً کہ اے اللہ تو خلق کیسے کرتا ہے؟ تو ذرا سا بھی غور کریں جواب آپ کے سامنے آ جائے گا یعنی آپ آسمانوں وزمین میں کسی بھی خلق میں غور کریں کہ وہ کیسے خلق ہو رہی ہے؟ تو جواب آپ کو مل جائے گا کہ اللہ کیسے خلق کرتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ذرا غور کریں جو جواب آپ کو ملا وہ کیسے آپ تک پہنچا اور کس نے آپ کو جواب دیا؟ اور کیا اس سے بہتر کوئی جواب کا طریقہ ہو سکتا ہے؟

مثلاً تصور کریں جب انسان نہیں تھے اور وجود میں آئے انسانوں نے پہلی بار آگ کو دیکھا تو کیا انسانوں کو علم تھا کہ یہ کیا شئے ہے یہ کیا کرتی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے آج ہر انسان کو علم ہے کہ یہ آگ ہے یہ جلاتی ہے یا اس کے علاوہ آگ جو بھی کرتی ہے جو بھی آگ میں خصوصیات وصلاحیتیں پائی جاتی ہیں لیکن جب انسانوں کو علم نہیں تھا تو سب سے پہلے انسانوں کو کس نے بتایا؟ اور کیسے بتایا؟ جس نے بھی بتایا وہ اس کا انسانوں سے کلام یعنی انسانوں سے گفتگو تھی اب ضروری نہیں کہ اس نے ایسے ہی کلام یعنی بات کی ہو جیسے دو بشر آپس میں گفتگو کرتے ہیں؟

جب آپ غور کریں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ سب سے پہلے آگ نے خود انسانوں کو بتایا کہ میں کیا ہوں اور ایسے نہیں بتایا جیسے دو ایک جیسی زبان بولنے والے بشر ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں ایک دوسرے کو کچھ بتاتے ہیں بلکہ ذرا غور کریں آپ کے سامنے ایک گونگا شخص ہو جو بولنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اگر وہ آپ کو کچھ بتاتا ہے تو کیسے بتائے گا؟ ظاہر ہے وہ اشاروں سے یا عمل سے کچھ کر کے دکھائے گا اور اس کا اس طرح کچھ کر کے دکھانا آپ سے اس کی گفتگو ہو گی۔ بالکل اسی طرح سب سے پہلے آگ نے خود انسانوں کو اپنے عمل کے ذریعے بتایا کلام کیا کہ میں کیا ہوں۔

بالکل ایسے جیسے ایک بہترین استاد ہوتا ہے اس سے بہتر استاد کوئی ہو ہی نہیں سکتا جس کا اپنے شاگردوں کو اپنی بات سمجھانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے یہاں تک کہ اگر پھر بھی کسی کو سمجھ نہ آئے تو وہ اسی مثال کو عملاً کر کے دکھاتا ہے یعنی وہ اپنے شاگردوں سے اس زبان میں بات کرتا ہے جس کو ہر شاگرد سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور بآسانی سمجھ لیتا ہے خواہ کتنا ہی کم سے کم عقل کیوں نہ ہو۔

آج انسانوں کے پاس آسمانوں وزمین کے بارے میں جو بھی علم ہے وہ بالکل اسی طرح انہیں مخلوقات نے انسانوں کو بتایا اب آپ سے سوال ہے آسمانوں و زمین میں جو کچھ بھی ہے یہ کس کی آیات ہیں؟ کون ہے جس کا یہ وجود ہے؟ پیچھے تفصیل کیساتھ واضح ہو چکا کہ اللہ کی آیات ہیں یہ اللہ ہی کا وجود ہے یہ اللہ ہی ہر طرف نظر آ رہا ہے۔ تو جب اللہ ہے تو یہ کلام کس کا ہوا؟ ظاہر ہے اللہ کا کلام ہوا۔

جب آپ کسی شئے میں غور کر رہے ہوتے ہیں تو حقیقت میں آپ اللہ سے کلام کر رہے ہوتے ہیں غور وفکر کے نتیجے میں جو علم آپ کو حاصل ہو رہا ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے آپ پر اتر رہا ہوتا ہے اور جس صورت میں وہ علم آپ پر اتر رہا ہوتا ہے وہ وحی کہلاتی ہے۔ یعنی آپ کے سامنے الفاظ کی صورت میں کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا جسے آپ پڑھ کر اپنے دماغ میں محفوظ کر رہے ہوتے ہیں یا آپ کے سامنے بیٹھا کوئی آپ کو پڑھ کر نہیں سنا رہا ہوتا ذرا غور کریں تو حقیقت آپ کے سامنے ہے۔

آسمانوں وزمین میں کچھ تو ظاہر ہے لیکن ان سے کئی گنا زیادہ چھپا ہوا ہے جسے انسان سن دیکھ یا محسوس نہیں کر سکتے۔ جو ظاہر ہے اس کے بارے میں تو آپ کو پتا چل گیا کہ اس طرح علم اترتا ہے یہ وحی کہلاتی ہے یعنی کانوں سے جو سنا اور آنکھوں سے دیکھا اور اسے سمجھنے کی جو صلاحیت دی تو اس صلاحیت کا استعمال کرتے ہوئے ان میں تفکر کیا نتیجے میں بہت سا علم اترتا ہے جو کہ وحی کہلاتی ہے لیکن اس کے برعکس جو مخلوقات پوشیدہ ہیں جنہیں آپ سن دیکھ یا محسوس نہیں کر سکتے ان

کے بارے میں بھی علم بذریعہ وحی آتا ہے لیکن وہاں سننے دیکھنے اور سمجھنے کے لیے کان آنکھیں اور دماغ نہیں بلکہ یہ سب کام صرف دل کرتا ہے۔ دل میں وہ سننے دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہے جو کانوں سے سنائی نہیں دیتا جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔یعنی جب آپ آسمانوں وزمین میں غور وفکر کر کے علم حاصل کر رہے ہوتے ہیں تو یہ اللہ سے آپ کلام کر رہے ہوتے ہیں اللہ آپ کو آپ کے سوالات کے جوابات دے رہا ہوتا ہے اور ظاہر ہے جب یہ جو کچھ بھی نظر آرہا ہے یہ اللہ ہی کا وجود نظر آرہا ہے تو پھر جب کوئی آسمانوں وزمین میں غور وفکر کرتا ہے تو یہ حقیقت میں وہ اللہ سے کلام کر رہا ہوتا ہے یہ ہے اللہ کا انسانوں سے کلام کرنا۔
اب آپ جانتے ہیں کہ انسانوں کی اکثریت شکر کی بجائے کفر کرتی ہے یعنی انہیں جو کچھ بھی دیا گیا اس کا اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرتی جس مقصد کے لیے دیا گیا مثلاً انہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیتیں دی گئیں تو ظاہر ہے اسی لیے دی گئیں کہ جو کچھ بھی سنائی دے رہا ہے اسے سنیں اور جو کچھ بھی دکھائی دے رہا ہے اسے دیکھیں اور پھر صرف سنیں اور دیکھیں نہیں بلکہ اسے سمجھیں لیکن انسانوں کی اکثریت سننے دیکھنے اور سمجھنے کی ان صلاحیتوں کا اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرتی بلکہ اس کے برعکس اپنی خواہشات کی اتباع میں ان کا ستعمال کرتی ہے اکثریت غور وفکر نہیں کرتی، جب اکثریت غور وفکر کرتی ہی نہیں تو پھر ظاہر ہے اللہ تو ان سے کلام کرنے کے لیے اپنا رخ ان کی طرف کیے ہوئے ہے لیکن یہ اللہ سے کلام کرنے سے اعراض کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں جب کہ ان پر حق واضح نہ کر دیا جائے ان کے پاس بہانہ موجود رہے گا کہ اگر انہیں علم ہوتا تو یہ کبھی بھی اللہ کیساتھ دشمنی نہ کرتے یعنی اگر اللہ نے انہیں بتا دیا ہوتا۔ اب اگر آگے سے اللہ یہ جواب دے کہ میں تو ہر لمحے تمہیں بتانے کے لیے تیار تھا لیکن تم ہی اپنا رخ میری طرف نہیں کر رہے تھے اس وجہ سے تم حق سے محروم رہے تو آگے سے پھر بھی بہانہ موجود ہے عذر موجود ہے یہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اے اللہ جب تو نے ہمیں بولنے کے لیے زبان دی سننے کے لیے کان دیئے اور پھر الگ الگ زبانیں تو یہ سب کس لیے تھا اگر تو نے ہم سے کلام کرنا ہی تھا ہم پر حق واضح کرنا ہی تھا تو اس طرح واضح کرتا جس کے بعد چاہ کر بھی ہمارے پاس کوئی عذر نہ رہتا ہم پر حجت ہو جاتی۔ہم سے ہماری ہی طرح بشری آواز میں کلام کرتا اور نہ صرف بشری آواز میں بلکہ اسی زبان میں جو زبان ہم سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو زبان ہم بولتے ہیں۔
انسانوں میں سے کسی کے پاس بھی کل کوئی عذر نہ رہے ہر ایک پر حجت کر دی جائے اس لیے اللہ نے یہ قانون بنا دیا اللہ کا یہ طریقہ ہے اللہ نہ صرف براہ راست وحی کے ذریعے کلام کر رہا ہے تو جو وحی کو سننے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ان سے اللہ انہیں میں سے کسی بشر کا انتخاب کرتا ہے اور اس بشر کے ذریعے انہی کی زبان میں ان سے کلام کرتا ہے۔ یوں جو لوگ حق کے طلب گار ہوتے ہیں وہ پہچان جاتے ہیں کہ یہ جو بشر ہم سے کلام کر رہا ہے یہ انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا بلکہ یہ تو اللہ ہی ہوسکتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور ایسا کلام نہیں کر سکتا اس لیے اس بشر کی صورت میں اللہ ہے جو ہم سے کلام کر رہا ہے اللہ اور ہمارے درمیان محض ایک پردہ ہے جو کہ یہ بشر ہے اس بشری پردے کے پیچھے اللہ ہم سے ہماری ہی زبان میں کلام کر رہا ہے۔
یوں یہ ہے اللہ کا وحی کے بعد دوسرا طریقہ پردے کے پیچھے سے کلام کرنا اور جو لوگ اس بات سے غافل ہوتے ہیں وہ ایسے بشر کو اپنی ہی طرح انسان سمجھ رہے ہوتے ہیں تو ان کے لیے وہ اللہ کا رسول کہلاتا ہے اللہ ان سے اپنے بھیجے ہوئے کے ذریعے کلام کر رہا ہوتا ہے یعنی رسول کے ذریعے کلام۔اور رسول نہ صرف زبان سے بات کرتا ہے بلکہ وہ اپنے عمل سے اسے احسن طریقے سے کر کے بھی دکھا رہا ہوتا ہے تا کہ کل کو کسی کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر نہ رہے ان پر حجت ہو جائے۔ یہ تین طریقے ہیں اللہ کے کلام کرنے کے ان کے علاوہ اللہ کا کوئی چوتھا طریقہ نہیں ہے کلام کرنے کا لیکن انسانوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اس کے بالکل برعکس بات کرتے ہیں اول تو انسانوں کا کہنا ہے کہ اللہ نے کلام کرنے کا دروازہ ہی بند کر دیا اور دوم اگر کرتا ہے تو اس کتاب قرآن کے ذریعے کلام کر رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ جان چکے یہ کتاب ھذا القرآن اللہ کا کلام ہے اس کا مطلب یہ ہے ہی نہیں کہ اللہ اس کے ذریعے انسانوں سے کلام کر رہا ہے اور اسی کا اللہ نے قرآن کی درج ذیل آیات میں بھی آج سے چودہ صدیاں قبل ذکر کر دیا۔
دیکھیں ان آیات میں انسانوں کا کیا کہنا ہے اور ان کے جواب میں اللہ کا کیا کہنا ہے۔
وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۔ البقرۃ ۱۱۸
وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ایسے لوگوں نے لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں غور وفکر کر رہے جس وجہ سے انہیں علم نہیں ہے یہ علم نہیں رکھ رہے لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ نہیں اللہ کلام

کرر ہا اگر اللہ کلام کرر ہا ہوتا تو ہم سے کلام کرر ہا ہوتا یعنی ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ کلام نہیں کرتا اگر اللہ کلام کرر ہا ہے تو ہم سے کلام کرتا نا اگر ہم سے کلام نہیں کر رہا تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اللہ کلام نہیں کرر ہا۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں تو اس کا جواب اللہ نے پہلے ہی دے دیا لَا یَعۡلَمُوۡنَ نہیں غور وفکر کرر ہے جس وجہ سے انہیں علم نہیں ہے یہ علم نہیں رکھ رہے اگر یہ لوگ غور وفکر کرتے تو ان کو علم ہوتا کہ اللہ نے کلام کا دروازہ بند نہیں کیا نہ صرف اللہ کلام کرتا ہے بلکہ اللہ کلام کرر ہا ہے اور انہیں یہ بھی علم ہوتا کہ اللہ کیسے کلام کرتا ہے اور اللہ ان سے کلام کرر ہا ہے اس وقت ان میں انہیں سے ایک بشر جو ان پر سب کچھ کھول کھول کر رکھ رہا ہے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کرر ہا ہے انہیں کھول کھول کر متنبہ کرر ہا ہے یہ اللہ ہی تو ہے جو ان سے اس بشر کی صورت میں کلام کرر ہا ہے۔ جب یہ غور وفکر ہی نہیں کرتے جس وجہ سے انہیں علم نہیں تو انہوں نے خود ساختہ عقائد ونظریات گھڑ رکھے ہیں جن کے مطابق یہ لوگ ایسا کہتے ہیں۔اب جب انہوں نے اللہ کے کلام کرنے کو اپنا خود ساختہ بے بنیاد عقیدہ بنایا ہوا ہے تو کیا اللہ ان کے عقیدے کو سچا ثابت کرنے کے لیے ان کے عقائد ونظریات کی طرح کلام کرے گا؟ نہیں بالکل نہیں اللہ تو اسی طرح کلام کرتا ہے جیسے اس کا قانون ہے۔

اور پھر مزید یہ لوگ کہتے ہیں اَوۡ تَاۡتِیۡنَاۤ اٰیَۃٌ کیا تھا اور آ رہی ہیں ہمارے پاس آیات؟ یعنی اگر ہمارے پاس آیات آ رہی ہوتیں تو ہم مان لیتے کہ ہاں اللہ کلام کرر ہا ہے جب آیات ہی نہیں آ رہیں تو پھر اللہ کلام بھی نہیں کرر ہا اس لیے یہ جھوٹا کذاب اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

ان لوگوں کا یہ کہنا اس لیے ہے کیونکہ ان کو علم ہی نہیں کہ آیات کیا ہیں اور آیات کا آنا کیا ہے۔ان لوگوں نے آیات کو معجزات قرار دیا کہ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یعنی اللہ میری صورت میں تم سے کلام کرر ہا ہے تو دیکھو کیا وہ معجزات کیساتھ آیا ہے اگر تو وہ معجزات دکھاتا ہے تو پھر مان لیں گے کہ ہاں اللہ کلام کرر ہا ہے اگر معجزات کیساتھ نہیں آیا تو پھر وہ اللہ کا رسول نہیں ہے بلکہ کذاب ہے جھوٹا ہے اللہ نے تو کلام کرنے کا درواہ ہی بند کر دیا ہوا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ آیات آ رہی ہوں تو یہ اللہ کا رسول ہے اور اگر آیات نہیں آ رہیں تو یہ اللہ کا رسول نہیں اللہ کلام نہیں کرر ہا اور ان لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ آیات نہیں آ رہیں اس لیے یہ اللہ کا رسول نہیں ہے یعنی کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ آیات آ رہی ہیں تو پھر یہ لوگ اپنے ہی دعویٰ کے زد میں آ جائیں گے اور کل کو ان کے پاس کوئی عذر یا بہانہ نہیں رہے گا اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ آیات آ رہی ہیں تو پھر ان لوگوں کو اپنے ہی قول اپنے ہی دعوے کے مطابق اس بات کو تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ اللہ کا رسول ہے اللہ ہے جو اس بشر کی صورت میں ان سے کلام کرر ہا ہے اور اگر اس کے باوجود یہ تسلیم نہیں کرتے تو ان پر حجت ہو جائے گی کل کو ان کے پاس کسی بھی قسم کا کوئی عذر یا بہانہ نہیں رہے گا۔

اب حقیقت تو یہ ہے کہ آیات تو آ رہی ہیں یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن یہ لوگ اللہ کی آیات سے اعراض کرر ہے ہیں اور ان کے اعراض کرنے کی وجہ ہی یہی ہے کہ ان لوگوں کو علم ہی نہیں کہ آیات کیا ہیں اور آیات کا آنا کیا ہے۔ ان لوگوں نے آیات کو معجزات بنا دیا اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آیات کا آنا یہ ہے کہ اللہ کا رسول معجزات دکھاتا ہے۔

قرآن میں اللہ نے خود بار بار کہا کہ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے یہ اللہ کی آیات ہیں اور پھر یہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا کہ ان میں پنگے نہ لو ان میں چھیڑ چھاڑ نہ کرو ورنہ اللہ کی آیات آ جائیں گے یعنی جب آپ کسی کو چھیڑتے ہیں نقصان پہنچاتے ہیں تو ایک حد تک وہ شئے برداشت کرتی ہے اگر آپ پھر بھی باز نہیں آتے تو وہ شئے الٹا آپ پر آئے گی یعنی ردعمل کا اظہار کرے گی اور آپ کو نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا بالکل اسی طرح اللہ نے کہا کہ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے یہ اللہ کی آیات ہیں ان کیساتھ کذب نہ کرو ورنہ اللہ کی آیات آ جائیں گی اور تم ہلاکت کا شکار ہو جاؤ گے لیکن یہ لوگ نہ مانے انہوں نے اللہ کی آیات سے کذب کیا تو آج ہر کسی کو نظر آ رہا ہے کہ اللہ کی آیات آ رہی ہیں۔ زلزلے،طوفان،سیلاب،آندھیاں،موسموں کا بگڑ جانا،طرح طرح کی بیماریاں،زمین کا دھنسنا،پہاڑوں کا ٹل جانا یہ سب کیا ہے؟ کیا یہ اللہ کی آیات نہیں آ رہیں؟ یہ سب تو اللہ کی آیات آ رہی ہیں اب اگر یہ لوگ اپنے قول میں سچے ہوں تو مان لیں کہ ہاں واقعتاً اللہ ہی اس بشر کی صورت میں ہم سے کلام کرر ہا ہے،ہم اس سے پہلے ضلالٍ مبینٍ میں تھے لیکن یہ لوگ نہیں ماننے والے ان کا کہنا یہی ہے کہ نہیں اللہ کلام نہیں کرر ہا اللہ نے کلام کرنے کا دروازہ ہی آج سے چودہ صدیاں قبل بند کر دیا تھا۔

آگے اللہ نے ان کی حقیقت کو مزید کھول کر رکھ دیا کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّثۡلَ قَوۡلِہِمۡ بالکل اُسی طرح کہا یعنی اِن لوگوں کا کہنا بالکل اُسی

طرح ہے جیسے اُن لوگوں نے کہا تھا جو اِن سے پہلے تھے بالکل سو فیصد ان کا کہنا انہی کی طرح ہے۔ کون تھے جو ان سے پہلے تھے قرآن میں اللہ نے جگہ جگہ واضح کر دیا وہ قومیں جو گزر چکیں وہ امتیں جو گزر چکیں جیسے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط، آل فرعون یا پھر امت بنی اسرائیل وغیرہ ان سب کی سب امتوں و قوموں نے بھی بالکل یہی کہا۔ جب ان میں رسول بعث کیے گئے تو ان کا بھی کہنا یہی تھا جو آج اس وقت موجودہ خود کو مسلمان کہلوانے والے کہہ رہے ہیں۔ اُن سب نے بھی یہی کیا تھا یہی کہا تھا تو کیا وہ سچے ثابت ہوئے؟

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَازِلْتُمْ فِىْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰىٓ اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ. غافر ۳۴

اس آیت میں اللہ نے یہ بات واضح کر دی کہ موسیٰ کی بعثت سے قبل بنی اسرائیل نے بھی یہی کیا جو آج خود کو امت محمد کہلوانے والے کہہ رہے ہیں جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد آخری رسول و نبی تھا محمد کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں اللہ نے محمد پر کلام کرنے کا دروازہ بند کر دیا بالکل ایسے ہی بنی اسرائیل نے بھی کیا۔ بنی اسرائیل نے یوسف کے بعد ایک وقت آیا جب کہنا شروع کر دیا کہ یوسف پر اللہ نے کلام کا دروازہ بند کر دیا یوسف آخری رسول و نبی تھا اس کے بعد کوئی رسول و نبی نہیں آئے گا اور پھر جب کوئی اللہ کی طرف سے ان کی راہنمائی کے لیے کھڑا ہوا سامنے آیا تو اس کو قتل کیا یا پھر اس کا کذب کیا یوں بالآخر بنی اسرائیل ذلت کا شکار ہو گئے بالکل ایسے ہی جیسے آج خود کو مسلمان کہلوانے والے ذلت کا شکار ہو چکے ہیں۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے بھی بالکل یہی کہا انہوں نے بھی بالکل یہی عقیدہ اخذ کیا تو کیا وہ سچے ثابت ہوئے؟ اور پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ کیا موجودہ امت بالکل اسی انجام سے دوچار نہیں ہے؟ ذلت کا شکار نہیں ہے؟

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ان کے دلوں میں شبہات ہیں یعنی یہ لوگ غور و فکر نہیں کرتے جس وجہ سے ان کے پاس علم نہیں ہے یہ اندھوں کی طرح اپنے آباؤ اجداد اپنے ملاؤں کے پیچھے چلتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے ان کے سامنے رکھا جو انہوں نے انہیں دیا اس وجہ سے ان کے قلوب میں شبہات ہیں علم نہیں ہے ان کے پاس قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ تحقیق کر لیں اپنے گھوڑے دوڑا لیں حقیقت یہی ان کے سامنے آئے گی کہ بیّن کیا ہم نے آیات کو یعنی یہ جو انہی میں سے بشر کھڑا کیا جو ان پر اللہ کی آیات کو کھول کھول کر رکھ رہا ہے حق کھول کھول کر رکھ رہا ہے یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ اللہ سب کھول کھول کر رکھ رہا ہے یہ اللہ کلام کر رہا ہے مگر یہ کن کے لیے ہے؟ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو یقین کر رہے ہیں یعنی جنہوں نے غور و فکر کیا تو ان پر حق اس قدر واضح ہو گیا کہ ہاں واقعتاً اللہ ہے جو اس بشر کی صورت میں ہم سے کلام کر رہا ہے اللہ اس بشر کی صورت میں آیات بیّن کر رہا ہے یہ انسان نہیں ہے اور جو غور و فکر نہیں کرتے اندھوں کی طرح اپنے ملاؤں کے پیچھے چل رہے ہیں ان کو یقین نہیں ہے وہ شبہات کا شکار ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ یہ تو کذاب ہے یہ تو جھوٹا ہے یہ اللہ کا رسول نہیں اللہ نے تو دروازہ ہی بند کر دیا تھا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ. البقرة ۱۱۹

آگے اللہ اپنے اسی غلام بشر کو جو اللہ کا رسول ہے جس کے ذریعے اللہ انسانوں سے کلام کر رہا ہے انہیں کی زبان میں اپنی آیات کو کھول کھول کر رکھ رہا ہے اسے اللہ کہہ رہا ہے یعنی اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ہم نے تجھے بھیجا ہے حق کیساتھ کہ جب تک تو موجود ہے تو بشارت دیتا رہے اور متنبہ کرتا رہے اور تجھ سے ان لوگوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا جو اصحاب الجحیم ہیں۔ یعنی اگر یہ لوگ تیری دعوت کو تسلیم نہیں کرتے تیرا کذب ہی کرتے ہیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔ اگر یہ اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ تُو اللہ کا بھیجا ہوا ہے اللہ ان سے تیری صورت میں کلام کر رہا ہے تُو نہیں بلکہ اللہ بول رہا ہے تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے اگر یہ الجحیم کے اصحاب بننا چاہتے ہیں تو تجھ سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا ان کے بارے میں کہ یہ کیوں الجحیم میں گئے کیوں انہوں نے تیری بات کو نہیں مانا یعنی تُو کیوں نہیں ان کو اپنی بات منوا سکا بلکہ تیرے ذمے صرف اور صرف کھول کھول کر پہنچا دینا ہے اس لیے تُو صرف اور صرف اپنی ذمہ داری کو پورا کر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے منوانا ہمارا کام ہے ہم منوا لیں گے۔

یہ ہے ان لوگوں کا کہنا کہ اللہ کلام نہیں کر رہا یعنی نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہے اور اگر اللہ کلام کر رہا ہے تو وہ اس کتاب ھذا القرآن کے ذریعے کلام کر رہا ہے

آگے دیکھیں اللہ نے اس بات کا کیا جواب دیا۔

وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِهٖ مَا یَشَآءُ۔ الشوریٰ ۵۱

وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اور قانون میں ہی نہیں کیا یعنی قدر میں ہی نہیں کیا کسی ایک بھی بشر کے لیے کہ اللہ اس سے کلام کرتا اِلَّا مگر یعنی تم لوگ کہتے ہو کہ اللہ کلام نہیں کرتا تو ذرا غور کرو کیا اللہ نے کبھی کسی بشر سے کلام کیا؟ اگر تو اللہ نے کسی بشر سے کلام کیا تو ایسا کیسے ہو گیا؟ کیونکہ اگر اللہ بشر سے کلام نہیں کرتا تو پھر ایسا صرف ایک ہی صورت میں ممکن ہے کہ اللہ نے کسی ایک بھی بشر سے کلام کرنا قدر میں نہیں کیا لیکن جب تم لوگ خود اس بات کو مان رہے ہو تسلیم کر رہے ہو کہ بہت سے بشر ہیں جن سے اللہ کلام کر چکا ہے تو پھر ان سے اللہ نے کلام کیسے کیا؟ ان سے اللہ کا کلام کرنا یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دیتا ہے کہ اللہ نے بشر سے کلام کرنا قدر میں کر دیا اس لیے تو اللہ نے ان سے کلام کیا اگر اللہ نے بشر سے کلام کرنا قدر میں نہیں کیا تو پھر ان سے کلام کرنا بھی ناممکن تھا اور پھر جو اللہ نے قدر میں کر دیا اس کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے؟ یا جب اس کے ہونے کا وقت آجائے تو اسے ہونے سے کون روک سکتا ہے کیوں کہ اللہ نے جو قدر میں کر دیا اسے ہونے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا یہی اللہ نے کہا وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا اور نہیں قانون میں ہی کیا کسی ایک بھی بشر کے لیے کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر اللہ ہر بشر سے کلام کر رہا ہے یعنی اگر اللہ بشر سے کلام نہ کرتا تو اللہ کسی ایک بھی بشر سے کلام نہ کرتا اور اگر اللہ نے بشر سے کلام کیا تو اسی لیے کہ اللہ نے ہر بشر سے کلام کرنا قدر میں کر دیا اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ کلام نہیں کر رہا یا اللہ نے کلام کرنے کا دروازہ بند کر دیا تو یہ اس کا اللہ پر افتراء ہے۔ اللہ ہر بشر سے کلام کر رہا ہے وَحۡیًا وحی کر رہا ہے یعنی وحی کے ذریعے اللہ ہر بشر سے کلام کر رہا ہے اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ کیا تھا اور جس ذریعے سے یا جس طریقے سے اللہ کلام کر رہا ہے ہر بشر سے؟ اللہ کلام کر رہا ہے ہر بشر سے پردوں کے پیچھے سے اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِهٖ مَا یَشَآءُ کیا ہے اور طریقہ یعنی ذریعہ جس ذریعے سے اللہ ہر بشر سے کلام کر رہا ہے؟ بھیجتا ہے اللہ ان میں انہیں سے ایک رسول جب یہ ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں پس وحی کیا جا رہا ہے اسی کے اذن سے جو اس کا قانون ہے۔

اس آیت میں اللہ نے دوٹوک الفاظ میں یہ واضح کر دیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ کلام نہیں کر رہا کیونکہ اگر اللہ کلام نہ کرتا تو کسی ایک بھی بشر کے لیے نہیں تھا کہ اللہ اس سے کلام کرتا تو دیکھو کیا اللہ نے اس سے پہلے کسی بھی بشر سے کلام نہیں کیا؟ جیسے تم لوگ خود مانتے ہو کہ اس سے پہلے اللہ بہت سے بشر سے کلام کر چکا تو پھر ان سے اللہ نے کلام کیوں کیا؟ اگر ان سے اللہ نے کلام کیا تو اس سے بالکل کھل کر واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ نے بشر سے کلام کرنا قدر میں کر دیا اور جو اللہ نے قدر میں کر دیا نہ تو وہ بدل سکتا ہے اس میں کوئی تبدیلی کی جا سکتی ہے اور پھر نہ ہی جب اس کے ہونے کا وقت آجائے تو اسے ہونے سے کوئی روک سکتا ہے اس لیے ایسا نہیں ہے کہ اللہ کلام نہیں کر رہا بلکہ اللہ تو ہر بشر سے کلام کر رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے یہ بھی دوٹوک الفاظ میں واضح کر دیا کہ اللہ تین طریقوں سے کلام کر رہا ہے پہلا وحی کے ذریعے، دوسرا جو بھی پردہ ہے اس پردے کے پیچھے سے، تیسرا رسول کے ذریعے اللہ کلام کرتا ہے اور رسول تب بعث کیا جاتا ہے جب ضلالٍ مبینٍ ہوتی ہیں، جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں تو اللہ ان میں انہیں سے ایک رسول بعث کرتا ہے جس کے ذریعے سے اللہ کلام کر رہا ہوتا ہے جیسے کہ آج امیّن ضلالٍ مبینٍ میں تھے تو اللہ نے ان میں انہیں سے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کیا جو ان پر اللہ کی آیات کھول کھول کر واضح کر رہا ہے اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کے ذریعے ان سے کلام کر رہا ہے۔

آپ نے جان لیا کہ اللہ نے قرآن میں خود یہ بات واضح کر دی کہ اللہ ہر بشر سے کلام کر رہا ہے اور اللہ تین طریقوں سے کلام کرتا ہے اور ان تینوں ہی طریقوں سے اللہ کے کلام کرنے یعنی انسانوں سے بات کرنے کی وضاحت ہو چکی اب آپ خود دیکھیں کہ اللہ نے اس آیت میں نہ صرف یہ بات واضح کر دی کہ ایسا نہیں ہے کہ اللہ کلام نہیں کر رہا بلکہ اللہ ہر بشر سے کلام کر رہا ہے بلکہ اللہ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اللہ کس طرح کلام کر رہا ہے اور اس کی پیچھے تفصیل کیساتھ وضاحت ہو چکی اللہ نے کسی چوتھے طریقے کا ذکر نہیں کیا کہ اللہ کسی چوتھے طریقے سے بھی کلام کر رہا ہے جو کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اس کتاب ھذا القرآن کے ذریعے انسانوں سے کلام کر رہا ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اس قرآن میں ایسا کچھ نہیں کہا کہ اللہ اس قرآن کے ذریعے انسانوں سے کلام کر رہا ہے۔

یہ ہے اللہ اور اللہ کا کلام کرنا اب اگر ایک لمحے کے لیے کہ اللہ کیا ہے وہ کیسے کلام کرتا ہے اسے نظر انداز کر بھی دیا جائے تو اللہ جو بھی ہے جیسے بھی کلام کرتا ہے وہ

اپنی جگہ لیکن دنیا میں جنہیں اللہ کی طرف سے راہنمائی درکار ہے یعنی انسان، انسان چونکہ بشر ہیں تو اللہ کو ان کیساتھ اسی طرح کلام یعنی بات کرنا ہوگی جیسے انسان بات کو سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی اردو بولنے والا ہے تو اس کیساتھ اردو میں بات کی جائے گی اگر کوئی پشتو سمجھنے والا ہے تو اس کے ساتھ پشتو میں بات کی جائیگی کوئی چینی بولتا ہے تو اس کیساتھ چینی میں بات کی جائے گی یعنی اللہ جو بھی ہے جیسے بھی کلام کرتا ہے وہ سب اپنی جگہ لیکن اگر اللہ کو انسانوں کی راہنمائی کرنی ہے انہیں احکامات دینے ہیں اگر وہ کرتے ہیں یا نہیں کرتے تو حساب کتاب سزا و جزا دینی ہے تو اس کے لیے اللہ کو دنیا میں انسانوں سے انہیں کی زبان میں بات کرنا ہو گی انہیں کی زبان میں ان کی راہنمائی کرنا ہو گی ان پر حق واضح کرنا ہو گا ان کو احکامات دینے ہوں گے ان پر حلال و حرام کی وضاحت کرنا ہو گی تب ہی اللہ کی طرف سے انسانوں پر حجت ہو سکتی ہے اگر وہ عمل نہیں کرتے تو کل کو ان سے حساب لیا جا سکتا ہے اور ان کے پاس کوئی بہانہ نہ ہو گا۔

انسان چونکہ بشر ہیں تو اس لیے اللہ انہیں میں سے کسی بشر کا انتخاب کرتا ہے اور اس بشر کے ذریعے کھول کھول کر کلام کرتا ہے اب اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ نے نبوت و رسالت کا دروازہ بند کر دیا تو اس کا مطلب کہ اللہ نے انسانوں سے کلام کرنا ہی بند کر دیا ان کی راہنمائی کرنا ہی بند کر دی ان پر حجت کرنا ہی بند کر دیا یوں اللہ یوم الآخرہ میں ایسے کسی سے نہ تو حساب لے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی سزا دے سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے انسانوں کے پاس ایسے عذر موجود ہوں گے کہ جن کا واقعتاً کوئی جواب نہ ہو گا اور اگر ان کے عذر کو دور کیے بغیر انہیں سزا دی جاتی ہے یعنی حجت کے بغیر انہیں سزا دی جاتی ہے تو یہ ظلم ہے یوں اس کا مطلب کہ اللہ ظالم ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہے تو وہ نہ صرف اللہ پر بہتان عظیم باندھتا ہے بلکہ وہ اللہ کو ظالم بھی قرار دیتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ اس کتاب ھذا القرآن کے ذریعے کلام نہیں کر رہا، اگر قرآن اللہ کا کلام ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ اس قرآن کے ذریعے کلام کر رہا ہے تو پھر اس کا مطلب کیا ہے؟ یعنی قرآن اللہ کا کلام ہے اس کا مطلب کیا ہے؟

اللہ نے خود اسی قرآن میں اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کا مطلب کیا ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ. الزمر ۲۳

قرآن کی اس آیت میں اللہ نے اسی قرآن کو احسن الحدیث کہا ہے۔ حدیث ''حدث'' سے ہے جس کے معنی کچھ ہونے کے ہیں یعنی کوئی واقعہ کوئی حادثہ یعنی کچھ بھی جو وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یعنی اس قرآن میں وہ سب درج ہے جو ہو چکا یا پھر ہونا ہے۔ کیا ہو چکا اور کیا ہونا ہے جب غور کریں گے تو واضح ہو جائے گا کہ آسمانوں و زمین میں دو قوتیں آپس میں برسرِ پیکار ہیں ایک اللہ ہے اور دوسرے جو اس کے شریک بن رہے ہیں اور آسمانوں و زمین میں سوائے انسان کے دوسرا کوئی نہیں جو اللہ کا شریک بن رہا ہو۔

تو جو کچھ بھی ماضی میں ہوا ایک طرف اللہ تھا رسولوں کی صورت میں انسانوں سے کلام کرتا رہا راہنمائی کرتا رہا احکامات دیتا رہا اور دوسری طرف انسان جو آگے اللہ سے سوال کرتے اور اپنے جوابات دیتے، یہ جو کچھ بھی ماضی میں ہوا وہ بیان کیا گیا اس قرآن میں یعنی اس قرآن میں تاریخ بیان کی گئی ہے۔ پھر جب آپ لفظ الحدیث کو دیکھیں تو اس لفظ کے آخری حرف کے نیچے زیر ہے جس سے اس کا معنی بن جاتا ہے وہ جو آگے مستقبل میں ہونے والا ہے یعنی آگے جو مستقبل میں ہونا تھا اس کی تاریخ اللہ نے اس قرآن کی صورت میں اتاری۔ یہ آیت انتہائی عظیم راز پر سے پردہ اٹھاتی ہے اور وہ یہ کہ جب قرآن اتارا گیا تب سے لیکر الساعت تک یا اس کے بعد جو کچھ بھی ہونا ہے اس قرآن میں ان سب کا پہلے ہی ذکر کر دیا گیا اس کی تاریخ اتار دی گئی اور کیسے اتاری گئی اس کی وضاحت بھی اسی قرآن میں کر دی گئی۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا. الاسراء ۸۹

وَلَقَدۡ اور تحقیق کہ یعنی تمہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیتیں دیں تو اسی لیے کہ تم اپنی طرف سے پوری تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑالو جو کہا جا رہا ہے وہی تمہارے سامنے آئے گا یہ اللہ کے قانون میں قدر میں طے شدہ ہے صَرَّفۡنَا ہم ہر پہلو سے ہر لحاظ سے پھیر پھیر کر سامنے لے آئے لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ اس قرآن میں مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ وہ تمام کا تمام جو کچھ بھی لوگوں کو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک پیش آنا ہے جو کچھ بھی ان کے درمیان ہونا ہے انہیں پیش آنا ہے وہ سب کا سب تمام کا تمام مثلوں سے سامنے لے آئے یعنی اس قرآن میں ماضی میں پیش

آنے والے واقعات میں سے صرف ان کا اور اس طرح کے الفاظ میں ذکر کیا جو ہو بہو اسی طرح قرآن کے نزول سے الساعت کے قیام تک پیش آئیں گے فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاس پس اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا لوگوں کی اکثریت نے یعنی لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں اللہ نے وہ سب کا سب مثلوں سے سامنے رکھ دیا اور ہر پہلو سے سامنے رکھ دیا جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو پیش آنا ہے جس جس حوالے سے بھی انہیں راہنمائی درکار ہے سب کا سب مثلوں سے ہر پہلو سے ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کیوں انسانوں کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس کی وجہ بھی اللہ نے آگے واضح کر دی اِلَّا كُفُوۡرًا مگر اس لیے کہ جو کچھ بھی انہیں دیا گیا سننے دیکھنے اور جو سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیتیں، وہ مال ہو، اولاد ہو، ذہانت ہو، کچھ کرنے کی صلاحیتیں ہوں، کوئی عہدہ مرتبہ یا مقام ہو، ان کو جو جسم دیا جو اعضاء دیئے، جو زندگی دی، جو وقت دیا یا جو کچھ بھی دیا ان میں سے کسی کا بھی یا ان کا اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے جس مقصد کے لیے انہیں یہ سب دیا گیا، انسانوں کی اکثریت ان سب کا اپنی خواہشات کی اتباع میں اپنی مرضیوں کے مطابق استعمال کرنا چاہتی ہے اس لیے انہوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں سب کا سب موجود ہے کیونکہ اگر یہ اس بات کو مان لیتے ہیں اور قرآن سے اپنے ہر سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں تو پھر جسے قرآن دین کہتا اس پر قائم ہونے سے ان کی خواہشات پر کاری ضرب پڑے گی، یہ قرآن جسے الصلاۃ کہتا ہے اسے قائم کرنے سے ان کی خواہشات کا قتل ہو جائے گا اور یہی اکثریت نہیں چاہتی کہ ایسا ہو اس لیے یہ انکار کر دیتے ہیں اور قرآن کے برعکس اوروں سے رجوع کرتے ہیں قرآن کے شریک گھڑ کر قرآن کے شریکوں کی طرف جاتے ہیں۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ‌ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَىۡءٍ جَدَلًا ۔ الکهف ۵۴

اس آیت کے پہلے حصے میں بھی وہی کہا گیا جو پچھلی آیت کے پہلے حصے میں کہا گیا اور اس آیت کے اگلے حصے میں کہا گیا وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَىۡءٍ جَدَلًا اور یہ تو اللہ کے قانون میں، قدر میں طے شدہ ہے کہ انسان اکثریت معاملات میں جھگڑا کرنے والا ہے سو جھگڑا ہی کیا یعنی قرآن کی بات تسلیم کرنے کی بجائے اپنی خواہشات و اپنے خود ساختہ الٰہوں کی باتوں کو قرآن پر ترجیح دی جب بھی قرآن نے کسی معاملے میں راہنمائی کی تو اپنی جہالت و فضولیات کو دلائل کے نام پر قرآن پر پیش کیا اور قرآن کے مدمقابل اور اشیاء کو لا کھڑا کیا، وہ بات نہ تسلیم کی جو قرآن نے کی، جو بھی اللہ کا بھیجا ہوا آیا اور اس نے قرآن کی طرف دعوت دی تو قرآن کی بات ماننے کی بجائے اس کیساتھ جدل ہی کیا کہ نہیں قرآن میں راہنمائی موجود نہیں ہے قرآن میں سب کچھ نہیں ہے، کیا ہمارے آباؤ اجداد، ہمارے ملاں وغیرہ سب کے سب غلط اور تُو اکیلا سچا ہے؟ ایسے ہی آج جس طرح قرآن کی بات کرنے والے سے جدل کیا جاتا ہے۔

ان آیات نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک انسانوں کو جو جو معاملات بھی پیش آنے تھے ان کے ہر سوال کا جواب اسی قرآن میں سامنے لا رکھا اور پھر نہ صرف سامنے لا رکھا بلکہ ہر پہلو سے پھیر پھیر کر مثلوں سے سامنے لا رکھا یعنی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا یا ہونا ہے اس سب کے سب کی تاریخ پہلے ہی مثلوں سے اس قرآن کی صورت میں اتار دی۔ مطلب یہ کہ آپ اس قرآن میں دیکھتے ہیں بار بار جگہ جگہ وہ لوگ جو گزر چکے ان کا ذکر آتا ہے بہت سے واقعات کا ذکر آتا ہے جو ماضی میں ہو چکے جس وجہ سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ قرآن گزرے ہوؤں کی کہانیاں سنا رہا ہے لیکن وہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ وہ سب کی سب مثلیں ہیں۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا اس میں سے وہ اور ایسے بیان کیا جو آگے مستقبل میں ہونے والے واقعات کا احاطہ کرے یعنی اس قرآن میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اس طرح مثلوں سے لکھی گئی کہ جس سے نہ صرف ماضی کی تاریخ بھی آ جاتی ہے اور مستقبل میں کیا کچھ ہونا ہے اس سب کی تاریخ بھی بن جاتی ہے۔
جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو اگر اس سے مراد یہ لے لیا جائے کہ یہاں بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر بنی اسرائیل تو گزر چکے ماضی کا قصہ بن چکے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن بنی اسرائیل کی کہانی سنا رہا ہے یوں قرآن میں بنی اسرائیل سے متعلق جو کچھ بھی آیا ہے وہ محض بنی اسرائیل کی لائینوں یعنی اساطیر کے علاوہ کچھ نہیں جنہیں عربوں کی زبان عربی میں اساطیر الاولین کہا جائے گا لیکن قرآن خود یہ کہہ رہا ہے کہ یہ جو قرآن کی صورت میں اتارا گیا یہ جو کچھ

بھی قرآن میں اتارا گیا یہ اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ مثلیں ہیں مثلوں سے اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری گئی۔ مطلب اصل میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں کیا گیا بلکہ اصل میں ذکر موجود امت کا کیا جا رہا ہے لیکن مثل سے، اس کے بہت سے فائدے ہو جاتے ہیں ایک تو یہ کہ اس طرح نہ صرف اصل مقصد مستقبل کی تاریخ بن گئی دوسرا بنی اسرائیل یعنی ماضی کی تاریخ بھی لکھی گئی تیسرا یہ کہ قرآن جو بار بار غور و فکر کا کہتا ہے جو غور و فکر نہیں کریں گے وہ اسی کے ذریعے گمراہی کا شکار ہوں گے وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ بنی اسرائیل کی کہانی سنائی جا رہی ہے یہ اساطیر الاولین ہیں اور جو غور و فکر کریں گے وہ اس سے ہدایت پائیں گے ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں جہاں گزشتہ لوگوں کا ذکر کیا گیا اصل میں وہاں اُن کا ذکر نہیں بلکہ موجودہ لوگوں کا ذکر ہے اِن کی تاریخ لکھی گئی ہے۔

اب آپ کو کھل کر سمجھ آ چکی ہو گی کہ قرآن کو اللہ کا کلام کیوں کہا گیا؟ اللہ کی اول تا آخر تمام انسانوں سے ہونے والی گفتگو جسے عربی میں کلام کہا جاتا ہے اس قرآن میں اس کی تاریخ لکھی ہوئی ہے آیات کی صورت میں۔

ہر تاریخ دان کی کوشش اور چاہت یہی ہوتی ہے کہ اس کی تاریخ بہترین ہو، مکمل اور خامیوں سے پاک ہو ہر کوئی اسی کی تاریخ پر اعتماد کرے اسی کی لکھی ہوئی تاریخ پڑھے اور اس سے سبق سیکھے راہنمائی لے۔ تاریخ لکھنے کے لیے پہلے واقعہ رونما ہوتا ہے اس کے بعد اس کی تاریخ لکھی جاتی ہے اب ذرا غور کریں اگر کوئی تاریخ دان ایسا ہو کہ جس سے مستقبل چھپا ہوا نہ ہو وہ مستقبل میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو کیا ایسا تاریخ دان مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کے رونما ہونے کا انتظار کرے گا کہ جب سب کے نزدیک رونما ہوں گے تب ان کی تاریخ لکھے گا یا پھر اس کے نزدیک تو رونما ہو چکے اس نے رونما ہوتے دیکھ لیے تو وہ مستقبل میں ان کے رونما ہونے کا انتظار کرنے کی بجائے پہلے ہی ان کی تاریخ لکھ دے گا تا کہ کل کو جب وہ واقعات رونما ہوں تو لوگوں کو پتہ چلے کہ ایسا تاریخ دان جس نے مستقبل کی تاریخ لکھ دی جو اس وقت پوشیدہ تھا جو سو فیصد سچ ثابت ہوئی تو پھر اس کی باقی تاریخ جو اس نے ماضی کی لکھی اس پر بھی آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا جا سکتا ہے وہ بغیر کسی شک و شبے کے سچی تاریخ ہے؟

جواب بالکل واضح ہے اگر آپ خود کو تاریخ دان کے طور پر سامنے رکھیں اور جواب تلاش کریں تو آپ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے کہ آپ مستقبل کا انتظار کریں بلکہ آپ پہلے ہی اس کی تاریخ لکھ دیں گے تا کہ جب تاریخ سے راہنمائی لینے کی بات آئے تو ہر کوئی آپ کی لکھی ہوئی تاریخ سے راہنمائی لینے پر مجبور ہو جائے۔

اللہ نے اس قران میں جو کچھ ماضی میں ہوا اس کی بھی تاریخ لکھ دی جو کچھ اس وقت ہو رہا تھا جب قرآن اتارا گیا تب کی بھی تاریخ لکھ دی اور جو آگے مستقبل میں ہونا تھا اس کی تاریخ بھی لکھ دی لیکن مثلوں سے لکھی یعنی ایسا نہیں کیا کہ ماضی کی الگ اور مستقبل کی الگ تاریخ لکھی بلکہ اصل مقصد تو مستقبل کی تاریخ لکھنا تھا تو اسے ماضی کی تاریخ سے بطور مثل لکھا۔

جہاں ماضی کے کسی واقعہ کی بات ہو رہی ہوتی ہے تو وہ اصل میں قرآن کے نزول کے بعد کے کسی واقعے کی تاریخ ہے یوں نہ صرف ماضی کی تاریخ بلکہ مستقبل کی تاریخ بھی لکھی گئی۔ لیکن انسانوں کی اکثریت اس بات سے بالکل لاعلم ہے اکثریت کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے جس وجہ سے انسانوں کی اکثریت یہی سمجھتی ہے کہ اس قرآن میں اساطیر الاولین ہیں یعنی اگر ان آیات کی بات کی جائے جن میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے تو فوراً یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کا واقعہ سنایا جا رہا ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل انبیاء کو قتل کرتے رہے اور جن کے قتل پر دسترس نہ پا سکے ان کا کذب کرتے رہے اب آپ خود غور کریں اگر یہ بات صرف اس لیے بتائی جا رہی ہے کہ بنی اسرائیل نے ایسا کیا اب اس کا موجودہ امت کیساتھ کوئی تعلق نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ امت کو یہ بات بتانے کا مقصد کیا ہے؟ پھر تو یہ محض بنی اسرائیل کی چند سطروں کے علاوہ کچھ بھی نہیں، بنی اسرائیل الاولین تھے تو اسے عربی میں اساطیر الاولین کہا جائے گا۔ اور اگر یہ اساطیر الاولین نہیں تو پھر ایک ہی صورت میں اس امت کو موجودہ لوگوں کو یہ بات بتائی جا سکتی ہے ان کے سامنے بنی اسرائیل کے حالات کو بیان کیا جا سکتا ہے اور وہ ہے ان کی راہنمائی کے لیے کہ جو آج انہیں کہا جا رہا ہے اور یہ اس کے برعکس کر رہے ہیں بالکل یہی بنی اسرائیل نے کیا تو ان کی ہدایت کے لیے بنی اسرائیل کو بطور مثل ان کے سامنے رکھا جا رہا ہے تا کہ یہ اس سے سبق سیکھیں اور اس انجام سے بچ جائیں جس سے بنی اسرائیل دوچار ہوئے تھے اگر اس صورت میں بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو اسے اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثل کہا جائے گا۔

اب قرآن میں دیکھیں اسی کا اللہ نے کیسے ذکر کیا۔

اِذَا تُتلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ. القلم ۱۵، المطففین ۱۳

جب تلاوہ کی گئی اس پر ہماری آیات یعنی جب انسان پر اللہ کے بھیجے ہوئے اللہ کے رسول کے ذریعے اللہ کی آیات کی تلاوہ کی گئی پوری ترتیب کیساتھ اللہ کی آیات کو کھول کھول کر واضح کیا گیا تو انسان نے آگے سے جواب دیا قَالَ کہا یعنی آگے سے انسان کا ردِ عمل کیا ہے جواب کیا ہے اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ اساطیر الاولین ہیں یعنی یہ جو بھی قرآن میں گزشتہ لوگوں کے بارے میں آیات آئی ہیں یہ تو محض الاولین کی سطریں ہیں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔
پیچھے آپ پر واضح کیا جا چکا کہ اساطیر الاولین اس طرح ثابت ہوتی ہیں جب یہ کہا جائے کہ یہ تو گزشتہ لوگوں کی بات کی جارہی ہے جس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور یہی موجودہ انسانوں کا کہنا ہے وہ جو قرآن پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہیں اور مزید کیا کہتے ہیں یہ بھی اللہ نے قرآن میں بیان کر دیا۔

لَقَدۡ وُعِدۡنَا هٰذَا نَحۡنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ . النمل ۶۸

تحقیق کہ یعنی تم اپنی تحقیق کرلو تمہارے سامنے یہی بات آئے گی وعدہ ہے یہ ہمارا، ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس سے پہلے، نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین۔
یعنی یہ ہمارا وعدہ ہے تم اپنی تحقیق کرلو تمہارے سامنے یہی آئے گا ہم یعنی موجودہ وہ لوگ جو قرآن کی ترجمانی کے دعویدار ہیں جو علماء و مفسر ہیں اور جو ہمارے آباؤ اجداد یعنی وہ جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں جنہوں نے قرآن کے تراجم و تفاسیر لکھی ہیں ان سب کے سب کے تراجم و تفاسیر اٹھا کر دیکھ لو ان کو چھان پھٹک لو تمہیں ایک ہی بات ملے گی کہ نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین ہیں یعنی اس قرآن میں جو اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے جو کہ لا اولین ہیں ان کی لائنیں ہیں اس سے بڑھ کر وہ سب کچھ بھی نہیں ہے ان کا ہمارے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں وہ تو محض ان کے بارے میں اللہ ہمیں بتا رہا ہے جس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔
جہاں نوح کا لفظ آیا تو وہاں نوح کا ذکر ہو رہا ہے جہاں اس کی قوم تو اسکی قوم کا ذکر ہو رہا ہے اس طرح قرآن میں ایسی تمام کی تمام الاولین کی ہی سطریں ہیں۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ مَّا ذَآ اَنۡزَلَ رَبُّكُمۡ ۙ قَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ. النحل ۲۴

اور جب کہا گیا ان کو جو اس وقت دنیا میں موجود ہیں کیا ہے جو اتارا تھا تمہارے ربّ نے؟ تو آگے سے جواب دے رہے ہیں اساطیر الاولین یعنی ہمارے ربّ نے جو اتارا تھا وہ اساطیر الاولین ہیں۔
آج اس وقت جو انسان موجود ہیں آج جب ان پر اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کے ذریعے قرآن کی ایسی تمام آیات کو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے آج ان سے پوچھا گیا کہ بتاؤ یہ سب کیا ہے؟ کیا ہے جو اتارا تھا تمہارے ربّ نے؟ تو یہ لوگ آگے سے یہی کہہ رہے ہیں کہ اساطیر الاولین ہیں یعنی وہ جو اس قرآن سے قبل یا اس سے قبل گزر چکے ان کی لائنیں ہیں ان کا ذکر کیا گیا۔ اور آج آپ کسی سے بھی پوچھ لیں آپ کو یہی جواب ملے گا کہ یہ ان قوموں کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کی بات کی جارہی ہے جو قومیں جو لوگ گزر چکے۔
کسی سے بھی پوچھ لیں کہ قرآن میں جہاں جہاں اللہ نے کسی بشر کو مخاطب کیا ''ک'' کے استعمال سے جس کا معنی ہے تُو تو وہاں ''ک'' سے مراد کون ہے تو جواب آئے گا کہ محمد، اسی طرح جہاں رسول کی اطاعت کے الفاظ آئے تو وہاں رسول سے مراد محمد، جہاں اللہ اپنے رسول کے ذریعے اِس وقت کے لوگوں سے مخاطب ہے تو کہا جاتا ہے یہ مشرکین مکہ کا ذکر ہے اور کون نہیں جانتا کہ نہ صرف محمد گزر چکا اسے گزرے ہوئے چودہ صدیاں ہوگئیں بلکہ اُس وقت جو موجود تھے وہ سب کے سب بھی گزر چکے اور اگر قرآن میں انہی گزرے ہوؤں کا ہی ذکر ہے تو پھر اساطیر الاولین کسے کہا جاتا ہے؟ یہی تو ہے اساطیر الاولین کہنا کہ اس قرآن میں الاولین کی لائنیں ہیں۔

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا قَالُوۡا قَدۡ سَمِعۡنَا لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هٰذَآ ۙ اِنۡ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ . الانفال ۳۱

اور جب ہمارا بھیجا ہوا تلاوہ کر رہا ہے ان پر ہماری آیات یعنی ہماری آیات کو پوری ترتیب کیساتھ کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو آگے سے ان کا ردِ عمل یہ ہے تحقیق سن چکے ہم اگر ہمارا قانون ہوتا یعنی اگر یہی دین ہوتا ہمارے نزدیک تو ہم اس کے لیے بالکل ایسے ہی کہتے یعنی ہمارے نزدیک یہ دین نہیں ہے اگر ہم بھی اسے دین سمجھتے جسے تُو دین کہہ رہا ہے تو ہم بھی یہی سب کہتے جو تُو کہہ رہا ہے کہ یہ مثلیں ہیں۔ جسے تُو دین کہہ رہا ہے وہ دین ہے ہی نہیں اس لیے نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین ہیں۔ یعنی یہ قرآن میں جو کچھ بھی گزشتہ لوگوں کے بارے میں آیا ہے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ دین نہیں ہے یہ تو محض الاولین

کی سطریں ہیں ان کے قصے وکہانیوں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

یہ ہے قرآن کا دعویٰ۔ صرف اسی چھوٹے سے مقام پر آپ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ نہ صرف واقعتاً قرآن متشابہاً ہے بلکہ اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے۔ آج ان موجودہ لوگوں کی تاریخ آپ نے خود اس قرآن میں دیکھ لی جو نسل در نسل اپنے آباؤ اجداد سے لیکر آج تک یہ کہتے اور مانتے ہوئے چلے آ رہے ہیں کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں حالانکہ اللہ نے بار بار کھول کھول کر واضح کر دیا کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام کی تاریخ اتاری تھی اللہ نے۔

آپ نے دکھا کہ قرآن میں کئی مقامات پر یہی بات کہی گئی کہ ان کے نزدیک یعنی جو حق کے دعویدار ہیں جو دین کے ٹھیکیدار ہیں جو خود کو امت محمد یا مسلمان کہلواتے ہیں جب ان پر اللہ کی آیات کو کھول کھول کر رکھا گیا ان پر واضح کیا گیا کہ یہ قرآن میں گزشتہ لوگوں کے قصے وکہانیاں نہیں ہیں بلکہ یہ تو مثلیں ہیں جہاں قوم نوح کا ذکر ہے وہ اصل میں قوم نوح کا ذکر نہیں وہ موجودہ لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے لیکن مثل سے اسی طرح جہاں جہاں گزشتہ ہلاک شدہ اقوام کا ذکر آیا ہے وہ اصل میں ان کا ذکر نہیں وہ موجودہ قوم کا ذکر کیا جا رہا ہے لیکن مثلوں سے اسی طرح جہاں جہاں بنی اسرائیل کا ذکر ہے تو وہ اصل میں بنی اسرائیل کا ذکر نہیں بلکہ اصل میں ذکر موجودہ امت کا ہے لیکن مثل سے تو آگے سے جو جواب آیا یہی آیا کہ تم اپنی تحقیق کرلو آج تک تمہارے علاوہ کسی نے یہ بات نہیں کی ہمارے آباؤ اجداد جن کو سلف کا نام دیتے ہیں ہمارے مفسروں نے ہمارے اماموں نے ہمارے محدثین نے ان سب آیات کی تفاسیر جو لکھی ہیں وہ اٹھا کر دیکھ لو تم پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ سب تو الاولین کی سطریں ہیں قصے وکہانیاں ہیں ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اور آپ حیران ہوں گے جب آپ ان کے تراجم وتفاسیر اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو واقعتاً قصے وکہانیاں ہی ملیں گی کہیں بھی آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ یہ تو قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک رونما ہونے والے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے مگر مثلوں سے۔ آپ کو اگر کچھ ملے گا تو محض کہانیاں ہی ملیں گی جن کا موجودہ انسانوں کیساتھ دور دور تک کوئی تعلق واسطہ نہیں۔

ان لوگوں کا اور ان کے آباؤ اجداد کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل کو سور و بندر بنا دیا یہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جنہیں سور و بندر بنا دیا اور پھر آپ کو ایسی ایسی کہانیاں ملیں گی کہ آپ دنگ رہ جائیں گے۔ قوم نوح نے پانچ بزرگوں کے بت بنائے ہوئے تھے جن کو وہ لوگ پوجتے تھے، ابراہیم نے چار پرندوں کو لیا ان کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور انہیں پہاڑوں پر رکھا پھر انہیں آواز دی تو وہ زندہ ہو کر دوڑے چلے آئے، صالح کا معجزہ تھا اس کی اونٹنی جو پہاڑوں سے نکلی تھی عیسیٰ ابن مریم مردوں کو زندہ کرتے تھے مادرزاد اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو آنکھیں آجاتیں، کوڑھ کے مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو کوڑھ ختم ہو جاتا، بتا دیتے تھے کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور گھر میں کیا جمع کر رکھا ہے، نوح اور قوم نوح کی کہانیاں، قوم عاد کی کہانیاں وہ بہت لمبے لمبے قد والے تھے انگلی سے درخت اکھاڑ دیتے تھے تیز ہوا کے طوفان سے آپس میں ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوئے، قوم ثمود کی کہانیاں، قوم شعیب کی کہانیاں، قوم لوط کی کہانیاں، آل فرعون کی کہانیاں، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم سمیت بہت سے رسولوں کی کہانیاں، بنی اسرائیل میں سے یہود اور نصاریٰ کی کہانیاں۔ آپ کو پورا قرآن ان کی تفاسیر میں کہانیوں کی صورت میں ملے گا جن کا قرآن کے نزول سے لیکر اس کے بعد کسی سے کوئی تعلق نہیں بنتا حالانکہ یہ اساطیر الاولین نہیں ہے لیکن ان کے نزدیک یہ اساطیر الاولین ہیں۔

دیکھیں ان کے برعکس اللہ نے قرآن میں اس بارے میں کیا کہا۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ. الزخرف ٥٦

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا جو دنیا میں آئے تھے اب گزرے ہوئے ہو چکے اور جنہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا انہیں مثل کر دیا الآخرین یعنی بعد والوں کے لیے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کن کو سلفاً کر دیا یعنی جو بھی دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا؟ آیت کے آخر میں لفظ الآخرین آیا ہے جو کہ الاولین کی ضد ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ الاولین کو سلفاً کر دیا اس کے علاوہ بھی اگر آپ سورت الزخرف کی اس آیت سے پچھلی آیات کو دیکھیں تو

آپ پر واضح ہو جائے گا کہ پیچھے الاولین کا ہی ذکر کیا جا رہاہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ الاولین کو سلف کر دیا گیا۔
اس آیت میں اللہ نے یہ بات بالکل کھول کراور دوٹوک الفاظ میں واضح کردی کہ اس قرآن کے نزول سے پہلے جوبھی دنیا میں آیا خواہ وہ کوئی رسول تھا، امت تھی یا قوم ایک ایک کوگزرے ہوا کردیا۔اس قرآن کے نزول سے پہلے جوبھی دنیا میں آیا جوالاولین تھےان کوگزرے ہوئے کردیا اور نہ صرف گزرے ہوئے کردیا بلکہ انہیں مثل کردیا الآخرین کے لیےیعنی قرآن کے نزول کے بعدوالوں کے لیے۔
یہ وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر یہ بات بار بار واضح کی اور ہر پہلو سے واضح کی کہ اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جوکچھ بھی ہونا ہے سب کا سب ہر پہلو سے پھیر پھیر کرمثلوں سے سامنے لا رکھا۔اس قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں۔جہاں قوم نوح کا ذکرکیا جارہاہے تووہ اصل میں قوم نوح نہیں بلکہ موجود قوم یعنی جولوگ آج دنیا میں آباد ہیں ان کا ذکرکیا جارہاہے کیونکہ قوم نوح توالاولین میں سے تھی الاولین کو ہم نے سلف کردیا اور نہ صرف سلف کردیا بلکہ مثل کردیا الآخرین کے لیے اس لیے جہاں قوم نوح کے الفاظ آئے ہیں تو وہاں اصل میں ذکران کی مثل موجودہ قوم کا ہے۔اسی طرح قرآن میں جہاں جہاں الاولین کا ذکر آیاہے تو وہاں اصل میں ان کا ذکرنہیں قوم عاد،قوم ثمود،قوم لوط،قوم شعیب یا آل فرعون کا ذکرنہیں بلکہ وہ تو تمہاری ہی تاریخ بیان کردی گئی مگرمثلوں سے۔اسی طرح جہاں جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکرآتاہے تو وہاں اصل میں ذکر بنی اسرائیل کانہیں بلکہ بنی اسرائیل کوتوسلف یعنی گزرے ہوئے کردیا اورانہیں نہ صرف گزرے ہوئے کردیا بلکہ مثل کردیا بعدوالوں کے لیےتوذراغورکریں امت بنی اسرائیل توسلف ہو چکی اوران کی مثل کون سی امت ہوئی جوان کے بعدوالی ہے؟ موجودہ امت، امت محمد۔ قرآن میں جہاں جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکرکیا جارہاہےتو وہاں اصل میں بنی اسرائیل کا ذکرنہیں بلکہ اصل میں ذکرموجودہ امت محمد جوکہ ان کی مثل ہےاس کا کیا جارہاہے جہاں جہاں بنی اسرائیل کی ذلت کا ذکرکیا گیا ان کی ذلت کے اسباب کا ذکرکیا گیا کہ نبوت کا دروازہ بندکرلینا انبیاءکوقتل کرنا یہ سب انہوں نے کیا تو وہاں وہاں اصل میں ذکرموجودہ امت کا ہے کہ یہ امت آج جس حال میں ہے یہ کہاں سے کہاں آچکی کہ دنیا میں اگرکتامرجائےتوپوری دنیا بلبلااٹھتی ہےلیکن اس امت کے کروڑوں مرجائیں توکسی کے کان پرجوں تک نہیں رینگتی بالکل وہی حال جو بنی اسرائیل کا ہوااوراسی وجہ سےاس امت کا یہ حال ہواجس وجہ سے بنی اسرائیل کا یہی حال ہواتھانبوت کا دروازہ بند،نبیوں کوقتل ان کی تکذیب،خبائث کھانااورسوروبندربن جانا اللہ کے قانون میں الاموات ہوجانا غوروفکر کی بجائے اندھوں کی طرح اپنے ملّاؤں کے پیچھے چلنا۔
اسی طرح قرآن میں جہاں جہاں عیسیٰ کا ذکرہےتووہ عیسیٰ کی کہانی نہیں سنائی جارہی بلکہ وہ اصل میں اس امت میں ابن مریم جوکہ سلف ہوچکااس کی مثل عیسیٰ کا ذکرکیا جارہاہے۔یہ ہےقرآن میں سب کا سب مثلوں سے سامنے لانالیکن اس امت نے وہی کیا جو بنی اسرائیل نے کیاانہوں نے بھی مثلوں کو قصے وکہانیاں بنا لیا۔

اب آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ کس طرح اللہ نے اس امت کی تاریخ قرآن میں اس امت کی ابتداء پرہی لکھ دی مگر بنی اسرائیل کی صورت میں، کوئی نہ جان پایا کہ یہ بنی اسرائیل کا ذکرنہیں کیا جا رہا بلکہ یہ تو موجودہ امت کی تاریخ ہے موجودہ امت کا ذکر کیا جا رہا ہے مثلوں سے۔
آپ نے پیچھے جان لیا کہ اس امت میں عقیدہ ختم نبوت کے نام سے ایک ایسا عقیدہ پایا جاتا ہےجس کا مطلب ہے کہ محمد کے بعدکوئی نبی ورسول نہیں اگرکوئی نبوت کا دعویٰ کرےتووہ واجب القتل ہےاورپھریہ صرف زبان کی حدتک نہیں بلکہ یہ پوری کی پوری امت اس پرمتفق ہےاورآج تک سینکڑوں ایسی شخصیات کو قتل کیا جوان کی ہدایت کے لیے بھیجی گئیں۔اس عقیدے کے نام پرجوآج تک کیا گیااورجوآگےعنقریب کیا جانے والا ہےاس سب کی تاریخ اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اس قرآن کی صورت میں اتاردی تھی۔

وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ يُوسُفُ مِن قَبۡلُ بِٱلۡبَيِّنَٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِي شَكّٖ مِّمَّا جَآءَكُم بِهِۦۖ حَتَّىٰٓ إِذَا هَلَكَ قُلۡتُمۡ لَن يَبۡعَثَ ٱللَّهُ مِنۢ بَعۡدِهِۦ رَسُولٗاۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ ٱللَّهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٞ مُّرۡتَابٌ. غافر ۳۴
وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ يُوسُفُ اور تحقیق کہ یعنی اگرہم یہ بات کہنے جارہے ہیں تواس کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنی تحقیق کرلواپنے گھوڑے دوڑالو جوہم کہہ رہے ہیں

حقیقت یہی تمہارے سامنے آئے گی جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ آگیا تمہی میں سے تمہارے پاس یوسف ہے۔اس آیت میں جو یوسف کے آنے کی بات کی جارہی ہے وہ اس طرح نہیں کی جارہی کہ ماضی کا کوئی قصہ سنایا جارہا ہے بلکہ ایسے بات کی جارہی ہے کہ جیسے ماضی میں بھی یوسف آیا اور اس وقت بھی یوسف آچکا ہے یعنی دو یوسف کی بات ہورہی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یوسف تو ایک ہی تھا جو ماضی میں بنی اسرائیل میں آچکا تو اس آیت میں اس یوسف کیساتھ ساتھ دوسرے یوسف کا ذکر کیوں یہ دوسرا حال والا یوسف کون ہے؟

جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ حال کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے کہا جارہا ہے یعنی آج اس وقت موجودہ لوگوں کو کہا جارہا ہے آگیا تم میں تمہی سے یوسف اور آگے ماضی کی بات کی گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یوسف تو ماضی کا قصہ بن چکا تو پھر ماضی کیساتھ ساتھ حال کا صیغہ استعمال کرنے کا مقصد کیا ہے؟ اگر اس کا کوئی مقصد نہیں اور یوسف صرف ایک ہی ہے جو کہ ماضی کا قصہ بن چکا تو پھر قرآن میں تضاد ثابت ہوجاتا ہے کہ یوسف تو صدیوں پہلے گزر چکا اور قرآن حال کی اس وقت کی بات کررہا ہے آخر ایسا کیوں؟

تو اس کا جواب اللہ نے قرآن میں دے دیا جس پر پیچھے تفصیل کیساتھ بات ہوچکی کہ اس قرآن میں اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ مثلیں ہیں۔الاولین کو سلف یعنی گزرے ہوئے کردیا اور نہ صرف سلف کردیا بلکہ انہیں مثل کردیا الآخرین کے لیے یعنی وہ جو اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرا ہوا کردیا اور نہ صرف گزرا ہوا کردیا بلکہ انہیں مثل کردیا ان کے لیے جو قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والے ہیں اس لیے اگر یہاں ماضی کا صیغہ استعمال کیا جاتا تو اس کا مطلب بالکل صاف واضح ہوجاتا ہے کہ محض ماضی میں پیش آنے والے یوسف و بنی اسرائیل کا قصہ سنایا جارہا ہے اور یوں قرآن میں اساطیر الاولین ثابت ہوجاتیں کہ قرآن میں مثلیں نہیں بلکہ اساطیر الاولین ہیں۔چونکہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں تو یہاں بھی سلف کی صورت میں اصل ذکر مثل کا ہی کیا جارہا ہے یعنی یوسف کی صورت میں یوسف کی مثل کا ذکر کیا جارہا ہے اور یوسف کی مثل کون ہے آگے چل کر اس کی وضاحت بھی ہوجائے گی۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ قرآن میں آیات ہیں لفظ آیات آیت کی جمع ہے جو کہ بیّن کی ضد ہے اور بیّن کہتے ہیں کسی بھی شئے کا ہر لحاظ سے ہر پہلو سے واضح ہونا کھلا ہوا ہونا اس کا کوئی بھی پہلو یہاں تک کہ ذرا برابر بھی پوشیدہ نہ ہونا اور اس کے برعکس آیت کے معنی ہیں پوری کی پوری شئے کا چھپا ہوا ہونا سوائے اس کے تھوڑے سے حصے کے جس میں غور کرنے یعنی جس کی گہرائی میں جانے سے اصل شئے سامنے آجائے۔یعنی جو نظر آرہا ہوتا ہے وہ اصل حقیقت نہیں ہوتی بلکہ اصل حقیقت اس کے پیچھے اس کے پردے میں چھپی ہوئی ہوتی ہے جو تب تک سامنے نہیں آسکتی جب تک کہ اس میں غور کرکے اصل حقیقت کو جان نہ لیا جائے۔

اس آیت میں وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ یہ آیت ہے یعنی اصل میں ذکر اس یوسف کا نہیں ہے جو بنی اسرائیل میں گزر چکا وہ یوسف تو گزر چکا جو گزر چکے انہیں آیات بنادیا اس لیے یہاں یوسف اصل نہیں بلکہ آیت ہے اور اصل کو اس کے پردے میں چھپادیا گیا۔

جیسے سورج آنکھوں سے زمین کے گرد گھومتا ہوا نظر آتا ہے اور زمین ساکت اور چپٹی محسوس ہوتی اور دکھائی دیتی ہے لیکن کیا حقیقت یہی ہے؟ یہ بیّن ہے یا یہ آیت ہے؟ جو نظر آرہا ہے حقیقت یہ نہیں بلکہ حقیقت تو اس کے پردے میں چھپادی گئی جو آیت میں غور کرنے سے سامنے آئے گی۔

وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ ایک تو یہ کہ یہ اساطیر الاولین نہیں ہے بلکہ مثل ہے یعنی اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو محض ماضی والے یوسف کی بات کی جارہی ہے تو یہ اساطیر الاولین بن جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ یہ آیت ہے بیّن نہیں یعنی جو سامنے رکھا گیا یہ کھلم کھلا حقیقت نہیں ہے بلکہ حقیقت کو چھپادیا گیا اور جو عقل والے ہیں یعنی جن میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے وہ اس میں غور کرکے اس کی اصل حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں اصل ان پر واضح ہوجاتا ہے جو اس کے پردے میں یعنی آیت کی صورت میں چھپادیا گیا لیکن جو عقل والے نہیں ہیں وہ اسے آیت نہیں بلکہ بیّن سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جو کہا جارہا ہے یہی حقیقت ہے جیسے آج تک یہ عقل کے اندھے کہتے آئے کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے زمین ساکت اور چپٹی ہے آسمان گنبد کی مانند ہے یہ تو سب کو نظر آرہا ہے لیکن کیا حقیقت یہی تھی یا یہی ہے؟

نہیں بلکہ حقیقت تو اس کے پیچھے چھپی ہوئی ہے جو غور و فکر کرنے سے ہی سامنے آتی ہے لیکن ان عقل کے اندھوں نے اپنے بے وقوف و جاہل ہونے کا ثبوت

دے دیا بالکل اسی طرح وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ یہ آیت ہے جو سامنے ہے یہ اصل نہیں ہے۔ جب یہ اصل نہیں ہے تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل کیا ہے اصل میں یہاں یوسف کی جگہ کون ہے کس کا ذکر کیا جا رہا ہے؟

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ اصل یہ ہے کہ یوسف کو سلف کر دیا اور سلف کو مثل کر دیا بعد والوں کے لیے یعنی یہاں اصل یوسف کی مثل ہے اس آیت کو بیّن کیا جائے گا اس کی گہرائی میں جایا جائے گا تو یہاں یوسف کے پیچھے اصل حقیقت یوسف کی مثل سامنے آئے گی۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ کا آپ کو علم ہو گیا آگے ہے مِنْ قَبْلُ اس سے قبل یعنی اس وقت کی موجودہ وقت کی بات ہو رہی ہے اس وقت کہا جا رہا ہے کہ اس سے پہلے بِالْبَيِّنٰتِ البیّنات کیساتھ فَمَازِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ ف پس، ما جو، زلتم تم زل ہوئے۔ زل کہتے ہیں ایک مقام سے دوسری طرف سفر کرنا اور اس آیت میں بنی اسرائیل کی مثل سے بات کرتے ہوئے بلند مقام سے نیچے کی طرف یعنی عزت سے ذلت کی طرف کا ذکر کیا جا رہا ہے جو زل سے ذل بن جاتا ہے۔ اوپر سے نیچے کی طرف سفر کرنا مثال کے طور پر جیسے کوئی صدر ہو تو وہ صدر سے نچلی طرف سفر کرتا ہوا ایک عام آدمی کی حیثیت اختیار کر لے یا اس سے بھی نیچے چلا جائے اسے عربی میں ذل کہا جاتا ہے فَمَازِلْتُمْ پس تم جو زل ہوئے ایک مقام سے جہاں جس مقام پر تم تھے اس مقام سے آج جس مقام پر ہو اس مقام پر آ گئے اب یہ موجودہ امت کو کہا جا رہا ہے نہ کہ بنی اسرائیل کو کہا جا رہا ہے۔

اب ذرا غور کریں موجودہ امت آج کہاں کھڑی ہے کس مقام پر ہے اور کیا یہ شروع سے ہی اسی مقام پر تھی یا پہلے کسی اور مقام پر تھی اور آج وہاں سے آج جہاں ہے اس مقام پر آ پہنچی جب غور کریں گے تو حقیقت آپ کے سامنے ہے کہ آج یہ امت ذلت کی پستیوں میں جا چکی ہے پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہے ان کا خون پانی سے بھی سستا ہو چکا ہے پوری دنیا کی اقوام ان پر بھوکے کتوں کی طرح جھپٹ رہی ہیں دنیا میں کوئی کتا مر جائے تو پوری دنیا بلبلا اٹھتی ہے اس کے برعکس لاکھوں کروڑوں مسلمان کہلوانے والوں کو قتل کیا جا رہا ہے لیکن دنیا میں کسی کے بھی کان پر کوئی جوں تک نہیں رینگتی، پوری دنیا مسلمان کہلوانے والوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے یعنی آج یہ امت جس مقام پر ہے اس سے ذلیل ترین مقام اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ امت شروع سے ہی ایسی تھی؟ تو جواب بالکل واضح ہے کہ نہیں ایک وقت تھا جب یہ امت وجود میں آئی تو جتنی آج پستیوں کا شکار ہے اتنی ہی بلندیوں پر تھی اس امت کی شان و شوکت ایسی تھی کہ دنیا کانپتی تھی کوئی اس امت کیساتھ دشمنی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا انہیں وسیع زمین پر مکن دیا گیا ان کے دشمنوں پر ان کا ہر لمحے خوف مسلط رہتا۔

ذرا غور کریں یہ امت کہاں تھی اور آج کہاں کھڑی ہے تو یہ امت جہاں تھی اور وہاں سے زل ہوتی ہوتی آج جس مقام پر ہے اس کا ذکر آج کیا جا رہا ہے کہ اس کی وجہ کیا بنی فَمَازِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ پس جو تم زل ہوئے اس مقام سے آج اس مقام پر آ پہنچے اس کی وجہ ہے فِیْ شَكٍّ شکوک میں مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ اس سے جو آیا تھا تمہارے پاس تمہی میں سے اس کیساتھ یعنی وہ تمہارے پاس آیا تھا البیّنات کیساتھ اس نے سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا اور اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ تم نے یہ شکوک پیدا کیے جس وجہ سے آج اس حال کا شکار ہوئے۔

ذرا غور کریں مثال کے طور پر آپ کہیں ایسی جگہ پر جاتے ہیں جہاں کے بارے میں آپ کے پاس کوئی علم نہیں آپ نے اپنی منزل کو پانا ہے لیکن وہاں قدم قدم پر آپ کے دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں تو آپ کس طرح اپنی منزل کو پا سکیں گے؟

جواب بالکل واضح ہے کہ آپ کو راہنمائی درکار ہے اگر آپ کی راہنمائی کرنے والا کوئی ہو تو آپ با آسانی اپنی منزل کو پا لیں گے اور دشمنوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہاں آپ کی کون راہنمائی کر سکتا ہے؟ تو اس کا جواب بھی بالکل واضح ہے صرف اور صرف وہی آپ کی راہنمائی کر سکتا ہے جو اس علاقے کے انگ انگ سے واقف ہو جسے رستوں کا بخوبی علم ہو۔

اب ذرا غور کریں اگر آپ اس سے راہنمائی لینے سے انکار کر دیں یا اسے قتل کر دیں تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ کیا آپ اپنی منزل کو پا سکیں گے یا دشمنوں کا شکار ہو جائیں گے اور پھر دشمنوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو جائیں گے؟

جواب بالکل آسان اور واضح ہے۔ اب ذرا غور کریں اس دنیا میں آپ کو بھیجا گیا تو مقصد کیا ہے نظام چلانا اور یہ ذمہ داری آپ نے خود اٹھائی اور آپ کو یہ بھی

علم ہے کہ یہاں قدم قدم پر آپ کے دشمن موجود ہیں اب ذرا غور کریں وہ کون ہے جو آپ کی دنیا میں ایسی راہنمائی کرسکتا ہے کہ نہ صرف آپ دشمنوں سے محفوظ رہیں بلکہ آپ عزت کی بلندیوں پر پہنچ جائیں ساری دنیا آپ کے قدموں میں ہو؟

تھوڑا سا بھی غور کریں گے تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ سب سے بہتر راہنمائی تو وہی کرسکتا ہے جس کی زمین ہے جس نے اسے خلق کیا جو اس کے انگ انگ سے واقف ہے یعنی اللہ کی ذات۔ اب یہ بھی غور کریں کہ اللہ کیسے راہنمائی کرتا ہے؟ پیچھے اس کی تفصیل کیساتھ وضاحت ہو چکی کہ اللہ کیسے راہنمائی کرتا ہے وہ کلام کرتا ہے تین طریقوں سے وحی، پردے کے پیچھے سے اور رسول کے ذریعے۔ انسان چونکہ بشر ہیں تو انہیں میں سے کسی بشر کا انتخاب کر کے اسے کھڑا کیا جاتا ہے اللہ اس کے ذریعے کلام کرتا ہے انسانوں کی راہنمائی کرتا ہے۔

اب اگر آپ دنیا میں عزت چاہتے ہیں کہ ساری دنیا آپ کے قدموں میں ہو تو آپ کو اللہ سے راہنمائی لینا ہوگی جس کے لیے یا تو آپ کو خود اپنے آپ کو اس قابل بنانا ہوگا اس مقام پر لے جانا ہوگا کہ آپ کیساتھ اللہ وحی کے ذریعے کلام کرے اور یہ نہیں تو پھر آپ کو اسے تلاش کرنا ہوگا جو آپ کے اور اللہ کے درمیان محض ایک پردہ ہوگا اس کی صورت میں اللہ کلام کر رہا ہوگا یا پھر ایسا بشر جو رسول ہونے کا دعویٰ کر رہا ہو لیکن وہ دعویٰ زبان سے نہیں بلکہ اس کا عمل ہونا چاہیے اور اگر زبان سے بھی دعویٰ کرتا ہے تو کیا واقعتاً وہ اللہ کا ہی بھیجا ہوا ہے۔

اب آپ سے سوال ہے اگر آپ اس راہنمائی کا دروازہ ہی بند کر دیں تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ اگر آپ اپنے راہنما کو ہی قتل کر دیں یا اس سے راہنمائی لینے سے ہی انکار کر دیں تو پھر کیا آپ دشمنوں کا شکار ہو کر پستیوں میں نہیں جا گریں گے؟ یہی اللہ نے اس آیت میں آگے کہا ہے فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمْ بِہٖ حَتّٰٓی اِذَا ھَلَکَ پس جو تم زل ہوئے یعنی جس مقام پر تھے وہاں سے نیچے کو پستی کی طرف سفر کرنے لگے شکوک میں اس میں سے جو آیا تمہارے پاس اس کیساتھ یعنی البیّنات کیساتھ تم شکوک میں ہی رہے یہاں تک کہ تم ہلاک ہو گئے قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْۢ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا کہہ رہے ہو تم ہرگز نہیں اللہ نے بعث کیا کوئی ایک بھی رسول اس کے بعد یعنی تم کہہ رہے ہو کہ نبوت کا دروازہ اللہ نے بند کر دیا اس کے بعد کوئی ایک بھی رسول نہیں آنے والا جب تم نے یہ کہنا شروع کر دیا اور جو بھی اللہ کا بھیجا ہوا آیا تو تم نے اس کی دعوت میں شک ہی کیا اس کو اپنا راہنما تسلیم کرنے کی بجائے اس کا کذب کیا اور اس کا قتل کیا تو تم زل ہوتے ہوتے یہاں تک کہ ہلاک ہو گئے تم پر ذلت و مسکنت ڈال دی گئی۔

اب ذرا غور کریں کیا کہا جا رہا ہے بنی اسرائیل میں اللہ نے یوسف کو بعث کیا اور یوسف کے ذریعے بنی اسرائیل کو مصر میں مکن یعنی حکومت سے نوازا یعنی اقتدار دیا زمین کا وارث بنایا انہیں بلندیوں پر لا کھڑا کیا لیکن بعد میں کیا ہوا؟ یوسف کے بعد آہستہ آہستہ بنی اسرائیل کے ملّاؤں نے یہ عقیدہ اخذ کر لیا کہ یوسف اللہ کے آخری رسول تھے ان پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ان کے بعد کوئی رسول نہیں آنے والا یعنی خود ہی ظلم کرتے ہوئے اپنے لیے اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ بند کر بیٹھے۔ اب جب جو دنیا کے انگ انگ سے واقف ہے جسے علم ہے کہ بلندیوں پر کیسے جایا جاسکتا ہے جب آپ اسی راہنما کے لیے دروازہ بند کر دیں گے تو آپ کی راہنمائی کون کرے گا؟ یوسف کے بعد جب بنی اسرائیل نے نبوت کا دروازہ بند کر لیا اور جو بھی ان کی راہنمائی کے لیے اللہ کی طرف سے بھیجا جاتا اس کا کذب کرتے یا اسے قتل کر دیتے اور کذاب نبیوں جو کہ ان کے ملّاں تھے ان ملّاؤں کو اپنے سر پر بٹھا لیا ان کو اپنا راہنما بناتے ہوئے ان کی مانتے تو یوں نتیجہ یہ نکلا کہ بنی اسرائیل کو جو مقام اللہ نے یوسف کے ذریعے دلوایا تھا وہ اس مقام سے زل ہونا یعنی پستیوں کی طرف جانا شروع ہو گئے نبیوں کے قتل و تکذیب کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ہلاک ہو گئے یعنی ان کی حالت مصر میں ایسی ہو گئی کہ آل فرعون ان پر اس طرح حکومت کر رہے تھے کہ ان کو مارتے قتل کرتے ان پر ظلم ڈھاتے جو کچھ جی چاہے ان کیساتھ کرتے ان کے لڑکوں کو ذبح کر دیتے لڑکیوں کو اٹھا لے جاتے لیکن یہ کچھ بھی نہ کرسکتے تھے کسی مصری کی موت ہوتی تو ان کی شامت آجاتی ان کو شک اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا یہ ذلیل و رسوا ہو چکے تھے یعنی اللہ کے قانون میں ہلاک ہو چکے تھے۔

اب قرآن میں یہ کن کو کہا جا رہا ہے آپ پر پیچھے بھی یہ واضح کر دیا کہ اللہ اس وقت موجودہ امت سے خطاب کر رہا ہے قرآن کی اس آیت میں بنی اسرائیل کا ذکر نہیں بلکہ اس موجودہ امت کا ذکر کیا جا رہا ہے بنی اسرائیل کی صورت میں۔

یہ آیت ہے آیت میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے اگر آپ یہ تسلیم کر لیں کہ یہی اصل حقیقت ہے یہاں محض بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو اس کا مطلب کہ آپ اسے آیت تسلیم ہی نہیں کر رہے بلکہ اس کے برعکس آپ اسے بیّن مان رہے ہیں حالانکہ یہ تو آیت ہے یعنی جو نظر آرہا ہے حقیقت یہ نہیں ہے حقیقت اس کے

پیچھے چھپا دی گئی وہ تب ہی سامنے آئے گی جب آیت کو بیّن کیا جائے گا یعنی ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھولا جائے گا۔ تو جب کھولا جائے تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ آیت میں بنی اسرائیل اور بیّن میں موجود امت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اسی طرح اگر یہ مان لیا جائے کہ اس آیت میں تو یوسف اور بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو اس کا مطلب یہ اساطیر الاولین ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں بیان کی گئی ہیں اس لیے یہاں اصل میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ ان کی مثل موجودہ امت کا ہے بنی اسرائیل کی مثل سے اس موجودہ امت کی تاریخ ہے جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی۔

آپ نے جان لیا کہ اس آیت میں آج سے چودہ صدیاں قبل امت محمد کی تاریخ اتاری گئی تھی۔ بنی اسرائیل پر جب یہ وقت آیا کہ وہ یوسف کے ذریعے حاصل ہونے والی عزت یعنی بلند مقام سے پستیوں کی طرف جاتے جاتے یہاں تک کہ ہلاک ہو گئے تو اللہ نے اس وقت موسیٰ کے ذریعے یہی کلام کیا موسیٰ کے ذریعے یہی سب کہا جو آج اس امت کو کہا جا رہا ہے۔

جیسے بنی اسرائیل کیساتھ ہوا بالکل اسی طرح اس امت میں بھی یوسف کی مثل محمد آئے محمد کے ذریعے اس امت کو وہی مقام دلایا جو بنی اسرائیل کو دلایا گیا تھا پھر اس امت نے بھی وہی کیا جو بنی اسرائیل نے کیا انہوں نے بھی راہنمائی کا دروازہ بند کر لیا کہ یوسف کی مثل محمد آخری رسول ہیں ان کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں جو بھی سامنے آئے اسے قتل کر دو یا اس کی دعوت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا یوں بنی اسرائیل کی طرح یہ موجودہ امت بھی شکوک میں پڑنے کی وجہ سے زل ہوئی اس نے بلندیوں سے پستیوں کی طرف سفر شروع کیا جب بھی کوئی راہنما یعنی اللہ کا نبی سامنے آیا تو حق واضح ہونے کے باوجود بھی انہوں نے شک ہی کیا اپنے ملاؤں جو کہ کذاب نبی ہیں مجرمین شیاطین ہیں ان کی باتوں پر ہی توجہ دی اس کا کذب و قتل ہی کیا تو اس وجہ سے زل ہوئے یہاں تک کہ آج جس مقام پر ہیں یہاں آ گئے ان پر ذلت و مسکنت ڈال دی گئی یعنی ہلاک ہو گئے۔ جیسے بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت کا شکار ہو چکے تھے بالکل آج یہ امت بھی ہلاکت کا شکار ہو چکی۔ جیسے جب بنی اسرائیل ہلاکت کا شکار ہو چکے تھے اس وقت اللہ نے موسیٰ کے ذریعے ان سے کلام کیا ان پر یہ سب واضح کیا کہ کوئی نبوت کا دروازہ بند نہیں اور اس طرح واضح کیا کہ بنی اسرائیل کے ملاؤں کی موت ہو گئی ان کی زبانیں کٹ گئیں وہ لاجواب ہو گئے بالکل اسی طرح اس امت سے اللہ نے بالکل ویسے ہی موسیٰ کی مثل کی صورت میں کلام کرنا تھا جب اس امت نے ہلاک ہونا تھا تو ذرا غور کریں آج کون ہے جس کے ذریعے اللہ یہ کلام کر رہا ہے یہ سب حقائق کھول کھول کر سامنے رکھ رہا ہے؟ کون ہے جس کی دعوت کا کوئی چاہ کر بھی رد نہیں کر سکتا؟ کون ہے جو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے کہ تمہاری آج اس حالت کی اصل وجہ کیا ہے؟ کون ہے جس نے ختم نبوت نامی بت جو کہ اس امت کی ہلاکت کی اصل وجہ تھی، ان پر ذلت و مسکنت ڈلنے کی اصل وجہ تھی اسے پاش پاش کر دیا؟ کون ہے جس نے ختم نبوت نامی دجل عظیم کو چاک کر کے رکھ دیا کہ ملاّں جو کہ مجرمین شیاطین ہیں ان کی زبانیں تک کاٹ کر رکھ دیں؟ کون ہے جس نے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت حق کا رد نہیں کر سکتی یہاں تک کہ چاہ کر بھی کوئی اس حق کا کفر نہیں کر سکتا اسے بالآخر تسلیم ہی کرنا پڑے گا؟ حقیقت آپ کے سامنے ہے اللہ کا رسول کریم رسول مبین رسول امین احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سامنے ہے آپ میں موجود ہے آپ کے درمیان میں موجود ہے جو کہ امی ہے۔

كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ بالکل اُسی طرح اللہ ضل کر رہا ہے یعنی گمراہیوں کی طرف لے جا رہا ہے۔ اس امت کو آج کہا جا رہا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل یوسف کے بعد زل ہوئے بلندیوں سے پستیوں کی طرف جاتے جاتے یہاں تک کہ ہلاک ہو گئے بالکل اسی طرح اس امت کو بھی ضل کیا جا رہا ہے اور آج حقیقت آپ کے سامنے ہے مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ جو یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اب اللہ کا چہیتا ہے وہ جو چاہے کرے اللہ اس سے کچھ پوچھنے والا نہیں، جو اس کے دیئے ہوئے کا غلط استعمال کر رہا ہے مس یوز کر رہا ہے جو ذمہ داری دی اس سے لاپرواہی برت رہا ہے جو اختیارات دیئے جو ممکن دیا اس کا غلط استعمال کر رہا ہے مُرْتَابٌ جب ہم اپنے رسول کے ذریعے حق ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ دیں حق اس قدر واضح کر دیں کہ کوئی چاہ کر بھی اس کا رد نہ کر سکے اس پر واضح ہو جائے کہ یہ حق ہے لیکن اس کے باوجود وہ شکوک میں پڑا رہے اپنے بڑوں اپنے ملاؤں اپنے مفسروں اپنے آباؤ اجداد کو سامنے لا رکھے کہ یہ اکیلا سچا اور باقی سب کے سب غلط ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس اکیلے کو ہی حق سمجھ میں آ گیا ایسا کیسے ہو سکتا یہ تو بالکل ہماری ہی طرح ہے کھاتا پیتا ہے اس کے بیوی بچے ہیں اس کو وہی تمام حاجات لاحق ہیں جو ہمیں ہیں تو یہ کس طرح رسول ہو سکتا ہے؟ رسول اور وہ بھی ہمارے درمیان؟ نہیں نہیں دل نہیں مان رہا تو جو بھی ایسا کر رہے ہیں جو حق ہر لحاظ سے

کھل جانے کے باوجود بھی شکوک میں ہیں ان کو اللہ اس طرح گمراہ کر رہا ہے وہ لوگ حق اس قدر واضح ہو جانے کے باوجود خود گمراہی کا سودا کر رہے ہیں۔
اب آپ خود غور کریں کون ہے جس نے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ کوئی بھی اس کا رد نہیں کر سکتا بالکل واضح ہے کہ یہ حق ہے؟ کون ہے جس کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے کہ کیا اس اکیلے کو دین سمجھ آیا قرآن سمجھ آیا اور ہمارے علماء ہمارے مفسر، حضرت، علامہ، شیوخ، مفتیان، سلف کے نام پر آباؤ اجداد کیا سب کے سب باطل اور یہ اکیلا حق پر ہے اس اکیلے کو حق سمجھ آیا؟ ذرا غور کریں کون ہے جس نے حق ہر لحاظ سے کھول کر رکھ دیا جس کا کوئی رد نہیں کر سکتا البتہ صرف اور صرف شکوک میں ہی پڑے ہوئے ہیں اور طرح طرح کے فضول قسم کے بہانے تراشنے کی کوششوں میں ہیں جن کے پاس خود کو حق اور اسے غلط ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں؟ کیا میرے علاوہ کوئی دوسرا ہے؟
نہ صرف یہ بات کھل کر واضح ہو چکی کہ قرآن اللہ کا کلام کا مطلب کیا ہے بلکہ جب قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی الاولین کی مثلوں سے تاریخ ہے تو پھر ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش ہو گیا۔ قرآن میں جہاں جہاں گزشتہ امتوں کا ذکر ہے تو وہ اصل میں ان کا ذکر نہیں بلکہ اس امت کی تاریخ تھی جو ان کی مثلوں سے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی جہاں ان امتوں کی طرف سے نبیوں کے کذب و قتل کی بات کی گئی تو وہ اس امت کی تاریخ ہے انہوں نے جو ختم نبوت کے نام پر اللہ کے بھیجے ہوؤں کا کذب و قتل کیا اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ سلف کی مثلوں سے اس موجودہ امت و موجودہ اقوام کے جرائم کی تاریخ ہے ان کا ذکر ہے۔ قرآن میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے نہ کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں۔
جان لو آج ہمارے رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا اگر اس کے باوجود بھی تم کفر ہی کرتے ہو ہمارے رسول سے کذب ہی کرتے ہو تو پھر یہ بھی جان لو کہ یہ کوئی پہلی بار نہیں ہو رہا بلکہ تم سے پہلے بھی کئی بار کذب کیا جا چکا تو جب جب ہمارے رسول کا کذب کیا گیا تب تب انجام کیا ہوا وہ بھی تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا۔ ہم نے اپنے رسولوں اور جو ان کی دعوت کو تسلیم کرنے والے تھے انہیں تو بچا لیا اور جنہوں نے کفر کیا جنہوں نے کذب کیا ان کو ہلاک کر دیا انہیں نشان عبرت بنا دیا تو جان لو ہماری سنت یعنی طریقے کے لیے رائی برابر بھی تبدیلی نہیں ہے نہ ہی اس میں کوئی ہیر پھیر پاؤ گے بلکہ آج بھی ہم اپنے رسول احمد عیسیٰ اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچائیں گے جو کہ ہم پر حق ہے اور جو کفر کرنے والے ہیں ان کو نشان عبرت بنانے والے ہیں عذاب عظیم تمہارے بالکل سر پر آ کھڑا ہے۔

قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اور اس وقت تک کوئی بھی آیت کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جس کی تاریخ پر مبنی وہ آیت ہے جیسے ہی کوئی واقعہ ہو رہا ہوتا ہے تو قرآن یاد دلا دیتا ہے کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے صدیاں قبل ہی تاریخ قرآن میں ان آیات کی صورت میں اتار دی تھی یہ آیات اس واقعے کی تاریخ تھیں یوں نہ صرف قرآن اس واقعہ کی یاد دلا دیتا ہے قرآن اس کے حوالے سے حق کو سامنے لا رکھتا ہے بلکہ اس واقعہ پر مبنی قرآن کی آیات بیّن ہو جاتی ہیں یعنی وہ آیات کھل کر واضح ہو جاتی ہیں اور جب تک کہ کوئی واقعہ وقوع پذیر نہیں ہوتا تب تک خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات کھل کر واضح نہیں ہو سکتیں۔
اب آج جب مجھے بعث کیا گیا میں اللہ کا رسول ہوں تو کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن میں میری تاریخ نہ ہو اور قرآن میں میری تاریخ پر مبنی آیات میری تصدیق نہ کریں؟ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ قرآن خاموش رہے اور دیکھیں کس طرح قرآن میری تصدیق کر رہا ہے قرآن کی آیات یہاں تک کہ پوری کی پوری سورتیں جو میری تاریخ پر مبنی ہیں وہ آج کھول کھول کر یاد دلا رہی ہیں کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان سورتوں اور آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں آج وہ تمام سورتیں و آیات کھل کر واضح ہو رہی ہیں جو آج تک کھل کر واضح نہ ہو سکی تھیں انہیں میں سے ایک سورۃ الجمعہ ہے جو آپ پر کھول کر واضح کرتے ہیں اور آپ پر واضح ہو جائے گا کہ یہ آج کی تاریخ تھی۔ آج مجھ پر دولت اسلامیہ جو کہ آئی ایس آئی ایس یا داعش کے نام سے معروف ہے کیساتھ

تعلق کا الزام لگایا جاتا ہے اس کی حقیقت بھی سورۃ الجمعہ کھول کر واضح کر دے گی، میں نے جو کچھ بھی کیا جس کی بنیاد پر مجھ پر دولت اسلامیہ نامی تنظیم کیساتھ تعلق کا الزام لگایا جاتا ہے اس کے بارے میں بذات خود قرآن حق کھول کر آپ پر واضح کر دیتا ہے جس کے بعد نہ تو کوئی بھی الزام لگا سکے گا اور نہ ہی کسی کے پاس بھی ایسا کوئی بہانہ باقی رہے گا جس کی بنیاد پر وہ حق کا انکار کر سکے اور الٹا تمام کے تمام الزامات لگانے والوں کی حقیقت بھی کھل کر چاک ہو جائے گی کہ ایسے تمام کے تمام شیاطین مجرمین ہیں۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِى السَّمٰوٰتِ وَمَافِى الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ الجمعہ ۱

يُسَبِّحُ دو الفاظ کا مجموعہ ہے پہلا لفظ ''ی'' اور دوسرا لفظ ''سبح'' کسی بھی لفظ کے شروع میں ''ی'' کا استعمال اگر اس کے اصل حروف میں سے نہیں تو اس کے معنی خودی کے ہوتے ہیں اور سبح کے معنی ہیں جو بھی حکم دیا گیا یا جو بھی کرنے کا کہا گیا بغیر کسی حیلے بہانے، سستی، لاپرواہی یا کسی عذر کے اسے تسلیم کرتے ہوئے بالکل اسی طرح اس پر عمل کرنا۔ يُسَبِّحُ کی ''ح'' پر پیش ہے جس سے یہ حال کا صیغہ بن جاتا ہے یوں اس لفظ کے معنی بنیں گے جو کہا جا رہا ہے جو حکم دیا جا رہا ہے اسے بغیر کسی حیلے، بہانے، سستی یا لاپرواہی کے فوری اس پر ایسے عمل کر رہا ہے گویا کہ اسے کوئی حکم دینے والا ہے ہی نہیں اور خود بخود ہی وہ کام کر رہا ہے۔

اسے ایک مثال سے سمجھ لیجئے مثلاً آپ اپنے ہی جسم میں غور کریں جب آپ کے ہاتھ کوئی کام کرتے ہیں تو کیا وہ خود بخود کام کر رہے ہوتے ہیں؟ اسی طرح اگر آنکھیں دیکھ رہی ہوتی ہیں تو کیا خود بخود دیکھ رہی ہوتی ہیں؟ یا جسم کا کوئی بھی عضو جو بھی کام کر رہا ہے تو کیا وہ خود بخود ہی کر رہا ہوتا ہے یا پھر اسے حکم دینے والا ہوتا ہے اسے وہ کرنے کے لیے حکم دیا جا رہا ہوتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ دماغ پورے جسم کو چلا رہا ہوتا ہے جسم کے انگ انگ کو احکامات دے رہا ہوتا ہے لیکن دیکھنے والے کو ایسا ہی لگتا ہے گویا جسم کے تمام اعضاء خود بخود ہی اپنا اپنا کام کر رہے ہیں بالکل اسی طرح يُسَبِّحُ کے معنی ہیں جو بھی حکم دیا جا رہا ہے جو بھی کرنے کو کہا جا رہا ہے وہ اس طرح کر رہا ہے گویا کہ خود بخود ہی کر رہا ہے۔ بظاہر کوئی حکم دینے والا نظر نہیں آتا لیکن حکم دینے والا ہے جس کے حکم پر اس طرح عمل کیا جا رہا ہے گویا کہ کوئی حکم دینے والا ہے ہی نہیں یوں گویا کہ خود ہی وہ کام کر رہا ہے لِلّٰهِ الٰہ کے لیے کر رہا ہے لِلّٰهِ یعنی الٰہ کے لیے کرنا کیا ہے اسے اسی مثال سے سمجھ لیجئے ذرا غور کریں آپ کے جسم میں جتنے بھی اعضاء ہیں اور وہ جو جو کر رہے ہیں وہ کس کے لیے کر رہے ہیں؟ جواب بالکل واضح ہے آپ کے لیے، مثلاً آپ کے جسم میں دل دھڑک رہا ہے تو وہ آپ کے لیے دھڑک رہا ہے بالکل اسی طرح لِلّٰهِ کے معنی ہیں الٰہ کے لیے کر رہا ہے اور اللہ وہ ہے جو ال الٰہ یعنی اللہ جس کے معنی ہیں مخصوص الٰہ ثابت ہو جائے اس کے علاوہ کسی کو الٰہ نہیں بنایا جائے گا یوں جو مخصوص الٰہ ہے اس کے لیے سبح کر رہا ہے مَافِى السَّمٰوٰتِ وَمَافِى الْاَرْضِ جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو بھی زمین میں ہے۔

اب آپ ذرا غور کریں کہ کیا یہی نظر نہیں آ رہا ہے کہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اپنی اپنی ذمہ داری اس طرح پوری کر رہا ہے گویا کہ انہیں کوئی حکم دینے والا ہے ہی نہیں بلکہ خود بخود ہی اپنا اپنا کام کر رہا ہے؟ لیکن کیا حقیقت یہی ہے؟ نہیں بلکہ ان کو بالکل اسی طرح احکامات دیئے جا رہے ہیں جس طرح آپ کے پورے جسم کو دماغ کنٹرول کر رہا ہے دماغ احکامات دے رہا ہے۔

یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے آج ایک بڑی تعداد میں لوگ اللہ کا انکار کرتے ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ اللہ، گاڈ، ایشور وغیرہ کا کوئی وجود نہیں یہ سب خود بخود ہی ہو رہا ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر کیا اس بات کو بھی مان لیا جائے کہ آپ کے جسم کے اعضاء خود بخود ہی سب کچھ کر رہے ہیں؟ یا پھر انہیں احکامات دینے والا کوئی ہے خواہ وہ بذات خود اپنی ہی ذات ہے؟ اگر جسم کے تمام اعضاء خود بخود نہیں کام کر رہے جسم خود بخود نہیں کام کر رہا بلکہ نظر آنے میں ایسا لگتا ہے بالکل اسی طرح آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے یہ نظر آنے میں ایسے ہی لگتا ہے کہ سب کچھ خود بخود ہی ہو رہا ہے لیکن حقیقت یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں و زمین کی اپنی ہی ذات انہیں احکامات دے رہی ہے جو کچھ بھی ہے اسی ذات کے لیے کر رہا ہے اس کی مثال بالکل آپ کے اس بشری وجود کی سی ہے۔

اب ذرا غور کریں جب آپ کے جسم کے تمام اعضاء آپ کے لیے اپنا اپنا کام کر رہے ہیں تو پھر مالک کون ہوا؟ کیا وہ اعضاء مالک ہوئے یا پھر آپ مالک ہیں؟ جب آپ کے جسم کے تمام اعضاء آپ کے لیے ہی سب کچھ کر رہے ہیں اور آپ مالک ہوئے آپ کا جسم آپ کی مِلک ہے آپ کا مُلک ہے آپ کے

جسم میں آپ کی چاہت کیخلاف کچھ بھی نہیں ہوسکتا اگر جسم میں کوئی عضو کام نہ کرے تو آپ اسے نکال باہر کریں گے یا آپ جسے چاہیں نکال باہر کریں اور جسے چاہیں اندر رہنے دیں یہ آپ کی مرضی ہے بالکل اسی طرح جب آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کے لیے ہی اپنا اپنا کام کر رہا ہے تو پھر مالک اللہ ہے آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے یہ اللہ کی مِلک ہے اللہ کا مُلک ہے یہی آیت میں آگے واضح کر دیا گیا الْمَلِكِ اللہ ہی کی مِلک ہے یعنی اللہ کا ہی مُلک ہے۔

اب ذرا غور کریں اگر آپ کا مُلک ہو یعنی آپ کی سلطنت ہو تو کس کا حکم چلے گا جس کا ملک ہے جس کی ملکیت ہے یا کسی اور کا؟ اگر کوئی دوسرا آپ کے ملک میں مداخلت کرنے کی کوشش کرے یا مداخلت کرے تو کیا آپ اسے برداشت کریں گے؟ اگر کوئی آپ کی مِلک میں آپ کے مُلک میں توڑ پھوڑ کرے اس میں فساد کرے اشیاء کو ان کے مقامات سے ہٹائے تو کیا آپ اسے برداشت کریں گے؟

جس طرح آپ کی مِلک میں جو کہ آپ کا مُلک ہے اس میں کسی اور کا حکم نہیں صرف آپ کا ہی حکم چلے گا تو جب آسمانوں وزمین اللہ کی مِلک ہے یہ اللہ کا مُلک ہے اللہ کی ملکیت ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان میں اللہ کے علاوہ کسی اور کا حکم چلے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی اللہ کی مِلک میں مداخلت کرے اور اللہ اسے برداشت کرے؟ کوئی اللہ کے مُلک میں فساد کرے اور اللہ اسے برداشت کرے؟ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اللہ اسے برداشت کرنے والا ہے الْقُدُّوسِ اللہ القدوس ہے یعنی وہ نہیں چاہتا ہے اس نے جو بھی خلق کیا جیسا بھی خلق کیا اس میں کسی بھی قسم کی مداخلت کی جائے اس میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کی جائے جس سے خرابی ہو، وہ چاہتا ہے کہ اس نے جو کچھ بھی خلق کیا اور جیسا خلق کیا بالکل ویسے کا ویسا ہی رہے کیوں کہ یہی ایک صورت ہے جس سے سب کا سب بالکل سلامت رہے گا کسی میں بھی اور کہیں بھی کوئی خرابی نہیں ہوگی ہر لحاظ سب کا سب بہترین رہے گا۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ خود یہ کہہ رہا ہے کہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کے لیے ہی يُسَبِّحُ یعنی خود ہی سبح کر رہا ہے اسے جو بھی حکم دیا جا رہا ہے وہ اس پر بالکل اُسی طرح اور اِس طرح عمل کر رہا ہے بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ کوئی حکم دینے والا نہیں ہے حالانکہ اللہ جو حکم دے رہا ہے ہر کوئی وہی کر رہا ہے کوئی بھی اپنی مرضی نہیں کر رہا تو پھر اللہ نے یہ کیوں کہا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اللہ کی ملکیت ہے یہ اللہ کا ملک ہے اور پھر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اللہ القدوس بھی ہے یعنی وہ نہیں چاہتا کہ آسمانوں وزمین میں کچھ بھی بگاڑ پیدا ہو کوئی بھی خرابی ہو بلکہ وہ چاہتا ہے کہ جیسا اس نے خلق کیا وہ سب کا سب بالکل ویسا کا ویسا رہے اس میں کسی بھی قسم کی کوئی بھی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے اس میں بگاڑ پیدا ہو اس میں خرابیاں اور پھر بالآخر تباہیاں آئیں۔ کیونکہ جب جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کے لیے ہی يُسَبِّحُ کر رہا ہے تو پھر الملک القدوس کہنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ ایسا تو وہیں کہا جاسکتا ہے جہاں کوئی ایسا موجود ہو جس کی طرف سے شرک یعنی مداخلت کا اندیشہ ہو کہ کہیں وہ اپنی من مانیاں کر کے بگاڑ پیدا نہ کر دے خرابیاں نہ کر دے۔

جب آسمانوں وزمین میں غور کیا جائے تو یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ بلاشک وشبہ جو کچھ بھی آسمانوں وزمین میں ہے وہ سب کا سب اللہ ہی کے لیے يُسَبِّحُ کر رہا ہے لیکن جس سے اللہ خطاب کر رہا ہے جس سے اللہ کلام کر رہا ہے وہ ایسا نہیں کر رہا۔ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ ہی کی غلامی کر رہا ہے مگر جس کیساتھ اللہ بات کر رہا ہے جسے کہہ رہا ہے وہ ایسا نہیں کر رہا بلکہ اسے مرضی کا اختیار حاصل ہے اور وہ ہے انسان۔

جب آپ خود بھی غور کریں تو آپ پر یہ بات کھل کر واضح ہو جائے گی کہ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے وہ کسی نہ کسی لائن پر قائم ہے سب کا سب اللہ ہی کی غلامی کر رہا ہے مگر سوائے انسان کے، انسان کی کوئی لائن ہی نہیں اور انسان وہی کر رہا ہے جس کا اندیشہ تھا جس سے پہلے ہی آگاہ کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہا یعنی آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے جب یہ سب اللہ ہی کی ملکیت ہے اور اللہ نہیں چاہتا کہ ان میں کسی بھی قسم کی کوئی چھیڑ چھاڑ کی جائے ان میں مداخلت کی جائے بلکہ اللہ چاہتا ہے کہ ان میں ایک رائی برابر بھی خرابی نہ ہو اگر اس کے باوجود کوئی ایسا کرتا ہے تو اس پر واضح ہو جانا چاہیے کہ اللہ اسے برداشت نہیں کرے گا اگر وہ اللہ کی طرف سے حق اس قدر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی ایسا ہی کرتا ہے تو ظاہر ہے وہ اسی لیے کرے گا کیوں کہ وہ یہ سمجھ رہا ہوگا کہ وہ حکیم ہے یعنی وہ جو بھی کر رہا ہے وہ کب، کہاں، کیسے، کتنا اور کیوں کرنا ہے یہ صلاحیت رکھتا ہے اس لیے کوئی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا وہ ایسی منصوبہ بندیاں کرے گا کہ کوئی بھی اس کا کچھ بگاڑ نہ سکے تو اس کا جواب بھی اللہ نے اسی آیت کے آخر میں دے دیا الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ یعنی

اللہ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے انہیں جو احکامات دے رہا ہے کہ انہیں کیا کب کہاں کیسے اور کتنا کرنا ہے انتہائی باریکی سے ہر پہلو ہر رخ دیکھ کر احکامات دیتا ہے وہ انتہائی باریکیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتا، اللہ جو بھی منصوبہ بندی کرتا ہے تو وہ انتہائی باریکیوں سے کرتا ہے اگر انسان اللہ کے ملک میں مداخلت کرتا ہے اللہ کے کاموں میں مداخلت کرتا ہے اپنی منصوبہ بندیاں کرتا ہے تو جان لے کہ پھر وہ اللہ کیساتھ دشمنی کا اعلان کرتا ہے۔

جیسے دو ایک دوسرے کی مخالف سیاسی پارٹیاں ہوتی ہیں دونوں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ ایسی منصوبہ بندی کریں ایسی چال چلیں کہ دوسری پارٹی ان کی منصوبہ بندی ان کی چال کا شکار ہو جائے اور وہ یہی سمجھتی رہے کہ اس کی اپنی منصوبہ بندی ہے اس کی اپنی چال ہے اور جب نتیجہ سامنے آئے تب اس پر واضح ہو کہ وہ تو دشمن کی منصوبہ بندی کا شکار ہو چکی تھی۔ اب ظاہر ہے جو پارٹی زیادہ علم وحکمہ رکھنے والی ہوگی وہ ہی ایسی منصوبہ بندی کر پائے گی یعنی وہ علم کا استعمال انتہائی باریکیوں کیساتھ کرے گی تو دوسری پارٹی کہیں نہ کہیں ان کے جال میں پھنس جائے گی ان کی منصوبہ بندی ان کی چال کا شکار ہو جائے گی بالکل ایسے ہی جب انسان اللہ کی ملکیت آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے ان میں مداخلت کرے گا اللہ کیساتھ دشمنی کرے گا تو پھر کیا اللہ اس شرک کو برداشت کرے گا؟ نہیں بالکل نہیں۔ جب انسان اللہ کیساتھ دشمنی کرے گا تو ظاہر ہے پھر اللہ بھی ان کی دشمنی کا انہیں جواب دے گا۔ ایک طرف اللہ جو کہ مالک ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے یہ اللہ کی ملکیت ہے یہ اللہ کا ملک ہے اللہ ہی ان کو چلا رہا ہے تو اللہ کی منصوبہ بندیاں ہیں تو دوسری طرف انسان اپنی منصوبہ بندیاں کرے گا ،اللہ العزیز الحکیم ہے تو لامحالہ انسان اللہ کی منصوبہ بندیوں کا شکار ہو جائے گا کیونکہ اللہ نے تو پہلے سے ہی انتہائی پیچیدہ ترین باریک بینی کیساتھ ایسا نظام بنا رکھا ہے کہ کوئی بھی اس کیساتھ دشمنی کرے گا تو وہ اللہ کے نظام کا شکار ہو جائے گا اللہ کی منصوبہ بندیوں کا شکار ہو جائے گا حالانکہ وہ یہ سمجھ رہا ہوگا کہ وہ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو رہا ہے اور وقتی طور پر بظاہر وہ خود کو اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہوتا دیکھ رہا ہوگا لیکن یہی تو اللہ کا العزیز الحکیم ہونا ہے کہ اس کی ایسی منصوبہ بندیاں ہیں کہ دشمن کو احساس تک نہ ہو پائے کہ وہ اللہ کی منصوبہ بندی کا شکار رہے یہاں تک کہ وہ اپنی ہلاکت کو نہ دیکھ لے اور تب اس کے پاس بھاگنے کا کوئی رستہ نہ ہو ایسے پھنسے کہ اس پر واضح ہو جائے کہ اس نے خود ہی اپنے آپ پر کتنا عظیم ظلم کیا جس کا اسے حق نہیں تھا جس کا وہ اہل نہیں تھا اس کا دعویدار بنا ہوا تھا اللہ کا شریک بنا ہوا تھا۔

آپ یہ جان چکے ہیں کہ اللہ نے سورۃ الجمعہ کی پہلی آیت میں کس قدر حق کھول کر واضح کر دیا کہ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ ہی کی غلامی کر رہا ہے سوائے انسان کے اور اگر انسان اللہ کی غلامی کی بجائے اس کیساتھ بغاوت کرتا ہے اس کے ساتھ شریک بنتا ہے یعنی آسمانوں وزمین میں مداخلت کرتا ہے ان میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے اپنی من مانیاں کرتا ہے تو نتیجہ کیا نکلے گا۔ اور آپ پیچھے یہ بھی جان چکے ہیں کہ انسان کے معنی کیا ہیں انسان کسے کہتے ہیں۔ انسان کہتے ہیں جو خود اپنی ہی ذات کو مکمل طور پر بھولا ہوا ہے اسے خود اپنی ذات کا ہی علم نہیں، جسے اپنی ہی ذات کا علم نہیں اسے کسی دوسرے کا کیا علم ہو سکتا ہے؟ اس لیے انسان کو آسمانوں وزمین کا بھی کوئی علم نہیں، جب یہ ہے ہی بھولا ہوا اسے کسی بھی قسم کا کوئی علم نہیں تو پھر اگر یہ آسمانوں وزمین میں مداخلت کرتا ہے تو اس سے کسی قسم کی کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جا سکتی کیوں کہ کل کو اس کے پاس یہ عذر موجود ہوگا کہ جب مجھے خلق ہی انسان کیا یعنی خلق ہی بھولا ہوا کیا تو پھر حساب کس بات کا؟ جب مجھے کسی بھی بات کا علم ہی نہیں تھا تو پھر آج حساب کس بات کا؟ اگر میں تیرے ملک میں مداخلت کر رہا تھا تو تجھ پر لازم تھا کہ تُو کم ازکم ایک بار تو مجھ پر واضح کر دیتا، مجھے کھول کھول کر متنبہ کر دیتا اگر اس کے باوجود بھی میں وہی کرتا تو پھر بلا شک وشبہ تُو حساب لینے کا حقدار ہے اس لیے تُو حساب لے سکتا ہے تُو سزا وجزا دے سکتا ہے لیکن اگر میں بھولے بسرے ایسا کوئی کام کرتا ہوں اور مجھے یاد دلائے بغیر ہی مجھے سزا دی جاتی ہے مجھ سے حساب لیا جاتا ہے تو یہ ظلم عظیم ہے۔ یعنی ایک تو مجھے خلق ہی بھولا ہوا کیا گیا اور دوسرا کم ازکم مجھے یاد ہی دلا دیا جاتا مجھ پر کم ازکم ایک بار حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا ہوتا تو میں تیرے ملک میں مداخلت نہ کرتا میں شرک نہ کرتا لیکن جب مجھے خلق ہی بھولا ہوا کیا گیا اور نہ ہی مجھ پر حق واضح کیا گیا تو پھر ظاہر ہے کہ یہ تو پہلے سے ہی طے شدہ ہے یہ تو تیرے قانون میں ہے کہ پھر میں نے تو وہی کرنا تھا جو مجھے بہتر نظر آنا تھا جو کہ لامحالہ شرک اور فساد عظیم ہے تو پھر آج حساب کس بات کا؟ پوچھ گچھ کس شئے کی؟ اگر تو مجھ پر حق واضح کر کے مجھ پر حجت کی جا چکی ہوتی تو آج میرے پاس کوئی عذر کوئی بہانہ نہ ہوتا لیکن اگر ایسا نہیں کیا گیا اور پھر بھی مجھ سے حساب لیا جاتا ہے پوچھ گچھ کی جاتی ہے تو پھر یہ تو ظلم عظیم ہے۔ اور آپ پر یہ بات بھی کھول کھول کر واضح کی جا چکی کہ اللہ ظالم نہیں ہے اللہ ظلم نہیں کرتا اس لیے اللہ نے یہ قانون بنا دیا یہ قدر میں کر دیا کہ اللہ اس وقت تک انسانوں کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر کے حجت نہیں کر لیتا جس کا ذکر اللہ

نے اگلی آیت میں کر دیا۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. الجمعہ ۲

هُوَ کے معنی آپ پیچھے جان چکے ہیں کہ جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے اور اور کرتے جائیں جب تک کہ حد نہیں آ جاتی جب تک کہ اور ختم ہو کر ماضی میں نہیں چلا جاتا جب حد آ جائے اور ختم ہو کر ماضی میں چلا جائے تو کُل کا کُل سامنے آئے گا جو کہ ایک ہی وجود ہے اس کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں یہی ہے الَّذِیْ وہی ذات یعنی اللہ کی ذات جس کے لیے یُسَبِّحُ کر رہا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے وہی ذات جو الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ہے بَعَثَ بعث کیا یعنی کھڑا کیا فِی الْاُمِّیّٖنَ الامیّن میں یعنی ان میں جن کے پاس الکتاب یعنی آسمانوں وزمین کا علم نہیں ہے رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ایک رسول انہیں سے۔

هُوَ الَّذِیْ کا تو پیچھے تفصیل کیساتھ واضح کیا جا چکا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات رسول کو بعث کیسے کرتی ہے اور رسول کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ ویسے تو پیچھے اس کا جواب واضح ہو چکا لیکن آگے بڑھنے سے پہلے ایک اور پہلو سے واضح کر دیتے ہیں تاکہ کسی کے لیے بھی کسی بھی قسم کا کوئی شک وشبہ یا ابہام نہ رہے۔

آپ اپنی ہی ذات میں غور کریں اگر آپ کے پاؤں میں درد ہو تو اس کا علم کس کو ہوگا؟ کیا آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اس کا علم ہوگا؟ نہیں بالکل نہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کو اس کا علم کب ہوگا؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ جب آپ خود اس کا اظہار کریں گے جب تک آپ خود اس کا اظہار نہیں کریں گے کسی دوسرے کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ اب آپ سے سوال ہے کہ اس کا اظہار کیسے کریں گے؟ تو اس کا جواب بھی بالکل واضح ہے کہ زبان سے۔ یعنی درد اگر پاؤں میں ہے تو پاؤں اس کا اظہار نہیں کریں گے بلکہ زبان سے اس کا اظہار کیا جائے گا اسی طرح اگر جسم کے کسی بھی عضو میں کوئی تکلیف ہو تو اس کا اظہار یعنی اس کی ترجمانی زبان کرے گی اگر بھوک لگی ہو جس کا مطلب ہے کے جسم کے ہر خلیے کو اس کی ضروریات چاہئیں جس کے لیے وہ معدے کو کہیں گے اب معدے کے پاس ان کی ضروریات نہیں ہیں تو وہ دماغ کو مطلع کرے گا اب دماغ زبان کے ذریعے پیٹ کی ترجمانی کرے گا یعنی پورے کے پورے جسم میں جیسے ہر اعضاء کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے کوئی نہ کوئی ذمہ داری ہے بالکل ایسے ہی زبان کا مقصد زبان کی ذمہ داری ہے پورے جسم کی ترجمانی کرنا۔ ایسے ہی اگر کوئی جسم کے کسی بھی حصے کو نقصان پہنچاتا ہے مثلاً کوئی آپ کی ٹانگ کو زخمی کر رہا ہوتا ہے تو زبان اس کی ترجمانی کرتی ہے تاکہ ٹانگ کو نقصان سے بچایا جا سکے۔

بالکل اسی طرح جب آپ پر واضح ہو چکا کہ اللہ کی ذات کیا ہے جو کچھ بھی آپ کو نظر آ رہا ہے اللہ ہی کا وجود ہے اللہ ہی کی ذات ہے جو نظر آ رہی ہے اب اس وجود میں انسان کوئی چھیڑ چھاڑ کرتا ہے آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی آیات ہیں یہ اللہ کا وجود ہے اگر انسان اس میں پنگے لیتا ہے اس میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے اس میں تبدیلیاں کرتا ہے تو جیسے آپ کے جسم میں ترجمانی کے لیے زبان ہے بالکل اسی طرح اللہ کے وجود میں جس کا مقصد اس ذات کی ترجمانی کرنا ہے پورے وجود کی ترجمانی کرنا ہے تو اللہ اس کے ذریعے انسانوں پر حق واضح کرتا ہے انسانوں سے کلام کرتا ہے۔

انسان چونکہ بشر ہیں تو ان سے انہیں کی زبان میں بات کی جائے گی ان پر انہیں کی زبان میں حق واضح کیا جائے گا کھول کھول کر واضح کیا جائے گا تاکہ اگر حق ہر لحاظ سے واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی یہ فساد سے باز نہیں آتے یعنی اللہ کیساتھ دشمنی کرنے سے باز نہیں آتے تو کل کو ان کے پاس کوئی بہانہ نہ رہے اور اس مقصد کے لیے اللہ انہیں میں سے اپنا رسول بعث کرتا ہے رسول اللہ کی ذات کا ترجمان ہوتا ہے جیسے آپ کے جسم میں آپ کی زبان آپ کی ترجمان ہے یعنی رسول اللہ کے وجود میں اللہ کی زبان ہے۔

رسول اللہ کی ذات سے الگ نہیں ہوتا وہ اللہ ہی کا وجود ہوتا ہے رسول کی زبان پر اللہ بول رہا ہوتا ہے۔ یہ مقصد ہوتا ہے رسول کی بعثت کا اور اس طرح رسول کی بعثت ہوتی ہے۔ اب یہ بات بھی واضح ہو جانی چاہیے کہ جب رسول اللہ کی ذات کا ترجمان ہوتا ہے جیسے آپ کے جسم میں آپ کی زبان تو پھر ظاہر ہے جیسے زبان کا مقصد آپ کے وجود کی ترجمانی کرنا ہوتا ہے بالکل ایسے ہی اللہ کے رسول کا مقصد اللہ کی ذات کی ترجمانی کرنا ہوتا ہے۔ جب رسول کا مقصد اللہ کی

ذات کی ترجمانی کرنا ہوتا ہے اور اللہ کی ذات جو کچھ بھی وجود رکھتا ہے یہ اللہ ہی کی ذات ہے تو پھر ظاہر ہے رسول آسمانوں وزمین اور جو کچھ ان میں ہے جہاں جہاں جس حد تک انسان ان میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے یا کر رہا ہوتا ہے اس سب کو کھول کھول کر واضح کرتا ہے یہی وجہ ہے جو ہر رسول کو ساحر یعنی سائنسدان کہا گیا اور ہر رسول کو یہ بھی کہا گیا کہ اسے دین کی الف ب کا بھی علم نہیں یہ تو صرف آسمانوں وزمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے ان کے حوالے سے ان کی گہرائیوں کی باتیں کرتا ہے جسے یہ لوگ آج سائنس کا نام دیتے ہیں اور دین ان کے نزدیک پوجا پاٹ کا نام ہے۔ دین ومذہب کے نام پر پوجا پاٹ جو کہ ضلالٍ مبینٍ ہوتی ہیں یعنی ہر لحاظ سے گمراہیاں ہوتی ہیں ظاہر ہے رسول ان کی تائید وتصدیق کے لیے تو نہیں بھیجا جاتا بلکہ رسول اللہ کی زبان ہوتا ہے اور اللہ وہ نہیں جو آپ نے آسمانوں پر چڑھایا ہوا ہے ایسے کسی اللہ کا تو کوئی وجود ہی نہیں۔ آپ کو ہر طرف اللہ ہی کی ذات نظر آ رہی ہے اب جب ہر طرف اللہ کی ہی ذات نظر آ رہی ہے جسے آپ فطرت کا نام دیتے ہیں تو پھر ظاہر ہے رسول تو اللہ یعنی فطرت کا ترجمان ہوتا ہے وہ تو آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے جو کہ اللہ ہی کی آیات ہیں انہیں کھول کھول کر واضح کرے گا حق کھول کھول کر واضح کرے گا اور جو اس سے پہلے دین کے نام پر پوجا پاٹ جو بھی گمراہیاں ہیں وہ ان کو گمراہیاں قرار دے گا نہ کہ وہ انہیں دین قرار دے گا جس وجہ سے ہر رسول کو یہی کہا گیا کہ یہ تو ساحر ہے یعنی سائنسدان ہے اور اس کو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں۔

آگے اللہ نے کہا فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امیّن میں اور امیّن سے ہی رسول کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لیے پہلے امیّن کا علم ہونا لازم ہے کہ امیّن کے معنی کیا ہیں؟ امیّن جمع کا صیغہ ہے اور اس کا واحد ہے اُمی۔ عام طور پر اُمی کا معنی کیا جاتا ہے ان پڑھ اور اس سے مراد یہ لے لیا جاتا ہے جو پڑھ لکھ نہیں سکتا حالانکہ یہ بالکل بے بنیاد اور غلط بات ہے۔

اُمی کے معنی ہیں جس نے دنیا میں کسی انسان سے بھی کہیں سے بھی جتنے بھی انسانی ذرائع ہیں آسمانوں وزمین کا علم نہ سیکھا ہو جیسے آج سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور طرح طرح کے تعلیمی اداروں میں علم سکھایا جاتا ہے اور اس علم کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے طرح طرح کے نام دیئے جاتے ہیں جیسے میتھے میٹکس، فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، جیالوجی، آسٹرالوجی وغیرہ وغیرہ یعنی امی کہتے ہیں اسے جس نے کسی بھی انسان سے علم حاصل نہیں کیا ہوتا بلکہ جیسے اس کی بنیاد رکھی گئی وہ اسی بنیاد پر کھڑا ہے اسے فطرت نے وجود دیا جب اسے وجود میں لایا گیا تو اس کی بنیاد فطرت تھی تو جو اپنی اسی بنیاد پر کھڑا ہے وہ انسانوں کی بجائے فطرت سے سیکھتا ہے امی کہلاتا ہے یا پھر اگر وہ اسی بنیاد کا دعویدار ہے تو وہ اپنے دعوے کی بنیاد پر امی کہلائے گا۔

امیّن میں سے امی رسول کی بعثت کا اول مقصد اور وجہ تو یہ ہے کہ اللہ الغنی ہے وہ محتاج نہیں ہے اگر اللہ کسی ایسے کا بطور رسول انتخاب کرتا ہے جو دنیا کی یونیورسٹیوں سے پڑھا لکھا ہو یا کسی بھی انسانی ذریعے یہاں تک کہ کسی انسان کا سکھایا ہوا ہو تو ہر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس میں کون سی بڑی بات ہے یہ تو تعلیم یافتہ شخص ہے کوئی بھی تعلیم یافتہ ذہین شخص ایسی باتیں کر سکتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ایک اُمی ایسی باتیں کرتا ہے ایسا علم سامنے لاتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی البتہ الٹا وہ لوگ جن کے پاس الکتاب یعنی آسمانوں وزمین کا علم ہے وہ اس کی تصدیق کریں گے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے آخر اس کے پاس یہ علم یہ باتیں کہاں سے آ رہی ہیں جب کہ اس کا کوئی دنیاوی انسانی ذریعہ ہے ہی نہیں اور پھر ایسی باتیں ایسا علم کہ جو آج انسان اتنی ترقی کے باوجود بھی حاصل کرنے سے بے بس ہے اس کی کسی بھی بات کا کوئی رد نہیں ہے جس سے یہ بات کھل کر واضح ہو جائے گی کہ ہاں واقعتاً یہ اللہ کا ہی رسول ہے۔

کیونکہ ذرا غور کریں اگر آپ کے پاؤں میں یا جسم کے کسی بھی حصے میں کچھ ہو رہا ہو کوئی مسئلہ ہو یا درد وغیرہ ہو تو کس کو اس کا علم ہوگا؟ اور کون اس کا اظہار کرے گا؟ ظاہر ہے آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اس کا علم نہیں ہوگا آپ ہی ہوں گے جو اس کا اظہار کریں گے بالکل اسی طرح اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات میں اگر کچھ ہوتا ہے اللہ کی ذات کی کوئی بات ہوتی ہے جو اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں علم تو اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو ہو سکتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب جو سامنے لانے والا ہو وہ کون ہو سکتا ہے کیا وہ اللہ ہی کی ذات نہیں؟ جیسے آپ زبان سے اس کا اظہار کرتے ہیں آپ کی ذات میں زبان وہ آلہ ہے جس کا مقصد وجود کی ترجمانی ہے بالکل اسی طرح رسول اللہ کی ذات میں اللہ کی زبان ہے جو اللہ کا ترجمان ہے اب اس کے باوجود اگر کوئی اللہ کے رسول کی دعوت کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ رسول کا کذب ہی کرتا ہے تو اس کا انجام کیا ہوگا یہ بالکل واضح ہو جانا چاہیے اس کے پاس رسول کا کذب کرنے کا کوئی بہانہ نہیں رہے گا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر کسی تعلیم یافتہ کا بطور رسول انتخاب کیا جاتا ہے تو پہلی بات کہ اللہ الغنی نہیں یعنی اللہ فقیر ہے اللہ اس مقصد کے لیے انسان کا محتاج ہے اور دوسری بات کہ جب بھی اس شخص کے سامنے کچھ لایا جائیگا تو اس کی تعلیم اس کے آڑے آ جائے گی ایک طرف اس کے مشاہدات کی بنیاد پر حاصل شدہ یا سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں وغیرہ سے انسان کا سکھایا ہوا نامکمل علم ہوگا تو وہیں دوسری طرف اللہ کی طرف سے آنے والا خالص اور مکمل علم جو کہ تسلیم کر لینا اتنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ اللہ ایک دم سے سارا علم نہیں واضح کر دیتا بلکہ رسول تو محض ایک آلہ ہوتا ہے جس کا کام محض ترجمانی کرنا ہوتا ہے جب اسے جو کہا جائے اس نے خود کو مکمل طور پر جھکاتے ہوئے وہی کہنا ہے تو ایسی صورت میں اب اس کا دنیاوی علم اللہ کی طرف سے آنے والے علم کو تسلیم کرنے میں رکاوٹ بن جائیگا وہ بار بار سوچے گا کہ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے اس کا نتیجہ یہ سامنے آیا دوسری طرف تو اس کے بالکل برعکس بات دل میں آ رہی ہے تو جو مشاہدے کے خلاف ہو وہ کیسے سچ ہو سکتی ہے اس لیے وہ اس کا رد کر دے گا۔ اب وہیں اس کی جگہ ایک اُمی شخص ہو تو اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ سائنس کیا کہتی ہے یا لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں بلکہ وہ ڈنکے کی چوٹ پر بانگ دہل وہی بات کرے گا جو اللہ کی طرف سے اس کی طرف وحی کی جا رہی ہے جو سائنسدان ہیں حق سامنے آنے کے بعد انہیں گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے کہ ہاں واقعتاً ہم آج تک غلط تھے اس کی بات سچ ہے کیونکہ ہم مشاہدات کے محتاج ہیں اور جس حد تک مشاہدات کی بنیاد پر علم ہم تک پہنچا وہ کامل نہیں تھا انسان جب مشاہدات کرتا ہے تو کُل کا کُل علم اسے حاصل نہیں ہو جاتا بلکہ بہت سے پہلو اس کے باوجود بھی اس سے چھپے رہتے ہیں جنہیں وہ نہیں دیکھ پاتا یوں سائنس کے نام پر اس کے پاس ادھورا علم ہوتا ہے۔ جیسے آدھا سچ پورے جھوٹ سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے بالکل ایسے ہی ادھورا علم جہالت سے کئی گنا بڑھ کر خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے جس کا اندازہ آج پوری دنیا کے انسانوں کو ہو جانا چاہیے جو سائنسی ترقی کے نام پر زمین جو کہ اللہ نے جنت بنا کر دی تھی اسے جہنم بنایا جا رہا ہے اس کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔

امیّن سے یعنی اُمی رسول کی بعثت کا مقصد تو بالکل کھل کر واضح کیا جا چکا اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امیّن میں رسول کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ اگر آپ کوئی عمارت یا کچھ بنانا چاہتے ہیں یا پھر بنا کر اس کا نظام چلانا چاہتے ہیں اور آپ بہترین مالک ہیں آپ کے علاوہ کوئی دوسرا بہتر نظام نہیں چلا سکتا لیکن اس مقصد کے لیے آپ کو کسی ایسے کی ضرورت ہے جو اس کا نظام چلائے تو اس کے لیے سب سے بہتر وہی شخص ہو سکتا ہے جو خالص آپ کا غلام ہو یعنی وہ جو بھی کرے آپ ہی کی ہدایات کے عین مطابق کرے ایک رائی برابر بھی اپنی مرضی کا استعمال نہ کرے۔ اور ایسا صرف اور صرف ایک ہی صورت ممکن ہو سکتا ہے جو بھی شخص ہو وہ پہلی بات کہ مخلص ہو، دوسری بات کہ اس میں نظام چلانے کی خصوصیات و صلاحیتیں ہوں تیسری بات کہ وہ بالکل ایسا ہو کہ چاہ کر بھی اپنی مرضی کا استعمال نہ کرے اور ایسا صرف اور صرف اسی صورت ممکن ہے کہ وہ ہر لمحے آپ ہی کا محتاج رہے اس کے پاس پہلے سے بالکل بھی کچھ علم نہ ہو اس کے پاس جو بھی علم ہو وہ صرف اور صرف وہی ہو جو آپ اسے دے رہے ہیں ورنہ اگر اس کے پاس آپ کے علاوہ پہلے سے بھی علم ہوگا تو خواہ وہ کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو وہ چاہتے یا نہ چاہتے کہیں نہ کہیں اپنے علم کا شکار ہوتا رہے گا یعنی ایک طرف آپ اسے کہتے ہیں کہ فلاں کام فلاں طریقے سے کرو اب اگر آپ کے ہی طریقے کے مطابق وہ کام کیا جاتا ہے تو اس سے بظاہر بڑے نقصان کا سامنا ہوتا نظر آتا ہے اور اسی نقصان سے بچنے کی خاطر وہ شخص اپنے علم کا وہاں استعمال کرے گا کہ اگر اس کے علاوہ فلاں طریقے سے کیا جائے تو نقصان کی بجائے فائدہ ہی فائدہ ہوگا اب بظاہر وقتی طور پر ایسا کرنے سے فائدہ تو ہوگا لیکن کیا آپ کو نہیں علم تھا کہ آپ جو حکم دے رہے ہیں اس سے نقصان ہوگا اگر آپ کو علم تھا تو اس کے باوجود اگر آپ نے حکم دیا تو ظاہر ہے یہ بغیر وجہ کے نہیں ہوگا اس میں آپ کی کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوگی۔

اب اگر وہیں اس شخص کی جگہ کوئی ایسا شخص ہو جس کے پاس خود سے رائی برابر بھی علم نہیں تو وہ صرف اور صرف وہی کرے گا جو آپ اسے حکم دے رہے ہیں اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ جو آپ اسے کرنے کو کہہ رہے ہیں اس کا نتیجہ کیا سامنے آئے گا یوں وہ کسی بھی صورت اپنی منصوبہ بندیاں نہیں کرے گا اور اگر اسے انجام سے پہلے آگاہ کر بھی دیا جاتا ہے تو صرف انجام ہی نہیں بلکہ یہ بھی واضح کر دیا جائے گا کہ آخر اس طریقے سے کام کرنے کا مقصد کیا ہے اس میں حکمت کیا ہے جو بظاہر نقصان ہوتا نظر آ رہا ہے۔

یہی آپ اپنی زندگی میں کئی بار مشاہدات بھی کر چکے ہوں گے مثلاً آپ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں آپ کیساتھ کوئی دوسرا ایسا کام کر رہا ہو جس کے پاس بھی

کچھ نہ کچھ اس کام کے بارے میں علم ہو تو وہ جگہ جگہ آپ کو ضرور مشورے دے گا یہاں تک کہ کہیں اسے یہ نظر آئے کہ آپ بظاہر غلط کر رہے ہو تو وہ وہاں آپ کو ٹوک دے گا لیکن اگر آپ کے پاس مکمل علم ہے اور آپ اس علم کا استعمال باریکیوں کیساتھ کرنا جانتے ہیں تو کیا وہ سچا ہوگا؟ یا پھر جو اسے بظاہر غلط ہوتا نظر آ رہا ہے وہ اصل میں حکمت ہے؟ فی الحال تو ایسا نظر آ رہا ہے لیکن بعد میں جب نتیجہ سامنے آئے گا تب اسے پتہ چلے گا کہ آپ نے اس وقت جو کیا اسی وجہ سے آج مطلوبہ نتیجہ نکلا ورنہ اگر اس کی بات مان لی جاتی تو آج مطلوبہ نتیجہ نہ نکلتا بلکہ اس وقت وقتی نقصان سے تو بچ جاتے لیکن بعد میں بڑی تباہی ونقصان کا سامنا کرنا پڑتا۔

اب اگر اس کے برعکس ایسا شخص آپ کیساتھ کام کر رہا ہو جس کو اس کام کے بارے میں پہلے سے کچھ بھی علم نہیں تو وہ کہیں بھی اپنی مرضی کا استعمال نہیں کرے گا کہیں بھی آپ کو غلط نہیں کہے گا بلکہ وہ صرف اور صرف وہی کرے گا جو آپ اسے کہہ رہے ہوں گے وہ رائی برابر بھی اپنی مرضی نہیں کرے گا۔

جتنی بھی مخلوقات ہیں ان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے جب ان میں غور کریں تو واضح ہو جاتا ہے کہ کس کس مخلوق کا کیا کیا مقصد ہے اور ہر مخلوق اپنے اپنے مقصد کو پورا کر رہی ہے سوائے انسان کے انسان کو خود اپنی ہی ذات کا علم نہیں باقی بات تو بعد کی ہے کہ اس کو اس دنیا میں لانے کا مقصد کیا ہے۔ اب انسان کا مقصد ہے کیا جب یہ بات واضح ہو جائے تو نہ صرف پیچھے بیان کی جانے والی مثالیں کھل کر سمجھ آ جائیں گی بلکہ ان کی روشنی میں یہ بات بھی کھل کر سمجھ آ جائے گی کہ امیّن میں رسول کی بعثت کا مقصد کیا ہے۔

جیسا کہ پیچھے بھی یہ بات واضح کی جا چکی کہ اگر کسی بھی شئے کے بارے میں جاننا ہو کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے اسے کس مقصد کے لیے وجود دیا گیا تو اس شئے میں موجود صلاحیتیں اس کے مقصد تخلیق کو واضح کر دیتی ہیں، انسان چونکہ بشر ہیں تو جب اس بشر میں غور کیا جائے تو یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے اور سمجھ میں بھی آ جاتی ہے کہ بشر کی تخلیق کا مقصد زمین کا نظام چلانا ہے کیونکہ زمین پر جتنی بھی مخلوقات ہیں وہ بالکل ایسے ہی جیسے جسم میں مختلف اعضاء ہوتے ہیں جو اپنا اپنا کام کرتے ہیں لیکن یہ بشر واحد ایسی مخلوق ہے جس کی اہمیت وحیثیت جسم میں دماغ کی ہے جو پورے جسم کا ڈرائیور ہوتا ہے جو پورے جسم کا نظام چلاتا ہے جسم کی تمام مخلوقات پر اسے اختیار حاصل ہے۔

جب اس بشر میں صلاحیتیں زمین کا نظام چلانے کی ہیں اس کی اہمیت وحیثیت ڈرائیور کی یعنی دماغ کی ہے تو ظاہر ہے اسے اسی مقصد کے لیے وجود میں لایا گیا کہ اس کے ذریعے سے زمین کا نظام چلایا جائے۔

اب پیچھے بیان کی گئی مثالوں کو سامنے رکھیں اور خود فیصلہ کریں کہ کون سے بشر ایسے ہیں جو واقعتاً نظام چلانے کے اہل ہیں جو خرابیاں نہیں کریں گے جو اپنی من مانیاں اپنی مرضیاں نہیں کریں گے؟ صرف اور صرف وہ جن میں تین باتیں موجود ہوں گی پہلی بات کہ ان میں نظام چلانے کی مکمل صلاحیتیں موجود ہوں یعنی وہ کسی بھی طور پر معذور نہ ہوں، دوسری بات کہ وہ مخلص ہوں اور تیسری بات کہ ان کے پاس پہلے سے زمین کا کوئی علم نہ ہو کیونکہ اگر پہلے سے علم ہوگا تو خواہ وہ کتنے ہی مخلص کیوں نہ ہوں وہ قدم قدم پر اپنی منصوبہ بندیاں کریں گے ان کا علم مقصد میں رکاوٹ بنے گا وہ اپنے علم کی روشنی میں اقدامات کریں گے چونکہ وہ العزیز الحکیم نہیں ہیں تو ظاہر ہے پھر وہ آسمانوں وزمین کو تباہ وبرباد کر بیٹھیں گے۔ یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے امیّن میں رسول کو بعث کیا جاتا ہے جب بھی رسول کو بعث کرنا ہوتا ہے تو سب سے پہلی بات یہ دیکھی جاتی ہے کہ امیّن کون کون ہیں یعنی دنیا میں وہ جو جن کے پاس آسمانوں وزمین کا علم نہیں ہے۔ پھر ان میں سے دیکھا جاتا ہے کہ کون ایسے ہیں جن میں نظام چلانے کی مکمل صلاحیتیں موجود ہیں وہ کسی بھی طور پر معذور نہیں ہیں پھر تیسری بات کہ وہ اپنے مالک اللہ کیساتھ مخلص رہنے کے دعویدار بھی ہوں۔

ایسوں میں جب اللہ رسول بعث کرتا ہے تو رسول سب سے پہلے انہیں آ کر دعوت دیتا ہے ان پر حق واضح کرتا ہے پھر ان میں سے جو واقعتاً اللہ کے خالص غلام ہوتے ہیں وہ حق کو تسلیم کر لیتے ہیں رسول کی اطاعت واتباع کرتے ہیں یوں رسول کیساتھ کچھ لوگوں کا ایک گروہ وجود میں آتا ہے جن میں طرح طرح کی صلاحیتیں وخصوصیات ہوتی ہیں۔ پھر ان کو جمع کیا جاتا ہے یعنی جس میں جو صلاحیتیں ہوتی ہیں اس کی صلاحیتوں کے اعتبار سے اس کی ذمہ داری پر اسے لگا دیا جاتا ہے یوں وہ ایک جسم کی مانند صورت اختیار کر جاتے ہیں جیسے جسم کے ہر عضو میں صلاحیتوں کے اعتبار سے اس کا مقام ہوتا ہے ہر عضو کی ذمہ داری الگ الگ ہوتی ہے آنکھوں کا کام دیکھنا، کانوں کا کام سننا، ہاتھوں کا کام کچھ کرنا، زبان کا کام ترجمانی اور دماغ کا کام پورے جسم کو یعنی تمام کے تمام اعضاء کو چلانا نہیں

کنٹرول کرنا ان کو ہدایات دینا ہوتا ہے بالکل ایسے ہی رسول اوراس کے حواری ایک جسم کی مانند ہوتے ہیں ان میں رسول دماغ ہوتا ہے تو کچھ آنکھوں کا کردار ادا کرتے ہیں کچھ کانوں کا کچھ ہاتھوں کا تو کچھ کسی اور عضو کا۔ جب یہ ایک جسم کی صورت اختیار کر جاتے ہیں تو انہیں امت کہا جاتا ہے یہ چند لوگ پوری دنیا کے انسانوں کی جڑ ہوتے ہیں جیسے جڑ مضبوط ہوگی تو بڑے سے بڑا طوفان بھی اس جڑ پر کھڑے درخت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اور اگر جڑ کمزور ہوگی تو چھوٹی سے چھوٹی آندھی بھی اسے اکھاڑ کر رکھ دے گی اسے تباہ برباد کر کے رکھ دے گی۔

یہ چند بشر کا گروہ پوری دنیا کے انسانوں کی جڑ ہوتے ہیں ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے وقت کے لحاظ سے جو اس وقت ذمہ داری ان پر کتب ہے یعنی اس وقت کیا کرنا ہے وہ کرتے ہیں مثلاً جب گھر نیا لیا جاتا ہے تو سب سے پہلا کام اس میں سامان جوڑا جاتا ہے کیونکہ گھر نیا خریدا ہے تو ظاہر ہے رہنے کے لیے خریدا ہے اب اس وقت تک تو اس میں رہائش اختیار کرنا ممکن نہیں یا مشکل ہے جب تک کہ اس میں رہنے کے لیے تمام ضروریات موجود نہ ہو یعنی سامان موجود نہ ہو اس لیے اس وقت سامان جوڑا جاتا ہے۔

اب اگر سامان جوڑنے کے دوران گھر کے کسی کونے میں آگ لگ جائے تو کیا اس وقت بھی سامان ہی جوڑا جائے گا؟ نہیں بلکہ پہلے آگ بجھائی جائے گی کیونکہ اب وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے آگ بجھائی جائے اس وقت ذمہ داری آگ بجھانا ہے ورنہ آگ سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی اس لیے اب سامان جوڑنے کی بجائے پہلے آگ بجھائی جائے گی۔

اب اگر آگ اتنی شدت کیساتھ لگ جائے آپ کو یقین ہو جائے کہ آگ کسی بھی صورت بجھانا ممکن نہیں رہا اب تو گھر جل کر راکھ ہی ہوگا تو اس وقت نہ تو گھر میں سامان جوڑا جائے گا اور نہ ہی آگ بجھائی جائے گی بلکہ اس وقت جو ذمہ داری عائد ہے جو نظام چلانے کا تقاضہ ہے وہ یہ ہے کہ خود کو اور گھر والوں کو بچایا جائے۔

وجود میں آنے والی امت یعنی رسول اوراس کے ساتھیوں کا منظم ترین گروہ انہوں نے کیا کرنا ہے رسول ان پر ہر لحاظ سے واضح کر چکا ہوتا ہے کہ اس وقت کون سی الصلاۃ کتب ہے یعنی اس وقت ہمیں کیا کرنا ہے اس وقت ہمیں دنیا میں بھیجنے کا مقصد کیا ہے وہ اس مقصد کو پھر پورا کرتے ہیں۔ اگر وہ وقت ایسا ہو کہ گھر کو آگ لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو وہ آگ لگانے والوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور گھر میں ہر شئے کو اس کے مقام پر رکھتے ہیں جس سے انسانوں سمیت تمام مخلوقات محفوظ ہو جاتی ہیں، اگر گھر میں آگ لگ چکی ہو تو وہ پہلے آگ بجھاتے ہیں پھر گھر میں سب کچھ اپنے اپنے مقام پر رکھتے ہیں اور اگر آگ اس قدر شدت سے لگ چکی ہو کہ یقین ہو جائے اب یہ آگ کسی بھی صورت نہیں بجھنے والی تو پھر اس وقت ان کی ذمہ داری ہوتی ہے خود کو اور اپنے گھر والوں کو بچانا ان پر واضح کرنا کہ دیکھو گھر کو آگ اس قدر شدت سے لگ چکی ہے کہ گھر جل کر راکھ ہونے والا ہے اور ان پر واضح کرتے ہیں کہ اس آگ سے بچاؤ کا رستہ کیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اس کی وضاحت تفصیل کیساتھ ہو چکی آگے وہی بات واضح کی گئی جس کا پیچھے ابھی ذکر کیا جا رہا تھا کہ رسول آ کر کیا کرتا ہے یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.

یَتْلُوْا دو الفاظ کا مجموعہ ہے پہلا لفظ "یٰ" اور دوسرا لفظ "تلو" جو کہ تلاوہ کا حال کا صیغہ ہے۔ "یٰ" کے معنی پیچھے واضح کیے جا چکے اور تلاوہ کو ایک مثال سے سمجھ لیجئے۔ مثلاً ایک عمارت بنانی ہے اس عمارت کا نقشہ آپ کے ہاتھ میں ہے اب آپ اس نقشے کو ہاتھ میں لیکر پوری ترتیب کیساتھ سامنے والوں پر واضح کرتے جاتے ہیں کہ کب کب کیا کیا کیسے کیسے کرنا ہے یعنی پوری ترتیب کیساتھ ایک ایک بات کو کھولتے جانا جس سے سامنے والے اس پر چاہیں تو عمل کریں اور چاہیں تو عمل نہ کریں اگر وہ عمل کرتے ہیں تو نتیجہ وہی سامنے آئے گا جو بہترین اور مطلوبہ ہوگا۔

یَتْلُوْا رسول آتا ہے تو تلاوہ کرتا ہے اس لیے جب رسول آ گیا تو رسول تلاوہ کر رہا ہے یعنی پوری ترتیب کیساتھ جو نقشہ اسے تھمایا گیا اسے کھول کھول کر رکھ رہا ہے ایسا کرنے کا حکم تو اسے اللہ دے رہا ہے اللہ ہدایات دے رہا ہے لیکن دیکھنے والوں کو لگتا ہے گویا کہ یہ خود بخود ہی ایسا کر رہا ہے یہ تو خود ہی رسول ہونے کا دعویدار بنا ہوا ہے یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ جو اسے پوری ترتیب یعنی حکمہ کیساتھ کھول کھول کر واضح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے وہ وہی کر رہا ہے ایسے گویا کہ اسے کوئی حکم دینے والا نہیں وہ خود بخود ہی ایسا کر رہا ہے ان پر اس کی آیات کی یعنی یہ بھی واضح کر دیا کہ کس کی تلاوہ کر رہا ہے تلاوہ کر رہا ہے اللہ کی آیات کی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی آیات کیا ہیں تو قرآن میں جگہ جگہ یہ بات واضح کر دی کہ آسمانوں و زمین میں جو کچھ بھی ہے یہ اللہ کی آیات ہیں۔

اس آیت میں وہی بات واضح کردی گئی جو پیچھے واضح کیا جاچکا کہ جیسے آپ کے وجود میں زبان کا مقصد پورے وجود کی ترجمانی کرنا ہوتا ہے بالکل یہی اہمیت و حیثیت اللہ کی ذات میں انسانوں کے لیے اللہ کے رسول کی ہوتی ہے رسول کا مقصد اللہ کی ذات کی ترجمانی کرنا ہوتا ہے اور اللہ کی ذات کیا ہے یہ بھی ہر لحاظ سے واضح کیا جاچکا کہ جو کچھ بھی نظر آرہا ہے یہ اللہ ہی کا تو وجود ہے جو کچھ بھی نظر آرہا ہے یہ اللہ کی آیات ہیں جب ان میں غور کیا جائے گا تو اللہ ہی کی ذات سامنے آئے گی جب یہ اللہ کی آیات ہیں تو رسول کس کو کھول کھول کر واضح کررہا ہے؟ اللہ کی آیات یعنی جو کچھ بھی آسمانوں وزمین میں ہے تو پھر دین کیا ہے اور رسول کیا آکر وہی کرتے ہیں جو ان کے آنے سے پہلے دین کے نام پر کیا جارہا ہوتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ حقیقت ہر لحاظ سے آپ پر واضح ہوچکی۔ رسول آتا ہے تو وہ اللہ کی آیات یعنی آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے اسے کھول کھول کر رکھ دیتا ہے حکمت کیساتھ یعنی پوری ترتیب کیساتھ وہ حق واضح کررہا ہے یوں نتیجہ کیا نکل رہا ہے آگے اس کا بھی جواب دے دیا گیا وَيُزَكِّيهِمْ یہ چار الفاظ ہیں ان میں پہلا لفظ ''وَ'' جس کے معنی ہیں اور، دوسرا لفظ ''یُ'' جس کے معنی پیچھے واضح کیے جاچکے تیسرا لفظ ''زکی'' اور چوتھا لفظ ''ھم''۔ زکی ''زک'' یعنی ''زاکا'' سے ہے جس کے معنی ہیں شئے کو ہر طرح کی ملاوٹوں، تبدیلیوں، خامیوں، خرابیوں ونقائص وغیرہ سے پاک کرکے خالص اس کی اصل حالت پہلے جیسا بنا دینا۔ وَيُزَكِّيهِمْ اور ان کا تزکیہ کررہا ہے یعنی رسول جب ان پر اللہ کی آیات کی تلاوہ کررہا ہے پوری ترتیب کیساتھ یعنی حکمہ کیساتھ حق ان پر کھول کھول کر واضح کررہا ہے تو سب سے پہلے وہ ان کو خالص بناتا ہے ان کے اجسام کو خالص بناتا ہے ان پر واضح کرتا ہے کہ تمہارا ربّ اللہ ہے یعنی تمہیں اللہ نے اسی وجود نے خلق کیا جو تمہیں ہر طرف نظر آرہا ہے جب تمہارا ربّ یہی ہے تو ظاہر ہے اس کے علاوہ کسی اور کو اس بات کا علم ہوسکتا ہے کہ تمہارے جسم کے لیے کیا فائدہ مند اور کیا نقصان دہ ہوسکتا ہے؟ اور ذرا غور کرو جو آج تک تم اس جسم میں خوراک کے نام پر ڈال رہے تھے کیا وہ اللہ ہی کا رزق تھا؟ وہی رزق تھا جس کے استعمال کی اللہ نے اجازت دی تھی؟ نہیں بلکہ تم غیر اللہ کا مصنوعی، ملاوٹ شدہ، غیر فطرتی رزق استعمال کررہے تھے جس وجہ سے تمہارے اجسام ہی خالص نہیں رہے ان میں ملاوٹیں کرکرکے انہیں خامیوں ونقائص زدہ کردیا ہوا ہے، جو تم کھاتے ہو وہی بنتے ہو ذرا غور کرو اگر تم ایک شئے کھاتے ہو جس کو تم زہر کا نام دیتے ہو اسے کھانے کے بعد تمہارا جسم تمہارے اختیار میں رہتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ ایسی حرکات کرنا شروع کردیتا ہے جو آپ کی چاہت نہیں ہوتی جیسے کہ آپ کا جسم آپ کے اختیار میں نہیں کسی اور کے اختیار میں چلا گیا ہے اور آپ بے بس ہوجاتے ہو۔ اب ذرا غور کرو وہ کون ہے جس نے تمہارے جسم کو ایسا کرنے کا حکم دیا تمہارے جسم کا ایک ایک خلیہ کس کے حکم پر عمل کررہا ہوتا ہے؟ زہر کھایا تو زہر نے اپنا اثر دکھایا زہر کیا ہے وہ بھی ایک مادی شئے ہے جیسے جو کچھ بھی تم کھاتے ہو بالکل اسی طرح کی ایک شئے۔ زہر ہو یا جو کچھ بھی تم کھاتے ہو یہ سب کا سب علم ہے جو مادی شکل میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہے جب تم کچھ کھاتے ہو تو اصل میں وہ علم ہوتا ہے جسے تم اپنے جسم میں ڈالتے ہو کھانے کے بعد تمہارا جسم وہی کرتا ہے جو تم جسم میں خوراک کے نام پر ڈالتے ہو یعنی آسان الفاظ میں جو تم کھاتے ہو وہی تم بن جاتے ہو جو تمہارے اعمال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

تو جب تم غیر اللہ کا رزق استعمال کررہے ہو خبیث رزق استعمال کررہے ہو تو پھر ظاہر ہے تمہارے اجسام ملاوٹ شدہ ہیں وہ خالص اصل حالت میں نہیں ہیں جب تمہارے اجسام ملاوٹ شدہ ہیں تو تمہارے اجسام میں خرابیاں، خامیاں ونقائص ہوں گے اور پھر جن اعمال کا اظہار تمہارے اجسام کریں گے وہ کس طرح خالص ہوسکتے ہیں؟ تمہارے اجسام اسی کا اپنے اعمال کے ذریعے اظہار کریں گے جسے تم اپنا رزق بناتے ہو۔ جب تمہارا رزق ملاوٹ شدہ ہے پاک نہیں تو پھر تمہارے اعمال کیسے پاک ہوں گے؟ وہ کیسے ملاوٹ شدہ نہیں ہوں گے؟ وہ کیسے خامیوں، خرابیوں ونقائص سے پاک ہوں گے؟ جب تمہارے اجسام ہی خالص نہیں تو ایسے اجسام خالص اعمال نہیں انجام دے سکتے کیوں کہ اجسام نے تو اسی کا اظہار کرنا ہے جس سے وہ بنتے ہیں اور جس سے وہ بنتے ہیں وہ تو علم ہے جو مادی شکل میں رزق کی صورت میں ظہور پذیر ہے اس لیے رسول جب اللہ کی آیات کو کھول کھول کر رکھتا ہے انتہائی حکمہ کیساتھ تو جو اس کی دعوت کو تسلیم کررہے ہوتے ہیں نہ صرف ان کے اجسام میں موجود ملاوٹیں، خامیاں، خرابیاں ونقائص دور ہوکر خالص ہوجاتے ہیں بلکہ پھر ان کے اعمال بھی خالص ہوجاتے ہیں وہ خالص اللہ کے غلام بن جاتے ہیں یہ ہے ان کی سننے، دیکھنے، سوچنے، سمجھنے سمیت ہر عمل کی سمت خالص اللہ کے لیے ہوجاتی ہے یعنی ان کے وجھ بھی پاک ہوجاتے ہیں یوں اللہ نے اپنے رسول کی پہچان بھی واضح کردی کہ دیکھو کیا وہ جو رسول اللہ ہونے کا دعویدار ہے وہ اللہ کی آیات کی حکمہ کیساتھ تلاوہ کررہا ہے؟ اور اس کی تلاوہ پر عمل کرنے سے تمہارے اجسام پاک ہوکر خالص ہوکر تمہارے وجھ پاک ہورہے ہیں یعنی تمہاری سمت خالص ہورہی ہے؟ اگر تو ایسا ہورہا

ہے تو یہ اللہ کا رسول ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر جو بھی رسول ہونے کا دعویدار ہو وہ اللہ کا رسول نہیں بلکہ کذاب ہے مجرم ہے پھر آگے کہا وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ جو اس وقت میں موجود ہیں جو رسول کی دعوت کو دل سے تسلیم کر رہے ہیں سیکھ رہے ہیں الکتاب۔ اب الکتاب کا علم رسول سے ہی انہیں حاصل ہو رہا ہے لیکن گویا کہ خود ہی وہ الکتاب کا علم حاصل کر رہے ہیں یعنی جب ان کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو گویا خود بخود ہی انہیں الکتاب کا علم حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ پہلے بھی یہ بات واضح کی جا چکی کہ الکتاب یہی آسمانوں و زمین ہیں اور جو کچھ بھی ان میں ہے یہ سب کی سب الکتاب کی آیات ہیں وَالْحِكْمَةَ اور الکتاب کے علم کا صحیح استعمال کیا تھا وہ انہیں سکھا رہا ہے پھر آگے اللہ مزید کچھ واضح کر رہا ہے وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور اگر ہو رہے ہیں اس میں جو کہ قدر میں کر دیا گیا یعنی جو کہ طے شدہ ہے اس سے پہلے یعنی رسول کی بعثت سے پہلے ان کی حالت یہ ہے کہ ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں ہیں ہدایت کی ایک کرن بھی نہ تھی یعنی اگر سو فیصد ہر لحاظ سے کھلم کھلا گمراہیوں میں نہ ہوتے یا نہ ہوں تو اللہ نے رسول کی بعثت کو قدر میں کیا ہی نہیں رسول کو بعث نہ کیا جاتا کیونکہ جب تک نور کی ایک کرن بھی موجود ہو تب تک اللہ رسول بعث نہیں کرتا اللہ صرف اور صرف تب رسول بعث کرتا ہے جب دنیا سو فیصد گمراہیوں میں چلی جاتی ہے نور کی ایک کرن بھی نہیں رہتی ہر طرف ظلمات ہی ظلمات ہوتی ہیں۔

اس آیت میں جہاں اللہ نے اور بہت سے حقائق کو کھول کھول کر رکھ دیا تو وہیں رسول کی بعثت کے حوالے سے ایسی راہنمائی کر دی کہ اللہ کے رسول کی پہچان بالکل آسان کر دی۔ سب سے پہلی بات جو آیت کہ آخر میں بیان کی گئی کہ اللہ رسول کو تب ہی بعث کرتا ہے جب سو فیصد گمراہیاں ہوں نور کی ایک کرن بھی نہ ہو حالانکہ اس وقت جو لوگ موجود ہوتے ہیں وہ حق کے دعویدار ہوتے ہیں وہ یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ وہ گمراہیوں میں ہے حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر لحاظ سے کھلم کھلا سو فیصد گمراہیوں میں ہوتے ہیں۔

دوسری بات کہ رسول امیّن میں بعث کیا جاتا ہے وہ لوگ جن کے پاس آسمانوں و زمین کا علم نہیں ہوتا، تیسری بات کہ رسول انہیں لوگوں میں سے آتا ہے پھر چوتھی بات کہ وہ آ کر سب سے پہلے اللہ کی آیات کی تلاوہ کرتا ہے جس سے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور الکتاب یعنی آسمانوں و زمین کا علم اور اس علم کا استعمال کب کہاں کیوں کیسے اور کتنا کرنا ہے یہ سکھاتا ہے۔

آج سے چودہ صدیاں قبل قرآن میں اللہ نے یہ کہا تھا اور ان تمام شرائط پر اس وقت ایک ہی شخص پورا اترتا تھا اور وہ تھا محمد۔ اس وقت دنیا میں امیّن بہت سی اقوام تھیں یعنی بہت سی اقوام ایسی تھیں جن کے پاس آسمانوں و زمین کا علم نہیں تھا مگر ان میں ایک ہی قوم ایسی تھی جن میں آسمانوں و زمین کا نظام چلانے کی اس وقت کے اعتبار سے صلاحیتیں موجود تھی دنیا میں جتنے بھی جاہل طبقے تھے ان میں عرب واحد ایسی قوم تھی جو ذہین تھی بہت سی خوبیوں کی مالک تھی وہ خوبیاں وہ صلاحیتیں جو اس وقت کی ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا کر سکتے تھے بشرطیکہ ان کی راہنمائی کی جائے اس لیے اس وقت اگر رسول کی بعثت کی جا سکتی تھی تو اسی قوم میں اور پھر وہ محمد ہی تھے جو رسول کی بیان کردہ تمام تر شرائط و علامات پر پورا اترتے تھے اس لیے اس آیت میں یہاں تک تو محمد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا اب بڑھتے ہیں آگے اگلی آیت کی طرف۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. الجمعہ ۳

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ اور آخرین جو ہیں ان میں بھی انہیں سے یعنی جب قرآن اترا تو وہ لوگ اولین تھے جن میں اللہ نے رسول بعث کیا تو جیسے اولین میں رسول بعث کیا تھا اس وقت، آج سے چودہ صدیاں قبل کہا گیا کہ آخرین میں بھی بالکل اسی طرح رسول بعث کیا جائے گا۔

اور پھر آخرین کون ہیں اللہ نے اسی آیت میں ان کی بھی وضاحت کر دی آج سے چودہ صدیاں قبل کہا جب قرآن اتارا لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ جو کہ آخرین ہیں جن میں بالکل اسی طرح رسول بعث کیا جائے گا جیسے اولین میں بعث کیا گیا آخرین وہ ہیں جن سے تم مل نہیں رہے جو آگے چل کر آئیں گے یعنی آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے نہ صرف رسول کی بعثت کے بارے میں کھول کر بتا دیا تھا بلکہ اس وقت محمد کی صورت میں رسول بعث بھی کیا جو کہ اولین تھے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ آخرین میں بھی بالکل اسی طرح اللہ کی ذات رسول کو بعث کرے گی اور پھر یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ آخرین وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے جن سے تم نہیں مل رہے جو آگے چل کر مستقبل میں آئیں گے۔

اب سب سے پہلے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخرین میں کس رسول کے بھیجے جانے کا آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے وعدہ کر دیا تھا اور پھر اس کی بعثت کب

کہاں کیسے ہوگی ان تمام سوالات کے جوابات بھی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی دے دیئے تھے۔
آپ پیچھے بھی یہ بات جان چکے ہیں لیکن یہاں ایک بار پھر واضح کیے دیتے ہیں جو کہ اللہ نے سورۃ الزخرف میں واضح کر دیا۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلاً لِّلۡاٰخِرِيۡنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی اس قرآن کے نزول سے قبل جو بھی دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں ایک ایک کو مثل کر دیا الآخرین یعنی بعد والوں کے لیے۔

یہ بات بھی واضح کی جا چکی کہ قرآن میں جو بھی گزشتہ لوگوں کا ذکر ہے وہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں اور یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ قرآن میں بیّنات نہیں بلکہ آیات ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ قرآن میں کن کن لوگوں کا ذکر کیا گیا جو اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے تھے اور انہیں سلف یعنی گزرے ہوئے کر دیا تو آپ کے سامنے ان کی تین اقسام آئیں گے ایک بطور قوم ذکر کیا گیا مثلاً قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب اور آل فرعون دوسری قسم ہے ایک ہی امت کا ذکر کیا گیا جو کہ امت بنی اسرائیل ہے اور تیسری قسم رسولوں کی ہے جو گزرے ہوئے رسولوں کا ذکر کیا گیا تو قرآن میں یہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ یہ مثلیں بیان کی گئی ہیں جہاں گزشتہ قوموں کا ذکر ہے تو وہاں اصل میں ذکر دنیا میں آباد موجودہ لوگوں کا ہے یعنی موجودہ قوم کا ذکر ہے کیونکہ انہیں تو سلف کر دیا گیا اور موجودہ قوم کو ان کی مثل کر دیا گیا اس لیے جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر ہے تو وہ اصل میں موجودہ امت کا ذکر ہے جسے امت محمد یا امت مسلمہ کے نام سے جانا جاتا ہے اور جہاں رسولوں اور نبیوں کا ذکر ہے وہاں اصل میں اس امت میں آنے والے رسولوں اور نبیوں کا ذکر ہے کیونکہ وہ تو سلف ہو چکے موجودہ امت میں آنے والے رسول اور النبیّن ان کی مثل ہیں۔

امت بنی اسرائیل جو کہ سلف ہو چکی اور موجودہ امت بنی اسرائیل کی مثل، اُس امت کے اولین میں موسیٰ کو بعث کیا گیا تو اِس امت کے اولین میں موسیٰ جو کہ سلف کیے جا چکے ان کی مثل محمد کو بعث کیا گیا، امت سلف بنی اسرائیل میں عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا تو موجودہ امت مثل بنی اسرائیل میں ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بھیجنے کی خبر اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی دے دی تھی۔

یوں یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ موجودہ امت کے آخرین میں جس رسول کی بعثت کی بشارت آج سے چودہ صدیاں قبل ہی دے دی گئی وہ عیسیٰ اللہ کے رسول ہیں۔

اب اس مت کے آخر میں آنے والے عیسیٰ کے بارے میں پائے جانے والے عقائد ونظریات کو بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں اور ان کے برعکس آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے جو کہا وہ بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں اور پھر حق کیا ہے اس کا فیصلہ آپ خود کیجئے۔

آج تک یہ بات نہ صرف پھیلا دی گئی جو کہ زبان زدعام ہے بلکہ یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ اس امت کے آخر میں آنے والا عیسیٰ وہی عیسیٰ ابن مریم ہوگا جسے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا تھا۔

اس کے برعکس اللہ نے قرآن میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی یہ بات واضح کر دی تھی کہ

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلاً لِّلۡاٰخِرِيۡنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی جو بھی اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں مثلاً کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد آنے والوں کے لیے۔

عیسیٰ ابن مریم الاولین میں تھے یعنی قرآن کے نزول سے قبل آئے تو جو بھی قرآن کے نزول سے قبل آ چکا پس اسے سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا اور نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ الآخرین بعد میں آنے والوں کے لیے مثل کر دیا اس لیے عیسیٰ ابن مریم جو کہ قرآن کے نزول سے قبل بھیجے گئے تو وہ بغیر کسی شک وشبے کے سلف کیے جا چکے وہ سلف ہو چکے جس کا ذکر اللہ نے الگ سے بھی قرآن میں کر دیا۔

مَا الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ. المائدہ ۷۵

نہیں ہے المسیح ابن مریم یعنی مریم کا بیٹا مگر جب تک وہ موجود ہے وہ رسول ہے اگر موجود نہیں تو وہ رسول بھی نہیں تو کیا وہ گزر چکا؟ ہاں وہ آیا تھا موجود رہا پھر

گزر چکا جب وہ گزر چکا تو اس سے پہلے بھی جتنے رسول آئے وہ بھی گزر چکے یعنی جب کوئی رسول گزر جاتا ہے تو پھر اس کو الٰہ نہیں بنایا جائے گا کیونکہ ''لا الٰہ الا ھوالحی القیوم'' نہیں ہے الٰہ مگر وہی ہے جو الحی ہے یعنی جو مخصوص حیات ہے القیوم یعنی جس مقصد کے لیے اسے وجود میں لایا گیا وہ اس پر قائم ہے۔ جس کی موت ہو جائے یا جس مقصد کے لیے اسے وجود دیا گیا جو اس پر قائم نہیں رہتا تو وہ الٰہ نہیں ہے اسے الٰہ نہیں بنایا جا سکتا اگر اس کے باوجود اسے الٰہ بنایا جاتا ہے تو یہ شرک عظیم ہے کیونکہ اگر گزرے ہوئے رسول کو الٰہ بنانے کی اجازت ہوتی تو پھر کیا اس سے پہلے رسول نہیں گزر چکے؟ پھر ان کے بعد رسولوں کو کیوں لایا گیا اگر موت کے بعد بھی کسی کو الٰہ بنایا جا سکتا تھا تو؟ پھر تو صرف ایک ہی رسول کافی تھا لیکن کیا ایسا ہوا کہ ہم نے سب سے پہلے رسول کی موت کے بعد کوئی رسول بعث نہ کیا؟ اگر ہر اس شخص جو رسول تھا اس کے گزر جانے کے بعد نیا رسول لایا جاتا رہا تو اسی لیے کہ جب کوئی رسول گزر جاتا ہے تو اسے الٰہ نہیں بنایا جا سکتا۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. المائدہ ۷۵

نہیں ہے المسیح مریم کا بیٹا مگر جب تک موجود تھا تو اللہ کا رسول تھا اور اگر جو قدر میں کیا جا چکا وہ ہو چکا یعنی جو بھی دنیا میں آتا ہے اس کا گزر جانا دنیا کو اس سے خالی ہونا قدر میں کر دیا گیا وہ ہو چکا یعنی اس کی موت ہو گئی وہ گزر گیا تو پھر یہ کوئی نیا کام نہیں ہوا یا پہلی بار نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلے بھی جو بھی رسول آیا اس کی بھی موت ہو چکی وہ بھی گزر گیا دنیا اس سے خالی ہو چکی تو جب اس سے پہلے جو بھی رسول آیا وہ گزر گیا اور کسی بھی رسول کے گزر جانے کے بعد رسول لانے کا دروازہ بند نہیں کیا کسی بھی رسول کی موت کے بعد اسے الٰہ بنانے کا حکم نہیں دیا اجازت نہیں دی تو پھر ابن مریم کے بعد کیسے ہو سکتا ہے یا کسی بھی رسول کے بعد کیسے ہو سکتا ہے۔

اس آیت میں اللہ نے الگ سے بھی یہ بات واضح کر دی کہ عیسیٰ ابن مریم گزر چکا وہ سلف کیا جا چکا۔ جب عیسیٰ ابن مریم گزر چکا سلف کیا جا چکا تو پھر وہ صرف سلف نہیں بلکہ اسے مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے یعنی اس امت کے آخر میں جو عیسیٰ آئے گا بعث کیا جائے گا وہ عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ وہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ ہوگا۔

اب آپ خود فیصلہ کریں ایک طرف خود کو امت محمد یا امت مسلمہ کہلوانے والوں کا عقیدہ و نظریہ ہے اور دوسری طرف اللہ قرآن میں ان کے عقیدے و نظریے کے بالکل برعکس بات کر رہا ہے۔ کیا یہ سچے اور اللہ اور اس کا کلام قرآن احسن الحدیث جھوٹا ہے یا پھر یہ جھوٹے بے بنیاد و باطل ہیں اور اللہ کا کلام حق ہے؟ یہ فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے۔

پھر دیکھیں ان کا کہنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کو اللہ نے زندہ آسمانوں پر اپنی طرف اٹھا لیا اور قیامت سے قبل آسمانوں سے نیچے اتریں گے اور ان کے برعکس اللہ نے بالکل مختلف بات بیان کی۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. الجمعہ ۲، ۳

جس طرح اللہ نے اولین میں رسول کو بعث کیا بالکل اسی طرح اللہ آخرین میں بھی رسول کو بعث کرے گا یعنی ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بھی بالکل اسی طرح بعث کرے گا جیسے اس امت کے اولین میں محمد کو بعث کیا گیا۔ اب آپ خود غور کریں کہ کیا محمد کو بعثت سے پہلے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا ہوا تھا اور وہ آسمانوں سے نیچے اترے؟ یا پھر اس کے بالکل برعکس محمد کی بعثت کی مکمل تفصیلات اللہ نے بیان کر دیں؟ تو جیسے محمد کو بعث کیا گیا بالکل عین اسی طرح ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بعث کیا جانا تھا اگر تو محمد آسمانوں پر سے اترے تو یہ لوگ اپنے قول میں سچے اور اللہ جھوٹا ہے اور اگر محمد آسمانوں پر سے نہیں اترا تھا بلکہ ان میں انہیں سے بعث کیا گیا تو پھر اس امت میں آنے والا ابن مریم کی مثل عیسیٰ بھی آسمانوں سے نہیں اترے گا بلکہ ان میں انہیں سے ان کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا یوں اللہ سچا اور یہ لوگ بدترین جھوٹے ہیں جو رات دن اللہ پر افتراء کر رہے ہیں۔

اور پھر یہ بات بھی واضح ہو چکی کہ ان کے عقائد و نظریات کے مطابق اللہ اس کائنات سے الگ آسمانوں پر چڑھ کر بیٹھا ہوا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس

ہے ایسا اللہ کوئی وجود ہی نہیں رکھتا جو اس کائنات سے الگ ہو اور آسمانوں پر چڑھ کر بیٹھا ہوا ہے۔ جب ایسا کوئی اللہ وجود ہی نہیں رکھتا تو پھر عیسیٰ ابن مریم کا زندہ یا مردہ اوپر آسمانوں پر اللہ کے پاس جانا یہ بے بنیاد من گھڑت قصے وکہانیاں ہیں جن کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔

اب فیصلہ آپ خود کریں کہ آیا یہ لوگ سچے ہیں یا اللہ اور اس کا کلام قرآن؟ حقیقت ہر لحاظ سے آپ پر واضح کی جا چکی۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور هُوَ یعنی جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے یہ اللہ ہی کی ذات ہے اور اللہ کی ذات الْعَزِيزُ الْحَكِيم ہے یعنی اللہ کی ذات کو علم ہے کہ کب اور کس طرح رسول کو بعث کرنا ہے یعنی کب اس ذات کو ترجمان کی ضرورت ہے اور اس ترجمان کو کب کہاں اور کیسے بعث کرنا ہے تو جب اسے بعث کیا جائے گا تو دیکھو کیا جو رسول ہونے کا دعویدار ہے وہ العزیز الحکیم ہے کیونکہ جیسے تم بذریعہ فون جب کسی سے بات کر رہے ہوتے ہو تو تمہارے سامنے کون موجود ہوتا ہے جو بول رہا ہوتا ہے جس سے آواز نکل رہی ہوتی ہے؟ فون ہوتا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا تم اس فون کیساتھ بات کر رہے ہوتے ہو؟ اگر تم کوئی سوال کرتے ہو تو سوال اس فون سے کرتے ہو آگے سے کوئی سوال جواب ہوتا ہے تو کیا فون سوال جواب کر رہا ہوتا ہے؟ یا پھر فون تو محض ایک آلہ ہوتا ہے اصل میں بات اس کے پیچھے جو موجود ہوتا ہے وہ کر رہا ہوتا ہے فون کا مقصد تو محض درمیان میں وسیلہ بننا ہے محض ترجمان بننا ہے بالکل اسی طرح جب رسول آتا ہے تو جو بھی اس کی دعوت ہوتی ہے جو بھی وہ بات کرتا ہے تو وہ جو بشر سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے وہ نہیں بول رہا ہوتا بلکہ وہ تو ایک ٹول ہوتا ہے ایک آلہ ہوتا ہے اصل میں تو هُوَ اللہ کی ذات بول رہی ہوتی ہے اللہ بول رہا ہوتا ہے اس کی زبان پر جب اللہ بول رہا ہے تو پھر دیکھو کہ کیا وہ العزیز الحکیم ہے اگر تو وہ العزیز الحکیم ہے تو پھر وہ بشر واقعتاً اللہ کا رسول ہے وہ انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اللہ اس بشر کے ذریعے کلام کر رہا ہو گا یہ اللہ نے اس امت کے آخر میں بعث کیے جانے والے رسول ابن مریم کی مثل کے بارے میں کہا اور پھر آگے اس کی مزید پہچان واضح کر دی۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ الجمعہ ۴

وہ یعنی جو آگے چل کر آخرین میں اللہ نے رسول بعث کرنا ہے وہ فَضْلُ فضل ہے فضل کہتے ہیں ترجیح کو مثلاً آپ نے کوئی کام کروانا ہے اس کے لیے بہت سے دعویدار موجود ہوں اب ان میں سے جسے اس کام کے لیے سب پر ترجیح دی جائے یا ترجیح ملے اسے عربی میں فضل کہا جاتا ہے ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ وہ یعنی آخرین میں جو اللہ نے امیّن میں امیّن سے ہی اپنا رسول بعث کرنا ہے اس وقت کروڑوں اربوں بشر موجود ہوں گے لیکن ان سب پر اللہ ترجیح دے گا کسی ایک ہی بشر کو اور کیسے ترجیح دے گا اس کا جواب بھی اللہ نے آگے دے دیا يُؤْتِيهِ اس لفظ کے شروع میں بھی ''ی'' کا استعمال ہوا ہے اس سے اس کے معنی خودی کے بن جاتے ہیں اور ''ی'' کے بعد ''ؤ'' کا استعمال حال کا صیغہ بنا دیتا ہے جس کے معنی بنیں گے جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ گویا کہ خود ہی ہو رہا ہے کیا گویا خود ہی ہو رہا ہے آگے اسی کا جواب دے دیا گیا اگلا لفظ ہے اتا جس کے معنی ہیں دینے کے اور آخر میں ''ہ'' اور اس کے نیچے زیر ہے جو کسی کی طرف یعنی اس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جو آگے چل کر مستقبل میں دیا جا رہا ہے یوں اس لفظ يُؤْتِيهِ کے معنی بنتے ہیں آگے چل کر مستقبل میں جو ترجیح دی جا رہی ہے گویا کہ خود ہی وہ اپنے آپ کو سب پر اس مقصد کے لیے ترجیح دے رہا ہے۔ اب اگر ایسا ہو تو پھر کوئی بھی اٹھ کر باقی سب پر خود کو ترجیح دینا شروع کر دے کہ میں ہی اللہ کا رسول ہوں یوں تو پھر اللہ عاجز آ گیا کوئی بھی ایسا کر سکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ اسی کا اللہ نے آگے جواب دے دیا کہ ایسا نہیں کہ کوئی بھی ایسا کر سکتا کیونکہ نظر آنے میں تو ایسا ہی ہو گا لیکن حقیقت یہ نہیں ہے جیسے آسمانوں و زمین میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ نظر آنے میں تو ایسا ہی ہے کہ گویا سب کچھ خود ہی ہو رہا ہے لیکن کیا حقیقت یہی ہے؟ نہیں۔ اسی طرح اگر مستقبل میں جا کر آخرین میں کوئی بشر خود ہی اپنے آپ کو باقی سب پر ترجیح دے رہا ہو گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو پھر ایسا کوئی بھی کر سکتا ہے لیکن کیا ہر دعویدار اللہ کا رسول ہو سکتا ہے؟ اسی کا اللہ نے جواب دے دیا کہ یہ محض زبان کے دعوے کا نام نہیں ہے بلکہ مَنْ يَشَاءُ جو اس نے قانون بنا دیا جو اس کا قانون ہے یعنی جو اس کے قانون پر پورا اترے گا وہی خود کو باقی سب پر ترجیح دے سکتا ہے وہی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور پھر وہ واقعتاً اللہ کا رسول ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ کا قانون کیا ہے آگے اسی کا اللہ نے جواب دے دیا آگے وضاحت کر دی وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور اللہ ہے جسے حاصل ہو گا آگے چل کر فضل العظیم۔ فضل کے معنی آپ جان چکے، آگے لفظ ہے العظیم جو کہ عظم سے ہے اور عظم کے معنی ہیں جیسے جسم میں ہڈی کی اہمیت وحیثیت ہوتی ہے کہ اگر جسم سے ہڈی نکال دی جائے تو جسم کی کیا اہمیت وحیثیت رہ جائے گی بالکل ایسی ہی اہمیت وحیثیت ہونا پھر ہڈی میں مضبوطی اور سختی پائی جاتی ہے ہڈی میں ٹلنا نہیں پایا جاتا جس میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہوں وہ عظیم اور یہاں العظیم یعنی مخصوص عظیم کا ذکر کیا جا رہا

ہے۔

کون ہے جس کے بارے میں اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی واضح کر دیا تھا کہ اسے آخرین میں رسول بعث کیا جائے گا وہ کون ہو گا کس کو سب پر اس مقصد کے لیے ترجیح دی جائے گی وَاللّٰہُ اور اللہ ہے یعنی اللہ ہے جسے سب پر ترجیح حاصل ہے۔ پیچھے یہ بات بار بار واضح ہو چکی کہ رسول کا مقصد ہے اللہ کی ذات کی ترجمانی کرنا اور رسول اللہ کی ذات سے الگ نہیں بلکہ جو ظاہر نظر آ رہا ہوتا ہے وہ تو ایک بشر ہوتا ہے اور وہ بشر اللہ کی ذات میں ایک آلہ ایک عضو زبان ہوتا ہے لیکن الفاظ زبان کے نہیں ہوتے الفاظ اس ذات کے ہوتے ہیں جس کی زبان ہوتی ہے جیسے بول تو زبان رہی ہوتی ہے لیکن الفاظ زبان کے نہیں ہوتے الفاظ اس ذات کے ہوتے ہیں جس کی زبان ہوتی ہے بول تو وہ ذات رہی ہوتی ہے بالکل اسی طرح وہ بشر جسے سب پر اس مقصد کے لیے ترجیح دی جائے گی وہ بشر تو ایک عضو محض زبان ہے لیکن اس بشر میں بولنے والی ذات وہ الفاظ جو بشر ادا کر رہا ہوتا ہے وہ انسان کے نہیں بلکہ اللہ کی ذات کے ہوتے ہیں۔ جیسے پہلے بھی یہ بات واضح کی جا چکی کہ آپ کے جسم میں اگر کچھ بھی ہوتا ہے تو وہ آپ کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا جب تک کہ آپ خود اس کا اظہار نہیں کرتے اور آپ اس کا اظہار زبان سے کریں گے اب بول تو زبان رہی ہوتی ہے لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زبان کہہ رہی ہے کہ اسے بھوک لگی ہوئی ہے یا بھوک زبان کو نہیں بلکہ اس ذات کو لگی ہے جس کی زبان ہے بالکل ایسے ہی بشر رسول اللہ کی ذات میں زبان ہوتا ہے لیکن وہ زبان اللہ کی ہوتی ہے اس لیے اس زبان پر اللہ بول رہا ہوتا ہے اور صرف اللہ ہی کو فضل حاصل ہے یعنی اگر سب پر ترجیح دی جائے گی تو وہ صرف اور صرف اللہ ہی کو ترجیح حاصل ہے وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور اللہ ہے جسے حاصل ہے فضل العظیم ایسی ترجیح کہ جس کی اہمیت وحیثیت جسم میں ہڈی کی سی ہے یعنی جب وہ رسول آئے گا تو جتنے بھی ایسے لوگ ہوں گے جن کو علم کے میدان میں ایک دوسرے پر فضیلت یعنی ترجیح حاصل ہو گی لیکن جو رسول ہو گا اسے سب کے سب پر ایسی ترجیح حاصل ہو گی کہ اگر اسے نکال دیا جائے اسے پیچھے ہٹا دیا جائے تو پیچھے علم کے دعویداروں کی اہمیت وحیثیت ایسی رہ جائے گی جیسے جسم سے تمام کی تمام ہڈی نکال لی جائے اور پھر رسول میں سختی وثابت قدمی ایسے ہو گی جیسے ہڈی میں سختی ومضبوطی پائی جاتی ہے بڑے سے بڑا طوفان بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا اس کو اس کے مقصد سے نہیں ہٹا پائے گا تو آج غور کریں وہ کون ہے جو انسان نہیں ہے؟

وہ کون ہے جو نظر آنے میں تو آپ ہی کی طرح ایک بشر ہے لیکن وہ انسان نہیں ہے یعنی وہ اپنی ہی ذات کو بھولا ہوا نہیں ہے اسے علم ہے کہ وہ کون ہے وہ کیا ہے اس کی اپنی ذات کیا ہے اس کی اپنی ذات اللہ ہے۔ پھر غور کریں وہ کون ہے جس کی علمی میدان میں اہمیت وحیثیت ایسی ہے کہ اسے سب کے سب پر ترجیح حاصل ہے اگر اس کے علم کو نکال دیا جائے تو پیچھے ہر علم کے دعویدار کی اہمیت وحیثیت ایسے رہ جاتی ہے جیسے جسم سے تمام کی تمام ہڈی نکال لی جائے تو پیچھے جسم کی جو اہمیت وحیثیت رہ جائے؟ وہ کون ہے جس میں ثابت قدمی ومضبوطی انتہاء کی ہے جو کچھ بھی ہو جائے پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے؟ وہ کون ہے جو خود کہہ رہا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی؟ وہ کون ہے جس کی بعثت آخرین میں ہوئی ہے؟ وہ کون ہے جس کی بعثت آخرین میں بالکل عین اسی طرح ہوئی جیسے قرآن میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی بنا دے دی گئی تھی؟

ذرا غور کریں کیا آج دنیا علمی لحاظ سے مجموعی طور پر دو گروہوں میں تقسیم نہیں ہے ان میں ایک گروہ چین، جاپان، روس، یورپ وامریکہ سمیت جدید نام نہاد ترقی یافتہ ریاستیں ہیں جو آسمانوں وزمین کے علم میں دن بدن آگے بڑھ رہی ہیں اور دوسری طرف امیّن ہیں جن کے پاس آسمانوں وزمین کا علم نہیں ہے جس میں عرب، ایشیاء وافریقی ممالک شامل ہیں اور پھر ان امیّن میں سے امت محمد کون ہیں جن کے آخرین میں رسول کو بعث کیا جانا تھا؟ کیا وہ عرب وہند ہی پیچھے نہیں رہ جاتے؟ اور ان میں سے جب غور کریں کہ اولین میں محمد کن امیّن میں بعث کیا گیا؟ عربوں میں تو کیا اللہ آخرین میں بھی عربوں میں ہی بعث کرے گا یا پھر جو اس کے قانون پر پورا اترے گا جو خالص اسی کا غلام ہو گا اور کیا اس کے لیے عرب ہونا شرط ہے؟ نہیں بالکل نہیں اور ویسے بھی عربوں کو تو موقع دیا جا چکا اور چودہ صدیاں عربوں کے ہی پاس تھیں انہیں بار بار موقع دیا گیا لیکن جب انہوں نے اس ذمہ داری کو مکمل طور پر ترک کر دیا تو پھر انہیں موقع دیا جانا اللہ کے قانون میں رہ ہی نہیں جاتا یوں پیچھے امیّن میں ہندوخراسان کے امیّن رہ جاتے ہیں اور ان میں دیکھیں کہ وہ کون ہیں جن کے پاس الکتاب کا تو علم نہیں لیکن وہ آسمانوں وزمین کی ذمہ داری اٹھانے کے دعویدار ہیں اور ان میں صلاحیتیں بھی ہیں وہ کب سے اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں کہ عیسیٰ کو بھیج دے عیسیٰ کو بھیج دے جب آپ غور کریں گے تو ایک ہی قوم سامنے آئے گی اور وہ ہے ہند کی قوم اور ہند میں بھی بالخصوص وہ قوم جو رات دن اللہ سے دعائیں کر رہی ہے کہ اسے موقع

دیا جائے وہ اس ذمہ داری کی اہل ہے جنہیں وسائل بھی دیئے گئے جنہیں ان کی چاہت کے عین مطابق زمین میں مکن بھی دیا گیا اور وہ ہے پاکستانی قوم اور آج اللہ کا رسول ابن مریم کی مثل عیسیٰ آپ کے درمیان موجود ہے۔

اللہ نے تو یہ نبا آج سے چودہ صدیاں قبل ہی دے دی تھی اور پھر ذرا غور کریں یہ عیسیٰ تو ابن مریم کی مثل ہے اور ابن مریم کیساتھ کیا ہوا تھا؟ جب وہ البیّنات کیساتھ آیا اس نے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیا تو اس وقت کے ملّاں لاجواب ہو گئے انہوں نے جان لیا تھا کہ علمی میدان میں اس کا سامنا کسی بھی صورت ممکن نہیں اگر کوئی جرات کرتا بھی ہے تو وہ خود کو مکمل طور پر ننگا کروانے کے مترادف ہوگا عوام کی نظروں میں جو اہمیت وحیثیت ہے جو دھوکہ ابھی تک برقرار ہے اگر علمی میدان میں اس کے مقابلے پر آئے تو وہ دھوکا و دجل بھی چاک ہو جائے گا اور عوام انہیں جوتے مارے گی ان کی حقیقت ان کی جہالت چاک ہو جائے گی اس لیے انہوں نے ایک ہی حربہ استعمال کیا کہ عیسیٰ ابن مریم پر طرح طرح کے الزامات لگائے بہتان باندھے عوام کو عیسیٰ ابن مریم کیخلاف مشتعل کیا جلسے جلوس نکال کر حکومت پر ابن مریم کیخلاف مقدمہ درج کرنے اور بذریعہ قانون فساد فی الارض کا مرتکب قرار دیکر قتل کرنے کے لیے دباؤ ڈالا، عیسیٰ ابن مریم کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی لیکن کیا وہ اپنی اس منصوبہ بندی میں کامیاب ہو گئے؟ نہیں بالکل نہیں اور قرآن میں کیا یہ اساطیر الاولین بیان کی گئیں یا پھر مثلیں؟ اگر تو یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ صرف ماضی میں عیسیٰ ابن مریم کیساتھ ہو چکا جس واقعہ کا ذکر کیا جا رہا ہے تو یہ اساطیر الاولین بن جائیں گی لیکن اللہ نے بالکل واضح کر دیا کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں بیان کی گئیں اس لیے اگر قرآن میں عیسیٰ ابن مریم کا واقعہ بیان کیا گیا تو وہ مثل ہے جو اس وقت کے تقاضے کیمطابق عیسیٰ ابن مریم کی خلاف کیا گیا بالکل وہی آج ابن مریم کی مثل عیسیٰ اللہ کے رسول کیساتھ آج کے قوانین و تقاضوں کیمطابق کیا جائے گا۔

اب ذرا غور کریں وہ کون سا ملک ہے وہ کون سی قوم ہے جن میں ایسا قانون موجود ہے کہ جب عیسیٰ آئے تو اسے توہین رسالت کا مرتکب قرار دیکر اس کا حکومتی قتل کروا دیا جائے؟ وہ ایک ہی ملک ہے اور وہ ہے پاکستان۔ کیا یہ کوئی اتفاق ہے؟ نہیں کائنات میں کچھ بھی ہوتا ہے تو اتفاق نام کی کوئی شئے نہیں بلکہ صرف اور صرف وہی ہوتا ہے جو اللہ نے قدر میں کر دیا اس لیے اگر یہ قانون بنا اسی ملک میں اور ماضی قریب میں ہی بنا تو اس کا اصل مقصد یہی ہے کہ یہ اللہ کے رسول عیسیٰ کیخلاف شیاطین کی منصوبہ بندی ہے جس کا انہیں خود بھی علم نہیں لیکن عنقریب ان پر یہ بات بھی کھول کر واضح کر دی جائے گی جسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

اب آپ خود غور کریں اور فیصلہ کریں کہ کیا حق ہر لحاظ سے آپ پر واضح نہیں ہو چکا اور کون ہے اس امت میں آنے والا عیسیٰ اللہ کا رسول؟ اس امت میں آنے والا عیسیٰ اللہ کا رسول آپ کے درمیان موجود ہے جو اللہ کی آیات آپ پر کھول کھول کر رکھ رہا ہے جو حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ رہا ہے اور مزید دیکھیں اگلی آیات میں اللہ نے اس وقت کے بارے میں بھی واضح کر دیا کہ جب آخرین میں عیسیٰ اللہ کے رسول کو بعث کیا جائے گا تو اس وقت خود کو اہل حق اور امت محمد کہلوانے والوں کی حالت کیا ہوگی۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. الجمعہ ۵

مَثَلُ الَّذِيْنَ اس امت کے آخرین میں جب اللہ کی ذات اپنے رسول کو بعث کرے گی تب اس وقت خود کو امت محمد امت مسلمہ کہلوانے والے مثل ہوں گے ان کی حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ اٹھائے ہوئے ہیں جس طرح امت بنی اسرائیل کے آخرین میں جب عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول کو بھیجا گیا تھا تو بنی اسرائیل نے توارئت کو اٹھایا ہوا تھا ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا پھر نہیں اٹھائے ہوئے اسے۔ یعنی جیسا کہ سورت الزخرف کی آیت میں آپ جان چکے ہیں کہ جو اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو سلف کر دیا یعنی گزرے ہوئے کر دیا اور انہیں نہ صرف گزرے ہوئے کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے۔

امت بنی اسرائیل گزر چکی یعنی انہیں سلف کر دیا گیا نہ صرف سلف کر دیا گیا بلکہ انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے۔ امت بنی اسرائیل سلف تو موجودہ امت اس کی مثل ہے اس امت کے اول میں موسیٰ کو بعث کیا گیا موسیٰ سلف ہو چکے تو اس امت کے اول میں موسیٰ کی مثل محمد، پھر اس امت کے آخر میں جب وہ ضلالٍ مبینٍ میں جا چکے تھے سو فیصد گمراہیوں میں جا چکے تھے نور کی ایک کرن بھی نہیں تھی تب عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول کو بعث کیا گیا جب عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا تو اس وقت بنی اسرائیل توارئت کو اٹھائے ہوئے ہونے کے باوجود نہیں اٹھائے ہوئے تھے یعنی وہ توارئت کے اہل ہونے کے دعویدار تو تھے لیکن انہیں اس

بات کا رائی برابر بھی علم نہیں تھا کہ تورائت میں کہا کیا گیا؟ تورائت محض اوراق پر لکھے ہوئے حروف کو نہیں اٹھانا بلکہ اصل میں تو ذمہ داری ہے جسے اٹھانا ہے جس کا انہیں بالکل بھی کوئی علم نہیں تھا وہ ذلت و پستیوں کا شکار ہو چکے تھے انہوں نے اس وقت جو تورائت کو اٹھایا ہوا تھا اس اٹھانے کو اللہ نے آگے یوں بیان کیا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بالکل گدھے کی مثل جس پر کتابیں لاد دی جائیں تو اس کے لیے وہ محض بوجھ ہے جو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہے اسے اس کا علم ہی نہیں کہ اس نے کیا اٹھایا ہوا ہے۔ جب بنی اسرائیل میں عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا تب بنی اسرائیل کی یہ حالت تھی وہ تورائت اٹھائے ہوئے ہونے کے باوجود نہیں اٹھائے ہوئے تھے وہ گدھے کی مثل محض اوراق کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے انہیں اس بات کا ذرا بھی علم نہیں تھا کہ تورائت اوراق کا مجموعہ نہیں بلکہ تورات تو ذمہ داری ہے جو ان پر عائد کی گئی تو بالکل اسی طرح جب امت محمد کے آخر میں ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بھیجا جائے گا تو بنی اسرائیل میں سے یہود کی مثل ہوں گے وہ لوگ جو امت محمد کے آخر میں ہوں گے اس وقت وہ لوگ خود کو امت محمد کہلوانے والے قرآن کو اٹھائے ہوئے ہونے کے باوجود نہیں اٹھائے ہوں گے ان کا قرآن کو اٹھانا گدھے کی مثل ہوگا جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا جائے اسے کچھ بھی علم نہیں کہ جو اس پر لادا گیا ہے وہ کیا ہے سوائے کتابوں کے بوجھ کے۔

اب ذرا غور کریں کیا آج خود کو امت محمد کہلوانے والوں کی حقیقت یہی نہیں ہے؟ کیا آج کوئی ایک بھی شخص ایسا ہے کوئی ایک بھی خود کو امت محمد کہلوانے والا یا خود کو مسلمان کہلوانے والا جسے اس بات کا علم ہو کہ قرآن کیا ہے؟ قرآن اوراق کا بوجھ نہیں بلکہ قرآن تو آسمانوں وزمین کی ذمہ داری کا نام ہے جو کہ آج کسی ایک کو بھی علم نہیں بِئۡسَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ انتہائی برے لوگ تھے اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ترین مغضوب جن کی یہ مثل ہیں یعنی امت محمد کے آخر میں جو لوگ ہوں گے جو خود کو امت محمد یا مسلمان کہلوانے والے ہوں گے وہ اللہ کے قانون میں انتہائی ناپسندیدہ اور بدترین لوگ ہوں گے۔ جو اللہ کی آیات کیساتھ کذب کر رہے تھے یہ بھی ان کی مثل اللہ کی آیات کیساتھ کذب کر رہے ہوں گے یعنی جیسے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط اور آل فرعون نے اللہ کی آیات کیساتھ کذب کیا جیسے انہوں نے جو کچھ بھی آسمانوں وزمین میں ہے جو کہ اللہ کی آیات ہیں ان میں چھیڑ چھاڑ کی ان میں تبدیلیاں کیں ان میں پنگے لیے اور آسمانوں وزمین کو فساد زدہ کر دیا بالکل ایسے ہی اس وقت جب عیسیٰ کو بعث کیا جائے گا تو دنیا کے لوگ کر رہے ہوں گے اور خود کو امت محمد کہلوانے والے بھی ان کی مثل ہوں گے ان کیساتھ کندھے سے کندھا ملا کر فساد عظیم کر رہے ہوں گے اللہ کی آیات کیساتھ کذب کر رہے ہوں گے۔ آج آپ غور کریں کیا خود کو امت محمد یا مسلمان کہلوانے والے بھی بالکل وہی نہیں کر رہے؟ کیا یہ حقائق آج آپ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے؟ جب آج وہی وقت ہے جس کا ذکر اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل کر دیا تھا تو پھر اللہ کا رسول عیسیٰ کہاں گیا جس کی بعثت کا اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی وعدہ کر دیا تھا؟ جس کی بعثت قدر میں کی جا چکی؟

جس نے آکر اللہ کی آیات کو کھول کھول کر رکھنا تھا؟ جس نے ہر اس بات کو کھول کھول کر رکھ دینا تھا جس میں بھی یہ اس سے پہلے آپس میں اختلاف میں پڑے ہوئے تھے ہر گروہ کا دعویٰ تھا کہ صرف وہی حق پر ہے باقی سب باطل ہیں حالانکہ سب کے سب ہی سو فیصد گمراہیوں میں تھے باطل تھے۔ جس نے آکر الساعت کا علم انسانوں پر واضح کرنا تھا کیا وہ آج تمہارے درمیان موجود نہیں ہے؟ کیا اس نے آکر سب کچھ کھول کھول کر نہیں رکھ دیا؟ کیا دنیا کی کوئی طاقت ہے جو اللہ کے رسول عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی میرا رد کر سکے؟ مجھے غلط ثابت کر سکے؟ اس قدر حق کھول کھول کر واضح کیے جانے کے باوجود بھی اگر تم لوگ شک میں رہتے ہو اور میرا کذب ہی کرتے ہو تو پھر جان لو بے شک آج تم میرا کذب کرو، آج تم میرا کفر کرو، آج تم مجھ پر الزامات لگاؤ، آج تم میرے خلاف سازشیں کرو، آج تم لوگوں کو میرے خلاف بھڑکاؤ، آج تم میرے خلاف جلسے وجلوس نکالو، آج تم میرے خلاف مقدمات درج کراؤ، آج تم میرے خلاف ہر وہ چال چلو جو تم چل سکتے ہو، آج تم میرے خلاف منصوبہ بندیاں کرو، آج تم میرے خلاف محاذ کھول دو، آج تم میرے خلاف قتل کے فتوے جاری کرو اللہ کی قسم کان کھول کر یہ بات جان لو تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے الٹا تم پر عذاب عظیم لایا جا رہا ہے۔ جو آگ آج تم میرے خلاف بھڑکانے جا رہے ہو اور بھڑکا رہے ہو جب تمہیں یہ لگ رہا ہوگا کہ تم میرے خلاف اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہے ہو وہی وقت ہوگا جب تمہیں ذلت آمیز عذاب سے دوچار کیا جائے گا تمہیں ایسی آگ میں جلایا جائے گا کہ دنیا میں تمہارا نام ونشان ہی مٹا دیا جائے گا اور آخرت میں تمہارے لیے جب تک کہ جہنم کی بھی اجل نہیں آجاتی تب تک کے لیے ہر وہ عذاب ہوگا جس کا تم آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جان لوتم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے یہ میرے ربّ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ تم میں سے کسی کی بھی موت نہیں ہوگی کہ وہ خود اپنی زبان سے یہ گواہی نہ دے کہا ے احمد عیسیٰ بے شک تم اللہ کے رسول ہو، وہی اللہ کا رسول وہی عیسیٰ جس کا وعدہ اللہ نے کیا تھا جس کا ہم انتظار کر رہے تھے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ بہت کم انتہائی قلیل تعداد ایسی ہوگی جو دل سے گواہی دینے والوں کی ہوگی اور اکثریت اسی طرح گواہی دینے والوں کی ہوگی جیسے آل فرعون نے گواہی دی تھی یا ان لوگوں نے جو پہلے رسولوں کی موجودگی میں حجت کرنے کے بعد ہلاک کر دیئے گئے۔ تو کیا ان کی اس وقت گواہی نے انہیں کچھ نفع دیا؟ نہیں نا؟ تو پھر تمہیں کیسے نفع دے گا۔ جان لو آج تم میرا کذب کر رہے ہو لیکن بعد میں تم خود گواہی دو گے اور ہماری طرف لپکو گے لیکن تب بہت دیر ہو چکی ہوگی یہ میرے ربّ اللہ کا وعدہ ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ اور اللہ ہے نہیں ہدایت دیتا یعنی نہیں ان کی راہنمائی کرتا جو لوگ تھے ہی ظالمین یعنی ظلم کرنے والے۔ ظلم کہتے ہیں کمی کرنے کو تو کیا اللہ نے رسولوں کا دروازہ بند کیا یا پھر ان لوگوں نے بنی اسرائیل کی اتباع میں وہی ظلم کیا جو انہوں نے کیا تھا وہ بھی رسولوں کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے، اللہ کے نبیوں کو قتل کرتے رہے ان کا کذب کرتے رہے اور پھر اس کے نتیجے میں ذلیل و رسوا ہو گئے عذاب مھین کا شکار ہو گئے۔ کیا آج یہ امت ہر سطح پر ظلم نہیں کر رہی؟ تھوڑا سا بھی غور کریں گے تو حق آپ کے سامنے ہے اور جب یہ لوگ خود کو امت محمد یا مسلمان کہلوانے والے ہیں ہی ظالمین تو اللہ ظالمین کو کیونکر ہدایت دے جو خود ہی اپنے لیے ہدایت کے دروازے بند کیے ہوئے ہیں؟

پیچھے آپ یہ جان چکے کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے اور اس کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ واقعہ رونما نہیں ہو جاتا جس کی وہ تاریخ ہے جیسے ہی وہ واقعہ رونما ہوگا تو قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی اس قرآن میں ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات بالکل کھل کر واضح ہو جائیں گی لیکن جب تک وہ واقعہ رونما نہیں ہوتا تب تک دنیا کی کوئی طاقت اس کی تاریخ پر مبنی آیات کو بیّن نہیں کرسکتی۔

اب آپ خود غور کریں کہ کیا آج تک ان آیات کو کوئی بیّن کرسکا؟ اور پھر آج ہی یہ آیات بیّن کیوں ہوئیں؟ یہ آیات تو آخرین میں بعث کیے جانے والے رسول اللہ احمد عیسیٰ کی تاریخ پر مبنی ہیں تو ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ آیات آج بیّن ہو گئیں اور عیسیٰ ابھی آیا ہی نہیں؟ جن آیات کو عیسیٰ نے بیّن کرنا تھا وہ جب آج بیّن کر دی گئیں تو پھر ان آیات کو بیّن کرنے والا کون ہے؟ کیا یہ آیات آج میری احمد عیسیٰ رسول اللہ کی تصدیق نہیں کر رہیں؟ کیا ان آیات نے آج آپ کو یاد نہیں دلا دیا کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جسے آخرین میں بعث کیا جانا تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن میں ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی؟ آخرین میں بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ پر مبنی آیات آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن میں اتار دی گئی تھیں تا کہ جیسے ہی اس کی بعثت ہو تو قرآن کی یہ آیات تمہیں کھول کھول کر یاد دلا دیں کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جس کا تم آج تک انتظار کر رہے تھے اور پھر دیکھیں آج جس وجہ سے مجھ پر دولت اسلامیہ نامی گروہ سے تعلق کا الزام لگایا جاتا ہے اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ میرا اس حوالے سے جو کردار ہے اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اسی قرآن میں سورۃ الجمعہ میں اس کی تاریخ اتار دی تھی۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ هَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ اَوۡلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ. وَلَا يَتَمَنَّوۡنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ. قُلۡ اِنَّ الۡمَوۡتَ الَّذِىۡ تَفِرُّوۡنَ مِنۡهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيۡكُمۡ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ. الجمعه ٦ تا ٨

یہ آیات اللہ کے اس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں جس کے بارے میں سورۃ الجمعہ کے شروع میں ہی آج سے چودہ صدیاں قبل کہا گیا تھا کہ اسے آخرین میں تب بعث کیا جائے گا جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوں گے یعنی ہر لحاظ سے کھلم کھلا گمراہیوں میں ہوں گے نور کی ہدایت کی ایک کرن بھی نہیں ہوگی، جب خود کو امت محمد کہلوانے والے قرآن کو اٹھائے ہوئے ہونے کے باوجود نہیں اٹھائے ہوئے ہوں گے ان کا قرآن کو اٹھانا گدھے کی مثل محض بوجھ اٹھانے کے مترادف ہوگا اور جب تک کہ یہ وقت آ نہیں جاتا تھا تب تک نہ تو اللہ نے اپنے رسول عیسیٰ کو بعث کرنا تھا اور نہ ہی ان آیات نے بیّن ہونا تھا اور جیسے ہی اللہ کے رسول عیسیٰ کو بعث کیا جانا تھا تو عیسیٰ کے کردار نے ان آیات کو بیّن کر دینا تھا کیونکہ یہ آیات اللہ کے رسول عیسیٰ کی تاریخ ہے اس نے جو کردار ادا کرنا تھا اس نے جس طرح آ کر دعوت دینا تھی جس طرح حق کھول کھول کر واضح کرنا تھا اسی کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی۔

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ هَادُوۡۤا اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے کہ انہیں کہہ اے وہ جو یہ دعویٰ کر رہے ہو کہ ہم تو ہیں ہی ہدایت یافتہ، ہم جو بھی کر رہے ہیں وہی کر رہے ہیں جس کا اللہ نے ہمیں حکم دیا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ اَوۡلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ اگر تمہیں یہ لگتا ہے تم یہ گمان کرتے ہو تم اس زعم میں مبتلا ہو کہ اس میں کچھ شک نہیں تم جو کچھ بھی کر رہے ہو وہ انسانوں کے مشن میں ان کے معاونت کار نہیں بن رہے بلکہ تمہارا مقصد و مشن اللہ کی نصرت کرنا ہے اللہ کی معاونت کرنا ہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اللہ کے مقصد و مشن میں اس کے معاونت کار بن رہے ہو تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اللہ کی ہی مان کر کر رہے ہو وہی کر رہے ہو جو اللہ نے تمہیں حکم دیا فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ تو پس ایسا کرو کہ تمہیں اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم نے اس وقت جو کرنا ہے وہ یہ ہے کہ تم موت کی تمنا کرو یعنی موت کی طرف لپکو تمہاری اس وقت دنیا میں کوئی ضرورت نہیں واپس آجاؤ موت کو گلے لگاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ یہ جان چکے اور اسی سورۃ کے شروع میں بھی یہ بات واضح کر دی گئی اللہ نے قدر میں کر دیا کہ اللہ صرف اور صرف تب ہی رسول بعث کرے گا جب اس سے پہلے امیّن کی حالت یہ ہوگی کہ امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے ہوں یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں ہوں نور کی ایک کرن بھی نہ ہو کسی ایک کو بھی حق کا علم نہ ہو بلکہ ہر کوئی ہر لحاظ سے گمراہیوں میں ہو۔ اس امت کے آخرین میں جب امیّن نے ضلالٍ مبینٍ میں ہونا تھا تو اللہ نے اپنے رسول عیسیٰ کو بالکل اسی طرح بعث کرنا تھا جیسے کہ اللہ کا قانون ہے یعنی ان میں انہیں سے اپنا رسول بعث کرنا تھا تو آج جب وہ وقت آ گیا تو اللہ نے اپنا رسول بعث کر دیا یوں جب اللہ نے اپنا رسول بعث کیا تو اللہ رسول بھیجتا ہے بالبیّنات یعنی البیّنات کیساتھ رسول آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیتا ہے اس لیے آج اللہ کے رسول احمد عیسیٰ نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا اور ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ آج تم جو کچھ بھی کر رہے ہو یہ تم اللہ کے مقابلے پر انسانوں کے مقصد و مشن میں ان کے اولیاء بنے ہوئے ہو یعنی تم جو کچھ بھی کر رہے ہو تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا تو اس کا استعمال تم جس مقصد کے لیے بھی کر رہے ہو یہ تم اللہ کے مقابلے پر اللہ کے شریکوں کی معاونت کر رہے ہو، انسانوں کا کام ہے آسمانوں و زمین میں فساد کرنا انسانوں کا مقصد و مشن ہے ترقی، جدیدیت اور انسانیت کی خدمت کے نام پر زمین میں فساد کرنا اس زمین کو جہنم بنانا اللہ کیساتھ دشمنی کرنا اور تم بھی ان کے اس مقصد و مشن میں ان کے معاونت کار بنے ہوئے ہو تمہارا بطور امت اس لیے انتخاب نہیں کیا گیا تھا کہ تم بھی وہی کرو جو انسانوں کا کام ہے بلکہ امت کی مثال تو گھر میں والدین کی سی ہوتی ہے اور انسانوں کی مثال گھر میں بچوں کی سی جیسے بچوں کو جس شئے میں بھی فائدہ نظر آتا ہے جو بھی انہیں بھلی لگتی ہے خواہ وہ ان کے لیے کتنی ہی تباہ کن اور نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ اس کے حصول کی خاطر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں بالکل ایسے ہی انسانوں کی مثال ہے انسانوں کو علم نہیں اس لیے وہ جس میں بھی اپنا فائدہ دیکھتے ہیں انہیں جو بھی اچھا لگتا ہے اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں حالانکہ اگر انسانوں کو اس سے نہ روکا گیا تو یہ آسمانوں و زمین کو تباہ و برباد کر دیں گے اس زمین کو جہنم بنا دیں گے اور جیسے گھر میں والدین کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ بچوں کو ہر اس کام سے روکیں جس میں بھی ان کا یا گھر کا نقصان ہو وہ بچوں کے نفع و نقصان کا خیال رکھیں گھر کی دیکھ بھال کریں کہ کوئی بھی گھر کو نقصان نہ پہنچا پائے بالکل ایسے ہی تمہاری یعنی امت کی مثال تھی بالکل یہی ذمہ داری اس دنیا میں تمہاری تھی تمہیں اس لیے بطور امت دنیا کے لوگوں کے لیے نکالا گیا کہ تم انہیں ہر اس کام سے روکو جس میں بھی ان کے لیے یا آسمانوں و زمین میں کسی ایک بھی مخلوق کے لیے نقصان ہو جس سے آسمانوں و زمین میں فساد ہو تو کیا آج تم وہی کر رہے ہو جو ذمہ داری تمہیں دی گئی تم پر عائد کی گئی؟ یا پھر تم اپنی ذمہ داری سے بالکل غافل ہو کر اسے ترک کیے ہوئے تم بھی انسانوں کے مقصد و مشن آسمانوں و زمین میں فساد کرنے میں ان کے اولیاء بنے ہوئے ہو اور اللہ کیساتھ دشمنی کر رہے ہو؟ حقیقت تمہارے سامنے ہے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ یہ انسان جسے ترقی کہہ رہے ہیں یہ سب کا سب دجل ہے یعنی یہ الدجّال ہے لیکن جن میں اللہ نے اپنا رسول بعث کیا وہ یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں کہ ہم ضلالٍ مبینٍ میں ہیں یعنی ان کا کہنا یہی ہے کہ ہم تو ہیں ہی ہدایت یافتہ ہم تو انسانوں کے مقصد و مشن میں ان کے معاونت کار نہیں بنے ہوئے بلکہ ہم تو اللہ کی غلامی کر رہے ہیں ہم تو اللہ کے مقصد و مشن میں اس کی معاونت کر رہے ہیں۔

اب آپ خود غور کریں کہ آج پوری دنیا میں خود کو مسلمان کہلوانے والے جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہ اللہ کے اولیاء ہیں یعنی اللہ کے مقصد و مشن میں اللہ کے کام میں اس کی معاونت کر رہے ہیں یا پھر یہ من دون اللہ انسانوں کے مقصد و مشن میں ان کے اولیاء بنے ہوئے ہیں یعنی انسانوں کے مقصد و مشن میں ان کی معاونت کر رہے ہیں؟ حقیقت آج ہر کسی پر کھول کھول کر واضح کر دی گئی۔

آپ پر واضح کر دیا گیا کہ اللہ کیا ہے یعنی ہر طرف آپ کو اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے اللہ تو فطرت ہے تو ذرا اپنے گریبان میں جھانکیں کہ کیا آپ فطرت کے اولیاء

ہیں یعنی فطرت کا جو اس وقت مقصد و مشن ہے کہ انسانوں کو فطرت میں تبدیلی کرنے سے روکنا، فطرت کیساتھ دشمنی کرنے سے روکنا اس میں اس کی معاونت کر رہے ہیں اس کی مدد کر رہے ہیں یا پھر آپ فطرت کے مقابلے پر فطرت سے دشمنی کرتے ہوئے انسانوں کے مقصد و مشن جو کہ فطرت کیساتھ بغاوت و دشمنی ہے میں ان کے اولیاء یعنی معاونت کار بنے ہوئے ہیں؟ اگر آپ میں ذرا سی بھی سوجھ بوجھ ہے ذرا سی بھی عقل ہے تو حق ہر لحاظ سے آپ پر کھل کر واضح ہو چکا کہ آج ہر کوئی اللہ کی بجائے اللہ کے مقابلے پر انسانوں کے مقصد و مشن فطرت یعنی اللہ کیساتھ دشمنی میں ان کا معاونت کار بنا ہوا ہے اور اس کے باوجود ہر کوئی یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم تو اللہ کی غلامی کر رہے ہیں ہم تو وہی کر رہے ہیں جو اللہ نے ہمیں کہا تو جان لو اللہ نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ تم اللہ کیساتھ ہی دشمنی کرو بلکہ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ تم اللہ کے اولیاء ہو اللہ کے مقصد و مشن میں اس کی معاونت کر رہے ہو تو پھر اللہ کا تمہیں حکم یہ ہے کہ آج اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے وہ قائم کرو جو کہ بالکل وہی الصلاۃ کتب ہے جو نوح اور اس کے ساتھیوں نے قائم کی، بالکل وہی جو ھود اور اس کے ساتھیوں نے قائم کی، جو صالح اور اس کے ساتھیوں نے قائم کی، جو شعیب اور اس کے ساتھیوں نے قائم کی، جو لوط اور اس کے ساتھیوں نے قائم کی، جو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے قائم کی اور اگر تم اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم نہیں کرتے تو پھر جان لو اللہ کچھ بھی بغیر حق نہیں کرتا یعنی اللہ ایک رائی برابر بھی کام بغیر مقصد کے نہیں کرتا اس لیے تمہارا اس وقت دنیا میں موجود ہونا بغیر مقصد کے ہے اب اگر تم اللہ ہی کی غلامی کر رہے ہو یعنی تم مومن ہو تو پھر اللہ کا حکم یہ ہے کہ تمہاری اس وقت دنیا میں کوئی ضرورت نہیں تم واپس آجاؤ اور واپسی کا رستہ ہے الدجّال کی آگ میں کود و۔ اب اگر تم سچے ہو یعنی تمہارا کہنا ہے کہ تم تو وہی کر رہے ہو جو اللہ نے تمہیں کہا تو پھر جان لو اللہ کا اس وقت تمہارے لیے حکم یہ ہے کہ یا تو اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم کرو اور اگر اسے قائم نہیں کرتے تو پھر تم بغیر حق ہو تمہاری بغیر حق دنیا میں کوئی ضرورت نہیں اس لیے تم موت کی تمنا کرو یعنی اللہ نے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ اس وقت کون سی الصلاۃ کتب ہے لیکن تم ہو کہ ماننے کو تیار ہی نہیں تمہارا کہنا ہے کہ نہیں ابھی تو سب کچھ آنا ہے ابھی تو خلافت قائم ہونی ہے تو پھر ایسا کرو یہ لو خلافت قائم ہو چکی اب اس کا ساتھ دو جو کہ تم میں سے ہر ایک پر واضح ہے کہ جو بھی خلافت کا ساتھ دے گا وہ موت کو ہی اختیار کرے گا اب اگر تم سچے ہو تو کرو موت کی تمنا کیوں نہیں کر رہے؟ جان لو اگر تم اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم نہیں کرتے اور اس کے باوجود تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم مومن ہو تو پھر تمہاری اس وقت دنیا میں کوئی ضرورت نہیں تم بغیر حق ہو اس لیے تم واپس آجاؤ، تم نے اللہ کے برعکس الدجّال کو اپنا ربّ تسلیم کیا ہوا ہے الدجّال کے ربّ ہونے کا کفر کرو یعنی الدجال کی آگ میں کود جاؤ یہی واپسی کا رستہ ہے اب تم میں سے جو واقعتاً مومن ہے تو وہ الدجّال کی آگ میں کود جائے گا اور جو نہ ہی اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم کرتا ہے یعنی ہمارے رسول کی دعوت کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اس کا ساتھ دیتا ہے اور نہ ہی وہ موت کی تمنا کرتا ہے واپس آتا ہے تو وہ مومن نہیں بلکہ بدترین مشرک ہے اس سے بڑا کافر کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا اور عنقریب تم جان لو گے۔

اسے ایک مثال سے سمجھ لیجیے۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک نیا گھر تعمیر کرنا ہے جس کے لیے سب سے پہلے ان لوگوں کی ضرورت ہوگی جو گھر کی بنیاد تعمیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جیسے ہی وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کر لیں گے تو پھر ان کی ضرورت نہیں رہے گی آپ انہیں واپس بھیج دیں گے اور ان میں سے صرف اور صرف اسے ہی پیچھے رہنے دیں گے جو اگلے مرحلے کا کام بھی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے ورنہ جو جو بھی اگلے مرحلے کا کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اسے واپس بھیج دیں گے اور ان کی جگہ انہیں لائیں گے جو اس سے اگلے مرحلے یعنی دیواریں تعمیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ایسے ہی نہ صرف آپ مرحلہ بہ مرحلہ آگے بڑھتے جائیں گے بلکہ جن جن کی جب جب ضرورت ہوگی ان کو کام پر رہنے دیں گے اور جن جن کی جب جب ضرورت نہ رہے تو آپ انہیں واپس بھیجتے رہیں گے یہاں تک کہ گھر تکمیلی کے مراحل میں داخل ہو گیا اور صرف پینٹ کا یعنی رنگ روغن کا کام رہ گیا۔ اب آپ سے سوال ہے کہ جب صرف اور صرف رنگ روغن کا کام رہ گیا تو اس کے لیے آپ کو کن کی ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ ان کی ضرورت ہے جو رنگ روغن کا کام جانتے ہیں اس لیے اب صرف اور صرف رنگ روغن والوں کو رہنے دیا جائے گا یا لایا جائے گا اور باقی سب کی چھٹی کرا دی جائے گی انہیں گھر بھیج دیا جائے گا۔

اب اگر ایسا ہو کہ بہت سے کاریگر اور مزدور ایسے ہوں جو رنگ روغن کا کام نہیں جانتے لیکن وہ ضد کریں کہ ہمیں ابھی بھی کام پر رکھا جائے تو کیا آپ انہیں کام پر رکھیں گے؟ تو اس کا جواب بھی بالکل واضح ہے کہ نہیں صرف اور صرف انہیں رکھا جائے گا جو رنگ روغن کا کام جانتے ہیں ان کے علاوہ باقی سب کو واپس بھیج دیا جائے گا چھٹی کرا دی جائے گی۔ یعنی آپ صرف اور صرف انہی کا وجود برداشت کریں گے جن کی ضرورت ہے اور جو بھی بغیر مقصد ہوگا اسے آپ برداشت نہیں

کریں گے ایسے سب کے سب کو واپس بھیج دیں گے کیونکہ ان کی ضرورت نہیں ہے وہ اب آپ کے لیے بے کار و فضول ہیں۔

بالکل ایسے ہی اللہ کے ہاں مومن وہ ہیں جو وہ الصلاۃ قائم کریں جو الصلاۃ اس وقت کتب ہے جس میں وہ موجود ہیں اور اگر وہ اس الصلاۃ کو قائم نہیں کرتے اس کے باوجود ان کا کہنا ہے کہ ہم مومن ہیں تو پھر ان کے لیے اللہ کا حکم یہ ہے کہ میں کچھ بھی بغیر حق یعنی بغیر مقصد کے نہیں کرتا اس لیے تمہاری دنیا میں کوئی ضرورت نہیں تمہارے لیے میرا حکم یہ ہے کہ تم واپس آ جاؤ یوں جو واقعتاً اللہ کے حکم کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرتے ہیں تو وہ مومن اور جو نہ ہی کتب الصلاۃ قائم کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ کا واپسی کا حکم تسلیم کرتے ہیں تو وہ خواہ لاکھ دعوے کرتے رہیں وہ اللہ کے ہاں مومن نہیں بلکہ بدترین منافق و مشرک ہیں۔

آج جب اللہ نے مجھے بعث کیا تو میں نے آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں قرآن میں سلف کی مثلوں سے اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری گئی اس لیے جہاں جہاں نوح اور اس کی قوم، عاد قوم عاد اور ھود، ثمود قوم ثمود اور صالح، مدین قوم مدین اور شعیب، آل فرعون اور موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم سمیت جن جن کا بھی ذکر ہے وہ اصل میں ان کی مثلوں سے آج کی تاریخ ہے۔ آج اس وقت بالکل وہی الصلاۃ کتب ہے جو نوح نے قائم کی، جو ھود نے قائم کی، جو صالح نے قائم کی، جو شعیب نے قائم کی، جو لوط نے قائم کی، جو موسیٰ نے قائم کی۔ جو لوگ اس وقت آج جو الصلاۃ کتب ہے اسے جان کر پہچان کر قائم کرنے والے ہیں اس وقت اللہ کو ان کی ضرورت ہے انہیں دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی وہی اللہ کے ہاں مومن ہیں اور جو آج اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم نہیں کر رہے تو ایسے جتنے بھی ہیں وہ مومن نہیں بلکہ منافق و مشرک ہیں اور اس کے باوجود اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ میں مومن ہوں تو پھر وہ جان لے کہ اگر وہ واقعتاً مومن ہے یعنی اللہ کی بات کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے والا ہے تو پھر اس کے لیے اللہ کا حکم یہ ہے کہ اس کی دنیا میں کوئی ضرورت نہیں وہ بغیر مقصد کے ہے اور اللہ کچھ بھی بغیر مقصد کے نہیں کرتا اس لیے وہ واپس آ جائے اور واپسی کا رستہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کے ربّ ہونے کا کفر کرتے ہوئے الدجّال کو اپنا ربّ تسلیم کیا ہوا ہے اس لیے وہ الدجّال کے ربّ ہونے کا کفر کرے یعنی اس کی جنت کے مزے لوٹنے کی بجائے اس کی آگ میں کود جائے، موت کی تمنا کرے۔ اے وہ جو خود کو مومن کہلوانے والے ہو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا اس کے باوجود تم نہیں مان رہے اور تمہارا کہنا یہی ہے کہ نہیں بلکہ ابھی تو بہت وقت باقی ہے پوری دنیا پر اسلام غالب آئے گا پوری دنیا میں خلافت قائم ہوگی تو پھر یہ لو خلافت جس کے تم دعویدار تھے اب اگر تم اپنے قول میں اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس امام کا ساتھ دو، اب موت کی تمنا کرو یعنی تم تو یہی چاہ رہے تھے نہ کہ خلافت قائم ہوگی، امام مہدی آئیں گے تو وہی خلافت قائم کریں گے تو لو آ گیا تمہارا امام مہدی اس نے خلافت کے قیام کا اعلان بھی کر دیا اب کیوں اس کا ساتھ نہیں دے رہے؟ اب اس کا ساتھ دو نا؟ جان لو تم اس کا ساتھ نہیں دو گے کیوں کہ تم مومن ہو ہی نہیں اگر تم مومن ہوتے تو تم یا تو اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم کرتے یا پھر موت کی تمنا کرتے یعنی تم خلافت کے قیام کا انتظار کر رہے تھے کہ جیسے ہی قائم ہوگی تو ہم اس کا ساتھ دیں گے تو پھر لو ہوگئی قائم خلافت اب اس کا ساتھ دو اور تم اس کا ساتھ دیتے لیکن کیا تم نے ساتھ دیا؟ نہیں بلکہ تم میں سے جو مومن تھے اگر آج جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم نہیں کر رہے تھے تو انہوں نے اللہ کے حکم کے آگے خود کو مکمل طور پر جھکا دیا خلافت کے لیے الدجال کی آگ میں کود کر موت کو گلے لگا لیا یوں وہ دنیا و آخرت میں فلاح پانے والوں میں سے ہو گئے لیکن تم لوگ مومن نہیں بلکہ منافق اور بدترین مشرک ہو۔

ایسے ہی اسے ایک اور پہلو سے بھی آپ پر بالکل کھول کر واضح کرتے ہیں۔ اللہ نے سب سے زیادہ زور صرف اور صرف اس بات پر دیا کہ آسمانوں و زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے اور خود تمہاری اپنی ہی ذات ان میں سے کسی میں بھی غور و فکر کرو تو تم پر حق بالکل کھل کر واضح ہو جائے گا یعنی ذرا غور کرو تمہیں سننے کے لیے کان دیئے تو کیوں دیئے؟ ظاہر ہے بہت سی آوازیں اپنا وجود رکھتی ہیں انہیں سننا تمہارے لیے لازم تھا انہیں سننے کے لیے تمہیں کان دیئے، ایسے ہی تمہیں آنکھیں دیں تو کیوں دیں؟ ظاہر ہے جو کچھ بھی اپنا وجود رکھتا ہے اسے دیکھنا تمہارے لیے لازم تھا اسی لیے تمہیں آنکھیں دیں تاکہ تم اسے دیکھو اور پھر صرف سنو اور دیکھو ہی نہیں بلکہ جو سن اور دیکھ رہے ہو جو تمہیں سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت دی تو اسی لیے دی کہ جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو اس کے بعد ہی کوئی بھی عمل کرو جو کہ تمہیں عمل کرنے یعنی آسمانوں و زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت دی۔ یوں جب آپ شکر کریں گے یعنی آپ کو جو سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیت دی گئی ان صلاحیتوں کا اسی مقصد کے لیے استعمال کریں گے تو آپ پر ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جائے گا کہ آپ کو دنیا میں کیوں بھیجا گیا آپ کی اپنی حقیقت کیا ہے آپ کیوں خلق کیے گئے آپ کی خلق کا مقصد کیا ہے یوں

آپ پر بالکل کھل کر واضح ہوجائے گا کہ آپ کی خلق کا مقصد ہے الصلاۃ قائم کرنا۔

الصلاۃ جو کہ صل سے ہے جس کے معنی ہیں شئے کا اس کے اصل مقام پر ہونا اور الصلاۃ کے معنی ہیں جس پر آپ کو اختیار دیا گیا اس میں اس کی ہر شئے کو ان کے اصل مقام پر ہی رکھنا یا رہنے دینا یعنی الصلاۃ کے معنی ہیں زمین کی تمام کی تمام مخلوقات کو ان کے مقامات پر ہی رکھنا یا رہنے دینا۔ الصلاۃ قائم کرنے سے اصلاح ہوتی ہے اور الصلاۃ قائم کرنے والوں کو اللہ نے صالحین یعنی اصلاح کرنے والے کہا جس سے بالکل کھل کر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ الصلاۃ کے معنی ہیں جس پر آپ کو اختیار دیا گیا اس میں اس کی تمام کی تمام اشیاء کو اپنے اپنے مقام پر رکھنا یا رہنے دینا جس سے اس میں اگر کوئی بگاڑ ہے کوئی خرابی ہے تو وہ دور ہو کر اس کی اصلاح ہوجائے گی اور یعنی الصلاۃ قائم کرنے والے صالحین ثابت ہوجائیں گے۔

اللہ کے ہاں صرف وہی مومن ہیں جو جس وقت میں موجود ہوتے ہیں اس وقت جو الصلاۃ کتب ہوتی ہے اسے قائم کرتے ہیں اور جو اس الصلاۃ کو قائم نہیں کرتے تو وہ اللہ کے ہاں مومن نہیں مثلاً اسے آپ ایک مثال سے سمجھ لیجئے اگر گھر کو آگ لگ جائے تو کیا آگ بجھانے کے لیے کسی مخصوص وقت کا انتظار کیا جائے گا؟ یا پھر جیسے ہی آگ لگے تو فوری طور پر آگ بجھائی جائے گی کیونکہ اگر انتظار کیا گیا آگ کو نہ بجھایا گیا تو آگ سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی؟ بالکل ایسے ہی ذرا غور کریں کہ آج کون سی الصلاۃ کتب ہے؟ جب آپ غور کریں گے تو آپ پر بالکل کھل کر واضح ہوجائے گا کہ آج بالکل وہی الصلاۃ کتب ہے جو نوح نے قائم کی، جو ھود نے قائم کی، جو صالح نے قائم کی، جو شعیب نے قائم کی جو لوط نے قائم کی، جو موسیٰ نے قائم کی۔

مثلاً ذرا غور کریں اگر آپ رہنے کے لیے کسی سے ایسا پرانا گھر خریدتے ہیں جو اس سے پہلے اس گھر کا کتوں وجانوروں کو پالنے کے لیے استعمال کر رہا ہو اور اس گھر میں گندگی موجود ہو تو سب سے پہلے کیا کیا جائے گا؟ تو اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ گھر کی صفائی کی جائے گی، گھر رہنے کے لیے خریدا ہے تو پھر اس کے بعد ضرورت کا سامان لا کر سامان جوڑا جائے گا۔ اب ذرا غور کریں آپ سے سوال ہے کہ اگر گھر میں صفائی کے دوران گھر کے کسی کونے میں آگ بھڑک اٹھتی ہے تو پھر آپ کیا کریں گے کیا آپ صفائی ہی کریں گے اور اگر سامان جوڑ رہے ہیں تو سامان ہی جوڑیں گے یا پھر باقی سب کام چھوڑ کر سب سے پہلے آگ بجھائیں گے؟ تو اس سوال کا جواب بھی بالکل واضح ہے کہ آپ باقی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پہلے آگ بجھائیں گے۔ اب اگر آپ سے سوال کیا جائے کہ کیوں آپ باقی سب کام چھوڑ کر سب سے پہلے آگ بجھائیں گے تو اس سوال کا جواب بھی بالکل واضح ہے کہ ظاہر ہے اگر آگ نہیں بجھائی جائے گی تو آگ سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی یعنی اس وقت آگ بجھانا نوشتہ دیوار ہے حالات چیخ چیخ کر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ اس وقت کیا کرنا نہ صرف لازم ہے کیا کرنے کا وقت ہے بلکہ کرنا ناگزیر ہے جسے عربوں کی زبان میں کتب ہونا کہتے ہیں اس وقت آگ بجھانا کتب ہے اور جو کام کتب ہو یعنی جس کام کا وقت ہو اگر اسے نہ کیا جائے اس سے غفلت برتی جائے تو پھر اس کا نتیجہ صرف اور صرف ہلاکت ہی کی صورت میں نکلتا ہے اس لیے سب سے پہلے وہی کام کیا جائے گا جو کتب ہے یعنی جس کا وقت ہے۔

پھر ایسے ہی آپ سے سوال کیا جائے کہ اگر آگ اس قدر شدید لگ جائے آپ کو یقین ہوجائے کہ آگ نہیں بجھے گی یہ سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی تو کیا پھر بھی آپ آگ ہی بجھائیں گے یا پھر خود کو اور گھر والوں کو اپنی قیمتی اشیاء کو نکالیں گے انہیں بچائیں گے شور مچائیں گے کہ آگ لگ گئی آگ لگ گئی بچاؤ کی طرف بھاگو ورنہ جل کر راکھ ہوجاؤ گے؟ تو اس سوال کا جواب بھی بالکل واضح ہے کہ اگر آگ اس قدر شدت اختیار کر گئی یقین ہو گیا کہ اسے نہیں بجھایا جا سکتا اب یہ سب کچھ جلا کر راکھ ہی کرے گی تو پھر خود کو اور گھر والوں کو بچایا جائے گا ورنہ اگر خود اور گھر والوں کو بچانے کی بجائے اس وقت کوئی اور کام کیا یعنی صفائی میں مگن رہے، سامان جوڑنے میں مصروف رہے، کھانے پینے، کھیلنے کودنے میں مصروف رہے یہاں تک کہ اگر آگ بجھانے میں مصروف ہو گئے تو اس کا نتیجہ صرف اور صرف ہلاکت ہی کی صورت میں سامنے آئے گا اس لیے جب یہ واضح ہو گیا کہ اس وقت صرف اور صرف خود کو اور گھر والوں کو بچانا کتب ہے تو پھر صرف اور صرف یہی کیا جائے گا ورنہ جو اس کے علاوہ اپنی توجہ کسی اور طرف کرتا ہے تو وہ ہلاکت کا ہی شکار ہوگا۔

آپ کو سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں اور جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی دی تو اب آپ خود غور وفکر کریں اپنے آس پاس کے حالات دیکھیں دنیا میں جو کچھ بھی سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھیں کہ اس وقت کیا کرنا کتب ہے یعنی اس وقت کیا کام کرنا نوشتہ دیوار ہے جو عربوں کی زبان میں الصلاۃ کا کتب ہونا کہلائے گا تو جب آپ غور وفکر کریں گے تو آپ پر بالکل کھل کر واضح ہوجائے گا کہ انسانوں نے اس گھر آسمانوں وزمین کو اس

قدر فساد زدہ کر دیا کہ اب ہلاکت عذاب عظیم بالکل سر پر آ کھڑا ہے یعنی آگ اس قدر شدت اختیار کر چکی ہے کہ اب آگ بجھانے کا بھی وقت نہیں رہا اب گھر جل کر راکھ ہوگا اس لیے اس وقت صرف اور صرف یہی الصلاۃ کتب ہے کہ خود کو اور اپنے وجود کو اپنے گھر والوں کو یعنی مومنین کو بچایا جائے ، ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا جائے کہ دیکھو اس وقت سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خود کو اور اپنوں کو بچانے کے لیے بچاؤ کے رستے کی طرف بھاگو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے ، آگ اس قدر شدت اختیار کر چکی ہے کہ اب نہ تو کوئی اور کام کرنے کا وقت ہے اور نہ ہی اس آگ کو بجھایا جا سکتا ہے اس لیے اب خیر صرف اور صرف اسی میں ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بچاؤ کے رستے کی طرف بھاگو۔ تو جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بچاؤ کے رستے کی طرف بھاگنے والے ہیں وہ اللہ کے ہاں مومن ہیں اور جو اس کے علاوہ کچھ بھی کرتے ہیں یا کر رہے ہیں خواہ وہ اپنی زبان سے لاکھ دعوے کریں وہ اللہ کے ہاں مومنین نہیں بلکہ کافرین و مشرکین ہیں۔

اللہ نے ہر شئے سے اس کا جوڑا خلق کیا اس لیے بچاؤ کے بھی آج اس وقت دو رستے ہیں پہلا رستہ تو یہ ہے کہ آج اس وقت جو الصلاۃ یعنی جو ذمہ داری کتب ہے اسے پورا کیا جائے جو کہ بالکل وہی ذمہ داری یعنی الصلاۃ ہے جو نوح نے قائم کی ، جو ھود نے قائم کی ، جو صالح نے قائم کی ، جو شعیب نے قائم کی ، جو لوط نے قائم کی یعنی لوگوں تک کھول کھول کر یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ اے لوگو تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے ترقی و جدیدیت کے نام پر انسانیت کی خدمت کے نام پر کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب عذاب عظیم بالکل تمہارے سر پر آ کھڑا ہے جو کچھ بھی آنا تھا وہ آ چکا الساعت کی تمام کی تمام اشراط آ چکیں اس لیے اب بھی اگر خیر چاہتے ہو تو خیر اسی میں ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بچاؤ کا یہ رستہ اختیار کرو اور پھر جو اس وقت جو یہ الصلاۃ کتب ہے اسے قائم نہیں کرتے اور اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں تو پھر ان کے لیے اللہ کا حکم یہ ہے کہ دیکھو اللہ کچھ بھی بغیر حق نہیں کرتا یعنی اللہ کوئی بھی کام بغیر مقصد کے نہیں کرتا تم لوگ اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے قائم نہیں کر رہے تو تم بغیر حق ہو یعنی تمہارا اس وقت دنیا میں موجود ہونے کا کوئی مقصد نہیں اب اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم مومن ہو یعنی اللہ کی غلامی کرنے والے ہو جو بھی کرتے ہو وہی کرتے ہو جس کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تو پھر جان لو تمہارے لیے اللہ کا حکم یہ ہے کہ تم واپس آ جاؤ۔ اور پھر واپسی کا رستہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے میرا ربّ ہونے کا کفر کرتے ہوئے الدجّال کو اپنا ربّ تسلیم کیا ہوا ہے تم الدجّال کے ربّ ہونے کا کفر کرو یعنی اس کی آگ میں کود جاؤ یہی ہے واپسی کا رستہ۔ اب اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مومن ہو اور اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو کیونکہ تمہاری اس وقت دنیا میں کوئی ضرورت نہیں یعنی جان لو اللہ کا تمہارے لیے فیصلہ یہ ہے کہ تم لوگ الدجّال کی آگ میں کود جاؤ یہ ہے موت کی تمنا کرنا یہ ہے واپسی کا رستہ اب جو موت کی تمنا کرتے ہیں تو وہ مومن ثابت ہو گئے اور جو موت کی تمنا نہیں کرتے تو وہ مومن نہیں بلکہ وہ مشرک ہیں خواہ وہ زبان سے کتنے ہی دعوے کیوں نہ کرتے پھریں۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ دعوت کس کی ہے؟ کون ہے جس نے آج نہ صرف اس وقت جو الصلاۃ کتب ہے اسے کھول کھول کر واضح کر دیا بلکہ جو اس وقت کتب الصلاۃ کو قائم بھی نہیں کر رہے اس کے باوجود مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کو کہا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو یعنی تمہاری اللہ کو اس وقت دنیا میں کوئی ضرورت نہیں اس لیے تم واپس چلے جاؤ اور پھر واپسی کا رستہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا کہ تمہارا کہنا ہے کہ ابھی خلافت قائم ہوگی اس لیے تم خلافت کے قیام کا انتظار کر رہے ہو اس خلافت کو قائم کرنے والا امام یعنی لیڈر ہی مہدی ہوگا تو یہ لو خلافت کا قیام ہو چکا اب اگر اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس کا ساتھ دو۔ تو جو اپنے دعوے میں سچا ہوگا تو وہ الدجّال کی اس آگ میں کود کر قتل ہونے کی صورت میں موت کو گلے لگا کر دنیا و آخرت میں فلاح پا جائے گا اور جو محض زبان سے دعویدار ہیں حالانکہ مومن نہیں بلکہ بدترین مشرک ہیں تو وہ کبھی بھی نہ تو اس وقت کتب الصلاۃ کو قائم کریں گے اور نہ ہی موت کی تمنا کریں گے بلکہ موت سے بھاگیں گے۔ تو اے وہ لوگو جو موت سے بھاگ رہے ہو کیا موت سے بھاگنے سے تم موت سے بچ جاؤ گے؟ نہیں بلکہ عذاب عظیم تمہارے بالکل سر پر آ چکا یوں تم ایسی موت کا شکار ہو گے کہ تمہارے لیے دنیا و آخرت میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

یوں نہ صرف آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو گیا کہ کیوں میں نے الدولۃ الاسلامیہ کی بظاہر حمایت کی بلکہ میں نے جو اس حوالے سے کردار ادا کیا اس کی اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں سورۃ الجمعہ میں تاریخ اتار دی تھی اور قرآن کی اس آیت نے آج جب یہ واقعہ ہوا تو آپ کو یاد دلا دیا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل یعنی قرآن کے نزول کے وقت اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

جب میں نے الدولۃ الاسلامیہ کی حمایت کی تو میں نے اس وقت کھول کھول کر واضح کر دیا تھا کہ اللہ نے یہ جو دوسرا رستہ کھولا ہے جو کہ ان کے لیے واپسی و کامیابی کا رستہ ہے جو اس وقت کتب الصلاۃ کو قائم نہیں کر رہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ مومن ہیں عنقریب یہ رستہ بند ہونے والا ہے اور پھر عین وہی ہوا جو کہا تھا

۔ اس کے بعدان میں بھی ایک تعداد ان لوگوں کی پیچھے رہ گئی جو اصل میں مومنین نہیں بلکہ منافقین ہیں جو اپنے عقائد ونظریات کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لیے ان میں شامل ہوئے تھے یا حمایت کر رہے تھے ان لوگوں نے میرے یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ اور الدجّال کے درمیان حائل ہونا شروع کر دیا یعنی ان لوگوں نے الدجّال کے قتل میں رکاوٹ بننا شروع کر دیا تو پھر بالآخر میں نے الدولۃ الاسلامیہ نامی اس گروہ کو بھی پرے کر دیا اور یہی بات آج سے چودہ صدیاں قبل محمد علیہ السلام نے آج بعث کیے جانے والے عیسیٰ رسول اللہ یعنی میرا ذکر کرتے ہوئے بھی واضح کر دی تھی جو کہ مختلف روایات میں صراحت کیساتھ موجود ہے محمد علیہ السلام نے آج سے چودہ صدیاں قبل میرے بارے میں ذکر کرتے ہوئے اپنے خطاب میں کہا تھا کہ قیام الساعت کے قریب جب عیسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جائے گا تو تمہاری ایک جماعت ہوگی تمہارا امام یعنی لیڈر تمہی میں سے ہوگا اس وقت مغرب ہونے والی ہوگی لیکن تمہاری وہ جماعت اور امام فجر کی الصلاۃ کے لیے صفیں باندھے ہوئے ہوں گے اس دوران تم میں تمہی سے اللہ اپنا رسول عیسیٰ بعث کرے گا جو اس امام سے آگے نہیں بڑھے گا یعنی اللہ کا رسول عیسیٰ اس امام سے آگے نہیں بڑھے گا بلکہ اس کے پیچھے رہ کر اپنی الصلاۃ قائم کرے گا پھر وہ جماعت یعنی وہ گروہ اللہ کے رسول عیسیٰ اور اللہ کے دشمن الدجّال کے درمیان حائل ہوگا یعنی وہ گروہ الدجّال کے قتل میں رکاوٹ بنے گا تو عیسیٰ اس گروہ کو بھی ہٹا دے گا یعنی پھر جیسے اس وقت باقی فرقوں و گروہوں کی اہمیت وحیثیت ہوگی اس گروہ کو بھی انہیں میں شمار کر دیا جائے گا اور عیسیٰ رسول اللہ الدجّال کو باب لد سے قتل کر دیں گے۔

اب آپ خود دیکھیں اور غور کریں کہ آج جو کچھ بھی میں نے کیا جو میرا کردار ہے کیا آج سے چودہ صدیاں قبل ہی محمد علیہ السلام نے یہ سب واضح نہیں کر دیا تھا یوں جو میں نے بظاہر الدولۃ الاسلامیہ کی بظاہر حمایت کی حالانکہ میں نے حمایت نہیں کی بلکہ میں نے تو الصلاۃ قائم کی جو الصلاۃ کتب تھی تو یہ میری ہی تصدیق ہو رہی ہے۔ محمد علیہ السلام کے آج سے چودہ صدیاں قبل کہے ہوئے الفاظ بھی میری ہی تصدیق کر رہے ہیں جو کہ میرے حق ہونے کا ہی ثبوت ہے اور جو اس بنیاد پر میرے ساتھ دشمنی کرنے والے ہیں ان کے لیے ذلت ورسوائی کے علاوہ کچھ نہیں۔

اب ذرا آپ خود غور کریں محمد علیہ السلام نے کہا تھا کہ جب عیسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جائے گا تو مغرب ہونے والی ہوگی لیکن اس وقت تمہاری جو جماعت ہوگی اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا وہ فجر کی الصلاۃ قائم کرنے کے لیے صفیں باندھے ہوئے ہوں گے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر الصلاۃ نماز ہے تو پھر کیا پوری کی پوری ایک جماعت اور ان کا امام پاگل ہیں جو مغرب ہونے والی ہو اور وہ فجر کی نماز کے لیے صفیں باندھے ہوئے ہوں؟

یہی سوال تب مجھ سے بھی کیا گیا اور تب میں نے اسے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ اسے جاننے سے پہلے آپ کو الصلاۃ کو سمجھنا ہوگا جب آپ الصلاۃ کو سمجھ لیں گے تو آپ پر یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جائے گی کہ محمد علیہ السلام نے آج سے چودہ صدیاں قبل کیا کہا تھا۔

فجر کا معنی ہے اپنی قوت سے پھاڑ کر نکلنا اور الفجر کا معنی ہے نور کا ظلمات کو پھاڑ کر نکلنا جس کے بعد عید الضحیٰ ہو جاتی ہے یعنی پوری دنیا حق سے منور ہو جاتی ہے ظلمات مٹ جاتی ہیں ہر طرف حق کا بول بالا ہو جاتا ہے اور اس کے برعکس مغرب کہتے ہیں یوم کا اختتام اور اگلے یوم کی ابتداء اور یوم کی ابتداء ظلمات کے چھانے سے ہوتی ہے۔

الصلاۃ الفجر کا معنی یہ ہے کہ دنیا میں مکمل طور پر ظلمات ہوں جو کہ ختم ہونے ہی والی ہوں اور نور ان ظلمات کو پھاڑتے ہوئے ان سے برآمد ہو اور پھر پوری دنیا پر نور غالب آ جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آپ غور وفکر کریں تو آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو جائے گا کہ آج اس وقت آپ جو جی چاہے کر لیں آج جس قدر دنیا ظلمات میں ڈوب چکی ہے آپ اسے واپس منور نہیں کر سکتے اب عذاب عظیم بالکل سر پر کھڑا ہے یعنی اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ قتال کر کے واپس اسلام کو زمین پر غالب کر لیں گے تو یہ آپ کی بھول ہے ایسا اب ممکن نہیں ہے جو وقت یعنی یوم آپ کو محمد کو بعث کر کے دیا گیا تھا وہ یوم اب ختم ہونے کو ہے اب اگلا یوم یعنی دوسرا یوم شروع ہونے کو ہے لیکن کسی کو بھی اس کا علم نہیں تھا اور امت محمد کہلوانے والوں میں ایک جماعت ایسی تھی کہ جن کا دعویٰ تھا کہ وہ الصلاۃ الفجر کے لیے صفیں باندھے ہوئے ہیں یعنی کہ ہم قتال کر رہے ہیں جس سے عنقریب پوری دنیا پر اسلام غالب آ جائے گا حالانکہ انہیں نہیں علم کہ جو وقت انہیں دیا گیا تھا وہ اب ختم ہونے کو ہے نہ کہ الفجر کا وقت ہے اور پھر جب اللہ نے مجھے بعث کیا تو میں نے یہ بات آ کر کھول کھول کر واضح کر دی اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے محمد علیہ السلام نے آج سے چودہ صدیاں قبل کہا تھا کہ قتال اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ عیسیٰ نہیں آ جاتا جب عیسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جائے گا تو عیسیٰ رسول اللہ اعلان کرے گا کہ قتال کا وقت ختم ہو چکا یوں عیسیٰ رسول اللہ قتال کو بند کرنے کا اعلان کرے گا اور اسی بات کا فائدے اٹھاتے ہوئے برطانیہ نے کذاب مجرم

غلام قادیانی کو عیسیٰ بنا کر کھڑا کیا تا کہ ان کے خلاف ہونے والے قتال کو جو کہ اصل میں ملحمۃ الدجّال تھا کو روکا جا سکے جس میں مشرکین اور ان کا پٹ بری طرح ناکام رہے۔

قتال لڑنے کو کہتے ہیں اور قتال یعنی لڑنا دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد نہیں ہے بلکہ مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے اور اسے تب اختیار کیا جائے گا جب اسے اختیار کرنا ناگزیر ہو جائے یعنی کتب ہو جائے اور دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد ہے فطرت پر قائم رہنا اور اگر کوئی فطرت میں مداخلت کرتا ہے فطرت میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے فتنے کھڑے کرتا ہے تو اسے پہلے زبان سے روکا جائے اور اگر وہ زبان سے نہیں رکتا تو پھر اسے ڈنڈے کیساتھ یعنی بذریعہ قتال کے روکا جائے۔ آج آسمانوں و زمین میں اس قدر فساد کر دیا گیا اور یاجوج اور ماجوج اس قدر طاقت ور ہیں کہ آپ جو جی چاہے کر لیں آپ قتال سے اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے اس لیے آج اگر آپ قتال کرتے ہیں تو یہ بالکل بے مقصد رہ جاتا ہے الا یہ کہ موت کی تمنا کرنا۔

آج صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے یاجوج اور ماجوج کو فساد سے روکنے کا اور وہ ہے انہیں مجموعی طور پر ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے اعمال کے سبب ہلاک کر دیا جائے زمین کو ان سے پاک کر دیا جائے ایسے ہی جیسے ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک کیا گیا، قوم عاد کو، قوم ثمود کو، قوم مدین کو، قوم لوط کو، اور آل فرعون وغیرہ کو۔ اس لیے آج اگر کوئی ذمہ داری یعنی الصلاۃ کتب ہے تو وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ گھر کو اس قدر شدت سے آگ لگ چکی کہ اب گھر جل کر راکھ ہی ہو گا اس لیے خود کو اور اپنے گھر والوں کو بچایا جائے یعنی ہر ایک پر کھول کھول کر واضح کر دیا جائے کہ اے لوگو جو کچھ بھی آنا تھا سب کا سب آ چکا اب کس کے انتظار میں ہو عذاب عظیم القارعہ یعنی عالمی ایٹمی جنگ تمہارے بالکل سر پر کھڑی ہے جس میں تمہاری صدیوں کی منصوبہ بندیاں خاک میں مل جائیں گے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوں گے دنیا کی اسی فیصد آبادی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی اس لیے دنیا و آخرت میں خیر اسی میں ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر اللہ سے رجوع کرو یعنی فطرت پر انحصار کرو، الدجّال کے ربّ ہونے کا کفر کرو۔ یوں اب دنیا کی کوئی بھی طاقت یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ جان بوجھ کر بغیر کسی وجہ سے کسی لالچ یا کسی دشمن کا آلہ کار بنتے ہوئے قتال کے خاتمے کا اعلان کر رہا ہے کیونکہ اب بھی اگر کوئی حق سے کفر کرتا ہے تو وہ اپنا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا جو کہا جا رہا ہے وہ بالکل سر پر کھڑا ہے اور بالآخر ہر کوئی اس حق کو تسلیم کرے گا لیکن تب تسلیم کرنا کوئی نفع نہیں دے گا۔

عیسیٰ رسول اللہ کی بعثت اور عقیدہ ختم نبوت نامی بت اور دجل کی حقیقت

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِى الْاَوَّلِيْنَ. الزخرف ٦

قرآن چونکہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے تو یہ واقعہ بھی قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران کسی واقعے کی تاریخ ہے جس میں اللہ اپنے رسول سے خطاب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے وَكَمْ اور جس طرح ہم نے تجھے بھیجا ہے اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِى الْاَوَّلِيْنَ بالکل ایسے ہی ہم نے الاولین میں ہر نبی بھیجا یعنی ہم نے تجھے بالکل اسی طرح بھیجا جس طرح ہم نے الاولین میں تمام کے تمام نبی بھیجے۔

یہ آیت اللہ کے ایک ایسے رسول کی تاریخ پر مبنی ہے کہ جس رسول کو اللہ نے جب بعث کیا تو اسے جب اس قوم کی طرف سے ایسے ردعمل کا سامنا کرنا پڑا جس کی اسے توقع نہیں تھی یعنی انتہائی غیر معمولی ردعمل کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے اپنے ربّ سے کہا کہ یہ کن لوگوں کی طرف مجھے بھیج دیا یعنی اپنے ربّ سے شکوہ کیا تو آگے سے اس کا ربّ اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ جیسے تجھے بھیجا ہے جن حالات و واقعات کا تجھے سامنا ہے جس طرح تیرا کذب کیا جا رہا ہے تجھ سے دشمنی کی جا رہی ہے یہاں تک کہ جن جن حالات و واقعات کا بھی سامنا ہے یعنی جس طرح تجھے بھیجا گیا جن جن حالات کا تجھے سامنا ہے جن حالات میں تجھے بھیجا گیا بالکل ایسے ہی الاولین میں یعنی اس قرآن کے نزول سے قبل تمام کے تمام نبی بھیجے گئے ان میں سے کوئی ایک بھی نبی ایسا نہیں جو بالکل ایسے ہی نہ بھیجا گیا ہو ہر نبی کو ایسے ہی بھیجا گیا ہر نبی کو ایسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑا ہر نبی کو ایسے ہی ان کی طرف سے دشمنی و کذب کا سامنا کرنا پڑا جن کی طرف اسے بھیجا گیا۔

اس آیت میں اللہ اپنے بھیجے ہوئے نبی یعنی رسول سے خطاب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ جیسے تجھے بھیجا ہے بالکل ایسے ہی الاولین میں ہر نبی بھیجا گیا۔ اس آیت کے تراجم وتفاسیر میں کہا جاتا ہے کہ یہاں اللہ محمد سے خطاب کر رہا ہے محمد سے کہہ رہا ہے کہ بالکل اسی طرح تجھے بھیجا جیسے الاولین میں ہر نبی بھیجا گیا لیکن اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ اس آیت میں محمد سے خطاب کرتے ہوئے ایسا کہہ رہا ہے تو کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بغیر غور وفکر کے بغیر مکمل طور پر سمجھے یہ کہا جاتا ہے یا تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ اس آیت میں مخاطب محمد ہے تو یہ قرآن کے الحکیم ہونے کا کفر ہوگا، اللہ کے العزیز الحکیم ہونے کا کفر ہوگا یعنی اس قرآن میں جو لفظ جہاں جہاں جیسے جیسے اور جس فرق سے استعمال کیا گیا اس میں رائی برابر بھی تبدیلی ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ نے ہر لفظ کو جو اس کا اصل مقام ہے وہیں استعمال کیا جیسا استعمال کیا جا سکتا تھا بالکل ویسا ہی استعمال کیا یہاں تک کہ اگر دو ملتے جلتے الفاظ استعمال کیے لیکن ان میں رائی برابر بھی فرق ہے تو وہ فرق اسی لیے لایا گیا کیونکہ وہ فرق لازم تھا اس فرق کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لیے اگر اس آیت میں خطاب محمد سے ہوتا تو آیت میں لفظ محمد کا استعمال لازم تھا اور اگر آیت میں لفظ محمد کا استعمال نہیں کیا گیا تو پھر کسی بھی صورت بغیر مکمل طور پر سمجھے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس آیت میں مخاطب محمد ہے ورنہ یہ اللہ کے اور قرآن کے العزیز الحکیم ہونے کا کفر ہوگا کہ اللہ کو علم ہی نہ تھا کہ یہاں خطاب محمد سے ہے اس لیے لفظ محمد استعمال کیا جانا ہے اور جو انسان ہیں انہیں اس بات کا علم ہو گیا کہ یہاں مخاطب محمد ہے۔

اس کے باوجود اگر یہ بات مان لی جائے کہ یہاں اس آیت میں خطاب محمد سے کیا جا رہا ہے تو پھر یہ بات تو طے ہے کہ قرآن میں لفظ محمد کا استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جب خطاب کیا ہی صرف محمد سے جا رہا ہے تو پھر محمد لفظ کا استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور اس کے برعکس جہاں محمد کا ذکر کرنا مقصود نہیں وہاں جس سے خطاب یا جس کا ذکر کرنا مقصود ہوگا اس کو واضح کرنا ہوگا جس کے لیے کوئی الگ سے لفظ یا اس کا نام استعمال کیا جائے گا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہاں محمد کا ذکر کیا جا رہا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے یعنی قرآن میں لفظ محمد کا بھی استعمال کیا گیا ہے تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ لفظ محمد کا استعمال کیا ہی اسی لیے گیا ہے کہ وہاں صرف اور صرف محمد کا ہی ذکر کیا جا رہا ہے وہاں مخاطب صرف اور صرف محمد ہے اور جہاں محمد لفظ کے بغیر کسی اور لفظ کے استعمال سے خطاب کیا جا رہا ہے تو وہاں محمد نہیں بلکہ محمد کے علاوہ کسی اور سے خطاب کیا جا رہا ہے اور اگر وہاں مخاطب محمد ہے بھی تو اس وقت وہاں خطاب محمد سے تھا جب محمد حیات تھا محمد زندہ تھا لیکن بعد میں وہاں مخاطب محمد نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔

اس لیے اگر کوئی یہ کہے کہ جہاں بھی لفظ محمد کے علاوہ کسی اور لفظ کے استعمال سے مخاطب سے خطاب کیا جا رہا ہے وہاں مراد محمد ہے تو یہ قرآن کے الحکیم ہونے کا نہ صرف زبان سے بلکہ عمل سے بھی کفر ہوگا، اللہ کے العزیز الحکیم ہونے کا کفر ہوگا۔ جہاں جہاں محمد کے علاوہ کسی اور سے خطاب نہیں ہے وہاں مخاطب صرف اور صرف محمد ہے تو اسی لیے وہاں لفظ محمد کا استعمال کیا گیا تاکہ کوئی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے کہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہاں اس سے یا کسی اور سے خطاب کیا جا رہا ہے اس لیے اس آیت میں اس وقت آج مخاطب محمد نہیں بلکہ کوئی اور ہے جب محمد موجود تھا تو اس وقت مخاطب محمد ہو سکتا ہے مگر آج نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس وقت بھی اس آیت میں مخاطب محمد نہیں تھا کیونکہ یہ آیت اس امت کے آخرین میں بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول عیسیٰ کی تاریخ ہے یعنی اس رسول کی تاریخ ہے جو کسی بھی امت یا قوم کے آخرین میں بعث کیا جاتا ہے جو النذیر ہوتا ہے جو کھول کھول کر متنبہ کرتا ہے اور پھر بالآخر اس کی موجودگی میں عذاب عظیم آتا ہے اور پھر رسول اور اس کی دعوت کو تسلیم کر کے اسی طرح اس پر عمل کرنے والوں کو تو بچا لیا جاتا ہے اور جو کفر وکذب ہی کرتے ہیں تو ان سے کے سب کو ہلاک کر دیا جاتا ہے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے اور اس کے برعکس محمد اولین میں بعث کیا گیا محمد نذیر نہیں بلکہ بشیر تھا اور محمد کے برعکس جس رسول کی تاریخ ہے اسے قوم محمد کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا۔

اسی کو ایک دوسرے پہلو سے بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں یہ سورۃ الزخرف کی آیت ہے اور آپ یہ بات جان چکے ہیں کہ اس سورت میں آگے چل کر یہ بات واضح کر دی گئی کہ اس سورۃ میں اللہ کے رسول عیسیٰ کا ذکر ہے وہ عیسیٰ جس نے اس امت کے آخر میں آنا تھا جو کہ عیسیٰ ابن مریم نہیں، ابن مریم کو تو سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا اور جسے بھی سلف کر دیا اسے نہ صرف سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد آنے والوں کے لیے۔ اس امت کے آخر میں ابن مریم کی مثل عیسیٰ نے آنا تھا اور اسی عیسیٰ کا یہاں سورۃ الزخرف کی آیت نمبر چھ میں ذکر کیا جا رہا ہے۔ تو جب یہاں مخاطب ابن مریم کی مثل عیسیٰ ہے جس نے اس امت کے آخر میں آنا تھا تو پھر یہ بات بالکل بے بنیاد اور باطل ثابت ہو جاتی ہے کہ یہاں اس آیت میں مخاطب محمد ہے۔

جیسے ہی آگے بڑھیں گے تو مزید یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ اس آیت میں کسی بھی صورت محمد سے خطاب نہیں کیا جارہا بلکہ مخاطب آخرین میں بعث کیا جانے والا اللہ کا رسول احمد عیسیٰ ہے۔

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِى الْاَوَّلِيْنَ. الزخرف ٦

اور جس طرح تجھے بھیجا ہم نے بالکل اسی طرح ہم نے الاولین میں نبیوں سے ہر نبی بھیجا۔

اب سب سے پہلے اس بات کو جاننا لازم ہے کہ الاولین میں نبیوں کو کیسے بھیجا گیا جب یہ بات واضح ہوجائے گی کہ الاولین میں یعنی وہ لوگ جو اس قرآن کے نزول سے قبل زمین پر آباد تھے ان میں نبیوں کو کیسے بھیجا گیا تو خود بخود واضح ہوجائے گا کہ اس آیت میں نہ صرف کس کا ذکر ہے بلکہ اس کی پہچان بھی انتہائی آسان اور واضح ہوجائے گی۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِىْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ. الرعد ٣٠

بالکل اُسی طرح ہم نے تجھے بھیجا جیسے تمام کی تمام امتوں میں رسول بھیجے تحقیق جو کہ جتنی بھی امتیں گزر چکیں اس امت سے پہلے۔

قرآن میں ایسی ہی درجنوں آیات ہیں جن میں اسی بات کو ہر پہلو سے پھیر پھیر کر سامنے لایا گیا اور جب اس بات میں غور کریں کہ اس موجودہ امت سے پہلے جتنی بھی امتیں تھیں ان میں کیسے رسولوں کو بھیجا گیا تو قرآن اس سوال کا جواب ہر پہلو سے پھیر پھیر کر سامنے لاتا ہے۔ مثلاً سب سے پہلے امت بنی اسرائیل کو ہی سامنے رکھ لیجئے۔ امت بنی اسرائیل کے شروع میں موسیٰ کو بھیجا گیا موسیٰ اللہ کا رسول تھا اور جس رسول کو تب بعث کیا جاتا ہے جب اس سے پہلے امیّن ضلالِ مبین میں ہوتے ہیں تو وہ رسول نہ صرف اللہ کا رسول بلکہ خاتم النبیّن بھی ہوتا ہے یعنی اگلے رسول کی بعثت تک آنے والے نبیّن کا خاتم یعنی فلٹر اس لیے موسیٰ نہ صرف اللہ کا رسول تھا بلکہ خاتم النبیّن بھی تھا یعنی جب تک کہ اگلا رسول نہیں آجاتا تب تک آنے والے نبیّن کا فلٹر، کہ اگلے رسول کے آنے تک اللہ کا نبی وہ ہوگا جو موسیٰ کے فلٹر سے نکل کر آئے گا جس کی ذات کا اگر موسیٰ سے موازنہ کیا جائے تو اس کی ذات میں گویا موسیٰ ہی نظر آئے۔

پھر امت بنی اسرائیل جب ذلت کا شکار ہوگئی پستیوں میں چلی گئی سو فیصد گمراہیوں میں ڈوب گئی تو انہیں ہلاک کرنے سے پہلے ایک اور موقع دیا گیا تب اللہ نے اسی امت کے آخر میں اپنا رسول عیسیٰ ابن مریم بھیجا۔ یوں نہ صرف اس امت کے شروع میں ایک رسول بعث کیا جو اگلے آنے والے رسول تک آنے والے النبیّن کا فلٹر بنا دیا بلکہ اس امت کے آخر میں ایک اور رسول بھیجا جو کہ نہ صرف اللہ کا رسول بلکہ خاتم النبیّن تھا۔

اللہ نے سورۃ الذاریات کی آیت نمبر ۴۹ میں بالکل واضح کر دیا کہ اللہ نے ہر شئے سے اس کا جوڑا خلق کیا ہے جیسا کہ آپ اس آیت میں دیکھ سکتے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ شَىْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ . الذاريات ٤٩

اور ہر شئے سے خلق کیا ہم نے اس کا جوڑا

اب اللہ اگر ایک امت کو وجود میں لاتا ہے تو اس امت کا اسی سے جوڑا نہ بنائے یہ تو اللہ کے قانون کے ہی خلاف ہے جیسے ایک یوم کا اسی سے جوڑا لیل یعنی رات اور نہار یعنی دن ہے بالکل اسی طرح امت کا جوڑا یعنی امت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا کسی بھی امت کے شروع میں بھی ایک رسول اور پھر اسی امت کے آخر میں بھی ایک رسول یوں ہر امت میں دو دو رسول بعث کیے، ہر امت کو دو میں تقسیم کر دیا یعنی دو بار موقع دیا گیا۔

اور آپ جان چکے ہیں کہ بنی اسرائیل میں اللہ نے دو رسول بھیجے ایک اس امت کے شروع میں اور دوسرا آخر میں، تو جب بنی اسرائیل میں دو رسول بھیجے تو پھر موجودہ امت، امت بنی اسرائیل کی مثل ہے اس لیے اس امت میں بھی دو رسول بھیجنا ناگزیر تھا اور یہی اللہ کا قانون بھی ہے۔

امت بنی اسرائیل کے شروع میں ایک رسول موسیٰ کو بھیجا گیا اور آخر میں عیسیٰ ابن مریم کو اور اب نہ صرف وہ امت سلف کر دی گئی یعنی گزری ہوئی کر دی بلکہ اسے مثل کر دیا تھا بعد والی امت کے لیے اس لیے موجودہ امت بنی اسرائیل کی مثل امت ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کے شروع میں موسیٰ کو بعث کیا گیا تو اس امت کے شروع میں موسیٰ کی مثل محمد کو بعث کیا گیا اور پھر امت سلف بنی اسرائیل کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا تو اس امت جو کہ امت مثل ہے اس کے آخر میں ابن مریم نہیں بلکہ ابن مریم کی مثل کو بعث کیا جانا تھا جس کا سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۶ میں ذکر ہے۔

یہ تو تھی امت بنی اسرائیل جس کے بارے میں آپ نے جان لیا کہ اس میں دو رسول بعث کیے گئے ایک شروع میں اور ایک آخر میں اب دیکھیں قرآن میں اللہ

نے باقی امتوں کا بھی بالکل ایسے ہی ذکر کیا۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ . الاعراف ۵۹

تحقیق کے بھیجا ہم نے ایک نوح کو اس کی قوم کی طرف

یعنی جب ایک نوح کو بھیجا تو پہلے ہی اس کی قوم بھی وجود رکھتی تھی اور یہ اس نوح کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اس قوم کے آخر میں بھیجا گیا۔ اس قوم کے نہ صرف شروع میں بھی ایک نوح بعث کیا گیا بلکہ آخر میں بھی اور درمیان میں بھی بہت سے نوح آئے جن کا قرآن میں بھی ذکر کر دیا گیا۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمۡ ھُوۡدًا. الاعراف ۶۵

اور جو عاد تھے ان کی قوم کی طرف ان کا بھائی ھود بھیجا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اس آیت میں قوم عاد کا بھائی ھود نہیں کہا جا رہا۔ قوم عاد تو مشرک و مجرم قوم تھی اور ھود اللہ کا رسول تھا تو رسول مشرکین کا بھائی نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ایک مومن کو مشرک کا بھائی کہا جا سکتا ہے۔ حقیقت جاننے کے لیے پہلے لفظ عاد کو سمجھ لیں عاد کہتے ہیں بالکل وہی دوبارہ کرنا جو پہلے کیا جا چکا جیسے اردو میں لفظ عادت ہے جس کے معنی وہی کرنا جو پہلے کیا جا چکا یعنی دوبارہ وہی کرنا۔

قوم نوح کو جب ہلاک کیا گیا تو ان کے بعد جن انسانوں کو زمین پر آباد کیا گیا انہوں نے وہی کیا جو پہلے ہی انسان قوم نوح کی صورت میں کر چکے تھے یعنی جو پہلے کیا جا چکا وہی دوبارہ کیا جس وجہ سے انہیں عاد کہا گیا اور جب وہ وہی کرنے والے تھے تو اللہ نے بھی وہی کیا کہ اس قوم میں بھی پہلے ایک رسول بھیجا جسے اللہ نے عاد کہا جس کے معنی ہیں جو پہلے کیا جا چکا دوبارہ اسی کو دوہرایا دوبارہ وہی کیا۔

اس رسول کا نام جس سے وہ جانا پہچانا جاتا تھا عاد نہیں تھا بلکہ اللہ نے قرآن میں اسے عاد کہا ہے۔ جب لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ہوں تب جو رسول بعث کیا جاتا ہے وہ رسول خاتم النبیّن ہوتا ہے یعنی جب تک کہ اگلا رسول نہیں آجاتا تب تک جتنے بھی نبی آئیں گے ان کے لیے عاد کو فلٹر بنا دیا گیا۔ تو اس فلٹر سے صرف وہی نکلے گا جو خود کو عاد بنائے گا یوں اگلے رسول کے آنے تک نبیوں کی بڑی تعداد گزر چکی ہوگی اور ان سب کے سب کو عاد کہا جائے گا کیونکہ رسول خاتم النبیّن کو عاد کہا گیا تو جو بھی اس کے فلٹر سے نکلے گا وہ صرف اور صرف عاد ہی ہوگا یوں اسے بھی عاد ہی کہا جائے گا اب جتنے بھی عاد ہیں ان کے لیے لفظ عاد جمع کا صیغہ یعنی عادٍ بن جائے گا۔

عادٍ جمع کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں جتنے بھی عاد ہو سکتے ہیں کل کے کل عاد، اور پھر چونکہ وہ قوم بھی عاد ہے تو اس امت کے آخر میں جو رسول بھیجا گیا وہ عادٍ رسولوں کا بھائی ھود بھیجا گیا۔ یوں اس امت میں بھی ایک رسول شروع میں اور ایک آخر میں بھیجا گیا یعنی دو رسول بھیجے گئے۔

وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاھُمۡ صٰلِحًا. الاعراف ۷۳

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح۔

ثمود کے معنی ہیں جو پہلے دو بار کیا جا چکا تیسری بار پھر وہی کرنا۔ تو جو دو بار پہلے کیا جا چکا نہ صرف انسان نے بھی وہی کیا بلکہ اللہ نے بھی وہی کیا یعنی اس امت کے شروع میں بھی ایک رسول، رسول خاتم النبیّن ہے یعنی بعد میں اگلے رسول کے آنے تک آنے والے نبیّن کے لیے فلٹر تو یوں جس بشر کو اس وقت ثمود کہا گیا وہ لفظ ثمود سے جانا پہچانا نہیں جاتا تھا بلکہ وہ اس وقت کسی اور لفظ سے جانا پہچانا جاتا تھا اللہ نے قرآن میں اسے ثمود کہا یعنی جیسے اللہ نے پہلے نوح کو بھیجا تھا قوم نوح کو ہلاک کر دیئے جانے کے بعد دوبارہ وہی کیا کہ رسول بھیجا پھر جب وہ قوم بھی ہلاک کر دی گئی تو پھر اللہ نے وہی کیا تیسری قوم میں بھی ایک رسول بھیج دیا جس کے ذریعے امت وجود میں آئے گی پھر اس امت کے آخر میں آنے والے رسول تک جتنے بھی نبی آئیں گے ان کے لیے ثمود خاتم یعنی فلٹر تھا یوں اس امت کے آخر میں اس قوم یعنی قوم ثمود کی طرف رسول ثمود اور رسول ثمود کے فلٹر سے آنے والے نبیّن جو کہ ثمود تھے ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ یوں اس امت کا بھی اسی سے جوڑا بنا دیا گیا اور اس امت میں بھی دو رسول ایک رسول شروع میں اور ایک آخر میں۔ رسول اول ثمود جو کہ خاتم النبیّن تھا اور رسول اول اور اس کے فلٹر سے آنے والے نبیّن جو کہ ثمود تھے ان کا بھائی صالح ان کی قوم کی طرف اس امت میں بھیجا گیا۔

وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا. الاعراف ۸۵

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب۔
جیسے پیچھے واضح کیا جا چکا بالکل اسی طرح جب قوم ثمود کو بھی ہلاک کر دیا گیا تو پھر ایک قوم میں رسول بھیجا گیا جسے اللہ نے قرآن میں مدین کہا مدین اس قوم کے اولین میں یعنی شروع میں رسول تھا جس کے ذریعے امت وجود میں لائی گئی رسول اول مدین خاتم النّبیین تھا تو جب تک اگلا رسول خاتم النّبیین نہیں آجاتا تب تک آنے والے نبیّن کے لیے خاتم یعنی فلٹر تھا یوں جب تک کہ اگلا رسول نہیں آجاتا تب تک جتنے بھی نبی اس فلٹر سے نکلیں گے ان کو بھی مدین کہا جائے گا پھر اس امت کے آخر میں مدین رسول خاتم النّبیین اور اس کے خاتم یعنی فلٹر سے آنے والے نبیّن جنہیں مدین کہا جائے گا ان کے بھائی شعیب کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔
یہ قانون ہے اللہ کا اس طرح اللہ الاولین میں یعنی اس قرآن کے نزول سے قبل جتنی بھی امتیں گذر چکیں ان میں رسولوں کو بھیجتا رہا تو جس طرح الاولین میں رسولوں کو بھیجتا رہا اللہ نے کہا کہ بالکل عین اسی طرح تجھے بھیجا گیا ہے۔ اب ذرا غور کریں کیا آج سے چودہ صدیاں قبل دنیا میں آباد موجودہ قوم میں اللہ نے محمد رسول کو بھی نہیں بھیجا تھا؟ پھر کیا محمد نے امت کی بنیاد نہیں رکھی تھی؟ محمد کے ذریعے امت کو وجود میں نہ لایا گیا؟ جب محمد اس امت کے شروع میں رسول تھا تو کیا محمد خاتم النّبیین نہیں تھا؟ یعنی جب تک کہ اگلا رسول خاتم النّبیین نہیں آجاتا تب تک جتنے بھی نبی آئیں گے ان کے لیے محمد کو فلٹر بنا دیا گیا محمد کے بعد اگلے رسول تک آنے والے نبیّن میں صرف اس نبی کو اللہ اپنا بھیجا ہوا نبی تسلیم کرے گا جو محمد کے فلٹر سے نکل کر آئے گا جس میں محمد کی ذات نظر آئے۔
جب یہ سب ہو چکا تو پھر سورۃ الزخرف کی آیت نمبر چھ میں محمد کا ذکر کہاں سے آ گیا؟ بلکہ اس آیت میں ''الیٰ محمدٍ اخاھم عیسیٰ'' کا ذکر ہے۔
نوح کی مثل عیسیٰ، ھود کی مثل عیسیٰ، صالح کی مثل عیسیٰ، شعیب کی مثل عیسیٰ، ابن مریم کی مثل عیسیٰ، ان سب کی مثل عیسیٰ کا ذکر ہے۔

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ. الزخرف ۶
یہ بات تو کھل کر واضح ہو گئی کہ جب دنیا سو فیصد گمراہیوں میں ہوتی ہے تو انسانوں پر حق واضح کرنے کے لیے کہ ان کی حقیقت کیا ہے اور انہیں اس بشری صورت میں اس دنیا میں کیوں لایا گیا اور وہ مقصد کیسے پورا کیا جا سکتا ہے اس کے لیے اللہ اپنا رسول بھیجتا ہے جب رسول آتا ہے تو وہ نہ صرف زبان سے حق بالکل کھول کر واضح کر دیتا ہے بلکہ وہ اپنے عمل سے بھی ہر لحاظ سے واضح کر دیتا ہے۔ جب رسول آتا ہے اور دعوت دیتا ہے تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کی دعوت سنتے ہیں قریب آتے ہیں کچھ تو فوراً اختلاف کرتے ہوئے دور ہو جاتے ہیں اور کچھ کچھ دیر ساتھ رہنے کے بعد جہاں ان کی خواہشات پر ضرب پڑتی ہے تو وہ دور ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جس میں رائی برابر بھی نفاق ہوتا ہے وہ رسول سے دور ہو جاتے ہیں اور آخر میں بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں لیکن وہ خالص اللہ کے غلام ہوتے ہیں وہ جو چند آخر میں خالص اللہ کے غلام ہوتے ہیں جو ہر حال میں رسول کی اطاعت کرنے والے ہوتے ہیں ان پر واضح کیا جاتا ہے کہ دنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے۔
جب وہ مقصد واضح ہو جاتا ہے تو ان کی ذمہ داری بن جاتی ہے اس مقصد کو پورا کرنا جس کے لیے وہ ایک جسم کی مانند صورت اختیار کر جاتے ہیں جیسے جسم میں ایک دماغ ہوتا ہے جو پورے جسم کو چلاتا ہے اس کے علاوہ آنکھیں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سمیت مختلف اعضاء ہوتے ہیں ہر عضو کی اپنی ذمہ داری ہوتی ہے جو اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں بالکل ایسے ہی وہ چند بشر ان میں ایک دماغ جو کہ اللہ کا رسول ہوتا ہے اور باقی جسم کے اعضاء کی مانند اپنی اپنی ذمہ داری کے اعتبار سے اپنے اپنے مقام پر قائم ہو جاتے ہیں اور الصلاۃ جو مقصد ہے اسے قائم کرتے ہیں۔
رسول جو کہ ان میں دماغ کی مثل ہوتا ہے جب اس کی موت ہو جاتی ہے تو اس کے بعد صرف وہی دماغ بن سکتا ہے جس میں بالکل وہی خصوصیات و صلاحیتیں ہوں جو رسول میں تھیں اس لیے رسول کو خاتم النّبیین یعنی بعد میں آنے والے نبیّن کا خاتم یعنی فلٹر بنا دیا گیا صرف وہی نبی اللہ کا بھیجا ہوا ہو گا جو اس فلٹر سے نکل کر آئے گا۔ مثلاً جیسے آپ ایک پائپ کے سرے پر سوراخوں والی یا کسی ڈیزائن والی جالی لگا دیتے ہیں تو یہ فلٹر بنا دیا آپ نے اب جب بھی آپ گوندھا ہوا آٹا اس میں سے گزاریں گے تو اس فلٹر میں سے نکلنے کے بعد اپنی پہلی شکل وصورت میں نہیں رہے گا بلکہ وہی شکل وصورت اختیار کر جائے گا جو جیسے آپ نے فلٹر بنا دیا۔ بالکل ایسے ہی بعد میں آنے والے نبیّن یعنی وہ لوگ جن میں سے ہر کسی کا دعویٰ ہو گا کہ میں نبا دے رہا ہوں میں تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں کہ تمہارا دنیا

میں آنے کا مقصد کیا ہے اور اسے کیسے پورا کرنا ہے ان میں سے وہی اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوگا جو اس نبی والے فلٹر سے نکل کر آئے گا جس نبی کو خاتم یعنی فلٹر بنا دیا گیا اور وہ ہے بھیجا ہوا نبی یعنی اللہ کا رسول نبی، وہ نبی جو بھیجا ہوا ہی اللہ کا ہے جسے اللہ نے خاتم بنا دیا یعنی فلٹر بنا دیا بعد میں آنے والے نبیّن کے لیے۔

اب یہ سلسلہ تب تک چلتا ہے جب تک کہ دنیا دوبارہ سو فیصد گمراہیوں میں نہ چلی جائے۔ جب دنیا سو فیصد گمراہیوں میں چلی جاتی ہے اور ایسے لوگ موجود ہوں جو اللہ سے ہدایت کے لیے گڑگڑا رہے ہوں تو پھر رسول کو بھیجنا ناگزیر ہو جاتا ہے اس لیے پھر رسول بھیجا جاتا ہے جو کہ خاتم النبیّن ہوتا ہے یعنی بعد میں آنے والے نبیّن کے لیے فلٹر۔

اب یہ بات جان لیں کہ کوئی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ جب رسول کو بھیجا جائے تو اس کو مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جب رسول بھیجا ہی تب جاتا ہے جب دنیا میں سو فیصد گمراہیاں ہوتی ہیں دنیا سو فیصد گمراہیوں میں ڈوبی ہوتی ہے نور کی ایک کرن بھی نہیں ہوتی اور اس کے باوجود کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہوتا جو یہ کہہ رہا ہو کہ وہ حق پر نہیں ہے وہ گمراہ ہے بلکہ ہر کوئی اپنے آپ کو اہل حق کہہ رہا ہوتا ہے اور سمجھ رہا ہوتا ہے جس کو جو اچھا لگتا ہے وہ اسی کو حق سمجھ رہا ہوتا ہے اب ایسی صورت میں کوئی ایسا شخص سامنے آئے جو ہر ایک کے برعکس بات کرے تو کیا اسے ہر ایک کی طرف سے تمام کے تمام گروہوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا؟

آپ اپنی ہی ذات میں غور کریں کہ اگر آپ کسی بات کو نہ صرف صحیح سمجھ رہے ہوں بلکہ اس کے صحیح ہونے پر بضد ہوں کہ یہی صحیح ہے اور ایسے میں کوئی آپ کو یہ کہتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے یہ تو سو فیصد غلط اور اس کے برعکس جو میں سامنے لا رہا ہوں جو بات میں کر رہا ہوں وہ حق ہے تو آپ کی کیا حالت ہوگی؟ کیا آپ اس کی بات مان لیں گے؟ یا اس کی مخالفت کریں گے؟ صرف مخالفت کریں گے یا پھر آپ کا دل چاہے گا کہ اسے کچا چبا دیا جائے اس کی جرأت کیسے ہوئی مجھے غلط کہنے کی اور پھر نہ صرف اس نے غلط کہا بلکہ مجھے پوری دنیا کے سامنے غلط ثابت کر دیا اور پھر اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے؟ آپ کو علم ہوگا کہ دلائل کی بنیاد پر علم کے میدان میں تو اس کا مقابلہ ہے ہی ناممکن اس لیے دشمنی کا زاویہ صرف اور صرف تشدد ہی ہوگا جسے اختیار کیا جائے گا۔

جیسے پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتیں بالکل ایسے ہی جب رسول آتا ہے تو اہل حق ہونے کے دعویدار بھی ایک جیسے نہیں ہوتے ہر کوئی خود کو حق پر سمجھ اور کہہ رہا ہوتا ہے لیکن رسول کیساتھ دشمنی کا زاویہ سب کا ایک جیسا نہیں ہوتا یوں ہر طرح سے رسول کی مخالفت اور اس کیساتھ دشمنی کی جاتی ہے یہاں تک کہ تشدد اور اس کی انتہا کو بھی پہنچا جاتا ہے جہاں رسول کو طنز و تحقیر کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو وہیں کچھ طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہوتے ہیں، جہاں رسول کے خلاف طرح طرح کے محاذ کھولے جاتے ہیں تو وہیں اس کو نقصان پہنچانے یہاں تک کہ اسے قتل تک کرنے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔

یعنی جب بھی رسول آتا ہے تو ایسا نہیں کہ ہر کسی نے اسے تسلیم کر لیا ہو بلکہ اسے اللہ کا رسول تسلیم کرنے والوں یعنی اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کی تعداد انتہائی قلیل اور ان کے برعکس ہر طرح کے دشمنوں کی کثیر تعداد ہوتی ہے۔

سورت الزخرف میں بھی یہی کہا جا رہا ہے کہ جیسے الاولین میں ہر نبی کو بھیجا گیا بالکل اسی طرح تجھے بھیجا گیا ہے آج جو تجھے اس مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ایمان لانے والوں کی تعداد انتہائی قلیل اور ان کے برعکس ہر طرح کے دشمنوں کی تعداد کثیر ہے، الزامات، بہتانات اور طنز و تحقیر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، تشدد کے رستے اپنائے جا رہے ہیں، زمین تنگ کی جا رہی ہے، گالیاں دی جا رہی ہیں، نقصان پہنچانے کی سر توڑ کوششیں کی جا رہی ہیں، جو قریب آتے ہیں ان میں بھی کثیر تعداد منافقین کی نکلتی ہے اور مومنین انتہائی قلیل ہوتے ہیں، حق ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ دینے کے باوجود بھی کوئی ماننے کو تیار ہی نہیں یہاں تک کہ ہر کسی پر کھل کر واضح ہو چکا کہ تُو حق پر ہے لیکن اس کے باوجود اندھے کے اندھے ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں، یہ کذاب نبی ملاں تجھے اس طرح پہچانتے ہیں کہ تُو اللہ کا رسول ہے جیسے یہ اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اس کے باوجود مخالفت و دشمنی کر رہے ہیں لوگوں کو تیرے خلاف بھڑکا رہے ہیں اشتعال دلا رہے ہیں تیرے قتل کے درپے ہیں تیرے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں نہ ہی تُو پہلا ایسا ہے کہ تیرے ساتھ ایسا کیا جا رہا ہے بلکہ بالکل یہی سب تو ہر اس نبی کیساتھ ہو چکا جسے ہم نے الاولین میں بھیجا۔

پھر ہر امت کے آخر میں جب بھی رسول بعث کیا گیا تو اس سے پہلے پوری کی پوری امت نے یہ عقیدہ اخذ کر لیا کہ جو رسول پیچھے آیا تھا یعنی اس امت میں رسول اول وہ آخری رسول ہے اس کے بعد کوئی رسول نہیں، نبوت کا دروازہ بند ہو چکا، یہی موسیٰ کے آنے سے پہلے بھی ہوا اور موسیٰ کو بھی اسی شئے کا سامنا کرنا پڑا،

اسی کا سامنا عیسیٰ ابن مریم کو بھی کرنا پڑا اور اسی کا سامنا ہر اس رسول کو کرنا پڑا جو کسی بھی امت میں بعد میں بھیجا گیا اور آج اس موجودہ امت میں بھی بالکل وہی عقیدہ انتہائی شدت کیساتھ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے آج اللہ کے رسول ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بھی اسی مخالفت کا سامنا ہے اور اسی کا اللہ نے سورۃ الزخرف کی اگلی ہی آیت میں ذکر کر دیا

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ. الزخرف ۷

اور نہیں آتا ان میں سے انہیں میں کوئی بھی نبی مگر یعنی ان میں جب بھی جو بھی نبی بھیجا گیا جیسے آج بھیجا گیا ہے تو جو کچھ آج اس کیساتھ کر رہے ہیں اس کیساتھ استہزا کر رہے ہیں ان کی مخالفت، دشمنی، طنز و تحقیر، الزامات، ملامتیں یا جو کچھ بھی آج کر رہے ہیں بالکل یہی سب یہ اس سے پہلے بھی جب جب کوئی بھی نبی آیا تو اس کیساتھ کرتے رہے۔

اب آپ غور کریں کہ یہ کس کا ذکر کیا جا رہا ہے؟ یہ کون سا رسول ہے؟ آج یہ سب کچھ کس کیساتھ ہو رہا ہے؟ حق ہر لحاظ سے آپ کے سامنے ہے اللہ کا رسول عیسیٰ آپ کے درمیان موجود ہے اور اگر آج بھی وہی کیا جا رہا ہے تو جان لیجئے کہ اس کذب کا انجام کیا ہونے والا ہے؟ اللہ کے رسول عیسیٰ یعنی میرا کذب کا انجام بھی اللہ نے اگلی آیت میں بالکل واضح کر دیا

فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ. الزخرف ۸

فَأَهْلَكْنَا کس نے ہلاک کیا؟ پس ہم نے ہلاک کیا تھا أَشَدَّ ایسی شدید ہلاکت کے اس سے شدید ہلاکت ہو ہی نہیں سکتی مِنْهُم بَطْشًا ایسی پکڑ پکڑا کہ ان میں سے جو اس وقت موجود تھے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑا ان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دیا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ اور بالکل اُسی طرح انہیں بھی ہلاک کرنا گزر ہو چکا جیسے الاولین کو ہلاک کیا گیا۔ یعنی آج ان کیساتھ بھی ہم وہی کرنے جا رہے ہیں جو الاولین کیساتھ کیا گیا جس طرح الاولین یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط اور آل فرعون کیساتھ کیا گیا جیسے ان کو ہلاک کیا گیا ایسی پکڑ پکڑا کہ ان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دیا بلکہ وہی آج ان کیساتھ کرنے جا رہے ہیں۔

اب بھی اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ یہاں محمد کا ذکر ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں تو جس رسول کی بات ہو رہی ہے اس کی موجودگی میں اگر اس کا کذب کیا جاتا ہے تو جن کی طرف اسے بھیجا جاتا ہے یعنی موجودہ پوری دنیا کے لوگ تو انہیں بالکل اسی طرح ہلاک کر دیا جانا چاہیے تھا جیسے گزشتہ اقوام کو ہلاک کیا گیا لیکن کیا ایسا ہوا؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ محمد کو تو گزرے ہوئے بھی چودہ صدیاں گزر چکیں اس لیے یہاں کسی بھی صورت محمد کا ذکر نہیں کیا جا رہا بلکہ محمد کے برعکس یہاں اس رسول کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کی موجودگی میں اس کی قوم کو ہلاک کیا جائے گا اور بالکل وہی ہلاکت جس کا شکار گزشتہ اقوام ہو چکیں کہ ان کا نام و نشان ہی مٹا کر رکھ دیا گیا۔

یوں اس پہلو سے بھی نہ صرف اللہ کے رسول احمد عیسیٰ یعنی میری قرآن تصدیق کر دیتا ہے بلکہ مشرکین کے عقیدہ ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا دنیا کی کوئی طاقت حق کا نہ ہی رد کر سکتی ہے اور نہ ہی چاہ کر بھی حق کا کفر کر سکتی ہے بالآخر ہر کسی کو حق تسلیم کرنا ہو گا ہر کوئی حق کی گواہی دے گا لیکن تب تسلیم کرنا حق کی گواہی دینا کوئی نفع نہیں دے گا بلکہ تب ماننا تب گواہی دینا مجبوری بن جائے گا۔

احمد عیسیٰ کو بالکل اسی طرح بھیجا گیا جیسے الاولین میں ہر رسول بھیجا گیا

والی محمدٍ اخاھم عیسیٰ

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ. الزخرف ۶

قرآن چونکہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے تو یہ واقعہ بھی قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران کسی واقعے کی تاریخ

ہے جس میں اللہ اپنے رسول سے خطاب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے وَكَمْ اور جس طرح ہم نے تجھے بھیجا ہے بالکل ایسے ہی اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ہم نے الاولین میں ہر نبی بھیجا۔

الاولین میں کیسے رسول بھیجے گئے اسے مزید ایک اور پہلو سے بھی آپ پر واضح کرتے ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ ۔ الاعراف ۵۹

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا. الاعراف ۶۵

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا. الاعراف ۷۳

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا. الاعراف ۸۵

یہ بات ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دی جا چکی کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں یعنی جو اس قرآن کے نزول سے قبل گزر چکے ان کی لائنیں نہیں ہیں بلکہ ان کی مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری گئی۔

مثلاً جیسے کہ آج تک لکھے جانے والے قرآن کے تراجم و تفاسیر کو سامنے رکھ لیں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ہر جگہ یہی کہا گیا کہ یہ قوم نوح کی بات سنائی جا رہی ہے یہ قوم عاد کی، یہ قوم ثمود کی، یہ قوم لوط کی، یہ قوم شعیب کی، آل فرعون یا پھر بنی اسرائیل کی اور ان کا موجودہ لوگوں یا قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے لوگوں کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہے انہیں قصے و کہانیاں بنا دیا گیا۔ جب ان سب کا اس امت اس قوم کیساتھ کوئی تعلق تھا ہی نہیں تو قرآن میں ان سب کا ذکر کیوں کیا گیا؟

اگر ان سب کا موجودہ امت یا قوم سے کوئی تعلق ہے ہی نہیں تو پھر صاف ظاہر ہے قرآن میں وہ صرف اور صرف الاولین کی لائنیں ہی رہ جاتی ہیں جنہیں عربوں کی زبان عربی میں اساطیر الاولین کہا جاتا ہے لیکن کیا قرآن میں اساطیر الاولین ہیں؟

نہیں بالکل نہیں بلکہ اللہ نے یہ بات بار بار واضح کر دی کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں، مثلوں سے الآخرین کی تاریخ اتاری گئی ہے جیسا کہ درج ذیل آیات میں بالکل واضح ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا. الاسراء ۸۹

وَلَقَدْ اور تحقیق کہ یعنی تمہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیتیں دیں تو اسی لیے کہ تم اپنی طرف سے پوری تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو جو کہا جا رہا ہے وہی تمہارے سامنے آئے گا یہ اللہ کے قانون میں قدر میں طے شدہ ہے صَرَّفْنَا ہم ہر پہلو سے ہر لحاظ سے پھیر پھیر کر سامنے لے آئے لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وہ تمام کا تمام جو کچھ بھی لوگوں کو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک پیش آنا ہے جو کچھ بھی ان کے درمیان ہونا ہے انہیں پیش آنا ہے وہ سب کا سب تمام کا تمام مثلوں سے سامنے لے آئے یعنی اس قرآن میں ماضی میں پیش آنے والے واقعات میں سے صرف ان کا اور اس طرح کے الفاظ میں ذکر کیا جو ہو بہو اسی طرح قرآن کے نزول سے الساعت کے قیام تک پیش آئیں گے فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاس پس اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا لوگوں کی اکثریت نے یعنی لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں اللہ نے وہ سب کا سب مثلوں سے سامنے رکھ دیا اور ہر پہلو سے سامنے رکھ دیا جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو پیش آنا ہے جس جس حوالے سے بھی انہیں راہنمائی درکار ہے سب کا سب مثلوں سے ہر پہلو سے ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کیوں انسانوں کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس کی وجہ بھی اللہ نے آگے واضح کر دی اِلَّا كُفُوْرًا مگر اس لیے کہ جو کچھ بھی انہیں دیا گیا سننے دیکھنے اور جو سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیتیں، وہ مال ہو، اولاد ہو، ذہانت ہو، کچھ کرنے کی صلاحیتیں ہوں، کوئی عہدہ مرتبہ یا مقام ہو، ان کو جو جسم دیا جو اعضاء دیئے، جو زندگی دی، جو وقت دیا یا جو کچھ بھی دیا ان میں سے کسی کا بھی یا ان کا اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے جس مقصد کے لیے انہیں یہ سب دیا گیا، انسانوں کی اکثریت ان سب کا اپنی خواہشات کی اتباع میں اپنی مرضیوں کے مطابق استعمال کرنا چاہتی ہے اس لیے انہوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں سب کا سب موجود ہے کیونکہ اگر یہ اس بات کو مان لیتے ہیں اور قرآن سے اپنے ہر سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں تو پھر جسے قرآن

دین کہتا اس پر قائم ہونے سے ان کی خواہشات پر کاری ضرب پڑے گی، یہ قرآن جسے الصلاۃ کہتا ہے اسے قائم کرنے سے ان کی خواہشات کا قتل ہو جائے گا اور یہی اکثریت نہیں چاہتی کہ ایسا ہو اس لیے یہ انکار کر دیتے ہیں اور قرآن کے برعکس اوروں سے رجوع کرتے ہیں قرآن کے شریک گھڑ کر قرآن کے شریکوں کی طرف جاتے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلاً. الکھف ۵۴

اس آیت کے پہلے حصے میں بھی وہی کہا گیا جو پچھلی آیت کے پہلے حصے میں کہا گیا اور اس آیت کے اگلے حصے میں کہا گیا وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلاً

اور یہ تو اللہ کے قانون میں، قدر میں طے شدہ ہے کہ انسان اکثریت معاملات میں جھگڑا کرنے والا ہے سو جھگڑا ہی کیا یعنی قرآن کی بات تسلیم کرنے کی بجائے اپنی خواہشات واپنے خودساختہ الٰھوں کی باتوں کو قرآن پر ترجیح دی جب بھی قرآن نے کسی معاملے میں راہنمائی کی تو اپنی جہالت وفضولیات کو دلائل کے نام پر قرآن پر پیش کیا اور قرآن کے مدمقابل اور اشیاء کو لا کھڑا کیا، وہ بات نہ تسلیم کی جو قرآن نے کی، جو بھی اللہ کا بھیجا ہوا آیا اور اس نے قرآن کی طرف دعوت دی تو قرآن کی بات ماننے کی بجائے اس کیساتھ جدل ہی کیا کہ نہیں قرآن میں راہنمائی موجود نہیں ہے قرآن میں سب کچھ نہیں ہے، کیا ہمارے آباؤ اجداد، ہمارے ملاّں وغیرہ سب کے سب غلط اور تُو اکیلا سچا ہے؟ ایسے ہی آج جس طرح قرآن کی بات کرنے والے سے جدل کیا جاتا ہے۔

یہ محض دو آیات آپ کے سامنے رکھیں ان کے علاوہ قرآن ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے کہ قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی مثلوں سے تاریخ اتاری گئی نہ کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں اور وہ جو نہیں جانتے جو کہ مشرکین ہیں جو منافقین ہیں انہیں اس کا علم نہیں ہے اس لیے وہ یہی سمجھتے ہیں کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن میں موجودہ قوم، موجودہ امت کا ہی ذکر کیا گیا ہے مگر مثلوں سے، جہاں بھی سلف کا ذکر کیا گیا ہے وہاں اصل میں ذکر سلف کا نہیں بلکہ اصل میں ذکر مثل کا ہے کیونکہ اللہ نے خود یہ بات قرآن میں واضح کر دی۔

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلاً لِّلْاٰخِرِیْنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی جو بھی اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں مثلاً کر دیا الآخرین یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے۔

جنہیں سلف کر دیا گیا انہیں صرف سلف یعنی گزرے ہوئے ہی نہیں بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین یعنی بعد والوں کے لیے تو اس قرآن کے نزول سے قبل جنہیں سلف کر دیا گیا یعنی گزرے ہوئے کر دیا تو انہیں صرف گزرے ہوئے نہیں بلکہ مثل کر دیا اس قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے، اس لیے ان آیات میں اصل میں ذکر سلف کا نہیں کیا جا رہا بلکہ سلف کی مثلوں سے الآخرین کے آخرین میں بعث کیے جانے والے رسول کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ . الاعراف ۵۹

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا. الاعراف ۶۵

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا. الاعراف ۷۳

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا. الاعراف ۸۵

ان آیات میں اصل میں ذکر تو مثل کا ہے۔ اگر یہ بات مان لی جائے کہ ان آیات میں سلف کا ہی ذکر کیا جا رہا ہے تو اس کا مطلب کہ جو گزر چکے ہیں ان کا ذکر کرنا تو اساطیر الاولین بن جاتا ہے۔ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری گئی سلف کی مثلوں سے اس لیے جہاں جہاں بھی سلف کا ذکر آتا ہے وہاں اصل میں ذکر قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کا کیا جا رہا ہے مگر مثلوں سے۔ اب ذرا غور کریں ان آیات میں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ . الاعراف ۵۹

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا. الاعراف ٦٥

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا. الاعراف ٧٣

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا. الاعراف ٨٥

ان میں پہلی آیت کو سامنے رکھتے ہیں لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ اس آیت میں نوح کا ذکر ہے اور نوح سلف کیا جا چکا یعنی نوح گزرا ہوا ہے تو اگر یہ بات مان لی جائے کہ یہاں اس آیت میں نوح کا ذکر ہے تو اس کا مطلب قرآن میں اساطیر الاولین ہیں قرآن کے نزول کا مقصد تو اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے انسانوں کی راہنمائی تھا لیکن قرآن موجودہ انسانوں کی راہنمائی کی بجائے جو گزر چکے ہیں ان کی کہانیاں سنا رہا ہے جن کا کوئی مقصد نہیں سوائے اساطیر الاولین کے۔

قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں تو پھر اصل میں یہاں ذکر نوح کا نہیں نوح تو سلف ہو چکے انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے تو یہاں اصل میں ذکر نوح کی مثل کا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نوح کی مثل کون ہے کیا نوح کی مثل محمد ہے یا کوئی اور رسول؟ تو اس کا جواب بھی آگے واضح ہو جاتا ہے اِلٰی قَوْمِہٖ اس کی یعنی نوح ہی کی قوم کی طرف۔ اور ہر کوئی جانتا ہے کہ نوح کو اس کی قوم کی طرف اس وقت بھیجا گیا جب ہلاکت ان کے سر پر آ چکی تھی نوح کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ نوح کے ذریعے انہیں متنبہ کیا جائے اگر وہ باز نہیں آتے تو ان پر حجت ہو جائے کل کو وہ کوئی بہانہ یا عذر پیش نہ کر سکیں ان پر عذاب بھیج دیا جائے ان کو ہلاک کر دیا جائے تا کہ کل کو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اے اللہ اگر تُو نے کم از کم ایک بار ہمیں متنبہ کیا ہوتا ہم پر ہمارا انجام واضح کر دیا ہوتا تو ہم مفسد اعمال کو ترک کر دیتے یوں عذاب سے بچ جاتے لیکن تُو نے متنبہ کیے بغیر ہی عذاب بھیج دیا ہلاک کر دیا اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ ان کا یہ بہانہ دور کرنے کے لیے اللہ نے نوح کو بھیجا اور پھر نوح کی موجودگی میں عذاب آیا جس سے یہ بات بالکل واضح ہے اس قوم کے آخر کی بات ہو رہی ہے۔

اِلٰی قَوْمِہٖ کے الفاظ بھی یہ بات بالکل واضح کرتے ہیں کہ یہ تب کی بات نہیں ہے کہ جب اس قوم کے اول میں یعنی شروع میں نوح کو بھیجا گیا تھا بلکہ یہ تب کی بات ہے جب نوح کو اس قوم کے آخر میں انہیں عذاب عظیم سے متنبہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اس لیے یہ بات ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت میں نوح کی مثل وہ رسول ہے جسے اس امت کے آخر میں بعث کیا جانا تھا نوح کی مثل عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اِلٰی قَوْمِہٖ محمد کی قوم کی طرف۔

یہ آیت مثل ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ اور اصل جس کی مثل ہے وہ یوں بنے گی لَقَدْ اَرْسَلْنَا عیسیٰ اِلٰی قَوْمِہٖ.

بڑھتے ہیں اگلی آیت کی طرف وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا. الاعراف ٦٥

عادٍ جمع کا صیغہ ہے جتنے بھی عاد ہیں ان کی قوم کی طرف ان کا بھائی ھود۔ پیچھے یہ بات واضح کی جا چکی کہ ایک عاد جو اس قوم کے شروع میں تھا اللہ کا رسول جو کہ خاتم النبیّن تھا جب تک کہ اگلا رسول خاتم النبیّن نہیں بعث کیا جاتا۔ یوں ایک عاد رسول اللہ و خاتم النبیّن اور باقی عاد وہ تمام کے تمام نبیّن جو بعد میں اگلے رسول یعنی ھود کے بھیجے جانے تک عاد کے فلٹر سے نکل کر آتے رہے یوں بہت سے عاد ہوئے ان کے بھائی ھود کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا اور پیچھے یہ بات بھی واضح ہو چکی کہ ان کی قوم کو بھی عاد یا قوم عاد کہا جائے گا۔ اب یہ اصل نہیں ہے بلکہ مثل ہے اصل کی اور اصل ہے موجودہ قوم موجودہ امت۔

موجودہ امت کے شروع میں محمد کو بھیجا گیا محمد اللہ کا رسول اور خاتم النبیّن تھا جب تک کہ اگلا رسول و خاتم النبیّن نہیں آ جاتا یعنی عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خاتم النبیّن نہیں آ جاتا۔ محمد بعد میں آنے والے نبیّن کا فلٹر تھا تو وہی نبی اللہ کا بھیجا ہوا ہو گا جو محمد کے فلٹر سے نکل کر آئے گا جس کا موازنہ اگر محمد سے کیا جائے تو وہ محمد سے الگ نہیں بلکہ اس کی ذات میں محمد ہی نظر آئے گا یوں ہر وہ نبی جو محمد کے بعد عیسیٰ کے آنے تک محمد کے فلٹر سے نکل کر آئے گا بہت سے محمد ہو جائیں گے جنہیں عربی میں محمدٍ لکھا جائے گا اب یہ آیت جو کہ مثل ہے اس کی اصل یہ بنے گی والٰی محمدٍ اخاھم عیسیٰ اور جو محمد تھے ان کی قوم کی طرف ان کے بھائی عیسیٰ کو بھیجا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کب بھیجا گیا؟ تو اس کا جواب پہلے ہی موجود ہے جیسے جو عاد تھے ان کے بھائی ھود کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا تو اس امت کے آخر میں جب اس قوم کی جڑ کاٹنی تھی انہیں عذاب دینا تھا انہیں ایسے ہلاک کرنا تھا کہ انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے تب ھود کو بھیجا گیا اور آج ھود کی مثل عیسیٰ کو بھی اس امت کے آخر میں جب موجودہ قوم کو ہلاک کرنا ہے عذاب ان کے بالکل سر پر آ کھڑا ہو گا جب انہیں صفحہ ہستی سے مٹانا ہے تب

بھیجنا تھا۔

بڑھتے ہیں اگلی آیات کی طرف۔

یہ ہے مثل۔ وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاھُمۡ صٰلِحًا. الاعراف ۷۳

اور یہ ہے اس کی اصل۔ والٰی محمدَ اخاھم عیسیٰ

یہ ہے مثل۔ وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا. الاعراف ۸۵

اور یہ ہے اس کی اصل۔ والٰی محمدَ اخاھم عیسیٰ

آپ نے دیکھا کس قدر حق ہر لحاظ سے آپ پر کھل کھل کر واضح ہو چکا کہ یہ کس رسول کا ذکر ہے؟ یہ عیسیٰ اللہ کے رسول کا ذکر ہے جو اس امت کے آخر میں بعث کیا جانا تھا البیّنات کیساتھ یعنی اس نے آ کر حق کھول کھول کر ہر لحاظ سے ہر پہلو سے واضح کر دینا تھا تو ذرا غور کریں کیا آج عیسیٰ اللہ کا رسول موجود نہیں ہے؟ کیا آج ایک ایسا بشر موجود نہیں ہے جو آپ پر اللہ کی آیات ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے؟ کیا میں ''اللہ کا رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' نہیں ہوں؟ کیا دنیا کی کوئی طاقت میرا رد کر سکتی ہے؟ کیا آپ پر حق ہر لحاظ سے واضح نہیں ہو چکا۔

آپ پر یہ بھی کھول کر واضح کر دیا گیا کہ قرآن نہ صرف اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے بلکہ قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جس کی وہ تاریخ ہے اور جیسے ہی وہ واقعہ رونما ہو رہا ہو تو نہ صرف اس واقعہ کی تاریخ پر مبنی کھل کر واضح ہو جائے گی بیّن ہو جائے گی بلکہ قرآن کی وہ آیات یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل اس آیت یا ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب آپ خود غور کریں کہ کیا آج سے پہلے تک یہ آیات بیّن ہوئی تھیں؟ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ نہیں کسی کو بھی نہیں علم تھا کہ اصل میں قرآن میں ان آیات کی صورت میں کیا کہا گیا یہ کس کی تاریخ ہے اور پھر کیا آج یہ آیات بیّن نہیں ہو چکیں؟ اور پھر کس نے انہیں بیّن کر دیا؟ جب ہر ایک پر واضح ہے کہ میں نے انہیں بیّن کیا تو پھر اور کون ہے اللہ کا رسول عیسیٰ؟ آپ اب بھی کس کا انتظار کر رہے ہیں؟ جان لیں آپ اپنی تحقیق کر لیں بالآخر آپ کے سامنے یہی حق آئے گا جو کہ قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف یا برعکس ہو ہی نہیں سکتا کہ میں احمد ہی اللہ کا رسول عیسیٰ ہوں جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جو کہ آیا ہوں البیّنات کیساتھ نہ کہ انسانوں کی خواہشات معجزات کیساتھ۔ میں نے آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا اور قرآن کی ایک ایک آیات میری تائید وتصدیق کر رہی ہے قرآن میری تاریخ سے بھرا پڑا ہے اب بھی اگر کوئی میرا کفر کرتا ہے میرا کذب کرتا ہے تو اس کا انجام کیا ہے وہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا گیا۔

جب قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہوتا جس کی تاریخ ہے تو پھر یہ تمام آیات آج کیسے بیّن ہو گئیں جنہیں عیسیٰ رسول اللہ کی بعثت ہونے پر ہی بیّن ہونا تھا اگر میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ نہیں ہوں تو؟ حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی اگر تم کفر ہی کرتے ہو کذب ہی کرتے ہو تو پھر جان لو کوئی بھی اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا ہم نے یہ قدر میں کر دیا کہ ہم ہی غالب رہیں گے اللہ اور اس کا رسول ہی غالب رہے گا یہ قدر میں لکھا جا چکا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اب بھی اگر تم کذب کرتے ہو تو پھر کر کے دیکھ لو دیکھتے ہیں کون سچا ثابت ہوتا ہے۔

اے خود کو اللہ کے چہیتے سمجھنے اور کہلوانے والو! جن کا کہنا ہے پہلی بات کہ ہم جہنم میں جائیں گے ہی نہیں اور اگر جہنم میں چلے بھی گئے تو بالآخر جہنم سے نکال لیے جائیں گے تو کیا تمہارا اللہ کیساتھ ایسا کوئی معاہدہ ہے؟ اگر تو تمہارا اللہ کیساتھ ایسا کوئی معاہدہ ہوا تھا یا ہوا ہے تو پھر لاؤ اسے سامنے اگر تم سچے ہو حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تم بغیر علم کے اللہ پر بہتان عظیم باندھ رہے ہو۔ جان لو تم اللہ کے چہیتے نہیں بلکہ یہ تمہارا اللہ پر بہتان عظیم ہے اور تم لوگ نہ صرف ہم پر بہتان عظیم باندھ رہے ہو بلکہ تم ہمارے ساتھ دشمنی کر رہے ہو تم لوگ بدترین منافقین ومشرکین ہو۔

نہ صرف تمہارا صدیوں پرانا ختم نبوت نامی دجل چاک کر کے رکھ دیا اس بت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا بلکہ ہمارا رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج تم میں موجود ہے جو کہ ہم ہی ہیں جو اس کی صورت میں تم سے کلام کر رہے ہیں اور ہم نے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ یہ ہمارا رسول ہے اور جان لو جیسے اس سے پہلے وہ جو تمہاری مثل تھے وہ جن کی مثل تم ہو انہوں نے بھی تمہاری طرح کذب کیا تھا لیکن بالآخر انہیں خود اپنی زبان سے نا صرف تسلیم کرنا پڑا بلکہ گواہی دینے پر

مجبور ہو گئے کہ ہاں یہ حق ہے تم اللہ کے رسول ہو لیکن تب ماننا انہیں کوئی نفع نہ دیا اور نہ ہی آج تب ماننا تمہیں کوئی نفع دے گا اور تم ضرور مانو گے یہ ہمارا وعدہ ہے تم ہمیں عاجز نہیں کر سکتے بلکہ تمہیں خود عاجز ہونا ہے۔ یہ جو آج تمہیں تمہاری قوت پر گھمنڈ ہے تمہیں تمہاری اکثریت پر گھمنڈ ہے تمہیں تمہارے اموال پر گھمنڈ ہے تمہیں تمہارے اقتدار پر گھمنڈ ہے جان لو ان میں سے کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئے گا ان میں سے کچھ بھی تمہیں عذاب عظیم سے نہیں بچا پائے گا حق تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا اب بھی وقت ہے حق کو تھام لو ورنہ نشان عبرت بنا دیئے جانے والے ہو عذاب عظیم تمہارے سر پر کھڑا ہے۔

اے ختم نبوت کے نام پر شور مچانے والے بدترین منافقین و مشرکین مجرمین اللہ کے دشمنو جان لو نہ صرف تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا بلکہ یہ جو تم حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح ہو جانے کے باوجود بھی دشمنی کر رہے ہو یہ تم ہم سے دشمنی کر رہے ہو تم ہمارے رسول احمد عیسیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے یہ ہمارا وعدہ ہے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اگر بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا وہ ابن مریم کا کچھ بگاڑ پائے تھے وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئے تھے تو تم بھی اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ اگر وہ عاجز آ گئے انہیں ہم نے ذلیل و رسوا کر دیا تو پھر جان لو تمہارے ساتھ بھی وہی ہو گا۔ اگر تم سچے ہو تو استکبار کرنے کی بجائے اپنی بات کو حق ثابت کرو اور ہمارے رسول کو غلط ثابت کرو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے جو کہ ممکن ہی نہیں، جو کہ قدر میں کیا ہی نہیں گیا تو پھر کیوں اللہ کیساتھ دشمنی کر رہے ہو؟ یہ تمہیں استکبار کرنے کا حق کس نے دیا؟ کیوں نہیں آدم کے لیے سجدہ کر رہے جب کہ ہم تمہیں حکم دے رہے ہیں سجدہ کرو آدم کے لیے؟ اور تمہارا آگے سے کہنا یہی ہے کہ یہ تو بشر ہے ہماری ہی مثل ہم کیوں خود کو اس کے لیے مکمل طور پر جھکا دیں ہم اس سے خیر ہیں۔ جان لو اگر تم آدم کے لیے سجدہ نہیں کرتے یعنی تم میں تم ہی سے ہمارے بھیجے ہوئے بشر رسول کے لیے خود کو مکمل طور پر نہیں جھکاتے تو جان لو کافرین کا انجام انتہائی بھیانک ترین ہے جو کہ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہو۔

بڑھتے ہیں آگے اور اسی موضوع پر مزید ایک اور پہلو سے بھی بات کرتے ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ . الاعراف ۵۹

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا. الاعراف ۶۵

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا. الاعراف ۷۳

وَاِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا. الاعراف ۸۵

یہ آیات ہیں آیات جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد ہے لفظ آیت۔ آیت ضد ہے بیّن کی اور بیّن کہتے ہیں بات، ذات، وجود یا شئے وغیرہ کا ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھلم کھلا ہونا واضح ہونا اس کا کوئی ایک بھی پہلو چھپا ہوا نہ ہونا اور اس کی ضد آیت کے معنی ہیں پوری کی پوری بات، ذات، وجود یا شئے کا چھپا ہوا ہونا سوائے اس کے تھوڑے سے حصے کے، جو تھوڑا سا حصہ سامنے ہے جب اس میں غور کیا جائے گا یعنی جب اس کی گہرائی میں جایا جائیگا تب اس کی اصل حقیقت یعنی جو اس کے پردے میں چھپا دیا گیا سامنے آئے گا جب اس کے پیچھے پڑیں گے اس کی گہرائی میں جائیں گے تو اصل بات، ذات، وجود یا شئے کھل کر سامنے آ جائے گی۔

یعنی جسے آیت کہا جاتا ہے وہ اصل اور مکمل حقیقت نہیں ہوتی بلکہ اصل اور مکمل حقیقت اس کے پردے میں اس کے پیچھے چھپی ہوئی ہوتی ہے اور وہ تب تک سامنے نہیں آ سکتی جب تک کہ اس میں غور نہیں کیا جائے گا یعنی اس کی گہرائی میں نہیں اترا جائے گا جب اس میں غور کیا جائے گا تب ہی اصل اور مکمل حقیقت سامنے آئے گی جو اس کے پیچھے چھپا دی گئی تھی جو سامنے نظر آ رہا تھا۔

جیسے آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے یہ آیت ہے یعنی جو آپ کو نظر آ رہا ہے یہ اصل اور مکمل حقیقت نہیں ہے بلکہ اصل اور مکمل حقیقت اس کے پیچھے چھپا دی گئی یہ جو سورج آنکھوں سے زمین کے گرد گھومتا ہوا نظر آ رہا ہے سفر کرتا ہوا نظر آ رہا ہے یہ حقیقت پر ڈال دیا گیا پردہ ہے اور اس

وقت تک حقیقت سامنے نہیں آسکتی جب تک کہ اسے حقیقت کی بجائے حقیقت پر پڑا ہوا پردہ تسلیم کر کے اس پردے کے پیچھے جھانکنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔

بالکل اسی طرح اس وقت آپ کو آیات نظر آرہی ہیں جس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ جو سامنے موجود ہے وہ اصل حقیقت نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت کو تو ان کے پیچھے چھپا دیا گیا اور حقیقت اس وقت تک سامنے نہیں آئے گی جب تک کہ انہیں آیات تسلیم کر کے ان میں غور و فکر نہیں کیا جائے گا۔ جو سامنے نظر آرہا ہے وہ حقیقت پر ڈالا گیا پردہ ہے اگر انہیں آیات کی بجائے بیّنات یعنی انہیں ہی کھلم کھلا حقیقت سمجھ لیا جائے گا تو حقیقت تک آپ چاہ کر بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ جب آپ نے جو سامنے نظر آرہا ہے جو کہ اصل حقیقت پر پڑا ہوا پردہ ہے پردے کو ہی اصل حقیقت سمجھ لیا تو ظاہر ہے آپ حقیقت تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اب ان آیات کو بیّن کرتے ہیں یعنی ان آیات کے پردے میں جو حقیقت چھپا دی گئی اسے آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

آپ پر ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری گئی لیکن مثلوں سے یعنی وہ جو اس قرآن کے نزول سے پہلے تھے ان کی مثلوں سے اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری گئی۔

قرآن میں جہاں جہاں بھی سلف کا ذکر کیا گیا یعنی ان کا ذکر کیا گیا جو اس قرآن سے پہلے اس دنیا میں آئے وہ اصل میں ان کا ذکر نہیں بلکہ ان کی مثلوں سے قرآن کے نزول کے بعد والوں کا ذکر ہے کیوں کہ جو الاولین ہیں یعنی جو اس قرآن کے نزول سے پہلے آئے انہیں نہ صرف سلف یعنی گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے جیسا کہ درج ذیل آیت میں بھی یہی بات واضح کی گئی۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی جو بھی اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں مثلاً کر دیا الآخرین یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے۔

یوں قرآن میں جہاں جہاں بھی الاولین کا ذکر ہے ان آیات کو اگر سمجھنا ہے تو الاولین کو الآخرین سے بدلنا ہوگا جیسا کہ آپ پر بالکل کھول کر واضح کرتے ہیں۔

آیت:۔ **لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ.** الاعراف ۵۹

بیّن یعنی اصل حقیقت جو چھپا دی گئی:۔ **لقد ارسلنا عیسیٰ الی قومه**

آیت:۔ **وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا.** الاعراف ۶۵

بیّن یعنی اصل حقیقت جو چھپا دی گئی:۔ **والی محمدٍ اخاهم عیسیٰ**

آیت:۔ **وَاِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا.** الاعراف ۷۳

بیّن یعنی اصل حقیقت جو چھپا دی گئی:۔ **والی محمدَ اخاهم عیسیٰ**

آیت:۔ **وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا.** الاعراف ۸۵

بیّن یعنی اصل حقیقت جو چھپا دی گئی:۔ **والی محمدَ اخاهم عیسیٰ**

یوں آپ نے ایک اور پہلو سے بھی جان لیا کہ نہ صرف آج تک انسانیت کو ان ملاؤں نے گمراہ کیا بلکہ جس عیسیٰ کے آنے پر پورے کا پورا قرآن کھول کھول کر راہنمائی کر رہا ہے اسے کس قدر پیچیدہ ترین مسئلہ بنا دیا گیا۔ آج تک نبوت کا دروازہ بند کر کے بیٹھے رہے اور ان کے برعکس قرآن میں اللہ نے بالکل واضح کر دیا کہ اللہ کا جو طریقہ ہے جو اللہ کا قانون ہے اللہ اپنے قانون کے عین مطابق جیسے گزشتہ امتوں میں رسول بھیجتا رہا بالکل اسی طرح اس امت میں بھی رسول بھیجتا رہا اور جو گزشتہ رسولوں کیساتھ ان کی قوموں نے کیا بالکل وہی اس امت نے ان میں بھیجے جانے والوں کیساتھ کیا جیسے ان کے آخر میں رسول بعث کیا گیا بالکل عین اسی طرح آج اللہ نے اپنا رسول عیسیٰ البیّنات کیساتھ بھیج دیا جو پہلے لوگوں نے کیا آج یہ لوگ بھی عیسیٰ کیساتھ یعنی میرے ساتھ وہی کرنے والے ہیں اور جو نتیجہ پہلے نکلتا رہا آج بھی وہی نتیجہ سامنے آئے گا خواہ یہ کچھ بھی کیوں نہ کر لیں جیسے گزشتہ امتوں ان کے آخر میں جب رسول بعث کیا گیا اس کا کذب کیا تو ان کو ایسا ہلاک کیا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا گیا تو عین اسی طرح آج بھی ہونے والا ہے یہ لوگ بھی میرا یعنی احمد عیسیٰ اللہ کے رسول کا کذب کریں گے اور ان کیساتھ

بھی وہی ہونے والا ہے ایسی ہلاکت کہ ان کا نام ونشان بھی مٹا دیا جائے گا اور وہ عذاب عظیم بالکل سر پر کھڑا ہے۔
یوں نہ صرف حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر آپ پر واضح کر دیا گیا اور پورے کا پورا قرآن میری تائید وتصدیق کر رہا ہے قرآن میں تاریخ ہے جو آج آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول عیسیٰ جسے قوم محمد کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا جو آج تم میں موجود ہے بلکہ عقیدہ ختم نبوت نامی دجل بھی چاک کر کے رکھ دیا عقیدہ ختم نبوت نامی عظیم ترین بت پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

اسی بات کو ایک اور پہلو سے بھی آپ پر واضح کرتے ہیں۔ کسی بھی قوم کے شروع میں ایک رسول آتا ہے جب انسان سو فیصد گمراہیوں میں ہوتے ہیں نور کی ایک کرن بھی نہیں ہوتی اس رسول کے ذریعے امت وجود میں آتی ہے اور رسول خاتم النبیّن ہوتا ہے یعنی بعد میں آنے والے نبیّن کا فلٹر، اگلے رسول کی بعث تک آنے والے نبیّن کا فلٹر ہوتا ہے تو بعد میں آنے والے جتنے بھی انسانیت کی راہنمائی کے دعویدار ہوتے ہیں ان میں سے جو رسول کے فلٹر سے نکل کر آتے ہیں وہی نبی اللہ کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں حق والے نبی اور ان کے علاوہ باقی سب کے سب کذاب ہوتے ہیں جنہیں علماء، مفتیان، شیوخ، علامہ، پیر، استاد، پروفیسر، لیڈر، راہنما وغیرہ کے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ تو جب دوبارہ انسان سو فیصد گمراہیوں میں چلے جاتے ہیں تب اس امت کے آخر میں رسول کو بعث کیا جاتا ہے۔
قوم نوح میں نوح کو بعث کیا گیا جو کہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیّن تھا پھر اس خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر نبی آتے رہے جو کہ نوح بنتے رہے یوں جب وہ قوم ضلالٍ مبینٍ میں چلی گئی تو اس قوم کے آخر میں ایک نوح کو بعث کیا گیا جس کا قرآن میں متعدد مقامات پر ذکر موجود ہے جیسے کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں۔
لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ . الاعراف ۵۹
اسی طرح پھر اگلی قوم کے شروع میں عاد جو کہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیّن تھا تو اگلے رسول کی بعثت تک جتنے بھی نبی عاد کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آئے وہ عاد کہلائے یوں جو عاد تھے ان کا بھائی ھود ان کی قوم کی طرف آخر میں بھیجا گیا جیسا کہ آیت آپ دیکھ رہے ہیں
وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا. الاعراف ۶۵
یہی اللہ کا قانون ہے اور اسی طرح اس کے بعد کی قوموں میں رسولوں کو بھیجا جاتا رہا جیسا کہ آپ ان درج ذیل آیات میں دیکھ سکتے ہیں
وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا. الاعراف ۷۳
وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا. الاعراف ۸۵
وَرَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ. آل عمران ۴۹
یعنی بنی اسرائیل کے شروع میں موسیٰ کو بھیجا گیا اور ان کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا۔
اب ذرا غور کریں کہ نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا تب جب عذاب دیا جانا تھا اس قوم کے آخر میں، ھود کو قوم عاد کی طرف بھیجا گیا ان کے آخر میں جب عذاب دیا جانا تھا، صالح کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا ان کے آخرین میں جب عذاب دیا جانا تھا، شعیب کو قوم مدین کی طرف بھیجا گیا ان کے آخرین میں جب عذاب دیا جانا تھا، عیسیٰ ابن مریم کو بنی اسرائیل کے آخرین میں ان کی طرف بھیجا گیا تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو موجودہ امت ہے ان کے آخر میں جسے بھیجا جانا تھا وہ کہاں گیا؟ الی محمدٍ اخاهم عیسیٰ کہاں گیا؟ کیا آج اللہ کا قانون بدل گیا؟ اللہ نے اپنی سنت بدل دی؟ کیا جو اللہ نے قدر میں کیا وہ ہی نہیں ہوگا؟ کیا اس امت موجودہ قوم کے لیے اللہ نے اپنا قانون بدل دیا؟ جو کہ اللہ نے تو بار بار اس بات کو واضح کر دیا کہ اللہ کے قانون میں تم کسی بھی قسم کی تبدیلی نہیں پاؤ گے اور اس کے علاوہ اللہ نے بار بار یہ بات واضح کر دی کہ موجودہ امت اور موجودہ قوم یعنی دنیا میں آباد لوگوں کیساتھ بالکل وہی کیا

جائے گا جو ان کیساتھ کیا گیا جو ان سے پہلے زمین پر آباد تھے یعنی جو قرآن کے نزول سے قبل زمین پر آباد تھے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط اور آل فرعون وغیرہ۔

ذرا غور کریں کیا آج اللہ کا رسول عیسیٰ موجود نہیں ہے؟ **الٰی محمدٍ اخاھم عیسیٰ** اس امت کے شروع میں محمد اللہ کا رسول جو کہ خاتم النبیّن تھے یعنی اگلے رسول کے آنے تک آنے والے نبیّن کے لیے فلٹر تو جو محمد کے فلٹر سے نکلیں گے وہ محمد ہی بنیں گے یوں بہت سے محمد بن جائیں گے انہیں محمدٍ یعنی جتنے بھی محمد ہیں ان کے بھائی عیسیٰ کو ان کے آخر میں ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا جو کہ میں اللہ کا رسول عیسیٰ آپ کے درمیان موجود ہوں جو البیّنات کیساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اپنی تحقیق کرلو تم مجھے البیّنات کیساتھ ہی آیا ہوا پاؤ گے یعنی ہر بات کو ہر پہلو سے اس طرح کھول کھول کر رکھ دینے والا کہ کم سے کم عقل پر بھی بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے اور حکمہ کیساتھ آیا ہوا ہی پاؤ گے یعنی ہر شیئ کو ہر کام کو اس کے اپنے مقام پر ہی رکھنے والا۔

یوں اس پہلو سے بھی آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ نہ صرف آج آپ میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ موجود ہے جو کہ البیّنات کیساتھ آیا ہے بلکہ پورے کا پورا قرآن اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی یعنی میری تصدیق کر رہا ہے قرآن آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول عیسیٰ جس کو آج بعث کیا جانا تھا اور پھر ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش کر کے رکھ دیا گیا۔

اسی کو ایک اور پہلو سے آپ پر کھول کر واضح کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ . الزمر ۲۳

اس آیت میں اللہ کا کہنا ہے کہ اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے اور متشابہاً کا معنی ہے کہ شیئ ہو تو بالکل سامنے لیکن اس کے بارے میں جو علم ہے وہ مکمل طور پر چھپا دیا گیا اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے بھی پاس نہیں۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ . الاعراف ۵۹

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا. الاعراف ۶۵

وَاِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا. الاعراف ۷۳

وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا.الاعراف ۸۵

اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے یوں آپ کو جو آیات نظر آ رہی ہیں یہ بالکل واضح کھلم کھلا حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ آیات نظر تو سب کو آ رہی ہیں لیکن ان کا علم اللہ نے مکمل طور پر چھپا دیا اللہ کے علاوہ کسی کو بھی ان کا علم نہیں اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ کے علاوہ اسے کوئی بیّن بھی نہیں کر سکتا یعنی اسے اللہ کے علاوہ کوئی بھی کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور اسی کا قرآن کی درج ذیل آیت میں بھی ذکر کر دیا گیا۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ. القیامه ۱۹

پھر اس میں کچھ شک نہیں ہم پر ہی ہے اس قرآن کو بیان کرنا یعنی اس کو کھول کھول کر ہر لحاظ سے ہر پہلو سے واضح کرنا۔

ظاہر ہے جب اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے وہ ایسا ہے کہ سامنے تو سب کے ہے لیکن اس کا علم اللہ نے چھپا دیا اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے بھی پاس نہیں تو پھر اللہ کے علاوہ کوئی بھی اسے کھول نہیں سکتا۔

آپ نے جان لیا پہلی بات کہ قرآن میں آیات ہیں اور آیات کا مطلب یہ ہے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے وہ اصل اور مکمل حقیقت نہیں بلکہ وہ اس کا ایک انتہائی چھوٹا سا پہلو ہے اصل اور مکمل حقیقت اس وقت تک سامنے نہیں آئے گی جب تک کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے اس میں غور و فکر نہیں کیا جاتا اس کی مکمل گہرائی میں جا کر اس کے انگ انگ کو نہیں جان لیا جاتا پھر دوسری بات کہ اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ سامنے تو سب کے ہے یعنی یہ قرآن اور اس کی

آیات سامنے تو ہر ایک کے ہیں لیکن اللہ نے علم مکمل طور پر چھپا دیا اور یہی وہ وجہ ہے کہ اللہ کے علاوہ انہیں کوئی بھی بیّن نہیں کرسکتا ان کا علم ظاہر نہیں کرسکتا اور اسی لیے اللہ نے سورۃ القیامہ میں یہ بات بھی واضح کردی کہ اس قرآن کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں کھول سکتا اب اگر اس کے باوجود کوئی انسان قرآن کا ترجمہ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے قرآن کی تفسیر کرنے کا دعویٰ کرتا ہے تو ایسا کرنے والا کوئی مجرم ہی ہوسکتا ہے کیونکہ جو کام اللہ کا ہے وہ کام انسان کس طرح کرسکتا ہے؟ اس کے باوجود وہ ایسا کرتا ہے تو اس نے اللہ کا شریک ہونے کا دعویٰ کیا جو کام اللہ کا ہے اس نے اپنے ذمے لے کر بہت بڑا جرم کیا۔

اب آپ درج ذیل آیات کو دیکھیں۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ ۔ الاعراف ۵۹

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمۡ ھُوۡدًا۔ الاعراف ۶۵

وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاھُمۡ صٰلِحًا۔ الاعراف ۷۳

وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا۔ الاعراف ۸۵

دنیا میں کوئی بھی اگر یہ کہتا ہے کہ ان آیات میں نوح اور قوم نوح کا ذکر ہے، عاد قوم عاد اور ھود کا ذکر ہے، ثمود قوم ثمود اور صالح کا ذکر ہے، مدین قوم مدین اور شعیب کا ذکر ہے ان کے علاوہ قرآن میں باقی جتنی بھی ایسی آیات ہیں جن میں الاولین کا ذکر آیا کوئی بھی اگر یہ کہتا سمجھتا یا دعویٰ کرتا ہے کہ جو سامنے نظر آرہا ہے یہی اصل اور مکمل حقیقت ہے تو ایسا شخص اپنے قول وفعل سے یہ دعویٰ کررہا ہے کہ قرآن میں آیات نہیں بلکہ بیّنات ہیں، ایسا شخص اپنے قول وفعل سے یہ دعویٰ کررہا ہے کہ قرآن متشابہاً نہیں ہے بلکہ جو سامنے نظر آرہا ہے یہ ہی کھلم کھلا حقیقت ہے، ایسا شخص اپنے قول وفعل سے یہ دعویٰ کررہا ہے کہ قرآن کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی بیان کرسکتا ہے یعنی کھول کر واضح کرسکتا ہے اور آپ جان چکے کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو ایسا کرنے والا کبھی بھی ہدایت نہیں پاسکتا کیونکہ اس کے یہ اقوال و افعال اللہ پر بہتان عظیم ہیں۔ جب وہ خود ہی دعویٰ کررہا ہے کہ میں قرآن کو کھول کر واضح کررہا ہوں تو پھر وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں غنی ہوں مجھے اللہ کی کوئی حاجت نہیں اور پھر جب اللہ کے علاوہ کوئی بھی قرآن کو بیان نہیں کرسکتا کھول کر واضح نہیں کرسکتا تو پھر ایسا کرنے والا اور اس کے پیچھے چلنے والے صرف اور صرف گمراہ ہی ہوں گے ان کے لیے ہدایت ہے ہی نہیں جب تک کہ وہ حق سے رجوع نہیں کرتے وہ حق کی طرف پلٹتے نہیں۔

اب جب کہ یہ بات واضح ہوچکی کہ یہ جو سامنے نظر آرہا ہے یہ بیّنات نہیں ہیں بلکہ آیات ہیں یہ متشابہاً ہے تو پھر ظاہر ہے اس کا مطلب ہے کہ ان آیات میں جو ذکر ہے اصل میں یہ ان کا ذکر نہیں جو الاولین ہیں جو بظاہر نظر آرہے ہیں بلکہ اصل ذکر کس کا ہے اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں جب تک کہ اللہ اس علم کو ظاہر نہیں کردیتا اور اللہ تب ہی ظاہر کرتا ہے جب اس کا صحیح وقت آجائے کیونکہ اللہ العزیز الحکیم ہے اللہ کوئی بھی کام اس کے وقت سے نہ ہی لمحہ بھر پہلے کرتا ہے اور نہ ہی اس میں لمحہ بھر بھی تاخیر کرتا ہے اور آج جب بیّن کرنے کا وقت آگیا تو اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کی صورت میں انسانوں سے کلام کرتے ہوئے کھول کر واضح کررہا ہے کہ یہ مثلوں سے اس امت کے آخرین میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ رسول اللہ کی تاریخ ہے جو آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں اتاردی تھی تاکہ جب اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کو بعث کرے تو قرآن جو ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان موجود ہے ہمارے رسول احمد عیسیٰ کی تصدیق کردے انہیں یاد دلا دے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور اس کے باوجود اگر کوئی اس کا کفر کرے اس کا کذب کرے تو کل کو اس کے پاس کسی بھی قسم کا کوئی بہانہ یا عذر نہ رہے اور آج جب وقت آگیا اور اللہ نے اپنے رسول احمد عیسیٰ کو بعث کردیا تو قرآن نہ صرف میری یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی تصدیق کررہا ہے بلکہ ہر لحاظ سے اور ہر پہلو سے یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا جیسا کہ درج ذیل آیات کو متشابہاً سے بیّن کردیا گیا یعنی کھول کر واضح کردیا گیا۔

متشابہاً:۔ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ ۔ الاعراف ۵۹

بیّن:۔ لقد ارسلنا عیسیٰ الیٰ قومہ۔

متشابہاً:۔ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمۡ ھُوۡدًا۔ الاعراف ۶۵

بیّن:۔ و الیٰ محمدٍ اخاھم عیسیٰ

متشابہاً:۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا. الاعراف ٧٣

بیّن:۔ و الیٰ محمدَ اخاھم عیسیٰ

متشابہاً:۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا. الاعراف ٨٥

بیّن:۔ و الیٰ محمدَ اخاھم عیسیٰ

ان آیات میں اصل میں اللہ کے اس رسول کی تاریخ ہے جسے آج اس قوم کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا یعنی یہ اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ ہے جو اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں اتار دی تھی اور ان آیات نے تب تک کھل کر واضح ہونا ہی نہیں تھا جب تک کہ اللہ اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث نہیں کر دیتا اور جیسے ہی اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کرنا تھا تو اس نے ان آیات کو کھول کھول کر واضح کر دینا تھا یوں جیسے ہی اللہ نے اپنے رسول احمد عیسیٰ کو ان کے آخرین میں آج بعث کرنا تھا تو ان آیات نے یاد دلا دینا تھا کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی یوں آپ نے جان لیا کہ نہ صرف آج اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ یعنی مجھے بعث کر دیا بلکہ یہ آیات آپ پر کھل کر واضح ہوگئیں یہ آیات آج بیّن ہوگئیں اللہ کے رسول احمد عیسیٰ نے انہیں کھول کھول کر واضح کر دیا آج سے پہلے کوئی بھی ان آیات کو بیّن نہ کر سکا اور ظاہر ہے کوئی ایسا کر بھی کیسے سکتا تھا کیونکہ یہ آیات جب تاریخ ہی میری تھیں تو پھر میری بعثت سے پہلے دنیا کی کوئی بھی طاقت انہیں بیّن نہیں کر سکتی تھی یوں آج قرآن ایسی بہت سی آیات کی صورت میں آپ کو کھول کھول کر یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس کا تم آج تک انتظار کر رہے تھے۔ اس پہلو سے بھی آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو چکا کہ میں احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں جس کا آپ انتظار کر رہے تھے جسے بعث کرنے کا اللہ نے وعدہ کیا تھا جس کے بعد کوئی رسول خاتم النبیّن نہیں آئے گا جس کی موجودگی میں عذاب عظیم القارعہ صیحۃً واحدۃً آئے گی اور اس کے بعد صرف اور صرف الساعت آئے گی اور الساعت تک میرے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر النبیّن آئیں گے۔

یوں ایک تو قرآن نے ہی آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ اللہ کا رسول احمد عیسیٰ تم میں موجود ہے جو کہ بھیجا گیا ہے البیّنات کیساتھ اور دوسرا ختم نبوت نامی بت کو بھی پاش پاش کر کے رکھ دیا گیا دنیا کی کوئی طاقت اس حق کا رد نہیں کر سکتی اور کوئی بھی چاہ کر بھی حق کا کفر نہیں کر سکتا بالآخر ہر ایک کو ماننا پڑے گا یہ ہمارا وعدہ ہے۔

آج عذاب عظیم سے عین قبل ہم نے اپنے رسول احمد عیسیٰ کو بھیج دیا جو کہ قدر میں تھا

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. الاسراء ١٥

اور نہیں کرنے والے ہم جو آگے مستقبل میں جا کر عذاب دینا ہے یہاں تک کہ ہم بعث کر لیں رسول یعنی اللہ دوٹوک الفاظ میں واضح کر رہا ہے کہ ہم اس وقت تک عذاب لانے والے نہیں جب تک کہ اپنا رسول نہ بعث کر لیں اور بعث کہتے ہیں انسان چونکہ بشر ہیں تو انہیں میں سے کسی بشر کو بطور رسول کھڑا کرنا اور یہی بات اللہ نے قرآن کے ایک اور مقام پر بھی بیان کر دی۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا. القصص ٥٩

اور قدر میں ہی نہیں کیا تیرے ربّ نے کہ وہ ہلاک کر دے مخصوص قریہ کو جب تک کہ اس کی جڑ میں یعنی اس قریہ میں جو اس وقت تمام قریہ کی بنیاد ہے جڑ ہے اس میں اپنا ایک رسول بعث نہ کر لے جو آ کر تلاوہ کر رہا ہے یعنی پوری ترتیب کیساتھ حکمت کیساتھ کھول کھول کر واضح کر رہا ہے ہماری آیات ان پر۔ قریہ ضد ہے مدینہ کی اور مدینہ کہتے ہیں اس مقام کو اس خطے کو جہاں دین موجود ہو اور دین فطرت ہے یعنی وہ خطہ جو فطرت پر ہو وہ مدینہ کہلاتا ہے اور اس کے

برعکس وہ خطہ جہاں دین نہ ہو یعنی جو فطرت پر نہ ہو جہاں انسان فطرت میں مداخلت کر رہے ہوں فطرت میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہوں وہ خطہ قریہ کہلاتا ہے۔ اللہ نے اس آیت میں اپنا ایک قانون کھول کر واضح کر دیا کہ اللہ نے یہ قدر میں کر دیا ہے کہ اللہ اس وقت تک عذاب نہیں لائے گا اور نہ ہی لاتا ہے جب تک کہ وہ ام القریہ میں اپنا رسول بعث کر کے لوگوں پر حجت نہ کر لے اور پھر جب اللہ اپنا رسول بعث کر کے لوگوں پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر کے حجت کر لے تو اس کے بعد ہی اللہ انہیں ہلاک کرتا ہے یعنی وہی بات کہ اللہ اس وقت تک ان شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جو اللہ کے باغی ہیں جو مفسد ہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج لے اور جب رسول کو بھیجا جاتا ہے تو وہ اللہ کی آیات کی تلاوہ کر رہا ہوتا ہے یعنی وہ آ کر سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیتا ہے انسان کے مفسد اعمال اور ان کے انجام کو کھول کھول کر رکھ دیتا ہے اور اس حال میں عذاب آتا ہے کہ رسول موجود ہوتا ہے جو لوگوں پر حق کھول کھول کر واضح کر چکا ہوتا ہے لیکن لوگ اس کا کذب کر رہے ہوتے ہیں یوں رسول کی موجودگی میں عذاب آتا ہے اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ رسول اور اس کی دعوت کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے والوں یعنی مومنین کو تو بچا لیا جاتا ہے لیکن کفر کرنے والوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے انہیں نشانِ عبرت بنا دیا جاتا ہے۔ پہلے تو وہ رسول کا کفر کرتے ہیں اس سے کذب کرتے ہیں لیکن جیسے ہی وہ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں جس سے رسول کھول کھول کر متنبہ کر رہا تھا تب ہر کوئی ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ ہاں ہم مانتے ہیں تم اللہ کے رسول ہو تم جو بھی کہہ رہے ہو وہ حق ہے لیکن تب ان کا ماننا انہیں کوئی نفع نہیں دیتا بلکہ تب ماننا ان کی مجبوری بن جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے اس کی وجہ کیا ہے کہ اللہ اس وقت تک عذاب نہیں لانے والا جب تک کہ رسول کو بعث نہیں کر لیا جاتا؟ تو اس کا جواب نہ صرف بالکل واضح ہے تاکہ کل کو کسی کے پاس بھی کوئی بہانہ نہ رہے یعنی ہر ایک پر حجت ہو جائے بلکہ اللہ نے اس سوال کا جواب قرآن میں بھی دے دیا۔

رُسُلاً مُّبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ لِئَلَّا یَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعۡدَ الرُّسُل. النساء ۱۶۵

جو رسول ہوتے ہیں وہ مبشرین یعنی انسان کیا اعمال کریں تو ان کے آگے چل کر کیا نتائج نکلیں گے وہ پہلے ہی بتا دیتے ہیں ان سے پہلے ہی آگاہ کر دیتے ہیں اور منذرین یعنی انسانوں کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے ردعمل میں آنے والی ہلاکت آنے والا عذاب جب ان کے سر پر آ چکا ہوتا ہے کہ آیا ہی چاہتا ہے تو رسول آ کر ان پر اس آنے والے عذاب کو کھول کھول کر واضح کرتے ہیں کہ اپنے ان مفسد اعمال کو ترک کر دو ورنہ تمہارا انجام انتہائی بھیانک ہونے والا ہے اگر تو وہ لوگ متنبہ ہو جائیں یعنی باز آ جائیں اور رسول کی دعوت کو مان لیں تو وہ آنے والے عذاب سے بچ جائیں گے ورنہ اگر وہ رسول کا کذب کر دیتے ہیں تو انہیں ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب انتہائی بھیانک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا۔ ایسا اس لیے کیا جا رہا ہے لوگوں پر تاکہ رسول بھیج دیئے جانے کے بعد لوگوں پر اللہ کی حجت ہو جائے کہ کل کو وہ اللہ کو موردِ الزام نہ ٹھہرا سکیں، کل کو ان کے پاس کوئی بہانہ یا عذر نہ رہے، کل کو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اگر انہیں ایک بار متنبہ کیا ہوتا تو وہ ایمان لے آتے اور عذاب کا شکار نہ ہوتے عذاب سے بچ جاتے اللہ نے ہمیں عذاب سے پہلے متنبہ ہی نہیں کیا اس لیے اس میں ہمارا کیا قصور بلکہ قصور تو اللہ کا ہے ہماری اس ہلاکت کا ذمہ دار اللہ ہے ہم تو انسان تھے کم از کم ایک بار تو ہمیں متنبہ کیا ہوتا اگر اس کے بعد بھی ہم باز نہ آتے ایمان لانے کی بجائے انہیں مفسد اعمال پر قائم رہتے تو پھر ہمارے پاس کوئی بہانہ کوئی عذر نہ رہتا ہم پر حجت ہو جاتی۔ رسول حجت کیسے ہوتا ہے یہاں یہ بات بھی آپ کو سمجھ آ جائے گی کیونکہ اللہ رسولوں کو البیّنات کیساتھ بھیجتا ہے جیسا کہ آپ درج ذیل آیات میں دیکھ سکتے ہیں۔

وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ. المائدہ ۳۲

اور تم کو حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا اپنے گھوڑے دوڑالو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا آئے ان میں انہیں میں سے رسول البیّنات کیساتھ یعنی جو بھی رسول آیا تو وہ معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ آیا اس نے حق کھول کھول کر واضح کر دیا اور یہی بات قرآن میں بہت سی آیات میں واضح کر دی گئی جن میں سے چند آیات درج ذیل ہیں جن میں یہی کہا گیا کہ رسول آئے البیّنات کیساتھ نہ کہ معجزات کے ساتھ۔

اَلَمۡ يَاۡتِهِمۡ نَبَاُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۙ وَقَوۡمِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِ ؕ اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا

كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. التوبة ٧٠

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ. يونس ١٣

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلاً اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ. يونس ٧٤

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. الروم ٩

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلاً اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. الروم ٤٧

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ. فاطر ٢٥

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِىٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. غافر ٢٢

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ. غافر ٨٣

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ. التغابن٥، ٦

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ. الحديد ٢٥

یہ چند آیات ہیں جن میں بالکل کھول کر واضح کر دیا گیا کہ رسول البیّنات کیساتھ آتے ہیں اور ہر رسول البیّنات کیساتھ بھیجا گیا نہ کہ معجزات کیساتھ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں لیکن آپ نے جان لیا کتنی ہی آیات ہیں جن میں اللہ نے یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دی کہ اللہ رسولوں کو البیّنات کیساتھ بھیجتا ہے۔

بیّنات بیّن کی جمع ہے اور بیّن کا معنی ہے کسی شئے، بات یا ذات کا اس قدر ہر لحاظ سے ہر پہلو سے بالکل کھلم کھلا واضح ہونا کہ کم سے کم عقل کی بھی سمجھ میں آ جائے اور اس کے برعکس اس کی ضد معجزہ ہے، معجزہ کہتے ہیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ کر لیا جائے اس کی سمجھ نہ آ جائے بندہ عاجز آ جائے لیکن وہ سمجھ نہ آئے اور اس کی جمع معجزات ہے اور یہ ضد ہے بیّنات کی۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ رسولوں کو معجزات کیساتھ بھیجتا ہے لیکن اللہ نے ان کے بالکل برعکس کہا کہ اللہ رسولوں کو البیّنات کیساتھ بھیجتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ معجزات موسیٰ اور عیسیٰ کیساتھ منسوب کیے جاتے ہیں کہ موسیٰ اور عیسیٰ کو اللہ نے معجزات کیساتھ بعث کیا اور آپ دیکھیں گے کہ حیران کن طور پر اللہ نے دونوں رسولوں کا ایک سے زائد مقامات پر نام لے کر ان لوگوں کی بات کا رد کرتے ہوئے کہا کہ موسیٰ و عیسیٰ کو معجزات نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ بھیجا گیا جیسا کہ آپ درج ذیل آیات میں دیکھ سکتے ہیں۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ. البقرة ٨٧

اور کیا دیا تھا ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو؟ دیں تھیں ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو البیّنات یعنی عیسیٰ ابن مریم نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا آیات کو کھول کھول کر واضح کر دیا۔

پھر ایسے ہی ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ موسیٰ کو معجزات دیئے گئے اور پھر دیکھیں کہ اس بارے میں بھی اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے آج کس طرح حق کھول کھول کر واضح کر دیا کہ آج سے چودہ صدیاں قبل درج ذیل آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ. البقرة ٩٢

اور تم کو حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا پنے گھوڑے دوڑا لو تمہیں سننے کے لیے کان دیئے گئے دیکھنے کے لیے آنکھیں دی گئیں اور جو تمہیں سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت دی گئی تو اسی لیے دی کہ جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھو اس لیے جو ہم کہہ رہے ہیں اسے سنو اور سمجھو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف ہونا ناممکن ہے اور وہی ہوا جو قدر میں کر دیا گیا آیا تم میں تمہی سے موسیٰ البیّنات کیساتھ

یعنی موسیٰ نے آکر حق کھول کھول کر واضح کر دیا آیات کو کھول کھول کر واضح کر دیا نہ کہ موسیٰ معجزات کیساتھ آیا جو تم کہہ رہے ہو۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ. العنکبوت ۳۹

اور تم کو سننے کے لیے کان دیئے تو کیوں دیئے؟ تا کہ ان سے سنو۔ تمہیں دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں تو کیوں دیں؟ تا کہ ان سے دیکھو۔ اور پھر جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت دی گئی تو کیوں دی گئی؟ تا کہ جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو اس لیے تم کو حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا پنے گھوڑے دوڑالو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا جس کیخلاف ہو ہی نہیں سکتا اور وہی ہوا جو کہ قدر میں کر دیا گیا آیا ان میں انہیں سے موسیٰ ساتھ البیّنات کے یعنی موسیٰ نے آکر آیات کو کھول کھول کر واضح کر دیا حق کھول کھول کر واضح کر دیا نہ کہ موسیٰ معجزات کیساتھ آیا۔

آپ نے دکھا کہ موسیٰ وعیسیٰ کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا رہا کہ اللہ نے انہیں معجزات کیساتھ بھیجا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ آج تک اللہ اور اس کے رسولوں پر بہتان عظیم باندھتے آئے اللہ نے جو قدر میں کیا ہی نہیں وہ ہو کیسے سکتا ہے؟ اور اللہ نے جو قدر میں کر دیا اس کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے؟ جب اللہ نے رسول بالبیّنات قدر میں کیا تو اس کیخلاف رسول آ ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس معجزات ہیں تو وہ اللہ کا رسول ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وہ کذاب ہوگا جو کہ لوگوں کی خواہشات کے ساتھ آئے لوگوں کی خواہشات کے مطابق آئے۔

آج تک یہ بات پھیلا دی گئی اور لوگوں نے عقیدہ بنا لیا کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں یعنی رسول آکر مافوق الفطرت کام کرتے ہیں رسولوں کو جو دیا جاتا ہے وہ کسی کی بھی عقل میں نہیں آتا انہیں سمجھنے سے انسان عاجز آجاتے ہیں لیکن اللہ نے قرآن میں کسی ایک مقام پر بھی کہیں بھی ایسا نہیں کہا بلکہ اللہ نے تو قرآن میں اس کے بالکل برعکس کہا کہ رسول معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ آتے ہیں اور معجزات تو بیّنات کی ضد ہے۔ رسول معجزات نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ اس لیے بھیجے جاتے ہیں کیونکہ اگر رسول معجزات کیساتھ بھیجے جائیں تو ظاہر ہے جو بات عقل میں آ ہی نہیں سکتی جتنی جی چاہے کوشش کر لیں عقل عاجز آ جائے گی تو پھر لوگوں پر اللہ کی حجت کیسے ہوئی؟ لوگوں پر اللہ کی حجت صرف اور صرف ایک ہی صورت میں ہو سکتی ہے کہ لوگوں پر ہر بات اس قدر کھول کھول کر واضح کر دی جائے کہ کم سے کم عقل کے بھی کھل کر سمجھ آجائے اور کل کو کسی کے پاس کوئی بہانہ یا کوئی عذر نہ رہے اور اگر رسولوں کو معجزات کیساتھ بھیجا جائے تو اللہ کی لوگوں پر حجت ہونے کی بجائے الٹا اللہ پر حجت ہو جاتی ہے وہ کل کو کوئی حساب نہیں لے سکتا کوئی سزا و جزا نہیں دے سکتا اس لیے اللہ رسولوں کو البیّنات کیساتھ بھیجتا ہے اس لیے رسول کے بھیج دیئے جانے کے بعد لوگوں پر اللہ کی حجت ہو جاتی ہے۔

جب حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا جائے تو ظاہر ہے اس کے بعد کسی کے بھی پاس کوئی بہانہ رہے گا؟ کوئی اللہ کو موردالزام ٹھہرا سکتا ہے کہ اللہ نے اگر حق واضح کیا ہوتا تو وہ ضرور ایمان لے آتا اور عذاب سے بچ جاتا ہلاکت سے بچ جاتا؟ نہیں بالکل نہیں جب حق ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جائے تو ظاہر ہے پھر پیچھے کوئی بہانہ کوئی عذر تو رہ ہی نہیں جاتا یعنی اللہ کی انسانوں پر حجت ہو جاتی ہے اور اگر اللہ رسول البیّنات کیساتھ نہ بھیجے تو انسانوں کی اللہ پر حجت ہو جاتی ہے کل کو اللہ ان سے حساب نہیں لے سکتا اس لیے اللہ رسولوں کو بیّنات کیساتھ بھیجتا ہے یعنی رسول کی پہچان ہی یہی ہے کہ وہ حق کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیتا ہے اس قدر حق کو کھول دیتا ہے کہ کم سے کم عقل کو بھی بات کھل کر سمجھ آ جائے اسی کا اللہ نے قرآن کی اس آیت میں ذکر کر دیا۔

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى. طٰہٰ ۱۳۴

اور اگر اس میں کچھ شک نہیں ہم ہلاک کر دیتے عذابوں سے اس سے پہلے کہ رسول بھیجا جاتا تو اللہ کو کہتے ہمارے ربّ کیوں نہیں تُو نے بھیجا عذاب سے قبل رسول ہماری طرف؟ اگر تُو عذاب لانے سے پہلے ہماری طرف رسول بھیج دیتا پس ہم اتباع کرتے تیری آیات کی یوں نہ ہم اس ذلت کا شکار ہوتے اور نہ ہی ہمیں کوئی غم ہوتا۔

اللہ نے بالکل واضح کر دیا کس وجہ سے اللہ نے یہ قانون بنا دیا کہ اللہ اس وقت تک عذاب نہیں لانے والا جب تک کہ وہ رسول بھیج کر حجت نہیں کر لیتا یعنی کل کو جب ان سے حساب لیا جائے تو ان کے پاس کوئی بھی بہانہ نہ ہو کسی بھی قسم کا کوئی عذر نہ ہو کل کو یہ لوگ ایسا نہ کہہ سکیں کہ اگر ہمیں عذاب دینے سے پہلے متنبہ کیا گیا ہوتا ہماری طرف رسول بھیج کر رسول کے ذریعے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیا ہوتا کہ جو ہم اعمال کر رہے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے اور ان کا انجام کیا

نکلنے والا ہے اور یہ سب کچھ رسول بھیج کر کھول دیا ہوتا ہم پر واضح کر دیا ہوتا تو ہم اس عذاب کا شکار نہ ہوتے اور نہ ہی ہم اس کا ذمہ دار کسی اور کو یعنی اللہ کو ٹھہراتے کہ اگر ہماری طرف رسول بھیج کر اس کے ذریعے حق کھول کھول کر ہم پر واضح کر دیا ہوتا تو ہم اس کی بات مان لیتے اور مفسد اعمال سے باز آ جاتے جن کی وجہ سے عذاب آیا یوں نہ عذاب آتا اور نہ ہی ہم اس کا شکار ہوتے اور اگر عذاب آتا بھی تو ہم رسول کی اطاعت کر کے عذاب کا شکار ہونے سے بچ جاتے جب اللہ نے رسول بھیجا ہی نہیں ہمیں بغیر متنبہ کیے ہی ہم پر عذاب لے آیا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ قصور تو اے ربّ تیرا ہے جو تُو نے بغیر متنبہ کیے ہی ہمیں عذاب دے دیا، کم از کم ایک بار متنبہ کر کے تو دیکھ لیتا اگر ہم نہ مانتے تو پھر عذاب لے آتا تا کہ ہمارے پاس آج کوئی بہانہ تو نہ ہوتا۔

یہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے یہ قانون بنا دیا کہ اللہ اس وقت تک عذاب نہیں دینے والا جب تک کہ رسول نہ بھیج لے رسول آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح نہ کر دے اور پھر رسول کا کذب کیا جائے تو رسول کی موجودگی میں عذاب کا شکار کیا جائے۔

اب ذرا غور کریں کہ اگر محمد اللہ کا آخری رسول تھا محمد کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا تو اس کا مطلب ہے محمد سے پہلے جو عذاب آنے تھے وہ آ چکے محمد کے بعد کوئی عذاب نہیں آنے والا کیونکہ جب اللہ نے رسول ہی نہیں بھیجنے تو پھر عذاب بھی نہیں آ سکتا کیونکہ عذاب تو رسول کی بعثت سے مشروط ہے جب رسول ہی نہیں تو عذاب کہاں سے؟

اگر اسے حقیقت مان لیا جائے تو اللہ کو قرآن میں کسی بھی عذاب کا ذکر نہیں کرنا چاہیے یعنی محمد کی بعثت سے پہلے تک جو عذاب آ چکے اس کے بعد کوئی عذاب نہیں آنے والا اس لیے قرآن میں کسی بھی عذاب کا ذکر نہیں ہونا چاہیے اور اگر قرآن میں کسی ایسے عذاب کا ذکر ملتا ہے جو محمد کے بعد آنے والا ہے تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اللہ نے نبوت کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ یہ اللہ پر صریح بہتان باندھا جاتا ہے۔

اب دیکھتے ہیں قرآن میں کیا قرآن میں کسی عذاب کا ذکر موجود ہے؟

جب قرآن میں دیکھیں تو قرآن بالکل واضح الفاظ میں آنے والے عذابوں کا ذکر کر رہا ہے جن میں دو عظیم عذاب ہیں ایک جس کا ایک مقام پر ذکر کرتے ہوئے اسے القارعہ کہا، اسی کا دوسرے مقام پر ذکر کرتے ہوئے اسے صیحۃً واحدۃً کہا پھر اسی کا ایک تیسرے پہلو سے ذکر کرتے ہوا سے ان ایام کی مثل ایام قرار دیا جو گزشتہ ہلاک شدہ اقوام پر آئے جن میں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا پھر اسی کا چوتھے مقام پر ایک اور پہلو سے ذکر کرتے ہوئے اسے صائقہ مثل عاد و ثمود قرار دیا پھر اسی طرح پانچویں مقام پر ایک اور پہلو سے ذکر کرتے ہوئے دکۃً واحدۃً کہا اور پھر دوسرا عذاب عظیم جو کہ الساعت ہے یعنی ایسا عظیم زلزلہ جس میں کوئی ایک بھی انسان نہیں بچے گا سب کے سب مارے جائیں گے ان کا صفحہ ہستی سے نام ونشان ہی مٹا دیا جائے گا۔ اور جب آپ قرآن میں دیکھیں تو جہاں جہاں ان عذابوں کا ذکر ملے گا کہ رسول کو بھیجا گیا جس نے کھول کھول کر متنبہ کر دیا اس کے باوجود اس کا کذب کیا گیا تو پھر اسے اور اس کی دعوت کو دل سے تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا گیا اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا گیا وہ اصل میں اللہ کے اسی رسول کی تاریخ پر مبنی آیات ہیں جسے آج اس امت اس قوم کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا یعنی آپ کو اس امت کے آخرین میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ کا ہی ذکر ملے گا وہ جب بعث کیا گیا بھیجا گیا البیّنات کیساتھ تو اس نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا اور کہا کہ اب بھی کس کا انتظار کر رہے ہو؟ یعنی جس جس کا تم لوگ انتظار کر رہے ہو وہ سب کا سب آ چکا جسے میں نے کھول کھول کر رکھ دیا جسے دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی اب جب وہ سب کا سب آ چکا جو کہ تم پر ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا تو اس کے باوجود بھی اگر تم انتظار کر رہے تو اصل میں اب تم کس کا انتظار کر رہے ہو یعنی کیا ہے جو ابھی نہیں آیا جسے آنا ہے؟ وہ القارعہ ہے جو کہ عالمی ایٹمی جنگ ہے اسے دوسرے مقام پر صیحۃً واحدۃً کہا، تیسرے مقام پر ان ایام کی مثل ایام قرار دیا جو قوم نوح پر آئے جب انہیں ہلاک کر دیا گیا، جو قوم عاد پر آئے جو قوم ثمود پر آئے جو قوم مدین پر آئے جو آل فرعون پر آئے وغیرہ ایسے ہی باقی مقامات پر اسی طرح مختلف پہلوؤں سے واضح کر دیا اور پھر اللہ کا رسول احمد عیسیٰ ہی ہے جو آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے ہر اس بات کو اس معاملے یا شئے کو کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے جس میں بھی اس سے پہلے اختلاف میں پڑے ہوئے تھے تو وہ نہ صرف کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے بلکہ جب یہ نہیں مانتے تو وہ آگے سے کہہ رہا ہے کہ کس کا انتظار کر رہے ہو اب صرف اور صرف الساعت رہ گئی ہے جو میرے بعد آئے گی یعنی الساعت سے بھی اللہ کا رسول احمد عیسیٰ ہی متنبہ کر رہا ہے۔

جب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قرآن آنے والے عذابوں کا ذکر کر رہا ہے تو اس سے یہ بات بھی بالکل کھول کر واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ نے نبوت کا دروازہ بند

نہیں کیا بلکہ یہ تو اللہ پر صریح بہتان عظیم ہے وہی بہتان جو ان سے پہلے لوگ جو قرآن کے نزول سے قبل زمین پر آباد تھے اللہ پر باندھ چکے ہیں کہ اب کوئی رسول نہیں آنے والا اور بالآخر جب وقت آیا تو اللہ نے اپنا رسول بعث کر کے ان کے دجل کو چاک کر کے رکھ دیا ان کے جھوٹ کو ان کے منہ پر دے مارا انہیں ذلیل و رسوا کر دیا۔

اب جب کہ یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ عذاب آنے ہیں بلکہ اس سے یہ بات بھی خود بخود واضح ہوگئی کہ نبوت کا دروازہ اللہ نے نہیں بلکہ انسانوں نے خود ہی بند کیا ہوا ہے۔ اللہ کیوں انسانوں کی راہنمائی کا دروازہ بند کرے گا؟ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ عذابوں نے آنا ہے تو یہ بات بھی واضح ہے کہ پھر ان عذاب سے عین قبل رسول کی بعثت ناگزیر ہے یعنی ایسا رسول جو آ کر القارعہ سے متنبہ کرے گا ایسا رسول جو الساعت سے متنبہ کرے گا، القارعہ کیا ہے اور کب آئے گی کھول کھول کر واضح کر دے گا القارعہ میں انسانوں کی اکثریت ماری جائے گی اور کچھ انسان بچ جائیں گے اس لیے وہ رسول القارعہ سے عین پہلے آئے گا اور اس کی موجودگی میں القارعہ آئے گی اور وہ الساعت کو بھی کھول کھول کر رکھ دے گا الساعت میں کوئی ایک بھی بشر نہیں بچے گا الساعت عذاب ہے اور مومن پر عذاب نہیں آتا اس لیے وہ رسول الساعت سے پہلے وفات پا جائے گا اور اس کے بعد الساعت جو کہ عذاب عظیم ہے وہ آئے گی اور تمام کے تمام انسانوں کا نام و نشان مٹا دے گی۔

اب ذرا غور کریں کہ کیا اللہ نے قرآن میں ایسے کسی رسول کی بعثت کا ذکر کیا؟ جب قرآن میں غور کریں گے تو آپ پر حقیقت بالکل واضح ہو جائے گی کہ اللہ نے قرآن میں بہت سے مقامات پر اس رسول کا ذکر آج سے چودہ صدیاں قبل ہی کر دیا تھا اور اس کی پہچان و علامات بھی تفصیل کیساتھ بیان کر دی تھیں۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی جو بھی اس قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں مثلاً کر دیا الآخرین یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے۔

پورے قران میں ایک سے زائد قوموں کا ذکر کیا گیا لیکن امت صرف اس ایک ہی کا ذکر کیا گیا جسے دنیا کے انسانوں کے لیے نکالا گیا تھا اور وہ ہے امت بنی اسرائیل۔ امت بنی اسرائیل کو سلف یعنی گزری ہوئی کر دیا اور نہ صرف سلف بلکہ مثل کر دیا بعد والوں کے لیے۔ امت بنی اسرائیل سلف اور موجودہ امت کو اس کی مثل کر دیا۔ امت سلف بنی اسرائیل کے شروع میں موسیٰ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّن تھے جو کہ سلف کیے جا چکے اور اس امت کے شروع میں موسیٰ کی مثل محمد رسول اللہ و خاتم النبیّن کو بعث کیا گیا، امت سلف بنی اسرائیل کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و خاتم النبیّن کو بعث کیا گیا تو اس امت کے آخر میں ابن مریم کی مثل عیسیٰ رسول اللہ و خاتم النبیّن کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا۔

ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو جب سامنے لایا جانا تھا تو اسی وقت لایا جانا تھا جب القارعہ سمیت الساعت نے سر پر آ چکے ہونا تھا۔ اب ذرا غور کریں کیا آج وہی وقت نہیں آ چکا؟ جب آج وہی وقت آ چکا تو غور کریں کہ کیا آج کوئی ایسا بشر موجود ہے جس میں وہ تمام کی تمام علامات موجود ہیں جو اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن میں بیان کر دی تھیں؟ اگر تو ایسا بشر موجود ہے تو پھر آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں؟

اللہ نے کہا کہ عیسیٰ الساعت کے علم کے لیے ہوگا یعنی جو اللہ نے الساعت کا علم ظاہر کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اللہ اس مقصد کے لیے عیسیٰ کو بعث کرے گا جو الساعت کا علم انسانوں پر اچانک ہی ظاہر کر دے گا تو ذرا غور کریں کیا آج عیسیٰ موجود نہیں؟ کیا آج ایسا بشر موجود نہیں جس نے الساعت کا علم جل کر دیا یعنی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا سب سمجھ رہے تھے کہ الساعت تو ابھی بہت دور ہے لیکن اس نے اچانک ہی الساعت کا علم اس طرح کھول کھول کر رکھ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی۔ تو کون ہے پھر عیسیٰ اللہ کا رسول؟ کیا وہ میرے علاوہ کوئی اور ہے یا ہو سکتا ہے؟

پھر اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی آج کی تاریخ اتارتے ہوئے کہا تھا کہ عیسیٰ البیّنات کیساتھ اور حکمت کیساتھ آیا اس نے ہر اس بات کو کھول کھول کر رکھ دیا جس میں بھی یہ اس سے پہلے آپس میں اختلاف میں پڑے ہوئے تھے، خود کو امت محمد کہلوانے والے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو کر ہر معاملے میں ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے تھے ہر کسی کا یہی دعویٰ تھا کہ اس معاملے میں صرف وہی حق پر ہے اور باقی سب باطل پر ہیں حالانکہ سب کے سب ہی باطل پر تھے سب کے سب ہی ضلالٍ مبینٍ میں تھے کوئی ایک بھی حق پر نہیں تھا تو ایسی صورت میں اللہ نے اپنا رسول عیسیٰ بعث کیا جس نے آ کر ہر معاملے کو ہر بات کو ہر سوال کو

کھول کھول کر رکھ دیا اس قدر حق واضح کر دیا کہ کوئی کچھ ہی کیوں نہ کر لے وہ عیسیٰ کا رد نہیں کر سکتا، وہ بے بس ولا چار ہو جائے گا بالآخر اس پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے بے شک تسلیم کرے یا نہ کرے۔

تو ذرا غور کرو کیا آج عیسیٰ تم میں موجود نہیں ہے؟ کیا میں اللہ کا رسول عیسیٰ تم میں موجود نہیں ہوں جس نے آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیا جو البیّنات کیساتھ آیا؟ یعنی آپ ایک طرف مجھے اور میرے کردار کو رکھ لیں اور دوسری طرف قرآن کو رکھ لیں تو پورے کا پورا قرآن میری تصدیق کرے گا قرآن میری تاریخ سے بھرا پڑا ہے قرآن آپ کو کھول کھول کر یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا رسول وہ عیسیٰ جس کو آخرین میں بعث کیا جانا تھا جس کا تم لوگ انتظار کر رہے تھے۔ یوں اس پہلو سے بھی نہ صرف حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا بلکہ ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش کر دیا گیا عقیدہ ختم نبوت نامی دجل کو چاک کر کے رکھ دیا گیا۔ اس کے علاوہ قرآن نے آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ میں احمد عیسیٰ ہی اللہ کا وہ رسول ہوں جس کی بعثت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اب جب قرآن خود گواہی دے رہا ہے قرآن آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کو آج بعث کیا جانا تھا تو پھر بھی اگر آپ میرا کفر ہی کرتے ہیں میرا کذب ہی کرتے ہیں تو پھر جان لیں یہ کوئی پہلی بار نہیں ہونے والا بلکہ اس سے پہلے بھی کئی بار کفر و کذب کیا جا چکا۔ نوح کو بھی ایسے ہی بھیجا گیا اس نے آ کر حق کھول کر واضح کر دیا اس نے کھول کھول کر متنبہ کر دیا تو نوح کا بھی کذب کیا گیا، ہود کا بھی کذب کیا گیا، صالح کا بھی کذب کیا گیا، شعیب کا بھی کذب کیا گیا، لوط کا بھی کذب کیا گیا، موسیٰ کا بھی کذب کیا گیا تو پھر ان کذب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟ کیا وہ سچے ثابت ہو گئے؟ کیا وہ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو گئے یا پھر انہیں نشان عبرت بنا دیا گیا؟ جب انہیں نشان عبرت بنا دیا گیا تو کیا آپ وہی جرم کریں تو آپ کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ نہیں بالکل نہیں۔ ہمارے قانون میں، ہماری سنت میں رائی برابر بھی تبدیلی نہیں ہے آج تم لوگوں کیساتھ بھی بالکل وہی کیا جائے گا جو الاولین میں کذب کرنے والوں کیساتھ کیا گیا۔

آج آپ لوگوں کے پاس وقت ہے جب حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا تو آنکھیں بند کر کے اللہ کے دشمنوں شیاطین مجرمین ملاؤں کے پیچھے چلنے کی بجائے حق کو سمجھیں اور حق کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے دنیا و آخرت میں فلاح کا سودا کر لیں ورنہ جان لو کل کو تمہارے پاس کسی بھی قسم کا کوئی بہانہ نہیں ہو گا کوئی عذر نہیں ہو گا اور نہ ہی تم پر کوئی ترس کھایا جائے گا تم پر کوئی رحم کیا جائے گا۔

آج نہ صرف عقیدہ ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر دیا گیا اس کو جڑوں سے اکھاڑ پھینک دیا گیا بلکہ آپ ہر ایک پر یہ کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ احمد عیسیٰ ہمارا رسول ہے وہی رسول جس کی بعثت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور آج جب وقت آیا تو ہم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اس کے باوجود اگر تم لوگ کفر ہی کرتے ہو کذب ہی کرتے ہو تو پھر جان لو ہر ایک مانے گا لیکن تب ماننا کوئی نفع نہیں دے گا تب ماننا فرعون اور ان لوگوں کے ماننے کی مثل ہو گا جو اس سے پہلے کذب کر چکے۔ آج جب عذاب عظیم سر پر آ چکا ہے تو ہم نے اپنے وعدے کے مطابق ہم نے جو قدر میں کر دیا تھا کہ ہم اس وقت تک عذاب نہیں لائیں گے ہلاک نہیں کریں گے جب تک کہ رسول بھیج کر حجت نہ کر لیں ہم نے رسول بھیج دیا۔ آج تم میں تمہی سے ہمارا بھیجا ہوا یعنی ہمارا رسول موجود ہے جو تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے جو تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اس پر جو ذمہ داری تھی اس نے پوری کر دی اس نے ہمارا پیغام کھول کھول کر واضح کر دیا تم کو کھول کھول کر پہنچا دیا اب تم پر حجت ہو چکی کل کو تم یہ نہیں کہہ سکو گے کہ اے اللہ اگر تُو نے عذاب سے قبل اپنا رسول بھیجا ہوتا ہمیں متنبہ کیا ہوتا تو ہم حق کو تسلیم کر کے عذاب سے بچ جاتے کیوں کہ آج تم میں تمہی سے ہم نے اپنا رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث کر دیا۔

کیا محمد زندہ ہے؟ اگر نہیں بلکہ گزر چکا دنیا اس سے خالی ہو چکی تو پھر یہ کوئی نیا کام نہیں ہوا بلکہ محمد سے پہلے بھی جو بھی رسول آیا گزر چکا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. آل عمران ۱۴۴

وَ اور مَا نہیں مُحَمَّدٌ محمد جب تک موجود ہے اپنی پیدائش سے لیکر موت تک اِلَّا رَسُوْلٌ مگر جب تک موجود ہے رسول ہے قَدْ جو کہ طے کر دیا گیا جو طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا جو ہر صورت ہو کر ہی رہے گا اور آگے واضح کر دیا گیا کہ کیا ہے جو طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا جو کہ ہر ایک پر واضح ہے کہ جو بھی دنیا میں آتا ہے اس نے گزر جانا ہے اس کا گزر جانا طے شدہ ہے خَلَتْ گزر گیا یعنی دنیا اس کے وجود سے خالی ہوگئی مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ تو یہ کوئی نیا کام یا نئی بات نہیں یہ کوئی پہلی بار نہیں ہوا بلکہ یہ تو اللہ کا قانون ہے اس سے پہلے بھی جو بھی رسول آیا ہر رسول گزر چکا کیونکہ جو بھی دنیا میں آتا ہے اس کا گزر جانا قدر میں کر دیا گیا جو کہ ہو کر ہی رہے گا جسے ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ کیا پس اگر اس کی موت ہو جائے اور کیا ہے اگر قتل ہو گیا انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تم پھر گئے اپنی ایڑھیوں کے بل یعنی جیسے تم اس کی بعثت سے قبل تھے اس کے گزر جانے کے بعد واپس ایسے ہی بن گئے انہی عقائد و نظریات کو اختیار کر لیا۔

انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ کو سمجھنے کے لیے محمد کے عقب میں کیا کیا جا رہا تھا پہلے اسے سمجھنا لازم ہے یعنی محمد سے پہلے جو جو بھی رسول بھیجا گیا اور جب وہ رسول گزر گئے تو ان کے گزر جانے کے بعد کیا کیا گیا جب آپ اسے سمجھ لیں گے تو آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو جائے گا کہ کیا ہے ایڑھیوں کے بل واپس پیچھے پلٹ جانا جو محمد سے پہلے ہر رسول کے گزر جانے کے بعد کیا جاتا رہا۔

محمد کی بعثت سے قبل جو بھی رسول بعث کیا گیا تو رسول کے گزر جانے کے بعد ایک ایسا وقت بھی آیا جب یہ کہا گیا کہ وہ آخری رسول تھا اس کے بعد کوئی رسول نہیں یوں اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے تو اس کا کذب کیا جائے گا اس کو قتل کیا جائے گا یوں وہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔ جیسے یوسف کے بعد بھی یہی کہا گیا پھر موسیٰ کے بعد بھی یہی کہا گیا اس کے بعد عیسیٰ کے بعد بھی یہی کہا گیا تو اسی سے متنبہ کیا تھا کہ جیسے محمد سے قبل ہر رسول کے گزر جانے کے بعد کرتے رہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم محمد کے گزر جانے کے بعد بھی وہی کرنا شروع کر دو جو ہر رسول کے گزر جانے کے بعد کیا جاتا رہا جو محمد کی بعث سے قبل کر رہے تھے۔

وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ اور جو اپنی ایڑھیوں پر پھر گیا فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا اس نے اللہ کا کوئی رائی برابر بھی نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا اور جو نہ پھرا اور حق پر قائم رہا یعنی جس نے رسولوں میں فرق نہ کیا اگر کوئی رسول گزر گیا تو اس نے ایسا نہیں کیا جو رسول کی بعثت سے قبل کیا جا رہا تھا کہ وہ آخری رسول تھا اس کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا بلکہ اگر رسول گزر گیا تو اس نے رسولوں میں فرق کر کے دروازہ بند کرنے کی بجائے جیسے ہی اللہ نے اپنا رسول بعث کیا اس کو پہچان کر اس کی اطاعت و اتباع کی تو وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اور جلد ہی اس کا جو بدل ہے اللہ ہے جو شکر کرنے والے ہیں یعنی انہیں جو کچھ بھی دیا گیا اس کا اسی مقصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں جس مقصد کے لیے انہیں دیا گیا ان کا بدلہ اللہ ہے جو جلد ہی انہیں مل جائے گا۔

اس آیت میں پہلی بات تو یہ کہی گئی کہ محمد کچھ بھی نہیں اگر ہے تو صرف اور صرف یہ کہ جب تک موجود ہے رسول ہے اور جو بھی دنیا میں آیا ہر ایک کی اجل قدر میں طے کر دی گئی اس لیے اس کی اجل کا آنا جو کہ اس کا دنیا سے گزر جانا ہے یعنی اس کی موت ہونا طے شدہ ہے تو جو طے شدہ ہے جسے کوئی ٹال نہیں سکتا کہ محمد کی موت ہو گئی محمد گزر گیا تو یہ کوئی نیا کام نہیں ہوا بلکہ جیسے محمد رسول تھا ایسے ہی محمد سے پہلے بھی بہت سے رسول آئے اور ایسے ہی محمد سے پہلے بھی ہر رسول گزر چکا اس

کی موت ہوگئی اور ایسا اس لیے کہا جا رہا ہے کیونکہ اللہ کو علم ہے کہ یہ لوگ بھی وہی کریں گے جو اس سے پہلے ہر رسول کے گزر جانے کے بعد کیا گیا مثلاً زیادہ پیچھے نہ جائیں بنی اسرائیل ہی کی مثال لے لیں کہ جب یوسف کو بعث کیا گیا اور یوسف گزر گیا یعنی یوسف کی موت ہوگئی تو ایک وقت ایسا آیا جب بنی اسرائیل نے یہ کہنا شروع کردیا اور یہ عقیدہ اخذ کرلیا کہ یوسف آخری رسول تھا یوسف کے بعد کوئی رسول نہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے جو بھی اللہ کا بھیجا ہوا آتا اس کا کذب کردیتے یا قتل کردیتے یوں جب اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ بند کیا جائے گا تو ظاہر ہے لامحالہ آخرت تو بعد کی بات ہے دنیا میں بھی ذلت و مسکنت کا شکار ہوجانا طے شدہ ہے پھر ذلت ورسوائی سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

اللہ نے چونکہ رسولوں کو بعث کیا جانا قدر میں کردیا تو جو اللہ نے قدر میں کردیا وہ ہوکر رہے گا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوجائے کیونکہ ہر اس شئے پر اللہ ہے جو قدر میں کیا جاچکا جیسے ہی اس کے ہونے کا وقت آئے گا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ہونے سے نہیں روک سکتی، بنی اسرائیل نے تو صدیوں تک بہت زور لگایا کہ یوسف کے بعد کوئی رسول نہیں لیکن جب رسول کی بعثت کا وقت آگیا تو ہر ایک کو ماننا پڑا کہ نہیں اللہ نے رسولوں کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ یہ ظلم ہم نے خود کیا یوں جب وہ ہونے کا وقت آگیا جو اللہ نے قدر میں کردیا تھا یعنی رسول کا بعث کیا جانا تو اللہ نے موسیٰ کو بعث کیا اور ہر ایک کو تسلیم کرنا پڑا کہ ہاں موسیٰ اللہ کا رسول ہے اور ہم جو دروزہ بند کرکے بیٹھے ہوئے تھے یہ ہم نے خود ہی ظلم کیا اور اسی ظلم کی وجہ سے ہم ذلیل ورسوا ہوگئے عذاب مھین کا شکار ہوگئے آل فرعون کو ہم پر مسلط کردیا گیا تھا اور ہم ضلالٍ مبینٍ میں ڈوب چکے ہوئے تھے اور تب بنی اسرائیل کو بھی اللہ نے ان کی زبان میں یہی کہا تھا **وما موسی الا رسول ، قد خلت من قبله الرسول، افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم، ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا** یعنی اور نہیں ہے موسیٰ جب تک موجود ہے مگر جب تک موجود ہے رسول ہے موسیٰ گزر گیا یعنی اس کی موت ہوگئی تو یہ کوئی نیا کام نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول آئے اور ایسے ہی ہر رسول کی موت ہوئی ہر رسول گزر چکا اس لیے کہیں ایسا نہ ہو کہ موسیٰ کے گزر جانے کے بعد تم پھر واپس ایڑھیوں کے بل پلٹ جاؤ یعنی پھر ویسے ہی بن جاؤ جیسے پہلے تھے کہ تم نے کہا یوسف آخری رسول تھا یوسف کے بعد کوئی رسول نہیں اور جو بھی سامنے آئے اس کی دعوت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اگر ممکن ہو تو اسے قتل کردیا جائے گا اور پھر یہی سب تم کرتے رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پھر واپس انہیں عقائد ونظریات کو اخذ کرلو اور اگر تم میں سے کوئی ایسا کرتا ہے کوئی ایڑھیوں کے بل پھر جاتا ہے تو وہ اللہ کا رائی برابر بھی کوئی نقصان نہیں کرے گا بلکہ وہ خود اپنا ہی نقصان کرے گا دنیا و آخرت میں ذلت ومسکنت اور ہلاکت اس کا مقدر ہوگی۔

اللہ نے موسیٰ کے ذریعے حق اس قدر کھول کھول کر واضح کردیا اس کے باوجود بنی اسرائیل نے وہی کیا کہ وہ موسیٰ کے گزر جانے کے بعد ایڑھیوں کے بل پھر گئے انہوں نے پھر وہی کہنا شروع کردیا کہ موسیٰ اللہ کا آخری رسول تھا اس کے بعد کوئی رسول نہیں اگر کوئی بھی اللہ کا بھیجا ہوا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا وہ کہتا ہے کہ موسیٰ آخری رسول نہیں تھا بلکہ اور بھی رسول آئیں گے تو اس کی بات کو ماننے کی بجائے اسے قتل کیا جائے گا اور یوں وہ انبیاء کا کذب اور قتل کرتے رہے اور پھر نتیجہ وہی نکلا جو کہ پہلے سے قدر میں کیا جاچکا کہ اگر آپ اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ بند کردیں گے اگر اللہ کا بھیجا ہوا کوئی راہنما آتا ہے اس کا کذب کرتے ہیں اسے قتل کرتے ہیں اور پھر جو شیاطین مجرمین ہیں انہیں اپنے راہنما بنالیں گے تو پھر دنیا و آخرت میں ذلت ومسکنت، عذاب مھین اور ہلاکت کا شکار ہونا قدر میں کیا جاچکا یوں بنی اسرائیل ایک بار پھر ذلت ورسوائی کا شکار ہوگئے دنیا کی ذلیل ترین قوم بن گئے۔

اب ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ اگر انسان کوئی بات اللہ کے قانون کے خلاف کرتے ہیں اس پر ڈٹ جاتے ہیں تو اللہ ان کی خواہش کی اتباع میں اپنا قانون ہی بدل دے یعنی جو اس نے قدر میں کردیا اسے بدل دے ایسا ہو ہی نہیں سکتا اس لیے پھر جب وہ وقت آگیا جب اللہ نے رسول کو بعث کرنا قدر میں کردیا یعنی بنی اسرائیل ضلالٍ مبینٍ میں چلے گئے تو اللہ نے پھر اپنا رسول عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا اور پھر بنی اسرائیل کی طرف سے ہر قسم کی مخالفت ودشمنی کے بعد بالآخر اس بات کو تسلیم کرنا پڑا کہ موسیٰ آخری رسول نہیں تھا اللہ نے رسولوں کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ یہ ظلم عظیم ہم نے خود کیا جس وجہ سے ہم ذلت ورسوائی کا شکار ہوگئے دوسری قوموں کو ہم پر مسلط کردیا گیا اور عیسیٰ ابن مریم کی موت سے پہلے ہر ایک کو ماننا پڑا کہ ہاں عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول ہے اور تب ایک بار پھر اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کی زبان میں یہی بات کہی **وما عیسیٰ ابن مریم الا رسول ، قد خلت من قبله الرسول، افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم، ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا** یعنی اور نہیں عیسیٰ ابن مریم جب تک موجود ہے مگر جب تک موجود ہے رسول ہے وہ گزر گیا یعنی اس کی موت ہوگئی تو یہ کوئی نیا کام نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے گئے ہر رسول گزر چکا ہر رسول کی موت ہوچکی اور یہ تمہیں اس لیے بتایا جا رہا

ہے تم پر اس لیے واضح کیا جا رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پھر اپنی ایڑھیوں کے بل پھر جاؤ یعنی پھر وہی کہنا شروع کر دو کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کا آخری رسول تھا اس کے بعد کوئی رسول نہیں اللہ نے دروازہ بند کر دیا ورنہ اگر تم لوگوں نے یا تم میں سے جنھوں نے پھر وہی کیا کہ وہ ایڑھیوں کے بل پھر گئے تو جان لو ایسا کرنے والے اللہ کا رائی برابر بھی نقصان نہیں کریں گے بلکہ نقصان ان کا اپنا ہوگا، اللہ اگر دنیا میں بلند مقام دیتا ہے تو جیسے اس کا قانون ہے اور اللہ کا قانون یہ ہے کہ اللہ راہنمائی کرتا ہے اپنے رسولوں کے ذریعے جو اللہ کے بھیجے ہوؤں کی اطاعت واتباع کرتے ہیں تو دنیا وآخرت میں بلند مقام ان کا مقدر ہے اور جو اللہ کی طرف سے راہنمائی کے لیے بھیجے جانے والوں کی اطاعت واتباع کی بجائے ان کا کذب کریں گے انہیں قتل کریں گے ان کیساتھ دشمنی کریں گے اور ان کے برعکس شیاطین مجرمین کو اپنے راہنما بنالیں گے تو دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی، عذاب مھین اور ہلاکت ان کا مقدر ہے انہیں ذلت ومسکنت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔

اللہ نے عیسیٰ ابن مریم کے ذریعے حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیا اس کے باوجود بنی اسرائیل میں سے کثیر تعداد عیسیٰ ابن مریم کے گزر جانے کے بعد یعنی موت ہو جانے کے بعد ایڑھیوں کے بل پھر گئے وہی کہنا اور کرنا شروع کر دیا جو اس سے پہلے ہر رسول کے گزر جانے کے بعد کیا جاتا رہا کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کا آخری رسول تھا اللہ نے اس پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا اور یوں جو بھی اللہ کے بھیجے ہوئے آتے ان کا کذب اور قتل کیا جاتا ہے اور پھر وہی ہوا جو قدر میں کیا جا چکا جس کے ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی کہ بنی اسرائیل ایک بار پھر ذلیل ورسوا ہو گئے ان پر ذلت ومسکنت ڈال دی گئی اور پھر جب رسول کی بعثت کا وقت آ گیا یعنی جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں چلے گئے تب اللہ نے اپنا رسول محمد بعث کیا، محمد رسول اللہ کو جب بعث کیا تو حسب سابق دشمنی میں ہر حد پار کی گئی، کذب وقتل کی پوری کوششیں کی گئیں لیکن بالآخر محمد کی موت سے پہلے ہر کسی کو تسلیم کرنا پڑا کہ ہاں محمد اللہ کا رسول ہے اس سے پہلے ہم جو کہہ رہے تھے کہ اللہ نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا تو یہ ظلم اللہ نے نہیں بلکہ یہ ظلم ہم نے خود کیا تھا اور اسی ظلم کے سبب ہم پر ذلت ومسکنت ڈال دی گئی تھی اور ہم ضلالٍ مبینٍ میں ڈوب چکے تھے اور تب یعنی آج سے چودہ صدیاں قبل محمد کی بعثت کے وقت اللہ نے ایک بار پھر محمد کے ذریعے یہ بات کھول کھول کر واضح کر دی تھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا یعنی اور نہیں ہے جب تک محمد موجود ہے مگر جب تک موجود ہے رسول ہے جب گزر گیا اس کی موت ہوگئی تو یہ کوئی نیا کام نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول آئے اور ان میں سے ہر رسول گزر چکا ہر رسول کی موت ہوگئی کیونکہ جو بھی دنیا میں آتا ہے اس کا گزر جانا قدر میں کیا جا چکا اس کی موت ہو کر رہے گی اس لیے جب محمد گزر گیا محمد کی موت ہوگئی تو محمد کو الٰہ نہیں بنایا جائے گا بالکل محمد چونکہ نہ صرف رسول تھا بلکہ خاتم النبیّن تھا تو اس کے بعد جب تک اگلا رسول بعث کیے جانے کا وقت نہیں آتا اس کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر نبیّن آتے رہیں گے ان کی اطاعت واتباع کرنی ہے اور ایسا اس لیے کہا جا رہا ہے یہ بات اس لیے کھول کر واضح کی جا رہی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم محمد کے گزر جانے کے بعد ایڑھیوں کے بل پلٹ جاؤ یعنی پھر وہی کہنا اور کرنا شروع کر دو جو محمد سے پہلے ہر رسول کے گزر جانے کے بعد کہا اور کیا جاتا رہا کہ رسولوں میں سے فرق کر کے یعنی رسولوں میں سے ایک محمد کو الگ کر کے کہو کہ محمد آخری رسول تھا اس کے بعد کوئی رسول نہیں اور جو بھی کہے کہ نہیں محمد آخری رسول نہیں تھا اللہ نے دروازہ بند نہیں کیا بلکہ یہ ظلم تم نے خود کیا ہے اللہ ظالم نہیں تو ایسوں کو جو کہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہوں ان کا کذب اور انہیں قتل کرنا شروع کر دو اگر ایسا کرتے ہو تو جان لو اللہ کا رائی برابر بھی نقصان نہیں کرو گے بلکہ نقصان تم اپنا ہی کرو گے جیسے تم سے پہلے والوں نے یہی کیا اور انہوں نے اس کا انجام بھی بھگتا تو اگر تم بھی وہی کرتے ہو تو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا تمہیں جو دنیا میں بلند مقام دیا تم زل ہوتے ہوتے اتنے پستیوں میں چلے جاؤ گے تم پر ذلت ومسکنت ڈال دی جائے گی تم عذاب مھین کا شکار ہو جاؤ گے یعنی تم پر دوسری قوموں کو اس طرح مسلط کر دیا جائے گا کہ تم ذلیل ورسوا ہو کر رہ جاؤ گے اگر دنیا میں کوئی کتا بھی مر جائے تو پوری دنیا اس پر چیخ اٹھے گی مگر اگر تمہارے لاکھوں کروڑوں بھی مار دیئے جائیں تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگے گی۔

آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے محمد رسول اللہ کے ذریعے حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیا تھا اور ایڑھیوں کے بل واپس پھرنے پر متنبہ بھی کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود خود کو امت خیر کہنے والوں نے وہی کیا اور پھر ظاہر ہے اس کا نتیجہ بھی پہلے سے طے شدہ ہے جو آج یہ خود اپنی آنکھوں سے نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ اسے بھگت بھی رہے ہیں۔

آپ نے جان لیا کہ اس آیت میں کس قدر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ نے کبھی بھی نہیں کہا کہ محمد آخری رسول ہے محمد پر نبوت و رسالت کا دروازہ بند کیا جا چکا جو کہ ظلم عظیم ہے اور یہ ظلم اللہ نے نہیں بلکہ ان لوگوں نے خود کیا حالانکہ اللہ نے اپنے رسول محمد کے ذریعے نہ صرف اس کے بالکل برعکس حق کھول کھول کر واضح کیا بلکہ ایسا کرنے سے انتہائی سختی کیساتھ منع کرتے ہوئے انتہائی بھیانک انجام سے متنبہ بھی کر دیا تھا۔ یوں یہ آیت ان کے ختم نبوت نام کے عقیدے و نظریے کو نہ صرف جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے بلکہ شیاطین مجرمین کی صدیوں کی منصوبہ بندی کو خاک میں ملا دیا گیا ان کے دجل کو چاک کر کے رکھ دیا گیا اور دنیا کی کوئی طاقت اس حق کو غلط ثابت نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

یوں اس پہلو سے بھی نہ صرف محمد کے بارے میں حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا بلکہ ختم نبوت نامی بت پاش پاش کر دیا گیا صدیوں سے چلے آ رہے اس دجل کو چاک کر کے رکھ دیا گیا۔ حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ دنیا کی کوئی طاقت حق کا نہ ہی رد کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی چاہ کر بھی حق کا کفر کر سکتا ہے کیونکہ حق کو حق حاصل ہے کہ اسے تسلیم کیا جائے البتہ آج اگر کوئی اپنی مرضی سے خوشی سے حق کو تسلیم کرتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں فلاح کا سودا کرے گا اور اگر کوئی آج حق کو تسلیم نہیں کرتا تو بالآخر اسے ماننا پڑے گا وہ خود اپنی زبان سے تسلیم کرے گا لیکن تب ماننا اسے کوئی نفع نہیں دے گا۔ اور پھر آپ پر یہ بھی بالکل کھل کر واضح ہو گیا کہ میں احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں جس کا آپ آج تک انتظار کر رہے تھے جو کہ آیا ہوں البیّنات کیساتھ میں نے آ کر حق کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیا دنیا کی کوئی طاقت میرا رد نہیں کر سکتی، پورے کا پورا قرآن میری تصدیق کر رہا ہے قرآن میری تاریخ سے بھرا پڑا ہے آپ کو کھول کھول کر یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول عیسیٰ جس کا تم انتظار کر رہے تھے جس کی بعثت کا ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا جو کہ آج تم میں موجود ہے۔

تم لوگ کہہ رہے تھے کہ محمد کے بعد کوئی بشیر اور نذیر نہیں لو آ گیا تم میں تمہی سے جو کہ بشیر بھی ہے اور نذیر بھی اب اگر تم سچے ہو تو اس کا رد کر کے دکھاؤ اسے غلط ثابت کر کے دکھاؤ اب آؤ میدان میں

يٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُـنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ عَلٰى فَتۡرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡ بَشِيۡرٍ وَّلَا نَذِيۡرٍ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَشِيۡرٌ وَّ نَذِيۡرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ. وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِيۡكُمۡ اَنۡۢبِيَآءَ وَجَعَلَـكُمۡ مُّلُوۡكًا ‌ۖ وَّاٰتٰٮكُمۡ مَّا لَمۡ يُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ. المائدہ ۱۹، ۲۰

یہ آیات ایسی ہیں جو نہ صرف دہلا کر رکھ دینے والی ہیں بلکہ ختم نبوت کے نام پر بے بنیاد و باطل عقیدہ و نظریہ جو ایک عظیم دماغی بت کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دینے والی ہیں اور قوم محمد کے آخرین میں بھیجے جانے والے رسول جس کا اکثریت انتظار کر رہی ہے یعنی عیسیٰ رسول اللہ اس کی ایسے تصدیق کرتی ہے کہ کوئی چاہ کر بھی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا کفر نہیں کر سکتا اس کے باوجود اگر وہ کفر ہی کرتا ہے تو وہ چاہ کر بھی کفر نہیں کر سکے گا اسے اپنے آباؤ اجداد گزشتہ ہلاک شدہ اقوام اور آل فرعون کی مثل تسلیم کرنا ہو گا اور ہر کوئی تسلیم کرے گا۔

ان آیات کو کھول کر واضح کرنے سے پہلے شیاطین مجرمین نے تراجم کے نام پر ان آیات کیساتھ جو کھلواڑ کیا اور اکثریت کو گمراہ کیا اسے آپ پر کھول کر واضح کرتے ہیں تاکہ شیاطین مجرمین کے دجل و فریب کی حقیقت بھی آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو جائے اور حق اس قدر کھل کر واضح ہو جائے کہ کسی کے لیے بھی کسی بھی قسم کا کوئی بہانہ یا عذر باقی نہ رہے بلکہ ہر کسی پر حجت ہو جائے۔

شیاطین مجرمین کا کلام تراجم کے نام پر

”اے اہلِ کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آ گئے ہیں جو تم سے (ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آ گئے ہیں اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو تم پر خدا نے جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا۔ فتح محمد جالندھری

اے کتاب والو! بیشک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں، اور اللہ کو سب قدرت ہے۔ اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کیے اور تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا۔

احمد رضا خان بریلوی

اے اہل کتاب! ہمارا یہ رسول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا، تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا سو دیکھو! اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آ گیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ "اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی اُس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی اُس نے تم میں نبی پیدا کیے، تم کو فرماں روا بنایا، اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔ ابوالاعلیٰ مودودی“

جب ان لوگوں کے ان تراجم اور اس کے علاوہ تفاسیر کو دیکھیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ان لوگوں نے آیت میں یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ سے مراد یہودیوں اور عیسائیوں کو لیا ہے کہ اللہ یہودیوں اور عیسائیوں سے کہہ رہا ہے اور دوسری بات قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ سے مراد محمد کو لیا ہے کہ محمد اللہ کا رسول آ گیا اور تیسری بات ان لوگوں نے یہ کہی کہ مدتوں تک نبوت کا دروازہ بند تھا اس کے بعد رسول آیا ہے۔

اب اگر ان کے تراجم و تفاسیر کو ٹھیک مان لیا جائے کہ آیت میں اہل الکتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کی بات کا کفر ہو جاتا ہے اللہ نے قرآن میں ایک نہیں، دو نہیں بلکہ کئی مقامات پر اور ہر پہلو سے یہ بات واضح کر دی کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہر واقعے کی تاریخ ہے ہر واقعے کا ذکر ہے خواہ بڑے سے بڑا ہو یا چھوٹے سے چھوٹا ہو اور پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ جو الاولین ہیں یعنی جو اس قرآن کے نزول سے پہلے اس دنیا میں آئے انہیں نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران آنے والوں کے لیے یوں قرآن میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ اتاری گئی ۔ اب اگر یہ مان لیا جائے کہ ان لوگوں کے تراجم و تفاسیر بالکل ٹھیک ہیں تو اس کا مطلب بالکل کھل کر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں اور ان کے برعکس اللہ اپنے قول میں جھوٹا ہے قرآن احسن الحدیثِ نہیں ہے یعنی قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ نہیں ہے بلکہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں اور پھر دیکھیں یہی بات اللہ نے قرآن میں بھی پہلے سے ہی واضح کر دی کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ہے جو اللہ نے اتارا تھا تو آگے سے کہہ رہے ہیں اساطیر الاولین ہیں جیسا کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّا ذَاۤ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ. النحل ۲۴

اور تب جب ان سے جو اس وقت دنیا میں موجود ہیں جو کہ اہل الکتاب ہیں یعنی جن کو بطور امت دنیا کے لوگوں کے لیے نکالا گیا پوچھا گیا کہ کیا ہے جو اتارا تھا تمہارے ربّ نے تو آگے سے جواب دے رہے ہیں اساطیر الاولین ہیں یعنی کسی ایک کو بھی نہیں علم کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ اللہ نے الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ اتاری تھی اس لیے ہر کوئی انہیں اساطیر الاولین یعنی وہ جو پہلی قومیں تھیں جن کا قرآن میں ذکر ہے ان کی محض لائنیں ہیں جن کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں کہہ اور سمجھ رہا ہے۔ اب ظاہر ہے جنہیں یہ ہی نہیں علم کہ اللہ نے جو اتارا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے جو اللہ نے الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ اتاری تھی تو یہ لوگ انہیں اساطیر الاولین ہی تو کہیں اور سمجھیں گے ۔

یوں ایک تو یہ ہے کہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ سے مراد قطعاً یہ نہیں ہے کہاے وہ جو یہودی اور عیسائی ہو بلکہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر کیا جانا مقصود ہوتا تو ان کے نام استعمال کیے جاتے یا کم از کم بنی اسرائیل کہا جاتا کیونکہ قرآن الحکیم ہے اگر بنی اسرائیل نہیں کہا گیا تو کسی بھی صورت قرآن کے نزول کے بعد یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ سے مراد بنی اسرائیل کو نہیں لیا جا سکتا ورنہ قرآن کے الحکیم ہونے کا کفر ہوگا۔

اور دوسرا یہ کہ اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ سے مراد بنی اسرائیل ہیں یا یہودی و عیسائی ہیں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن میں اساطیر الاولین ہیں یا پھر قرآن میں سلف کی مثلوں سے قرآن کے نزول کے بعد والوں کی تاریخ ہے؟ یوں اگر ایک لمحے کے لیے یہ بات مان بھی لی جائے کہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ سے مراد بنی اسرائیل ہیں تو پھر بنی اسرائیل کو تو سلف کیا جا چکا اور نہ صرف سلف بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے اس لیے یہاں اصل میں ذکر سلف کا نہیں بلکہ ان کی مثل اس موجودہ قوم جو خود کو امت محمد کہلواتے ہیں جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں ان کا ذکر کیا جا رہا ہے ان سے خطاب کیا جا رہا ہے۔

پھر دوسرا یہ کہ اَھْلَ الْکِتٰبِ کا معنی کیا ہے؟ اگر آپ اہل الکتاب کا معنی جان لیں تو آپ پر کھل کر واضح ہو جائے گا کہ اہل الکتاب سے مراد بنی اسرائیل وغیرہ نہیں بلکہ وہ ہیں جو خود کو امت محمد کہلوانے والے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ الکتاب یہ آسمان و زمین ہیں اور اہل الکتاب کا معنی ہے وہ جو آسمانوں و زمین کی دیکھ بھال کے اہل ہیں اور انہیں آسمانوں و زمین کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دی گئی اور ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل نہیں ہیں بلکہ آج سے چودہ صدیاں قبل ان سے یہ ذمہ داری واپس لے کر انہیں دی گئی تھی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں جو خود کو امت محمد کہلواتے ہیں یوں آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو جاتا ہے کہ اہل الکتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو خود کو امت محمد یا امت مسلمہ کہلواتے ہیں مسلمان قوم اور آیت میں انہیں سے خطاب کیا جا رہا ہے یعنی آپ کسی بھی پہلو سے دیکھ لیں آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو جائے گا کہ اہل الکتاب سے مراد کوئی اور نہیں بلکہ خود کو امت محمد یا امت مسلمہ کہلوانے والے ہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ سے مراد ان لوگوں نے محمد کو لیا ہے کہ محمد اللہ کا رسول آ گیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آیت میں محمد کا ہی ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر اللہ نے یہاں لفظ صرف رسول کا استعمال کیوں کیا بلکہ محمد لفظ کا استعمال کرنا چاہیے تھا کیونکہ جس بنیاد پر ان لوگوں نے آیت میں اہل الکتاب سے مراد بنی اسرائیل کو لیا تو یہاں رسول سے مراد یا تو موسیٰ کو لیا جا سکتا ہے یا پھر عیسیٰ ابن مریم کو اور اگر قرآن سے سوال کریں تو اس سے اگلی آیت میں بالکل واضح الفاظ میں موسیٰ کا ذکر آیا ہے جیسا کہ آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ اور تب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے۔

آپ پر یہ بات بھی کھول کھول کر واضح کر دی گئی کہ اللہ نے جو اتارا وہ نہ صرف احسن الحدیث ہے یعنی اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے بلکہ مثانی بھی ہے جیسا کہ آپ خود اپنی آنکھوں سے سورۃ الزمر کی درج ذیل آیت میں دیکھ سکتے ہیں۔

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ۔ الزمر ۲۳

مثانی کہتے ہیں جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار ہوتا ہے وغیرہ یعنی ایک کے بعد ایسا دوسرا کے دونوں میں ربط قائم ہو جائے جیسے جسم کا ہر عضو اگلے کیساتھ مربوط و مشروط ہے جیسے مشین میں ہر پرزہ اگلے کیساتھ مربوط و مشروط ہوتا ہے۔ اللہ نے جو اتارا وہ مثانی ہے اس میں ایک ایک لفظ اگلے لفظ کیساتھ مربوط و مشروط ہے اس میں ہر جملہ اگلے جملے کیساتھ مربوط و مشروط ہے ایسے ہی ہر آیت اگلی آیت کیساتھ جڑی ہوئی ہے ہر آیت اگلی آیت کیساتھ مربوط و مشروط ہے اگر کہیں پر الفاظ میں، جملوں میں یا آیات میں ربط ٹوٹ جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ قرآن مثانی نہیں اور ایسا ممکن ہی نہیں کہ قرآن مثانی نہ ہو بلکہ وہ آپ کی غلطی کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہوگا۔

جب قرآن مثانی ہے تو قرآن خود ہی بالکل کھول کر واضح کر رہا ہے کہ آیات کی صورت میں ان آیات میں موسیٰ کا ذکر ہو رہا ہے اور جب ان آیات کو بیّن کیا جائے گا تو اہل الکتاب بنی اسرائیل اور موسیٰ کا ذکر نہیں بلکہ ان کی مثل سے آج اس وقت کی تاریخ ہے جسے آگے چل کر ہر لحاظ سے کھول کھول کر آپ پر واضح کر دیا جائے گا۔

پھر تیسری بات ان لوگوں نے یہ کہی کہ مدتوں تک نبوت کا دروازہ بند تھا اس کے بعد رسول آیا ہے حالانکہ نہ تو آیت میں ایسی کوئی بھی بات کہی گئی ہے اور نہ ہی اللہ نے کبھی بھی دروازہ بند کیا کیونکہ وہی ہوتا ہے جو اللہ نے قدر میں کر دیا اگر اللہ نے رسولوں کا آنا قدر میں کر دیا تو جب تک انسان موجود ہے رسول آتے ہی

رہیں گے اللہ کی طرف سے یہ دروازہ بند ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ اپنی سنت تبدیل نہیں کرتا اللہ اپنا طریقہ نہیں بدلتا اس لیے ایسا کہنا کہ مدتوں تک یا ایک مدت تک نبوت کا دروازہ بند رہا اس کے بعد رسول آیا تو یہ اللہ اور قرآن پر بہتان عظیم ہے جو آپ پر کھول کر واضح کر دیا جائے گا کہ آیت میں ایسا کہیں بھی نہیں کہا گیا بلکہ اس کے بالکل برعکس یہ کہا گیا کہ اہل الکتاب یہ کہہ رہے تھے اپنا عقیدہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا جو کہ اللہ کے قانون کے ہی خلاف تھا کہ اللہ رسول بعث نہ کرے جبکہ اس کی بعث ناگزیر ہو جائے۔

ان کے تراجم تو آپ پہلے ہی دیکھ چکے اب پہلے آیات میں کیا کہا گیا اسے مختصراً آپ پر واضح کرتے ہیں جس سے ان کے تراجم کے نام پر دجل کی حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی کہ ان فاسقین نے کس طرح اللہ کی بات کو بدل ڈالا اور اس کے بعد ان آیات کو مکمل طور پر کھول کر واضح کریں گے۔

یٰٓاَھۡلَ الۡکِتٰبِ قَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمۡ عَلٰی فَتۡرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡ بَشِیۡرٍ وَّلَا نَذِیۡرٍ فَقَدۡ جَآءَکُمۡ بَشِیۡرٌ وَّ نَذِیۡرٌ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ. المائدہ ۱۹

یٰٓاَھۡلَ الۡکِتٰبِ اے اہل الکتاب یعنی اے وہ جو آسمانوں و زمین کے اہل ہو جن کو اللہ کی امانت آسمانوں و زمین کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دی گئی قَدۡ جو کہ طے شدہ تھا یعنی جو قدر میں کر دیا گیا جو ہر صورت ہو کر ہی رہے گا جسے ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا آ گیا تم میں تمہی سے ہمارا رسول یُبَیِّنُ کھول کھول کر رکھ رہا ہے لَکُمۡ تم کو عَلٰی فَتۡرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ اس پر جو تم نے خود سے بہت کچھ گھڑ رکھا ہے آنے والے رسول سے اَنۡ تَقُوۡلُوۡا کہ تم نے جو کچھ خود سے گھڑ رکھا ہے جس کا حق کیساتھ کوئی تعلق نہیں کہ تم کہہ رہے ہو ایسے ہی تم سے پہلے والے بھی کہتے رہے مَا جَآءَنَا نہیں آئے گا ہم میں ہمیں سے مِنۡ بَشِیۡرٍ وَّلَا نَذِیۡرٍ بشیر میں سے کوئی ایک بھی بشیر اور نذیر میں سے کوئی ایک بھی نذیر یعنی تم لوگوں نے اس رسول کے بارے میں جو کچھ بھی خود سے گھڑ رکھا ہوا ہے جو کہ بے بنیاد و باطل ہے کہ اللہ نے رسالت و نبوت کا دروازہ بند کر دیا اس لیے اب نہ ہی کوئی بشیر آئے گا اور نہ ہی کوئی نذیر یعنی اب کوئی رسول نہیں آئے گا فَقَدۡ پس رسول کا بعث کیا جانا قدر میں کیا جا چکا یعنی اللہ نے نہ ہی ایسا کبھی کہا کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا اب دروازہ بند کر دیا گیا اور نہ ہی ایسا ممکن ہے کیونکہ اللہ نے رسولوں کا بعث کیا جانا قدر میں کر دیا تو جو قدر میں کر دیا وہ نہیں بدل سکتا وہ ہو کر رہے گا اسے دنیا کی کوئی بھی طاقت نہیں بدل سکتی اس لیے تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو جو چاہے کر لو یہ لو جَآءَکُمۡ بَشِیۡرٌ وَّ نَذِیۡرٌ آ گیا تم میں تمہی سے بشیر اور نذیر اب اس کا مقابلہ کرو، اب اگر تم اپنے قول میں سچے تھے تو اب بھی خود کو سچا ثابت کر کے دکھاؤ وَاللّٰہُ اور اللہ ہے عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ ہر اس شئے پر قَدِیۡرٌ جو بھی قدر میں کر دیا گیا جو قدر میں ہے یعنی جو اللہ نے قدر میں کر دیا جب اس کا وقت آ جائے تو اسے دنیا کی کوئی بھی طاقت ہونے سے نہیں روک سکتی کیونکہ ہر اس شئے پر اللہ ہے جو اس نے قدر میں کر دیا تو رسولوں کا آنا اللہ نے قدر میں کر دیا اس لیے اب اگر پوری کی پوری دنیا اسکے خلاف جمع ہو جائے اور کہے کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا لیکن جب رسول کی بعثت کا وقت آ جائے جو اللہ نے قدر میں کر دیا کہ اللہ رسول صرف اور صرف تب ہی بعث کرے گا جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوں تو جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں چلے جائیں تو دنیا کی کوئی بھی طاقت رسول کی بعثت کو نہیں روک سکتی ہر ایک کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ ہاں یہ اللہ کا رسول ہے ہم اس سے پہلے ضلالٍ مبینٍ میں تھے اللہ نے ظلم نہیں کیا بلکہ ہم نے خود ظلم کیا جو ہم دروازہ بند کر کے بیٹھے ہوئے تھے اور ایسا اس لیے کیونکہ ہر اس شئے پر اللہ ہے جو قدر میں ہے اور ظاہر ہے جس پر اللہ ہو اسے ہونے سے کون روک سکتا ہے؟ کون ہے جو اللہ کو عاجز کر سکے؟

اب پہلی آیت کا لفظ بہ لفظ معنی آپ کے سامنے ہے اب اس کا موازنہ شیاطین مجرمین کے کلام سے کریں جو کہ ان کے تراجم ہیں تو آپ پر کھل کر واضح ہو جائے گا کہ ان لوگوں نے کس قدر فسق کیا ہے یعنی اللہ کی آیات کو اللہ کی بات کو بدل ڈالا، اللہ نے جو بات کی ہی نہیں وہ بات اللہ سے منسوب کر دی ان شیاطین مجرمین نے۔

اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا دروازہ بند ہو چکا جو کہ تم لوگوں نے خود سے ہی گھڑ رکھا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے منسوب کر رہے ہو اور ان شیاطین مجرمین کا اس کے بالکل برعکس کہنا یہ ہے کہ اللہ نے دروازہ بند کیا ہوا تھا کس قدر اللہ اور اس کے رسولوں پر بہتان عظیم ہے۔

آپ جان چکے کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اس قرآن میں ہر اس واقعے کی تاریخ اتار دی گئی جو بھی اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک پیش آنا تھا یا پیش آنا ہے اور پھر اس وقت تک قرآن کی کوئی ایک بھی آیت بیّن نہیں ہوسکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ واقعہ رونما نہیں ہوتا جس واقعہ کی وہ تاریخ ہے جیسے ہی وہ واقعہ رونما ہوگا تو قرآن میں اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف آیات کھل کر واضح ہو جائیں گی بلکہ قرآن بذات خود اس واقعے کی تصدیق کر دے گا جس کے بعد دنیا کی کوئی بھی طاقت اسے چاہ کر بھی نہیں جھٹلا سکتی۔

اب جب کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اور اس وقت تک کوئی آیت کھل کر واضح نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ واقعہ رونما نہیں ہو جاتا جس کی تاریخ پر مبنی وہ آیت ہے تو پھر ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ آیات جس واقعے کی تاریخ پر مبنی ہیں وہ واقعہ رونما ہونے سے پہلے ہی یہ آیات بیّن ہو جائیں؟ ایسا ممکن ہی نہیں اس لیے اب سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان لوگوں نے قرآن کی ان آیات کو کیسے بیّن کر لیا؟ اس کے علاوہ آپ یہ بھی جان چکے کہ قرآن متشابہاً ہے یعنی جو سامنے ہے اصل حقیقت یہ نہیں بلکہ اصل حقیقت کیا ہے اس کا علم مکمل طور پر اللہ نے چھپا دیا اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی قرآن کو بیّن نہیں کر سکتا جس کا ذکر اللہ نے اسی قرآن میں کر دیا۔

اب سب سے پہلے یہ جان لیں کہ یہ آیات کس واقعے کی تاریخ ہیں۔ یہ آیات تاریخ ہیں خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی کہ ان پر ایک وقت ایسا آئے گا جب یہ محمد کے گزر جانے کے بعد یعنی محمد کی موت کے بعد اپنی ایڑھیوں کے بل پھر جائیں گے جب یہ وہی کہنا اور کرنا شروع کر دیں گے جو محمد سے پہلے ہر رسول کے گزر جانے کے بعد کیا گیا، خود کو مسلمان کہلوانے والے محمد کے گزر جانے کے بعد آگے آنے والے رسولوں جو کہ النبیّن اور مخصوص رسول جو کہ آخرین میں بعث کیا جانا ہے ان کے بارے میں یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ محمد اللہ کا آخری رسول تھا محمد پر رسالت و نبوت کا دروازہ بند ہو چکا اس لیے اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا لیکن ان کے اس قول کے برعکس اللہ اپنا رسول بعث کر دے گا جو ان کی ان خرافات کو اس قدر کھول کھول کر رکھ دے گا کہ ان کی حقیقت چاک ہو جائے گی اور وہ اللہ کا رسول کہے گا تم کہہ رہے تھے نا کہ اب کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا یہ لو میں آ گیا اللہ کا رسول اب تمہارا پتہ چلتا ہے یوں وہ ان کی حقیقت ان پر چاک کر کے رکھ دے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اللہ کے اس رسول کا مقابلہ نہیں کر سکے گی اور وہ انہیں بالکل وہی بات کہے گا جو موسیٰ نے کہی تھی جب موسیٰ کی بعثت سے قبل بالکل یہی عقائد و نظریات بنی اسرائیل نے اخذ کیے ہوئے تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ واقعہ ہو چکا؟ یا پھر ابھی ہونا ہے؟ تو کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ واقعہ ہو چکا جو کہ مرزا غلام قادیانی کو اللہ کا وہی رسول قرار دیتے ہیں جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا جسے آخرین میں بعث کیا جانا تھا۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا غلام قادیانی ہی وہی رسول تھا یا پھر وہ رسول نہیں بلکہ کذاب شیطان مجرم تھا؟

تو اس سوال کا جواب یہ آیات خود ہی دے رہی ہیں کہ مرزا غلام قادیانی اللہ کا وہی رسول نہیں تھا بلکہ مرزا غلام قادیانی تو اللہ کا دشمن شیطان تھا مجرم تھا مثلاً آپ جانتے ہیں کہ جو اس آیت میں کہا گیا کسی بھی صورت آیت اس کی تصدیق نہیں کرتی اور نہ ہی اس شخص کو اس آیت کا علم تھا اگر یہ آیت اس کی تاریخ پر مبنی ہوتی تو نہ صرف یہ آیت اس وقت کھل کر واضح ہو جاتی بلکہ اس کی تصدیق کر دیتی لیکن نہ تو یہ آیت بیّن ہوئی اور نہ ہی کسی بھی صورت یہ آیت اس کی تصدیق کرتی ہے کہ یہ آیت اس کی تاریخ ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی کذاب تھا دجال تھا مجرم تھا اللہ کا دشمن تھا۔ اب جب کہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی رسول نہیں بلکہ اللہ کا دشمن تھا شیاطین مجرمین میں سے تھا تو پھر سوال وہیں کا وہیں ہے کہ کیا یہ واقعہ رونما ہو چکا یا ابھی ہونا ہے؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ اگر ہو چکا ہوتا تو قرآن کی یہ آیات نہ صرف کھل کر واضح ہو چکی ہوتیں بلکہ یاد دلا دیتیں کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی یہ آیات تاریخ تھیں اور اگر آج ایسا واقعہ رونما ہو رہا ہے اور قرآن کی آیات یاد بھی دلا رہی ہیں قرآن خود تصدیق کر رہا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اللہ کے رسول کا چاہ کر بھی کفر نہیں کر سکتی ہر کسی کو ماننا ہی پڑے گا خواہ وہ دل سے تسلیم کرتے ہوئے دنیا و آخرت میں فلاح کا سودا کرے یا پھر وہ آل فرعون کی مثل تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے اور اس کا ماننا اسے کوئی نفع نہ دے۔

اب آتے ہیں اصل حقیقت کی طرف:

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْامَاجَآءَ نَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. وَاِذْقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْانِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًامِّنَ الْعٰلَمِيْنَ. المائدہ ۱۹، ۲۰

اللہ اپنے رسول کے ذریعے کلام کررہا ہے یعنی اللہ نے اپنا رسول بعث کیا جس کی بعثت کا وعدہ کیا تھا تو اللہ نے جن میں اپنا رسول بعث کیا اللہ کا رسول انہیں ان کی زبان میں کھول کھول کر کہہ رہا ہے یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل الکتاب یعنی سب سے پہلی بات کہ کسی کو بھی نہیں علم کہ الکتاب کیا ہے اور اہل الکتاب کون ہیں ہر کوئی اسے ہی الکتاب سمجھا اور کہہ رہا ہے جس پر انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا کہ جسے ان کے آباؤ اجداد الکتاب کہہ رہے تھے اسی کو یہ لوگ بھی الکتاب کہہ رہے ہیں اور جنہیں ان کے آباؤ اجداد اہل الکتاب کہہ رہے تھے انہی کو یہ لوگ بھی اہل الکتاب کہہ اور سمجھ رہے ہیں صرف اور صرف اس بنیاد پر کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو اس پر پایا ہے ان کے آباؤ اجداد ایسا کہتے تھے نہ کہ ان لوگوں نے کبھی غور وفکر کیا ان کو جو سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں دیں ان کا استعمال کرتے ہوئے سمجھا کہ الکتاب کیا ہے اور اہل الکتاب کون ہیں یوں اللہ کا رسول ان پر کھول کھول کر واضح کررہا ہے کہ الکتاب کیا ہے اور اہل الکتاب کون ہیں یعنی وہ لوگ جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں یوں اللہ کا رسول انہیں کہہ رہا ہے وہ جن کو آسمانوں وزمین کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دی گئی، جن سے میثاق اخذ کیا گیا تھا جنہیں بطور امت دنیا کے لوگوں کے لیے نکالا تھا جو کہ وہ لوگ ہو جو خود کو مسلمان کہلوانے والے ہو قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا اللہ کا رسول یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ تم میں ہمارا رسول آ گیا بلکہ اللہ نے تو ان الفاظ کی صورت میں تاریخ اتاری تھی یہ تو آیت ہے رسول نے یہ کہا کہ تم اپنی تحقیق کرلو اپنے گھوڑے دوڑالو جو قدر میں کیا گیا تھا یعنی اللہ نے رسول کو بعث کرنا قدر میں کردیا تو میں اللہ کا رسول آ گیا ہوں تم میں تمہی سے يُبَيِّنُ لَكُمْ تم کو کھول کھول کر کھررہا ہوں عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اس پر کہ جو کچھ بھی تم لوگوں نے گھڑ رکھا ہوا ہے جو تم آنے والے رسول سے منسوب کررہے ہو کہ عیسیٰ ابن مریم آئے گا اس کے علاوہ کوئی نہیں آئے گا اور وہ رسول نہیں ہوگا وہ زندہ آسمانوں پر چلا گیا تھا لہذا وہ آسمانوں سے اترے گا اور جب آئے گا تو جو گڑھوں میں مدفون ہیں وفات شدگان انہیں پہلے جیسا جیتا جاگتا کردے گا، چھوئے گا تو آنکھیں اور آنکھوں کی بینائی چھومنتر کرکے آجائے گی، بیماریاں چھومنتر کرکے ختم ہوجائیں گی، مٹی سے پرندوں کی مورت بنا کر اس میں پھونک مارے گا تو وہ جیتا جاگتا پرندہ بن کر اڑ پڑے گا، وہ بتادیا کرے گا کہ تم کیا کھا کر آئے ہو دال کھائی یا چاول اور یہ بھی بتادیا کرے گا کہ تم نے اپنے گھروں میں کیا کیا ذخیرہ کررکھا ہے یعنی کتنی گندم، کتنے چاول اور ایسے ہی کیا کیا گھروں میں ذخیرہ کیا ہوا ہے، عیسیٰ معجزات کیساتھ آئے گا، وہ آکر صلیب توڑے گا، سور کو قتل کرے گا، الدجّال کو قتل کرے گا سمیت جو جو کچھ بھی تم لوگوں نے گھڑ رکھا ہوا ہے جو اس سے منسوب کررہے ہو تو اس حوالے سے سب کچھ کھول کھول کر واضح کردیا جس سے تمہاری حقیقت چاک کرکے رکھ دی کہ زندہ یا مردہ کسی بھی حالت میں اوپر آسمانوں میں کہاں اور کیسے جاسکتا ہے جب کہ کوئی بھی بشر بغیر کھانے پینے کے جو اسکی ضروریات ہیں ان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور پھر زیادہ سے زیادہ ہزار سال عمر ہوسکتی ہے کوئی بھی اس دنیا میں ہزار سال سے زائد کسی بھی صورت زندہ نہیں رہ سکتا اس کے علاوہ جب ایسا کوئی اللہ وجود ہی نہیں رکھتا جو تم لوگوں نے آسمانوں پر چڑھایا ہوا ہے تو پھر ظاہر ہے تمہاری یہ سب باتیں بے بنیاد و باطل ہیں یہ سب کی سب جہالت ہے ایسے ہی عیسیٰ ابن مریم واحمد عیسیٰ کے حوالے سے حق کھول کھول کر رکھ دیا اور پھر آگے ہے کہ اَنْ تَقُوْلُوْامَاجَآءَ نَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ کہ تم جو کہہ رہے ہو کہ نہیں آنا ہم میں سے کوئی بھی نہ ہی بشیر اور نہ ہی کوئی نذیر یعنی یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ اللہ نے محمد پر رسالت ونبوت کا دروازہ بند کردیا محمد آخری رسول ونبی تھا اس لیے اب ہم میں ہم ہی سے کوئی نبی ورسول نہیں آنا اور اگر کسی نے آنا بھی ہے تو وہ عیسیٰ ابن مریم ہے جس نے ہم میں سے نہیں آنا بلکہ وہ تو اوپر آسمانوں پر چڑھ کر بیٹھا ہوا ہے آسمانوں سے زندہ نیچے اترے گا تو یہ تمام خرافات بھی تمہاری کھول کھول کر رکھ دیں اس حوالے سے بھی حق کھول کھول کر رکھ دیا کہ عقل کے اندھو ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ رسولوں کے آنے کا دروازہ بند کردے ذرا غور کرو کیا کوئی رسول آیا؟ تم خود مان رہے ہو کہ ماضی میں بہت سے رسول آئے تو اے عقل کے اندھو ذرا غور کرو اگر ماضی میں کوئی ایک بھی رسول آیا تو آخر کیسے آ گیا؟ کیا وہ ہوسکتا ہے جو قدر میں ہی نہ ہو یعنی جو تقدیر میں ہی نہ ہو وہ ہوسکتا ہے؟ تم لوگ خود کہتے ہو تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے کہ صرف اور صرف وہی ہوتا ہے جو تقدیر میں ہے اس کے علاوہ کچھ ہوتا ہے نہ ہی ہوسکتا ہے تو ذرا غور کرو اگر اللہ نے رسول کی بعثت قدر میں یعنی تقدیر میں نہ کی ہوتی تو کوئی ایک بھی رسول آسکتا تھا؟ نہیں بالکل

نہیں اور جب یہ بات طے شدہ ہے ثابت شدہ ہے کہ بہت سے رسول آئے جو کہ تم خود گواہی دے رہے ہو تو پھر ظاہر ہے رسول تب ہی آئے جب اللہ نے رسول کی بعثت قدر میں کر دی اب جو اللہ نے قدر میں کر دیا یعنی جو تقدیر میں لکھ دیا اس کا ہونا کیا دنیا کی کوئی طاقت روک سکتی ہے؟ کیا اللہ اپنا قانون بدل دے گا؟ نہیں ایسا ممکن ہی نہیں ہے اس لیے تم جو جی چاہے کر لو، بے شک پوری کی پوری دنیا اس پر جمع ہو جائے جو تم کہہ رہے ہو اللہ نے جو قدر میں کر دیا وہ ہو کر رہے گا اسے دنیا کی کوئی طاقت ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اللہ نے یہ قدر میں کر دیا کہ جب جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں چلے جائیں گے اللہ اپنا رسول بعث کرتا رہے گا اللہ کا رسول بعث ہو کر رہے گا تو ذرا غور کرو کیا آج تم لوگ ضلالٍ مبینٍ میں نہیں ہو؟ آج جب تم لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ہو تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ جب رسول کا بعث کیا جانا قدر میں کر دیا اللہ رسول بعث نہ کرے؟ فَقَدۡ جَآءَکُمۡ بَشِیۡرٌ وَّ نَذِیۡرٌ پس جو قدر میں کر دیا گیا جو کہ ہو کر رہنا تھا وہ ہو چکا تم اپنے گھوڑے دوڑا لو، اپنی تحقیق کر لو لو آ گیا تم میں تمہی سے بشیر بھی ہے اور نذیر بھی یعنی لو میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ تم میں تمہی سے بعث کیا گیا ہوں اب تم میرا مقابلہ کر کے دکھاؤ؟ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو اور سچے تھے تو اب تمہارا اپنا چلتا ہے اب میری کسی ایک بھی بات کو غلط ثابت کر کے دکھاؤ؟ میں نے تمہاری جڑیں ہی کاٹ کر رکھ دیں، تمہاری اور تمہارے دین کے نام پر دجل و فریب کی حقیقت چاک کر کے رکھ دی، اب آؤ میدان میں، یہ کوئی کذاب نہیں ہے یہ کوئی مرزا قادیانی نہیں ہے جسے تم ذلیل و رسوا کر دو گے بلکہ تم چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے پہلے زبان سے تمہاری حقیقت چاک کر کے رکھی جائے گی اور جب زبان اپنا کام کر لے گی تو ہاتھ حرکت میں آئیں گے اور تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اس بات کی خود گواہی نہ دے کہ تُو یعنی احمد عیسیٰ اللہ کا رسول نہیں ہے بلکہ تم میں سے ہر ایک گواہی دے گا ہر ایک مانے گا کہ ہاں اے احمد عیسیٰ تم اللہ کے رسول ہو وہی رسول جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا اور جس کا ہم عیسیٰ یا عیسیٰ ابن مریم کے نام سے انتظار کر رہے تھے۔

وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اور اللہ ہے ہر اس شئے پر جو کچھ بھی قدر میں کیا ہوا ہے یعنی جب اللہ نے رسولوں کی بعثت قدر میں کر دی تو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے جب رسول کی بعثت کا وقت آ جائے اور اللہ اپنا رسول بعث نہ کرے ایسا ہو ہی نہیں سکتا، دنیا کی کوئی طاقت اللہ کے رسول کا رستہ نہیں روک سکتی کیوں کہ اللہ نے رسول کا بعث کیا جانا قدر میں کر دیا اور جو قدر میں ہے اس پر اللہ ہے اور جس پر اللہ ہے تو پھر کون ہے جو اللہ کو عاجز کر سکے؟ کون ہے جو اللہ کا مقابلہ کر سکے؟ کون ہے جو اللہ کے رسول کا رستہ روک سکے؟ کون ہے جو رسول پر غالب آ سکے؟

اب آپ خود غور کریں کہ یہ آیت کس کی تاریخ ہے؟ یہ آیت کس کی تصدیق کر رہی ہے؟ کیا آج یہ واقعہ رونما نہیں ہو چکا؟ کون ہے جس نے ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا ختم نبوت کے نام پر دجل عظیم کے پرخچے اڑا دیئے؟ کون ہے جس نے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا؟ کیا آج اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث نہیں کر دیا جس نے حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت حق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی؟ کیا عیسیٰ ابن مریم اور عیسیٰ سمیت ہر پہلو کو ہر اس موضوع کو کھول کھول کر واضح نہیں کر دیا گیا جس میں بھی اس سے پہلے اختلاف کیا جا رہا تھا؟ حق ہر لحاظ سے آپ کے سامنے ہے جس کا دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی۔ اور پھر اب اگلی آیت کو دیکھیں وہ آیت بھی کس طرح کھول کھول کر نہ صرف میری یعنی احمد عیسیٰ رسول اللہ و خاتم النبیّٖن کی تصدیق کر رہی ہے بلکہ یاد دلا رہی ہے کہ یہی اللہ کا وہ رسول تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی جو آج تم میں موجود ہے جو حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا ٭ۖ وَّ اٰتٰىکُمۡ مَّا لَمۡ یُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ. المائدہ ۲۰

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ اور تب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے یعنی جیسے آج خود کو مسلمان کہلوانے والے یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد کے بعد کوئی رسول نہیں اللہ نے دروازہ ہی بند کر دیا بالکل ایسے ہی موسیٰ کی بعثت سے قبل یوسف کے گزر جانے کے بعد یعنی یوسف کی موت کے بعد ایک وقت آیا جب بنی اسرائیل نے بھی بالکل یہی کہا تھا کہ یوسف کے بعد کوئی رسول نہیں اور پھر ان کا بھی اس سبب وہی حال ہوا جو آج خود کو مسلمان کہلوانے والوں کا حال ہو چکا ہے جیسا کہ آپ درج ذیل آیت میں دیکھ سکتے ہیں۔

وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمۡ بِہٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَا ہَلَکَ قُلۡتُمۡ لَنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰہُ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ رَسُوۡلًا

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ. غافر ۳۴

یہ موسیٰ نے اس وقت بنی اسرائیل کو کہا تھا جب موسیٰ کو بعث کیا گیا اور بنی اسرائیل رسولوں کا دروازہ بند کر کے بیٹھے ہوئے تھے وَلَقَدْ اور تحقیق کہ یعنی تم کو سننے کے لیے کان دیئے گئے تو کیوں دیئے گئے؟ ظاہر ہے سننے کے لیے۔اسی طرح تم کو دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں تو کیوں دیں؟ ظاہر ہے دیکھنے کے لیے دیں اور پھر جو سن اور دیکھ رہے ہوا سے سمجھنے کی صلاحیت دی تو آخر کیوں دی؟ ظاہر ہے اسی لیے دی تا کہ جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے صرف سنو اور دیکھو ہی نہیں بلکہ اسے سمجھو، آج جو تمہیں کہا جا رہا ہے، ہم جو کھول کھول کر تم پر واضح کر رہے ہیں تمہیں حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا پنے گھوڑے دوڑالو بالآخر وہی تمہارے سامنے آئے گا جو ہم کہہ رہے ہیں جو ہم تم پر کھول کھول کر واضح کر رہے ہیں جو کہ قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف کچھ ہو ہی نہیں سکتا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ آ گیا تم میں تمہی سے یوسف اس سے پہلے البیّنات کیساتھ یعنی اس سے پہلے بھی نہ صرف یوسف تمہارے عقائد ونظریات کے برعکس تم میں تمہی سے آیا بلکہ جو تم کہتے ہو کہ رسول معجزات کیساتھ آتا ہے اس لیے معجزات کیساتھ آئے گا نہیں بلکہ رسول البیّنات کیساتھ آتا ہے اس لیے یوسف البیّنات کیساتھ آیا تمہاری توقعات اور خواہشات کے برعکس فَمَازِلْتُمْ پس جو تم زل ہوئے یعنی یوسف کے ذریعے تمہیں بلند مقام دیا تھا لیکن تم اس مقام سے آج اس مقام پر آ چکے جو کہ پستیوں کی اتھاہ گہرائیاں ہیں تم پر ذلت ومسکنت ڈال دی گئی تم عذاب مھین کا شکار ہو یعنی ایک دوسری قوم کو تم پر ایسے مسلط کر دیا گیا کہ تم انتہائی ذلیل اور حقیر ترین قوم بن چکے ہو اور یہ جو تم زل ہوئے یعنی یہ جو تم بلند مقام سے آج اس ذلت ومسکنت والے مقام پر آ گئے تو یہ اس وجہ سے ہوا فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ تم شکوک میں رہے تم نے شکوک ہی کیے جب بھی تم میں تمہی سے کوئی اللہ کا بھیجا ہوا آیا البیّنات کیساتھ یعنی جس نے بھی آ کر حق کھول کھول کر واضح کیا تمہاری حالت کی وجوہات کو تم پر کھول کھول کر واضح کیا تو تم لوگوں نے اس کی دعوت کو تسلیم کر کے اس پر عمل کر کے بلندیوں پر جانے کی بجائے شکوک ہی کیے اسے دشمنوں کا ایجنٹ قرار دیا ایسے جتنے بھی آئے ان کا کذب کیا انہیں قتل کیا حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ یہاں تک کہ تم ہلاک ہو گئے یعنی تم پر ذلت ومسکنت ڈال دی گئی تم ذلیل ترین قوم بن گئے قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا تم نے کہا کہ اللہ اس کے بعد ہرگز کوئی رسول بعث نہیں کرے گا یعنی یوسف اللہ کا آخری رسول تھا اس پر اللہ نے دروازہ بند کر دیا۔ یہ وہ وجہ تھی جس وجہ سے تم ہلاک ہو گئے ذلت کا شکار ہو گئے تم ذلیل ترین قوم بن گئے جو تم اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے اور ظاہر ہے جب اللہ کی طرف سے راہنمائی کو ٹھکرا دیا جائے گا دروازہ بند کر لیا جائے گا تو کون ہے جو تمہیں بلندیوں کی طرف لے جائے اور ذلت ورسوائی سے بچا سکے؟ پھر ذلت ورسوائی تمہارا مقدر ہے اللہ نے قدر میں کر دیا کہ جب اللہ کی بجائے شیاطین مجرمین کو اپنا راہنما بناؤ گے تو تمہارا یہی انجام ہوگا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ بالکل اُسی طرح اللہ ضل کر رہا ہے یعنی گمراہیوں کی طرف لے جا رہا ہے۔ اس امت کو آج کہا جا رہا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل یوسف کے بعد زل ہوئے بلندیوں سے پستیوں کی طرف جاتے جاتے یہاں تک کہ ہلاک ہو گئے بالکل اُسی طرح اس امت کو بھی ضل کیا جا رہا ہے اور آج حقیقت آپ کے سامنے ہے مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ جو یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اب اللہ کا چہیتا ہے وہ جو چاہے کرے اللہ اس سے کچھ پوچھنے والا نہیں، جو اس کے دیئے ہوئے کا غلط استعمال کر رہا ہے مس یوز کر رہا ہے جو ذمہ داری دی اس سے لاپرواہی برت رہا ہے مُّرْتَابُ جب ہم اپنے رسول کے ذریعے حق ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ دیں حق اس قدر واضح کر دیں کہ کوئی چاہ کر بھی اس کا رد نہ کر سکے اس پر واضح ہو جائے کہ یہ حق ہے لیکن اس کے باوجود وہ شکوک میں پڑا رہے اپنے بڑوں اپنے ملاؤں اپنے مفسروں اپنے آباؤاجداد کو سامنے لا رکھے کہ یہ اکیلا سچا اور باقی سب کے سب غلط ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس اکیلے کو ہی حق سمجھ میں آ گیا ایسا کیسے ہو سکتا یہ تو بالکل ہماری ہی طرح ہے کھاتا پیتا ہے اس کے بیوی بچے ہیں اس کو وہی تمام حاجات لاحق ہیں جو ہمیں لاحق ہیں تو یہ کس طرح رسول ہو سکتا ہے؟ رسول اور وہ بھی ہمارے درمیان؟ نہیں نہیں دل نہیں مان رہا تو جو بھی ایسا کر رہے ہیں جو حق ہر لحاظ سے کھل جانے کے باوجود بھی شکوک میں ہیں ان کو اللہ اس طرح گمراہ کر رہا ہے وہ لوگ حق اس قدر واضح ہو جانے کے باوجود خود گمراہی کا سودا کر رہے ہیں۔

یہ وہ وقت تھا جب موسیٰ نے آ کر کہا تھا وَاِذْقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور تب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اے میری قوم تم پر حق کھول کر واضح کر دیا گیا کیا یاد کر رہے ہو اللہ کی نعمت جو اس نے تم پر کی تھی؟ یعنی جب تم اللہ کی بات کو دل سے مان کر اس پر عمل کر رہے تھے تو بدلے

میں تمہیں دنیا میں بلند مقام دیا گیا تمہیں عالمین پر فضیلت دی گئی تو ذرا غور وفکر کرو اور یاد کرو اللہ کی نعمت کب ہوئی تھی؟ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ تب ہوئی تھی جب تم میں انبیاء تھے یعنی تم نے نبیوں کا دروازہ بند نہیں کیا ہوا تھا بلکہ جو بھی اللہ کے بھیجے ہوئے ہوتے تھے ان کی اطاعت واتباع کر رہے تھے نہ کہ ان ملاؤں کی جو اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں جو تمہارا مال ناحق کھاتے ہیں تمہیں فرقوں میں تقسیم کرتے ہیں جب تک تم لوگوں نے نبیوں کا دروازہ بند نہیں کیا اور ان کی اطاعت واتباع کی تب تک وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا تمہیں بادشاہت دی تمہیں سلطنت دی تمہیں بادشاہ کر دیا وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ اور اگر تم اپنے بے بنیاد و باطل عقائد ونظریات کو ترک کرتے ہوئے حق کو تسلیم کرتے ہو یعنی میری اللہ کے رسول کی اطاعت واتباع کرتے ہو اور میرے بعد میرے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آنے والے نبیّن کی اطاعت واتباع کرتے ہو تو تمہیں وہ دیا جائے گا جو عالمین میں کسی ایک کو بھی نہیں دیا گیا اور پھر موسیٰ کے بعد داؤد اور اس کے بیٹے کے ذریعے پوری زمین کو بنی اسرائیل کا ملک بنا دیا گیا زمین کے چپے چپے پر بنی اسرائیل کی حکومت قائم ہو گئی۔

اب یہ جان لیں کہ یہ موسیٰ و بنی اسرائیل کی کہانی نہیں سنائی جارہی، یہ اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ الاولین کی مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران ہونے والے واقعات کی تاریخ اتاری گئی اس لیے اب آپ خود غور کریں کہ وہ کون ہے جس نے آج آکر نہ صرف ختم نبوت کے نام پر بے بنیاد و باطل عقیدے ونظریے کی حقیقت چاک کر کے رکھ دی ختم نبوت نامی بت پاش پاش کر دیا بلکہ خود کو مسلمان کہلوانے والے آج جن حالات کا شکار ہیں اس کی اصل وجہ کیا ہے کھول کھول کر سامنے رکھ دی کہ تم لوگوں نے جب اللہ کی طرف سے ہدایت کا دروازہ ہی بند کر لیا تو پھر اے عقل کے اندھو ذلت تمہارا مقدر تھی۔ کون ہے جس نے یہ تمام تر حقائق کھول کھول کر واضح کر دیئے؟ آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ آیات کس کی تاریخ ہیں؟ یہ آیات کی کس تصدیق کر رہی ہیں؟ کیا میرے یعنی احمد عیسیٰ رسول اللہ وخاتم النبیّن کے علاوہ کوئی دوسرا ہے؟ حق ہر لحاظ سے آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا ان آیات میں موسیٰ کی جگہ اسے رکھیں جس کی یہ آیات تصدیق کر رہی ہیں جس نے حق کھول کھول کر رکھ دیا اور بنی اسرائیل کی جگہ خود کو مسلمان کہلوانے والوں کو رکھیں تو حق ہر لحاظ سے آپ پر واضح ہے اور دنیا کی کوئی طاقت حق کا رد نہیں کر سکتی۔

میں احمد عیسیٰ رسول اللہ وخاتم النبیّن ہوں دنیا کی کوئی طاقت اس بات کا رد نہیں کر سکتی اور ہر ایک کو حق تسلیم کرنا ہو گا خواہ وہ اپنی چاہت سے تسلیم کرے یا پھر وہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کیونکہ حق کو حق حاصل ہے کہ اسے تسلیم کیا جائے اور حق خود کو منوا کر ہی رہتا ہے۔ اللہ نے اگر آج مجھے یعنی اپنے رسول کو بعث کیا ہے اور میں حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں تو یہ فضول میں نہیں کیا جارہا بلکہ یہ حق ہے اور حق کو حق حاصل ہے کہ اسے تسلیم کیا جائے جو زبان سے تسلیم نہیں کرے گا تو جیسے ہی میں یعنی اللہ کی زبان اپنا کام مکمل کرلوں گا تو ویسے ہی اللہ کا ید حرکت میں آجائے گا تب ہر کوئی مانے گا اور تب کہا جائے گا کہ اب بھی کفر کرو لیکن تب ماننے کی ضد کی جائے گی مگر تب ماننا کوئی نفع نہیں دے گا کیونکہ تب ماننا مجبوری بن جائے گا اس لیے ابھی آپ کے پاس وقت ہے شکر کریں جو آپ کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں دی گئیں ان کا اسی مقصد کے لیے استعمال کریں جس مقصد کے لیے یہ صلاحیتیں آپ کو دی گئیں اور حق پہچان کر حق کو تھام لیں اس سے پہلے کہ وقت ختم ہو جائے اور بعد میں آپ کے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہ رہے۔

قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ نے رسولوں کی بعثت کا اعلان اور ان کی پہچان واضح کرتے ہوئے ہر حال میں ان کی اطاعت واتباع کا حکم دیا جس سے ختم نبوت نامی بت کو بھی پاش پاش کر کے رکھ دیا

يٰبَنِىٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. الاعراف ۳۵

آج سے چودہ صدیاں قبل محمد کے ذریعے اللہ نے کلام کرتے ہوئے کہا يٰبَنِىٓ اٰدَمَ اے وہ جو آدم یعنی زمین کے خون سے بنائے گئے ہو اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ جب بھی تم میں تمہی سے ہمارے بھیجے ہوئے آئیں یعنی جب بھی تم میں تمہی سے ہمارے رسول آئیں يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ جو میرا رسول ہوگا وہ جب آئے تو تم پر میری آیات بیان کر رہا ہوگا فَمَنِ اتَّقٰى پس جس نے تقویٰ اختیار کیا یعنی اللہ جب بھی اپنا رسول بعث کرتا ہے یا رسول کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر جو نبیّن آتے ہیں ان کا طریقہ کار یہی ہوتا ہے کہ وہ آ کر اللہ کی آیات کی تلاوہ کرتے ہیں یعنی پوری ترتیب کیساتھ اللہ کی آیات کو کھول کھول کر واضح کرتے ہیں کہ کس طرح تم اپنا تزکیہ کر کے متقی بن سکتے ہو اور پھر اس کے بعد الکتاب تمہیں قبول کر لے گی اور تمہاری ایسے ہی راہنمائی کرے گی جیسے کہ اندھے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی راہنمائی کی جاتی ہے جیسے جسم اپنے اندر ہر عضو کی راہنمائی کرتا ہے جیسے مشین اپنے اندر ہر پرزے کی راہنمائی کرتی ہے اس لیے جس نے اللہ کے بھیجے ہوئے کی دعوت کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کیا تو اس کا تزکیہ ہونے سے متقین میں شمار ہو گیا جس کے بعد اس کے لیے الکتاب میں ہے ہی ہدایت کہ دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے اور اسے کس طرح پورا کرنا ہے کیسے اصلاح کرنی ہے جس سے ایسے تمام کے تمام دنیا و آخرت میں ہلاکت سے بچ جائیں گے وَاَصْلَحَ اور اصلاح کر لی فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ پس نہ ہی ان پر کوئی کسی بھی قسم کا خوف ہے اور نہ ہی غم کر رہے ہیں کہ کاش ہم نے ماضی میں فلاں فلاں کام نہ کیے ہوتے جس کی وجہ سے کہ انہیں مستقبل میں برے انجام کا خوف ہے۔

اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بہت بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ نے رسالت و نبوت کا دروازہ بند کر دیا تھا کہ محمد کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا تو پھر اللہ نے قرآن میں یہ آیت کیوں اتاری؟ آخر اس آیت میں کن لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے انہیں سختی کیساتھ یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ جب بھی تم میں تمہی سے ہمارے رسول آئیں یعنی ہمارے بھیجے ہوؤں میں سے کوئی آئے تو ایسا نہیں کہ اس کا کذب کرنا ہے اسے جھٹلانا ہے یا اس کیساتھ دشمنی کرنی ہے اس کی مخالفت کرنی اس کے قتل کے درپے ہو جانا ہے بلکہ اس کی دعوت کو تسلیم کرنا ہے اس کی اطاعت و اتباع کرنی ہے تو جو اس کی اطاعت و اتباع کریں گے ان کے حوالے سے یہ بھی واضح کر دیا کہ انہیں نہ تو کسی بھی قسم کا کوئی خوف ہوگا یعنی وہ بالکل بے خوف ہو جائیں گے اور نہ ہی کوئی غم ان کے تمام غم ختم ہو جائیں گے؟

دنیا کی کوئی بھی طاقت یہ نہیں کہہ سکتی ہے کہ اس آیت میں اس قرآن کے نزول سے پہلے والے لوگوں سے خطاب کیا جا رہا ہے اور اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو وہ اپنی اس بات کو کسی بھی طور پر سچا ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ نے اسی قرآن میں یہ بات بھی بالکل کھول کر واضح کر دی کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے، اللہ نے جو اتارا وہ اساطیر الاولین نہیں یعنی اللہ نے جو اتارا وہ اس قرآن کے نزول سے پہلے والوں کی لائینیں نہیں ہیں بلکہ اللہ نے تو اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری ہے جس سے یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت میں مخاطب الاولین نہیں ہیں بلکہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران آنے والے تمام کے تمام لوگ مخاطب ہیں بالخصوص جو قرآن کے دعویدار ہیں اور جیسے یہ بات اللہ اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران تمام لوگوں سے کر رہا ہے بالکل یہی بات تب سے کہی جا رہی ہے جب سے رسولوں کا سلسلہ شروع کیا گیا یعنی ہر رسول نے آ کر یہی کہا کہ جب جب جیسے ہی تم میں تمہی سے کوئی رسول بعث کیا جائے یا رسول جو خاتم النبیّن ہوتا ہے اسکے فلٹر سے نکل کر آنے والے نبیّن آئیں تو ان کی اطاعت و اتباع کرنی ہے جو ان کی اطاعت و اتباع کریں گے تو کسی بھی قسم کا کوئی غم اور خوف نہیں رہے گا اور جو ان کے علاوہ شیاطین مجرمین کی اطاعت و اتباع کریں گے تو ایسے نہ ہی بچیں گے اور نہ ہی اپنی اصلاح کر پائیں گے اور نہ ہی ان کے خوف اور غم ختم ہوں گے بلکہ ان کے خوف اور غم میں مزید اضافہ ہی ہوگا۔

اس آیت میں قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک بالخصوص آج اس وقت ان لوگوں سے خطاب کیا جا رہا ہے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں جس سے نہ صرف اللہ اور اس کے رسولوں کی طرف منسوب کیے جانے والے جھوٹ واضح ہو گئے بلکہ ختم نبوت کے نام پر دیا جانے والا دجل و فریب بھی کھل کر چاک ہو چکا۔

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ جب سے گمراہیاں پھیلنا شروع ہوئیں تو کون ہے جس نے یہ بات کہی لوگوں کو یہ دعوت دی جو آج اس آیت کی صورت میں آپ کے سامنے لائی گئی؟ جب آپ غور کریں گے تو ہر ایک پر بالکل کھل کر واضح ہے کہ یہ بات تو آج میں یعنی احمد عیسیٰ اللہ کا رسول کر رہا ہوں جس سے ثابت

ہو جاتا ہے کہ یہ آیت تو آج میری تاریخ پر مبنی ہے اور آج جب یہ واقعہ رونما ہوا تو اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیت نہ صرف کھل کر واضح ہو گئی بلکہ اس آیت نے آج اس وقت موجودہ لوگوں کو یاد دلا دیا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی اس آیت کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل تاریخ اتار دی گئی تھی یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی صورت میں اللہ نے کلام کرتے ہوئے یہ کہا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی۔ یوں ہر کسی پر یہ بات بھی بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے اور کسی کے لیے بھی

کسی بھی قسم کا کوئی عذر یا بہانہ نہیں رہتا یہ تسلیم کرنے کو کہ میں یعنی احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا اور جس کا اکثریت انتظار کر رہی تھی۔

اس کے علاوہ اللہ نے اس آیت میں ایک اور بات بھی واضح کر دی اللہ نے یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دی کہ وہ اللہ کا رسول ہو گا جس کی دعوت کو تسلیم کرنے سے تمام کا تمام خوف اور غم ختم ہو جائیں حق صرف اور صرف وہی ہو گا جسے اخذ کرنے سے تمام کا تمام خوف اور غم ختم ہو جائیں اور اگر کسی کی دعوت کو تسلیم کرنے سے کسی کی اطاعت واتباع کرنے سے کسی کے پیچھے چلنے سے کسی کو پیرو راہنما بنانے سے خوف اور غم ختم نہ ہوں تو وہ اللہ کا بھیجا ہوا نہیں وہ حق نہیں ہے بلکہ ایسے تمام کے تمام شیاطین مجرمین ہیں جن کی دعوت حق نہیں بلکہ بالکل بے بنیاد و باطل ہے۔

یوں اس پہلو سے بھی نہ صرف ختم نبوت نامی بت پاش پاش کر دیا گیا صدیوں سے ختم نبوت کے نام پر پھیلایا گیا دجل چاک کر کے اللہ کے دشمنوں شیاطین مجرمین کی منصوبہ بندی خاک میں ملا دی بلکہ آج قرآن آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جو آج تم میں موجود ہے آج اللہ کا رسول احمد عیسیٰ یعنی میں تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں جس کا دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

احمد عیسیٰ رسول اللہ اور منافقین و مشرکین احسن الحدیث کی روشنی میں

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا. النساء ٦١

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اور تب جب کہا ان کو جو اس وقت موجود ہیں تَعَالَوۡا اِلٰى تم میں اور ہم میں جو اختلافات ہیں انہیں دور کرنے کے لیے، جو حق ہے اسے جاننے کے لیے، کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے اسے جاننے کے لیے آؤ اس کی طرف مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ کیا ہے جو اللہ نے اتارا تھا وَاِلَى الرَّسُوۡلِ اور وہی اتار مخصوص رسول کی طرف رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا دیکھا جو المنافقین ہیں وہ پوری شدت کیساتھ پوری قوت کیساتھ لوگوں کو تجھ سے روک رہے ہیں کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ اس کی بات بھی نہ سنو جس کے لیے وہ جو کر سکتے ہیں کر رہے ہیں طرح طرح کے فتوے لگا رہے ہیں الزامات لگا رہے ہیں گالیاں دے رہے ہیں برا بھلا کہہ رہے ہیں الزامات و بہتانات باندھ رہے ہیں صرف اور صرف اس لیے تاکہ لوگوں کو تجھ سے روک دیں کہ لوگ تیری بات نہ سنیں لوگ تیرے قریب نہ آئیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اللہ اپنے رسول کے ذریعے انہیں کہہ رہا ہے جن کی طرف اپنا رسول بھیجا جب اللہ کے رسول نے آ کر کہا کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا تھا اور وہی اللہ نے الرسول کی طرف اتارا ہے تو منافقین بجائے اس کے کہ اختلافات دور کرنے کے لیے حق کو پہچان کر اس کی اتباع کرنے کہ نہ تو اس طرف آنے کو تیار ہیں جو اللہ کا اتارا ہوا ہے اور نہ ہی لوگوں کو اللہ کے رسول کی بات سننے دے رہے ہیں بلکہ الٹا لوگوں کو اللہ کے رسول کی دعوت کو سننے سے پوری شدت کیساتھ روک رہے ہیں روکنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ تاریخ ہے اور اب آپ سے ہی سوال ہے کہ یہ کس کی تاریخ ہے؟ اس آیت نے اس وقت تک واضح نہیں ہونا تھا جب تک کہ یہ واقعہ رونما نہیں ہونا تھا اور جیسے ہی اس واقعے نے پیش آنا تھا تو قرآن کی اس آیت نے یاد دلا دینا تھا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت اس آیت کی

صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی تو ذرا غور کریں کیا آج قرآن کی اس آیت نے یاد نہیں دلا دیا کہ یہی تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی؟

کون ہے جو نہ صرف اللہ کا رسول ہے بلکہ وہ جب حق کھول کھول کر سامنے رکھ رہا ہے تو منافقین دشمنی کر رہے ہیں؟ اللہ کا رسول کہہ رہا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا تھا اللہ کا اتارا ہوا مجھ میں اور تم میں فیصلہ کر دے گا اپنا فیصلہ اسی سے کروا لیتے ہیں جو اللہ کا اتارا ہوا ہے تو منافقین بجائے اس کے کہ اس کی طرف آتے جو اللہ کا اتارا ہوا ہے تا کہ تمام تر اختلافات دور ہو جائیں، حق ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جائے اور حق کی اتباع کر کے دنیا و آخرت میں فلاح کا سودا کیا جائے وہ اس کی طرف آنے کو تیار ہی نہیں اور اسی پر ڈٹے ہوئے ہیں جس پر انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا جو نہیں نسل در نسل مشرک آباؤ اجداد سے منتقل ہوا اور پھر الٹا اللہ کے رسول کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں لوگوں کو اللہ کے رسول سے روک رہے ہیں اور روکنے کے لیے جس حد تک جا سکتے ہیں جا رہے ہیں۔

حق ہر لحاظ سے آپ کے سامنے ہے میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ جس نے نہ صرف حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیا بلکہ میری تصدیق اس میں موجود ہے جو آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے۔ اس آیت سمیت پورا قرآن میری تصدیق کر رہا ہے اس کے باوجود بھی اگر کوئی حق سے اعراض کرتا ہے تو وہ جان لے کذب کرنے والوں کیساتھ بالکل وہی ہونے والا ہے جو اس سے پہلے کذب کرنے والوں کیساتھ ہو چکا۔

کون ہے جس نے نہ صرف کھول کھول کر واضح کر دیا کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے بلکہ اس وقت تک کوئی بھی آیت کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ رونما نہیں ہو جاتا جس کی وہ تاریخ ہے تو آج جب اتنا بڑا اور غیر معمولی واقعہ ہو رہا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ کا رسول عیسیٰ ہوں میرا کوئی رد نہیں کر سکتا اور دوسری طرف اکثریت ہے جو میرا کفر کر رہی ہے جو میرا کذب کر رہی ہے تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس اتنے عظیم واقعے کی قرآن میں تاریخ نہ اتاری گئی ہو؟ جبکہ اللہ نے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے واقعے کی تاریخ اتار دی۔

اس لیے آؤ قرآن کی طرف جسے تم بھی اللہ کا اتارا ہوا تسلیم کرتے ہو دیکھتے ہیں قرآن مجھے کاذبین میں شمار کرتا ہے یا پھر تمہیں۔ تو ایسا کرو آؤ قرآن کی طرف جو فیصلہ قرآن سناتا ہے اس پر کس کو اعتراض ہو سکتا ہے؟ لیکن منافقین ہیں کہ اللہ کے اتارے ہوئے کی طرف آنے کو تیار ہی نہیں اور وہ آئیں گے بھی کیوں؟ کیونکہ انہیں علم ہے ان کے سامنے اللہ کا رسول ہے یہ جانتے ہیں میں احمد عیسیٰ اللہ کا رسول ہوں لیکن یہ کفر ہی کریں گے کیونکہ یہ لوگ مجرمین ہیں یہ اللہ کے دشمن ہیں یہ لوگ استکبار کر رہے ہیں اور اسی لیے یہ لوگوں کو بھی پوری قوت سے میری بات سننے سے روک رہے ہیں میری طرف آنے سے روک رہے ہیں لیکن جان لو یہ سب تمہیں کچھ نفع نہیں دے گا۔

یوں نہ صرف ختم نبوت نامی بت پاش پاش کر کے رکھ دیا بلکہ قرآن نے آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا قرآن نے یاد دلا دیا کہ یہ جو اس وقت تم میں موجود ہے جو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے یہ اللہ کا وہی رسول ہے جسے آخرین میں بعث کیا جانا تھا اور دنیا کی کوئی طاقت میرا نہ تو رد کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی چاہ کر بھی کفر کر سکتا ہے بالآخر ہر کسی کو ماننا ہی ہوگا لیکن وہ ماننا فرعون کے ماننے کی مثل ہوگا جو کچھ بھی نفع نہیں دے گا کیونکہ تب ماننا مجبوری بن جائے گا تب چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکیں گے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ. البقرة ۸۷

وَلَقَدْ اور تحقیق کہ یعنی جو بات کہی جا رہی ہے یہی قدر میں کیا گیا اس کے علاوہ کچھ ہونا ممکن ہی نہیں اس لیے تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تم پر

واضح ہو جائے گا کہ یہی حق ہے جو ہم کہہ رہے ہیں اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ کیا دیا تھا ہم نے موسیٰ کو؟ دی تھی ہم نے موسیٰ کو الکتاب، ایسا اس لیے کہا جا رہا ہے کیوں کہ یہ اللہ اپنے رسول کے ذریعے لوگوں سے کلام کر رہا ہے اور اللہ جب رسول بعث کرتا ہے تو تب ہی بعث کرتا ہے جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں کسی کو بھی حق کا علم نہیں ہوتا اس لیے رسول کی بعثت سے پہلے یہ کہا جا رہا ہے کہ موسیٰ کو الکتاب نہیں بلکہ موسیٰ کو تورائت دی گئی اور پھر نہ ہی کسی کو تورائت کا علم ہے اور نہ ہی الکتاب کا تو اللہ کا رسول آ کر ان کے دعوے کی نفی کرتے ہوئے اسے غلط و بے بنیاد ثابت کرتے ہوئے جو حق ہے وہ سامنے لا رہا ہے کہ اللہ نے موسیٰ کو کوئی تورائت کے نام پر بائبل وغیرہ یا جو کچھ بھی موسیٰ سے منسوب کیا جاتا ہے نہیں دیا تھا بلکہ موسیٰ کو الکتاب دی گئی تھی جو کہ ہر رسول کو دی گئی وَقَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ اور موسیٰ کے بعد جب تک کہ بنی اسرائیل دوبارہ ضلالٍ مبینٍ میں نہیں چلے گئے تب تک نہ صرف رسول آتے رہے بلکہ الکتاب سے ہی انہیں دیا گیا جس کیساتھ رسول آتے رہے اور پھر جب بنی اسرائیل ضلالٍ مبینٍ میں چلے گئے یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں ڈوب گئے حق کی رائی بھی نہ رہی، نور کی ایک کرن بھی نہ رہی تو اللہ نے بنی اسرائیل کے آخرین میں اپنا رسول عیسیٰ ابن مریم بعث کیا وَاٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ اور کیا دیا تھا ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو؟ دیں ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو البیّنات یعنی عیسیٰ ابن مریم کو البیّنات کیساتھ بھیجا گیا نہ کہ ان کیساتھ جو تم کہتے ہو کہ عیسیٰ ابن مریم کو معجزات کیساتھ بھیجا گیا، معجزات ضد ہے بیّنات کی ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ بھیجا، عیسیٰ ابن مریم کو معجزات نہیں بلکہ البیّنات دی تھیں وَاَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ اور کیا تھا جو اس نے کیا؟ ہم تھے ساتھ روح القدس کے یعنی عیسیٰ ابن مریم اللہ کی تقدیس کرنے والی روح تھی اسی روح کیساتھ عیسیٰ نے انتہائی سخت میثاق کو پورا کر دکھایا اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌۢ کیا پس تمام کے تمام جب جب تم میں تمہی سے آئے رسول یعنی تم میں جب جب رسول آیا بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُکُمُ ساتھ اس کے نہیں آیا جو تمہاری خواہشات تھیں یعنی جب جب بھی اللہ کا بھیجا ہوا آیا تو وہ جو دعوت لیکر آیا جو باتیں اس نے آ کر بیان کیں تو وہ تمہاری خواہشات کے بالکل برعکس تھیں ہر رسول کی دعوت تمہاری خواہشات کے بالکل برعکس تھی اس نے تمہاری خواہشات کی تصدیق نہیں کی اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ کیا کیا تم نے؟ تم لوگوں نے استکبار کیا یعنی تم لوگ بڑے بن بیٹھے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہی حق ہے وہی بات مانی جائے گی، جو ہمارے عقائد و نظریات ہیں اس کے خلاف کچھ بھی برداشت نہیں کیا جائے گا اگر ہمارے عقائد و نظریات کے خلاف کوئی بھی بات کی گئی تو ہم برداشت نہیں کریں گے اور ایسا کرنے والے کو ہماری طرف سے انتہائی سختی کا سامنا کرنا پڑے گا ہم اسے برداشت نہیں کریں گے اور یہی تم لوگوں نے کیا فَفَرِیۡقًا کَذَّبۡتُمۡ جو ہمارے بھیجے ہوئے آتے رہے ان میں سے ایک گروہ کا یعنی کچھ کا تم لوگوں نے کذب کیا ان کی دعوت کو تسلیم کرنے کی بجائے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ الٹا ان کیساتھ دشمنی کی وَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ اور جو تم لوگ کر رہے ہو ہمارے بھیجے ہوؤں کے ایک گروہ کو قتل کر رہے ہو ایسے ہی ماضی میں ہر قوم نے ہمارے رسولوں کو قتل کیا۔

قرآن چونکہ الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے یعنی جو اس قرآن کے نزول سے پہلے والی قومیں تھیں پہلے والے لوگ تھے ان کی مثلوں سے ان کی صورت میں قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کی تاریخ اتاری گئی اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے قرآن کی ہر وہ آیت جس میں الاولین کا ذکر ملتا ہے اس میں صرف ماضی کے صیغے استعمال نہیں کیے گئے بلکہ بات کا آغاز ماضی کے صیغے کیساتھ ہوتا ہے تو ساتھ ہی اگلی بات حال اور مستقبل کے صیغوں کیساتھ کی جا رہی ہوتی ہے یعنی کوئی ایک بھی آیت ایسی نہیں جس میں ایسا ہو کہ ماضی کی بات کی جا رہی ہے بلکہ ماضی حال اور مستقبل تینوں کی بیک وقت بات کی جا رہی ہوتی ہے ایسے ہی اس آیت میں شروع میں تو یہ کہا گیا کہ موسیٰ کو الکتاب دی اور موسیٰ چونکہ رسول خاتم النبیّن تھے جب تک کہ اگلا رسول خاتم النبیّن بعث نہیں کر دیا جاتا اور اگلا رسول صرف اور صرف تب ہی بعث کیا جاتا ہے جب ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے ہوں یعنی جب تک دوبارہ ضلالٍ مبینٍ میں نہیں چلے جاتے تب تک النبیّن یعنی موسیٰ کے فلٹر سے نکل کر رسل آتے رہیں گے جو کہ آتے رہے اور جب بنی اسرائیل ضلالٍ مبینٍ میں چلے گئے تو عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا گیا جو کہ رسول خاتم النبیّن تھے تو عیسیٰ ابن مریم کے بعد اگلے رسول کی بعثت تک عیسیٰ کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر النبیّن آتے رہے تو آگے یہ نہیں کہا کہ بنی اسرائیل میں رسول آئے اور انہوں نے ان کا کذب اور انہیں قتل کیا بلکہ اس کے بالکل برعکس قرآن کے نزول سے لیکر احمد عیسیٰ رسول اللہ کی بعثت تک کے دوران آنے والوں کو کہا کہ تم میں جب جب رسل آئے یعنی محمد رسول اللہ و خاتم النبیّن کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر النبیّن آتے رہے تو تم لوگوں نے ان میں سے

ایک گروہ کا کذب کیا اور ایک گروہ کو قتل کر رہے ہو اور پھر اسے حال کیساتھ ساتھ ماضی کا صیغہ بھی بنا دیا کہ ماضی میں بھی ایسے ہی قتل کیا جاتا رہا یعنی بنی اسرائیل نے بھی ایسے ہی قتل کیا جیسے تم قتل کرتے رہے ہو۔

جس سے یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کی بات نہیں کی جا رہی بلکہ بنی اسرائیل کو تو سلف کیا جا چکا اور جنہیں سلف کیا جا چکا انہیں نہ صرف سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یوں قرآن میں یہ سلف کی مثلوں سے خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی تاریخ ہے ان کا ذکر کیا جا رہا ہے جس سے ختم نبوت کے نام پر جو عقیدہ پایا جاتا ہے اس کی حقیقت بھی کھل کر آپ کے سامنے آ جاتی ہے کہ ختم نبوت کے نام پر شیاطین مجرمین نے اکثریت کو اپنے دجل کا شکار کیا ہوا تھا اور آج اللہ نے اپنے رسول احمد عیسیٰ کو بعث کر کے اس دجل عظیم کو چاک کر کے رکھ دیا ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اس کے باوجود اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ نہیں محمد آخری رسول اور نبی تھے تو ایسا شخص اپنے عمل سے دعویٰ کر رہا ہے کہ قرآن احسن الحدیثِ نہیں ہے، الاولین کو سلف نہیں کیا گیا اور اگر سلف کر بھی دیا گیا تو انہیں مثل نہیں کیا گیا الآخرین کے لیے، قران میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ نہیں ہے بلکہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں یوں ایسا شخص اپنے عمل سے دعویٰ کر رہا ہے کہ میں سچا ہوں اور اللہ جھوٹا ہے قرآن جھوٹا ہے۔

اللہ نے قرآن میں بار بار یہ بات واضح کر دی کہ اللہ نے اساطیر الاولین نہیں اتاریں بلکہ اللہ نے احسن الحدیثِ اتاری تھی اللہ نے قرآن کے نزول سے پہلے والوں کی مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کی تاریخ اتاری ہے لیکن یہ شیاطین مجرمین، اندھوں اور الاموات کی اکثریت اللہ کی کسی بھی بات کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں، یہ لوگ اللہ کے مقابلے پر اپنے آباؤ اجداد اور اپنے ملاؤں کو اپنا ربّ بنائے ہوئے ہیں اپنا الٰہ بنائے ہوئے ہیں اور الٹا زبان سے جھوٹے دعوے کرتے ہیں کہ اللہ ہمارا ربّ ہے، اللہ ہمارا الٰہ ہے۔

آیت میں تو موسیٰ وعیسیٰ کا ذکر ہے لیکن جان لیں کہ جو آپ کو سامنے نظر آ رہا ہے یہ آیت ہے اور آیت کا مطلب ہوتا ہے کہ جو سامنے ہے وہ اصل اور مکمل حقیقت نہیں بلکہ وہ اصل حقیقت، اصل اور مکمل بات کا ایک انتہائی چھوٹا سا حصہ ہے، اصل پر پڑا ہوا پردہ ہے اور اصل حقیقت کیا ہے اس وقت تک سامنے نہیں آئے گی جب تک کہ آیت بیّن نہیں ہوگی یعنی کھل کر واضح نہیں ہوگی جس کے لیے آیت کی گہرائی میں اس وقت تک آگے جایا جائے گا جب تک کہ حد نہیں آ جاتی اور وہ شیئے، وہ بات ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھل کر سامنے نہیں آ جاتی اس لیے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس آیت میں موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم کا ذکر ہے تو ایسا شخص گمراہ ہی ہو سکتا ہے اس کے لیے اللہ کے قانون میں ہدایت ہے ہی نہیں کیونکہ یہ آیت ہے نہ کہ بیّن یعنی نہ کہ کھلم کھلا حقیقت۔ اور پھر دوسری بات کہ اللہ نے خود کہا کہ اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے یعنی سامنے تو ہر کسی کے ہے ہر کوئی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور کانوں سے سن رہا ہے لیکن اس کے بارے میں علم مکمل طور پر چھپا دیا گیا جو سامنے ہے وہ اصل حقیقت نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت کیا ہے اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی اسے کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور جب تک اللہ کھول کر واضح نہیں کرتا یعنی جب تک اللہ علم نہیں دیتا تب تک دنیا کی کوئی طاقت نہیں جان سکتی کہ اصل حقیقت کیا ہے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اس لیے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے وہی حقیقت ہے تو ایسا سمجھنے والا صرف اور صرف گمراہی کا ہی سودا کرے گا اور اگر کوئی حق کا طلب گار ہے کوئی ہدایت کا طلب گار ہے تو اس کے لیے اسے اللہ سے رجوع کرنا ہوگا کہ اے اللہ تُو نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے یعنی سامنے نظر تو آ رہا ہے لیکن جو سامنے نظر آ رہا ہے وہ اصل حقیقت نہیں ہے اصل حقیقت کیا ہے اس کا علم تُو نے چھپا دیا اس لیے صرف اور صرف تُو ہی ہے جس کے پاس اصل حقیقت کا علم ہے اس لیے مجھ پر حق کھول کر واضح کر دے اور پھر اللہ اسے کھول کر واضح کر دے گا جیسے اللہ کا قانون ہے۔ انسان چونکہ بشر ہیں تو اللہ انہی میں سے ایک بشر کا انتخاب کرتا ہے اور اس بشر کے ذریعے انسانوں پر حق کھول کھول کر واضح کرتا ہے اور پھر یہ بھی ذہن میں ہونا لازم ہے کہ اللہ العزیز الحکیم ہے یعنی اللہ ہر کام اس کے وقت پر کرتا ہے نہ ہی لمحہ بھر پہلے اور نہ ہی لمحہ بھر تاخیر سے اور جب کام کرتا ہے تو اس میں رائی برابر بھی کوئی خامی ونقص نہیں چھوڑتا بلکہ ہر لحاظ سے مکمل کرتا ہے احسن کرتا ہے۔

آج نہ صرف وہ وقت آ گیا بلکہ اللہ نے حق کھول کھول کر واضح کر دیا کہ جو قرآن کے نزول سے پہلے آئے انہیں نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران آنے والوں کے لیے۔ اس لیے آیت میں موسیٰ ہے تو دیکھیں کیا موسیٰ قرآن کے نزول سے پہلے نہیں بھیجا

گیا تھا؟ آیت میں عیسیٰ ابن مریم ہے تو کیا عیسیٰ ابن مریم قرآن کے نزول سے پہلے نہیں بعث کیا گیا تھا؟ تو ہر کسی پر واضح ہے کہ ہاں موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم دونوں ہی الاولین میں سے ہیں جب دونوں ہی الاولین میں سے ہیں تو پھر نہ صرف الاولین کو سلفاً کر دیا گیا یعنی ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے تو جہاں موسیٰ کا ذکر ہے تو موسیٰ کو چونکہ سلف کر دیا گیا اور نہ صرف سلف کر دیا گیا بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے تو دیکھیں الآخرین جو کہ یہ امت ہے جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں ان کے شروع میں کسے بھیجا گیا؟ تو ہر کسی پر واضح ہے کہ ان کے شروع میں محمد کو بھیجا گیا اور ایسے ہی بنی اسرائیل کے آخرین میں عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا گیا تو عیسیٰ ابن مریم کو نہ صرف سلف کر دیا گیا بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے تو خود کو مسلمان کہلوانے والوں کے آخرین میں عیسیٰ ابن مریم کو نہیں بلکہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بعث کیا جانا تھا اس لیے اب آیت میں موسیٰ کی جگہ محمد آجائے گا اور عیسیٰ ابن مریم کی جگہ احمد عیسیٰ آجائے گا اور حق ہر لحاظ سے بالکل کھل کر آپ کے سامنے آجائے گا جیسا کہ اب ذیل میں آیت کو دیکھیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُحَمَّدَ الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ. البقرة ۸۷

وَلَقَدْ اور تحقیق کہ یعنی جو بات کہی جارہی ہے یہی قدر میں کیا گیا اس کے علاوہ کچھ ہونا ممکن ہی نہیں اس لیے تم اپنی تحقیق کروا لو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تم پر واضح ہو جائے گا کہ یہی حق ہے جو ہم کہہ رہے ہیں اٰتَيْنَا مُحَمَّدَ الْكِتٰبَ کیا دیا تھا ہم نے محمد کو؟ دی تھی ہم نے محمد کو الکتاب، ایسا اس لیے کہا جارہا ہے کیوں کہ یہ اللہ اپنے رسول کے ذریعے لوگوں سے کلام کر رہا ہے اور اللہ جب رسول بعث کرتا ہے تو تب ہی بعث کرتا ہے جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں کسی کو بھی حق کا علم نہیں ہوتا اس لیے رسول کی بعثت سے پہلے یہ کہا جارہا ہے کہ محمد کو یہ القرآن دیا گیا اور پھر نہ تو کسی کو بھی القرآن کا علم ہے کہ القرآن کیا ہے اور نہ ہی الکتاب کا، محمد کو القرآن نہیں دیا گیا بلکہ محمد کو الکتاب دی گئی اس لیے اس القرآن میں تمہارے لیے ہدایت نہیں تھی بلکہ تمہارے لیے الکتاب میں ہدایت تھی اور جنہوں نے یہ کہا کہ محمد کو یہ القرآن دیا گیا اور اس میں راہنمائی ہے تو ایسے تمام کے تمام گمراہ ہی ہوئے کیونکہ ایسوں کے لیے تو قدر میں گمراہی لکھی جا چکی۔ یوں آج اللہ کا رسول حق کھول کھول کر سامنے لا رہا ہے کہ تمہارا کہنا ہے کہ محمد کو یہ القرآن دیا گیا اس القرآن میں تمہارے لیے ہدایت ہے اور محمد پر نبوت و رسالت کا دروازہ بند کر دیا گیا اس کے بعد کوئی نبی نہیں آیا نہ آئے گا تو تم اپنے اس دعوے میں غلط ہو یہ حق نہیں ہے بلکہ حق اس کے بالکل برعکس ہے اور حق کیا ہے اللہ کے رسول نے کھول کھول کر واضح کر دیا وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور محمد کے بعد جب تک کہ تم لوگ دوبارہ ضلالٍ مبینٍ میں نہیں چلے گئے تب تک نہ صرف رسل آتے رہے بلکہ الکتاب سے ہی انہیں دیا گیا جس کیساتھ رسل آتے رہے اور پھر جب تم ضلالٍ مبینٍ میں چلے گئے یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں ڈوب گئے حق کی رائی بھی نہ رہی، نور کی ایک کرن بھی نہ رہی تو اللہ نے تمہارے آخرین میں آج اپنا رسول عیسیٰ بعث کیا وَاٰتَيْنَا عِيْسَى الْبَيِّنٰتِ اور دیں ہم نے عیسیٰ کو البیّنات یعنی عیسیٰ کو البیّنات کیساتھ بھیجا گیا نہ کہ ان کیساتھ جو تم کہہ رہے تھے کہ عیسیٰ معجزات کیساتھ آئے گا۔

پہلی بات تو یہ کہ تمہارا کہنا ہے کہ اللہ تمہارے آخرین میں عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا جو کہ حق نہیں ہے بلکہ یہ گمراہی ہے تمہیں یہ ہی نہیں علم کہ اللہ نے الاولین کو نہ صرف سلف کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے اس لیے عیسیٰ ابن مریم جو کہ الاولین میں تھا جس وجہ سے اسے سلف کر دیا گیا اس لیے اب وہ نہیں بلکہ اس کی مثل عیسیٰ کو بھیجا جانا تھا اور دوسری بات تمہارا کہنا ہے کہ جب عیسیٰ آئے گا تو معجزات کیساتھ آئے گا تو یہ بات بالکل بے بنیاد و باطل ہے عیسیٰ تمہاری خواہشات کیساتھ نہیں آنا بلکہ جو اللہ نے قدر میں کر دیا اس کیساتھ آنا تھا یعنی بالبیّنات عیسیٰ نے آکر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دینا تھا تو آج تم میں عیسیٰ آ گیا البیّنات کیساتھ یعنی آج تم میں نہ صرف عیسیٰ آ گیا بلکہ اس نے آکر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیا پھر تیسری بات تمہارا کہنا تھا کہ عیسیٰ آسمانوں سے اترے گا تو یہ بھی بالکل بے بنیاد و باطل ہے پہلے اسے آسمانوں پر ثابت تو کر لو اور یہ بھی ثابت کرو کہ رسول کا آسمانوں پر چڑھ جانا پھر آسمانوں سے اتارا جانا قدر میں کیا گیا جو کہ ناممکن ہے کیونکہ نہ تو کوئی ایسا اللہ وجود رکھتا ہے جو اس وجود سے الگ اوپر آسمانوں پر چڑھ کر بیٹھا ہوا ہے جس کے پاس عیسیٰ چلا گیا اور پھر نہ ہی قدر میں ایسا کیا گیا بلکہ قدر میں تو یہ کیا گیا کہ رسول تم میں تمہی سے آئے گا تم میں تمہی سے بعث کیا جائے گا تو دیکھو کیا آج تم میں تمہی سے عیسیٰ البیّنات کیساتھ آیا یا نہیں؟ وَاَيَّدْنٰهُ اور کیا تھا جو اس وقت عیسیٰ موجود ہے اس نے کرنا تھا؟ جو کرنا تھا وہ کر رہا ہے یعنی پوری دنیا کیساتھ دشمنی مول لیکر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ رہا ہے انتہائی حکمت کیساتھ تو یہ جو کر رہا ہے کیسے کر رہا ہے؟ ہم ہیں جو یہ حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ رہے ہیں عیسیٰ کی صورت میں، یہ قوت ہم نے عیسیٰ کو دی

بِرُوحِ الْقُدُسِ روح القدس کے ساتھ یعنی یہ عیسیٰ ہمارا رسول ہماری روح القدس ہے یہ کسی بھی معاملے میں پیچھے نہیں ہٹے گا ہم نے اس سے میثاق غلیظ اخذ کیا ہے یعنی انتہائی سخت میثاق اخذ کیا ہے اور یہ ہر صورت انتہائی احسن طریقے سے میثاق کو پورا کر کے رہے گا سمجھو کہ اس نے میثاق پورا کر دیا کیونکہ قدر میں ایسا ہو چکا جو بھی اس کی دشمنی پر آئے گا ہم نے اس کے لیے ہر صورت دنیا و آخرت میں ہلاکت قدر میں کر دی کوئی بھی دشمنی کر کے میرے رسول کو عاجز نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے لکھ دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی غالب رہے گا۔ آج اس وقت اللہ تم لوگوں سے کلام کر رہا ہے میری یعنی عیسیٰ کی صورت میں اور آج اللہ تمہیں کہہ رہا ہے اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ کیا کیا؟ یعنی تم لوگوں نے کیا کیا جو خود کو مسلمان کہلوانے والے ہو جو آج ذلت و مسکنت کا شکار ہو جو عذاب مھین کا شکار ہو کہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے برے اعمال کے سبب تم پر دوسری قوموں کو مسلط کر دیا گیا؟ پس تمام کے تمام جب جب تم میں تمہی سے آئے رسول یعنی تم میں جب جب محمد رسول اللہ و خاتم النبیّن کے فلٹر سے نکل کر آنے والا نبی جو کہ رسول فلٹر سے نکلنے سے رسول ہی بن گیا آیا بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ ساتھ اس کے نہیں آیا جو تمہاری خواہشات تھیں یعنی جب جب بھی اللہ کا بھیجا ہوا آیا تو وہ جو دعوت لیکر آیا جو باتیں اس نے آکر بیان کیں تو وہ تمہاری خواہشات کے بالکل برعکس تھیں ہر رسول کی دعوت تمہاری خواہشات کے بالکل برعکس تھی اس نے تمہاری خواہشات کی تصدیق نہیں کی جیسے کہ آج عیسیٰ کو جس کیساتھ بھیجا گیا تو تمہاری خواہشات کیساتھ نہیں آیا تو اسْتَكْبَرْتُمْ کیا کیا تم نے؟ تم لوگوں نے استکبار کیا یعنی تم لوگ بڑے بن بیٹھے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہی حق ہے وہی بات مانی جائے گی، جو ہمارے عقائد و نظریات ہیں اس کے خلاف کچھ بھی برداشت نہیں کیا جائے گا اگر ہمارے عقائد و نظریات کے خلاف کوئی بھی بات کی گئی تو ہم برداشت نہیں کریں گے اور ایسا کرنے والے کو ہماری طرف سے انتہائی سختی کا سامنا کرنا پڑے گا ہم اسے برداشت نہیں کریں گے اور یہی تم لوگوں نے کیا فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ جو ہمارے بھیجے ہوئے آتے رہے ان میں سے ایک گروہ کا یعنی کچھ کا تم لوگوں نے کذب کیا ان کی دعوت کو تسلیم کرنے کی بجائے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ الٹا ان کیساتھ دشمنی کی ان پر زمین تک تنگ کر دی وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ اور جو تم لوگ کر رہے ہو ہمارے بھیجے ہوؤں کے ایک گروہ کو قتل کرتے رہے اور تمہارے اسی جرم کے سبب تم آج ذلت و رسوائی کا شکار ہو، عذاب مھین کا شکار ہو کہ دنیا کی قوموں کو تم پر مسلط کر دیا گیا۔ ظاہر ہے جب تم لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں یعنی بار بار کوئی نہ کوئی سامنے آجاتا ہے اور وہ آکر کہتا ہے کہ یہ حق ہے اور تم دلائل سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو حق کو تسلیم کرنے کی بجائے اس کا کذب یا اسے قتل کر دیتے ہو تو تم کیا دعویٰ کر رہے ہو؟ تم تو اپنے اعمال سے کہہ رہے ہو اپنے اعمال سے دعویٰ کر رہے ہو کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں یعنی اللہ محتاج ہے جو بار بار کسی نہ کسی کو بھیج دیتا ہے کہ راہنمائی لے لو راہنمائی لے لو اور تم کہتے ہو کہ ہمیں کسی راہنمائی کی کوئی ضرورت نہیں ہم تو ہیں ہی ہدایت یافتہ، ہمارے پاس ہمارے اپنے راہنما موجود ہیں اس لیے ہمیں ایسے کسی راہنما کی کوئی ضرورت نہیں جو یہ کہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں ہمیں کسی بھی اللہ کے بھیجے ہوئے کی کوئی ضرورت نہیں ہماری طرف سے وہ دروازہ ہی بند ہے اس لیے دفع ہو جاؤ ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے اور وہ پھر بھی حق کی طرف دعوت دیتا ہے باز نہیں آتا تو تم اسے قتل کر دیتے ہو کہ ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں یعنی کہ تم غنی ہو؟ تو تمہارے انہی اعمال کے سبب آج تمہاری یہ حالت ہے کہ تم دنیا کی ذلیل ترین قوم بن چکے ہو تم پر ذلت و مسکنت ڈال گئی، دنیا میں کوئی کتا بھی مرجائے تو پوری دنیا اس پر چیخ اٹھتی ہے لیکن تمہیں کروڑوں کی تعداد میں قتل کر دیا جائے، تمہارے اموال لوٹ لیے جائیں تمہارے بچوں کو قتل اور تمہاری عورتوں کی عصمتیں پامال کی جائیں تو دنیا میں کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی تو اس حالت کے ذمہ دار تم خود ہو جو تم اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے۔

اسی کی اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل درج ذیل آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی تھی جیسا کہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ. آل عمران ۱۸۱

اور آج جب تم میں تمہی سے میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ آگیا ہوں تو تم اپنی اسی روش کو برقرار رکھتے ہوئے میرا بھی کذب کر رہے ہو اور مجھے بھی قتل کرنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہو لیکن جان لو میں النبیّن میں سے نہیں ہوں کہ تم مجھے قتل کر لو گے بلکہ میں اللہ کا رسول خاتم النبیّن ہوں جسے تم چاہ کر بھی اور ہر کوشش کے باوجود بھی نہ تو قتل کر سکتے ہو اور نہ ہی کفر کرنے کے باوجود اپنے کفر پر قائم رہ سکتے ہو بلکہ ہر ایک کو مجھے تسلیم کرنا ہو گا فرق صرف اتنا ہے کہ زبان سے حق کھول کھول کر واضح کر دینے پر دل سے تسلیم نہیں کریں گے تو انہیں اپنے آباؤ اجداد آل فرعون اور جو ان سے قبل تھے ان کی مثل تسلیم کرنا پڑے گا جب اسے

اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیں گے جس سے کھول کھول کر متنبہ کیا جا رہا ہے۔
اس لیے اب جان لو یہ جو تم لوگوں نے ختم نبوت کے نام پر دجل وفریب کو عام کیا ہوا تھا اور جو تم لوگوں نے نبیوں میں سے فرق کر کے محمد کا اپنے دماغوں میں بت بنا کر بٹھا رکھا تھا تمہارے ان تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا گیا تمہارے تمام تر دجل کا قتل کر دیا گیا اب تم لوگ چاہ کر بھی حق کا کفر نہیں کر سکتے۔
اے دلوں کے اندھو! غور کرو ایک امّی بشر تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو کیا یہ انسان ہوسکتا ہے جو تم سے کلام کر رہا ہے؟ یا پھر اللہ ہے جو تم سے کلام کر رہا ہے؟ کیا اب بھی اندھوں کی طرح مجرمین شیاطین کی اطاعت واتباع کرو گے؟ کیا اب بھی اپنے آباؤاجداد سے نسل درنسل منتقل ہونے والے بے بنیاد و باطل عقائد ونظریات پر ہی ڈٹے رہو گے اس کے بعد کہ تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا؟
کیا اب بھی آج جب حق ہر لحاظ سے ہر پہلو سے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا حق اس قدر کھل جانے کے باوجود بھی حق سے اختلاف ہی کرو گے؟ اور اگر حق آجانے کے بعد بھی اختلاف ہی کرتے ہو کفر ہی کرتے ہو تو جان لو تمہارا انجام ان سے رائی برابر بھی مختلف نہیں جو ان کا ہوا جو تم سے پہلے کفر کر چکے جب ان کے پاس حق آ گیا۔

وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّکَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡکَنَةُ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ کَانُوۡا يَکۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ. البقرة ٦١
اس آیت میں خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی بلند مقام سے لیکر آج جس ذلت ومسکنت کا شکار ہیں تک کی مکمل تاریخ بیان کر دی گئی بنی اسرائیل کی مثل سے۔
بنی اسرائیل کے شروع میں جب وہ یوسف کے بعد اللہ کی طرف سے ہدایت یعنی رسولوں کا دروازہ بند کیے ہوئے تھے اور اس سبب ذلت وعذاب مھین کا شکار تھے تو موسیٰ نے آ کر ان پر حق کھول کھول کر واضح کیا۔ موسیٰ نے سب سے پہلے ان پر رزق کی اہمیت وحیثیت کھول کھول کر واضح کی کہ رزق کس طرح تمہارا جسم بن کر تمہارے اعمال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یعنی جو تم کھاؤ گے وہی بنو گے ویسے ہی اعمال کرو گے۔ اور موسیٰ نے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ احسن رزق وہ ہے جو بارش کی صورت میں پانی اترتا ہے اور اس پانی سے ثمرات نکلتے ہیں یعنی مکمل طور پر فطرتی پھل جو کہ طیب رزق ہے اسے استعمال کرو تا کہ اس سے تمہارا تزکیہ ہو جائے یعنی تمہارے اجسام تمام تر خبائث سے پاک ہو کر بالکل خالص طیب بن جائیں جس سے تمہارا اللہ کیساتھ تعلق قائم ہو جائے گا یعنی جیسے پرزہ جب ڈیزائن ومعیار پر پورا اترتا ہے تو مشین اسے نہ صرف قبول کر لیتی ہے بلکہ اس کے بعد پرزہ تمام تر فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے اس کے بعد پرزہ مشین بن جاتا ہے مشین کی ذمہ داری بن جاتا ہے اور مشین اسے اپنی مرضی کیمطابق چلاتی ہے بالکل ایسے ہی جب تم طیب رزق سے اپنے اجسام کو خبائث سے پاک کر کے طیب کر لو گے تو تم میں تقویٰ آجائے گا تم متقی بن جاؤ گے جس سے اللہ یعنی فطرت تمہیں قبول کر لے گی اور پھر جب فطرت نے تمہارا انتخاب کر لیا یعنی فطرت جو کہ اللہ ہے اللہ نے تمہیں قبول کر لیا تو پھر تمہیں دن بہ دن عزۃ حاصل ہوگی یعنی بلند مقام حاصل ہوگا یہاں تک کہ عالمین پر تمہیں فضیلت دی جائے گی اور اس مقصد کے لیے موسیٰ نے بنی اسرائیل کو شہری علاقوں سے جہاں وہ عذاب مھین کا شکار تھے سے نکال کر جنگلوں میں جا کر آباد کر دیا اور انہیں کہا کہ من و سلویٰ یعنی مکمل طور پر فطرتی رزق کھاؤ جو کہ بارشوں سے وجود میں آنے والے پھل دار درخت اور ان پر وجود میں آنے والے پھل اور میوے تھے لیکن بنی اسرائیل نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے رزق کو بدل دیں گے جس کے لیے انہوں نے موسیٰ سے کہا وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ اور تب تم نے کہا اے موسیٰ ہرگز نہیں ہم سے صبر ہوتا اور ایک ہی قسم کے جتنے بھی کھانے ہیں ان پر یعنی صرف اور صرف پھلوں اور میووں وغیرہ پر ہی ہم صبر نہیں کر سکتے ہم

یہ کھا کھا کر اکتا گئے ہیں، ہمیں تو وہی چاہیے جو ہم نسل در نسل کھاتے چلے آ رہے تھے فَادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا پس لے جا ہم کو جو تیرا ربّ تھا نکالے ہم کو اس میں سے جو اگاتی ہے زمین سبزیوں سے اور سالاد سے اور مصالحوں سے اور بیجوں یعنی دالوں، چاول، گندم وغیرہ سے اور لہسن و پیاز وغیرہ سے قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ هُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ هُوَ خَیۡرٌ'' جواب دیا گیا کیا تم اپنے رزق کو بدل رہے ہو جو ادنیٰ ہے اس سے جو خیر ہے یعنی جس میں ہیں ہی فائدے، ہی فائدے اس کو؟ تو وہ چونکہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ من سلویٰ یعنی بغیر مشقت کے مکمل طور پر فطرتی رزق پھلوں اور میووں پر صبر کریں اور ان کی زبانوں کو مصالحے اور چٹ پٹے کھانے لگے ہوئے تھے اور وہ وہی کھانا چاہتے تھے جس کے لیے انہوں نے اپنے اعمال سے موسیٰ کو ایسا کہا یعنی انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا کہ جہاں وہ موسیٰ کیساتھ جنگلوں و باغات میں آباد تھے وہاں اس خطے کو کھیتی باڑی والے خطے میں بدلنا شروع کر دیا یعنی مشقت کر کے خود سے رزق اگانا شروع کر دیا جو بنی اسرائیل میں ایک بھیڑ چال بن گئی یعنی ہر کوئی رزق کے لیے باغات پر انحصار کم کر کے سبزیوں، سالاد، مصالحوں، دال، چاول، گندم وغیرہ پر انحصار کرنا شروع کر دیا یوں انہوں نے اس باغات والے خطے جنت کو دیہی و شہری علاقے میں بدلنا شروع کر دیا یہ سفر شروع کر دیا اور مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ انہیں چٹ پٹے کھانے ملیں تو جب انہوں نے اعلیٰ وارفع مقام سے نیچے کو سفر کرنا شروع کر دیا مشقت اختیار کرتے ہوئے خیر سے ادنیٰ کی طرف اترنا شروع کیا تو موسیٰ نے انہیں کہا اِهۡبِطُوۡا فَاِنَّ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ کدھر اتر رہے ہو؟ یعنی یہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو تم خیر سے جو حقیقت میں اعلیٰ وارفع مقام ہے جو عنقریب تمہیں حقیقت میں اس رزق خیر کی وجہ سے حاصل ہو جائے گا سے ادنیٰ رزق اختیار کرتے ہوئے نیچے پستیوں کی طرف سفر کر رہے ہو؟ تو انہوں نے آگے سے یہی کہا مِصۡرًا یعنی ہم یہاں جنگلوں و باغات میں نہیں رہ سکتے جس سے ہمیں صرف اور صرف ایک ہی اقسام کے کھانوں یعنی پھلوں وغیرہ پر انحصار کرنا پڑے اس لیے ہم تو کاشتکاری کی طرف جا رہے ہیں ہم اس خطے کو کاشتکاری والے خطے میں بدل رہے ہیں جہاں ہمیں ہماری پسند کا رزق میسر ہو تو موسیٰ نے کہا فَاِنَّ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ تم جہاں اتر رہے ہو تمہیں وہ تو مل جائے گا جس کا تم سوال کر رہے ہو جو رزق تم چاہتے ہو لیکن یہ جان لو اس کا انجام کیا ہوگا یعنی اگر تم اپنا رزق خیر سے ادنیٰ میں بدلتے ہو تو یہ صرف رزق ہی نہیں بدلے گا بلکہ اس رزق سے تم وجود میں آتے ہو اور تم وہ ہو جو تم کھاتے ہو پھر تم وہی اپنے اعمال کی صورت میں اظہار کرو گے اگر تمہارا رزق خیر ہوگا تو تمہارا جسم بن کر اعمال کی صورت میں جب اس کا اظہار ہوگا تو اعمال صالح ہوں گے جن سے خیر ہی خیر ہوگی تمہارے لیے اور اگر تم خیر سے ادنیٰ رزق کی طرف آتے ہو تو تمہارے اعمال بھی ادنیٰ ہوں گے جو تمہیں نیچے سے نیچے بالآخر پستیوں میں لے جائیں گے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنی اسرائیل پر بہت زیادہ محنت کرنے سے بنی اسرائیل کو سمجھ آ گئی اور وہ موسیٰ کے بعد کچھ ہی عرصے بعد واپس لائن پر آ گئے جس کے نتیجے میں ان کو عزۃ یعنی بلند مقام حاصل ہوتے ہوتے سلیمان بن داؤد کے ذریعے پوری دنیا پر ان کی حکومت قائم ہو گئی جو کہ تاریخ بشر کی پہلی اور آخری ایسی حکومت تھی جو پوری زمین کے ایک ایک انگ پر قائم ہوئی ایک عالمی حکومت لیکن اس کے بعد پھر ایک وقت ایسا آیا جب بنی اسرائیل جنگلوں و باغات سے نکل کر شہروں میں جا کر آباد ہوئے انہوں نے اپنے باغات پر مشتمل خطوں سے باغات کو ختم کر کے زراعت پر انحصار بڑھانا شروع کر دیا اور اپنا رزق بدل ڈالا تو بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلا وَضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡکَنَةُ اور پھر وہی پرانی حالت واپس ڈال دی گئی جو کہ مخصوص ذلت یعنی پستیوں میں گر گئے اور مخصوص مسکنت ڈال دی گئی یعنی ہر لحاظ سے دوسری قوموں کے محتاج بن گئے وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اپنے ان اعمال کے سبب وہ اللہ کے غضب سے انتہائی برے اور ہلاکت خیز حالات میں مسلسل دھنستے چلے گئے ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ الۡحَق وہ اس کے سبب کے اس میں کچھ شک نہیں اس وقت یہ جو موجود ہیں جن پر بالکل ویسے ہی کرنے سے ذلت و مسکنت ڈال دی گئی ہے جو اپنے برے اعمال کے سبب اللہ کے ہر طرح کے غضب کا شکار ہیں کہ ہر طرح کی ہلاکتوں میں دھنس چکے ہیں یعنی خود کو مسلمان کہلوانے والے کفر کر رہے ہیں اللہ کی آیات سے جو کہ قانون میں ہو چکا یعنی جب اللہ کے رزق کو بدل دیا جائے گا، خیر رزق کو ادنیٰ سے بدل دیا جائے گا تو پھر یہ قانون میں طے شدہ ہے کہ اللہ کی آیات کیساتھ کفر کرو گے اور قتل کرتے رہے بعد میں آنے والے النبیّن کو بغیر حق یعنی جن کو قتل نہیں کرنا چاہیے تھا بلکہ جن کی اطاعت و اتباع کرنی تھی وہ جو رسول خاتم النبیّن کے فلٹر سے نکل کر آتے رہے انہیں قتل کرتے رہے اور جو شیاطین مجرمین تھے جنہیں قتل کیا جانا چاہیے تھا انہیں اپنا راہنما بنا لیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا جو کہ پہلے سے ہی طے شدہ ہے کہ ان پر واپس وہی حالت ڈال دی جو رسول کی بعثت سے پہلے تھی یعنی ذلت و مسکنت ڈال دی گئی دوسری قوموں کو ان پر مسلط کر دیا گیا، ان پر لعنت کر دی گئی یعنی انہیں بالکل نظرانداز کر دیا گیا ذٰلِکَ بِمَا

عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْن وہ اس وجہ سے کہ جو یہ نافرمانی کر رہے ہیں بات نہیں مان رہے اور جو کر رہے ہیں جو حدود لگا دی گئیں ان سے تجاوز کر رہے ہیں یعنی جب حد لگا دی تھی کہ تمہارا رزق یہ ہے اس سے آگے نہیں بڑھنا تو جب انہوں نے لگائی ہوئی حدود کو کراس کیا ان سے آگے بڑھے جو کہ انہوں نے نافرمانی کرتے ہوئے بات نہ مانتے ہوئے حدود کو توڑا تو یہ اس حالت کو پہنچ گئے جس حالت سے آج یہ خود کو مسلمان کہلوانے والے دوچار ہیں اور ایسے ہی ماضی میں بنی اسرائیل یا ان سے پہلے جو جو بھی امت تھے اسی حالت کا شکار ہوئے۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کی مثل سے خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی مکمل تاریخ کو کھول کران کے سامنے رکھ دیا گیا، آج جس حالت کا یہ شکار ہیں اس کی تمام تر وجوہات کھول کر سامنے لا رکھی گئیں۔ سب سے پہلے کہ انہوں نے اپنا رزق بدل ڈالا، بنی اسرائیل کو من وسلویٰ کا حکم دیا تھا جو کہ صرف اور صرف بارشوں سے وجود میں آنے والے ثمرات یعنی پھل اور میوے تھے۔ اِن کے لیے بطور رزق طیبات کو حلال کیا گیا یعنی طیبات کے استعمال کی اجازت دی گئی مگر خود کو مسلمان کہلوانے والوں نے سب سے پہلے اپنا رزق بدلا انہوں نے طیبات کو خبائث سے بدل ڈالا جس پر قرآن میں درجنوں آیات موجود ہیں۔ جس کے لیے انہوں نے فطرتی جگہوں سے، باغات سے نکل کر شہروں کا رخ کیا، شہروں میں جا کر آباد ہونا شروع کر دیا، جنگلوں و باغات کو کاٹ کاٹ کر پہلے زراعت پر انحصار بڑھایا پھر اس پر بھی انحصار کم کرتے کرتے فطرت کی ضد مصنوعی رزق اختیار کر لیا الدجّال کو اپنا ربّ تسلیم کر لیا۔ اب ظاہر ہے جو کھائیں گے وہی بنیں گے تو جب انہوں نے اپنا رزق بدل ڈالا، طیبات کو خبائث میں بدل ڈالا تو ان کے دل اندھے ہو گئے، خبائث سے ان کے اجسام بھی خبیث بن گئے اور پھر ظاہر ہے ایسے اجسام اصلاح کی بجائے فساد ہی کریں گے یوں اس کے بعد جس نے بھی ان کو اصلاح کی دعوت دی، جو بھی محمد خاتم النبیّن کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آیا اور اس نے ان کی اصلاح کی کوشش کی ان کی غلطیاں ان کے سامنے لائی تا کہ یہ اپنی اصلاح کر کے واپس بلند مقام حاصل کر لیں تو ان لوگوں نے الٹا استکبار کیا، ان کا خبیث رزق چونکہ ہر لحاظ سے آگ ہی آگ ہے تو انہوں نے استکبار کیا کہ تیری جرأت کیسے ہوئی ہمیں غلط کہنے کی؟ ہم غلط ہو ہی نہیں سکتے بلکہ ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں، ہم جہنم میں جا ہی نہیں سکتے، ہم ہیں ہی ہدایت یافتہ یوں ان لوگوں نے ہر اس اللہ کے بھیجے ہوئے کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کا یا تو کذب کیا یا قتل کر دیا، اللہ کے بھیجے ہوئے کو اپنا دشمن قرار دیا اسے دشمنوں کا ایجنٹ قرار دیا اور اس کیساتھ دشمنی میں کسی بھی حد تک جانے سے گریز نہ کیا۔ اب ظاہر ہے اس کا نتیجہ کیا نکلے گا اسے ایک مثال سے سمجھ لیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ کسی ایسی جگہ پر موجود ہوں جہاں کے بارے میں آپ کے پاس کوئی علم نہیں آپ وہاں بالکل اجنبی ہیں اور وہاں قدم قدم پر آپ کا دشمن گھات لگائے بیٹھے ہے اور آپ نے وہاں سے دشمنوں سے بچ کر نکلنا ہے دشوار اور کٹھن رستوں کو طے کرتے ہوئے اپنی منزل کو پانا ہے تو اس کے لیے آپ کو کیا کرنا پڑے گا؟ آپ کے لیے کیا کرنا ناگزیر ہے؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ آپ کو کسی ایسے راہنما کی ضرورت ہو گی جو نہ صرف اس پورے علاقے کے چپے چپے سے واقف ہو بلکہ وہ دشمن کی ہر چال سے واقف ہو، اسے تمام رستوں کا علم ہو اور وہ ایک بہترین راہنما ہو اگر ایسا راہنما آپ کو ملے گا تب ہی آپ اپنے دشمنوں کو شکست دیتے ہوئے انہیں پسپا کرتے ہوئے اپنی منزل کو پا سکیں گے ورنہ کسی بھی صورت آپ منزل کو نہیں پا سکتے، منزل پانا تو دور کی بات آپ دشمن کا شکار ہو جائیں گے۔ اب ذرا غور کریں اور آپ سے ہی سوال ہے کہ اگر آپ کا راہنما آتا ہے اور آپ اس کی بات نہیں مانتے آپ اس سے راہنمائی لینے سے انکار کر دیتے ہیں اسے اپنا راہنما تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں یا اسے قتل کر دیتے ہیں اور جو راہنما ہے ہی نہیں جو اس علاقے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا بلکہ الٹا آپ کا دشمن ہے جو راہنمائی کے لبادے میں آپ کے سامنے آ گیا ہو اور آپ اسے اپنا راہنما سمجھ کر اس کے پیچھے چل پڑیں تو اس کا انجام کیا ہو گا؟ کیا جواب مشکل ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔ اگر آپ اپنے اصل راہنما کی بات نہیں مانتے یا اسے قتل کر دیتے ہیں اور راہنمائی کے لبادے میں راہزن کو اپنا راہنما بنا لیتے ہیں تو پھر منزل پر پہنچنا تو ہے ہی ناممکن بلکہ الٹا آپ کو لوٹ لیا جائے گا آپ ذلیل و رسوا ہو جائیں گے آپ دشمنوں کا شکار ہو جائیں گے دشمن آپ کو چیریں پھاڑیں گے آپ کو ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیں گے۔ اب ذرا غور کریں کیا آپ اس دنیا کے انگ انگ سے واقف ہیں؟ دنیا کا نظام کیسے چلایا جا رہا ہے، کیسے بلندیوں پر جایا جا سکتا ہے اور کیسے دشمنوں کو زیر کیا جا سکتا ہے اور اس سے بھی پہلے دشمن ہیں کون کون، اس سب کے حوالے سے کون ہے جو راہنمائی کر سکتا ہے کہ جس کی راہنمائی سے نہ صرف ہر دشمن کی ناک خاک آلود کر دی جائے بلکہ بلند مقام حاصل کر لیا جائے؟ تو جواب بالکل واضح ہے کہ اس دنیا کا خالق و مالک اس کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں جو راہنمائی کر

سکے۔ اب آپ سے ہی سوال ہے جب آپ اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ بند کرلیں گے، جب آپ اپنے عمل سے یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم غنی ہیں ہمیں اللہ سے راہنمائی کی کوئی حاجت نہیں بلکہ ہم خود ہی کافی ہیں اور اللہ کی طرف سے آنے والے کا کذب اور قتل کردیں گے اور جن کو خود اپنا نہیں علم ان شیاطین مجرمین کو اپنے راہنما بنالیں گے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ کیا پھر نتیجہ اس سے کچھ مختلف ہوسکتا ہے جس سے آج خود کو مسلمان کہلوانے والے دوچار ہیں؟ حقیقت آپ کے سامنے ہے۔

یوں جہاں اور بہت سے راز وحقائق آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیئے گئے وہیں آپ پر یہ بھی واضح ہو گیا کہ ختم نبوت کے نام پر جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے یہ شیاطین مجرمین کی طرف سے دیا جانے والا ایسا عظیم دھوکہ ہے جس دھوکے کا شکار ہو کر آج خود کو مسلمان کہلوانے والے ذلت ورسوائی کا شکار ہیں۔ نہ تو اللہ نے یہ دروازہ بند کیا تھا اور نہ ہی محمد نے ایسا کچھ کہا تھا بلکہ یہ ظلم ان لوگوں نے خود کیا اور اگر اس کے باوجود بھی ان کو عقل نہیں آتی اور یہ ذلت کا ہی شکار رہنا چاہتے ہیں تو جان لیں ہر شئے کی ایک حد ہوتی ہے جب حد آ جائے تو اس سے آگے نہیں جایا جا سکتا ایسے ہی خود کو مسلمان کہلوانے والے آج ذلت ورسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا چکے ہیں اب اس سے مزید نیچے نہیں جایا جا سکتا بلکہ اب حد آ چکی ہے اس لیے اگر اب بھی شکر نہیں کرتے اور واپس نہیں پلٹتے اللہ سے رجوع نہیں کرتے تو پھر ان کیساتھ بھی وہی کیا جانے والا ہے جو ان سے پہلے رسولوں کا کذب کرنے والوں کیساتھ کیا گیا۔

آج اللہ نے تم میں تمہی سے اپنا رسول بعث کر دیا جو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ آج تمہاری اس حالت کے ذمہ دار تم خود ہو، تمہارا ختم نبوت نامی بت تمہاری آج اس حالت کا ذمہ دار ہے جو تم لوگوں نے خود اپنے تئیں گھڑ رکھا ہے اور الٹا اس کا مورد الزام اللہ کو ٹھہراتے ہو۔ آج نہ صرف تمہارا ختم نبوت نامی بت پاش پاش کر دیا گیا اس دجل عظیم کو چاک کر کے رکھ دیا گیا شیاطین مجرمین کی صدیوں کی منصوبہ بندی خاک میں ملا دی بلکہ تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ تم میں ہمارا رسول موجود ہے تمہیں کھول کھول کر متنبہ کیا جا رہا ہے اس کے باوجود بھی تم کفر ہی کرتے ہو تو پھر جان لو عذاب عظیم تمہارے بالکل سر پر آ کھڑا ہے جیسے ہی ہمارا رسول پیغام کو کھول کھول کر پہنچا لے گا تو ویسے ہی ہمارے ہاتھ حرکت میں آ جائیں گے اور تمہیں دنیا وآخرت میں نشان عبرت بنا دیا جائے گا۔

ہم نے کہا تھا کہ اس قرآن میں تمہارا ہی ذکر ہے لیکن تم نہیں مانے اور الٹا تم نے قرآن کو اساطیر الاولین سمجھ لیا لیکن اس کے باوجود آج پھر ہم نے تم پر احسان عظیم کرتے ہوئے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ یہ اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ یہ تمہاری تاریخ ہے الاولین کی مثلوں سے، کیا اب بھی حق سے کفر ہی کرو گے؟ اب بھی اختلاف ہی کرو گے جبکہ تمہارے پاس حق آ گیا تم پر سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا گیا؟ جان لو اب تمہارے پاس وقت ختم ہو چکا اب بھی اگر باز نہیں آتے حق سے کفر ہی کرتے ہو ہمارے رسول کا کذب ہی کرتے ہو اس کیساتھ دشمنی ہی کرتے ہو تو پھر تمہارا حال بھی وہی کیا جانے والا ہے جو تم سے پہلے کذب کرنے والوں کا کیا گیا اور ان کیساتھ کیا کیا تھا یہ بھی تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا، اب بھی اگر انتظار میں ہی رہتے ہو کہ ابھی کچھ نہیں آیا سب کچھ آنا باقی ہے تو پھر جان لو اب صرف اور صرف الساعت رہ گئی اور اس کے علاوہ ان ایام کی مثل ایام رہ گئے جو گزشتہ کذب کرنے والوں پر آئے تھے جن میں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا اگر نہیں مانتے تو انتظار کر کے دیکھ لو دیکھتے ہیں کون سچا ثابت ہوتا ہے۔

خود کو مسلمان کہلوانے والے النبیّن کے قاتل اور اس جرم کے سبب آج اس حالت کا شکار ہوئے کہ ان پر ذلت ومسکنت ڈال دی گئی

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ

اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ. فَاِنۡ حَآجُّوۡکَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ وَالۡاُمِّیّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اہۡتَدَوۡا وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ وَاللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ. اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ حَقٍّ وَّیَقۡتُلُوۡنَ الَّذِیۡنَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرۡہُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَمَا لَہُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ. اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُدۡعَوۡنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ وَہُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ. ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ وَغَرَّہُمۡ فِیۡ دِیۡنِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ. آل عمران ۱۹ تا ۲۴

یہ بات تو آپ پر کھول کھول کر واضح کی جاچکی کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے اس میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے لوگوں کو جو بھی پیش آنا تھا جو بھی انہوں نے کرنا تھا خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹا واقعہ ہو یا پھر بڑے سے بڑا ہر واقعے کا ذکر کر دیا گیا اور قرآن کی کوئی بھی آیت اس وقت تک کھل کر واضح نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ واقعہ رونما نہیں ہوجاتا جس واقعہ کی تاریخ پر مبنی وہ آیت ہو جیسے ہی واقعہ ہوگا تو قرآن کی آیات یاد دلادیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔ ایسے ہی سورۃ آل عمران کی یہ آیات بھی کسی واقعے کی تاریخ ہیں اور جب تک اس واقعے نے پیش نہیں آنا تھا تب تک ان آیات نے کھل کر واضح نہیں ہونا تھا۔ یہ آیات اللہ کے اس رسول کی تاریخ ہیں جسے خود کو مسلمان کہلوانے والوں کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا جو کہ آپ پر کھول کھول کر واضح کیا جاچکا کہ آج اللہ نے اپنا وہ رسول بعث کر دیا جو کہ میں یعنی احمد عیسیٰ رسول اللہ وخاتم النبیّٖن ہوں۔ آج میرا جو کردار ہے میری جو دعوت ہے آپ خود دیکھیں گے کہ یہ آیات آپ پر بالکل کھول کر واضح کر دیں گی کہ ہاں یہی اللہ کا وہ رسول تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف قرآن میں میری ہر لحاظ سے مکمل تصدیق موجود ہے بلکہ الاسلام کیا ہے جو میں نے آج اسے کھول کھول کر واضح کر دیا اور ختم نبوت نامی دجل کو چاک کر کے رکھ دیا اس کی بھی قرآن کی یہ آیات تصدیق کر دیں گی کہ جس طرح آج میں نے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ الاسلام کیا ہے اور ختم نبوت کے نام پر دیا جانے والا دجل وفریب اور اس کی وجہ سے جو حالت ان لوگوں کی ہوئی اگر اس کی تاریخ لکھی جائے تو سورۃ آل عمران کی ان آیات کی صورت میں تاریخ لکھی جائے گی جو اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس واقعے کی تاریخ اتار دی تھی کیونکہ اللہ کے لیے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اس لیے اللہ نے آج جو ہو رہا ہے اس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی تھی۔

اللہ نے جب مجھے بعث کیا تو ظاہر ہے اللہ نے تب ہی بعث کیا جب میری بعثت سے قبل لوگ ضلالٍ مبینٍ میں تھے کسی کو بھی نہیں علم کہ حق کیا ہے یوں جسے الاسلام کہا جا رہا ہے اس کا الاسلام سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں جو کہ میں نے آکر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ الاسلام یہ نہیں ہے جسے تم اسلام کا نام دیکر کر رہے ہو بلکہ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ اس میں کچھ شک نہیں دین تھا اللہ کے ہاں الاسلام۔ یعنی سب سے پہلے تو آپ پر واضح ہونا چاہیے کہ اللہ کیا ہے جب آپ یہ جان لیں گے کہ اللہ کیا ہے تو آپ پر یہ بات بھی کھل کر واضح ہو جائے گی کہ اللہ کے ہاں سے مراد کیا ہے اور آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ کیا ہے۔ جو کچھ بھی آپ کو نظر آ رہا ہے یہ آپ کو ہر طرف اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے ایک ہی وجود ہے اس کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں اور جو ایک ہی وجود ہے یہی تو اللہ ہے اور اللہ کے ہاں ہونے کا مطلب کیا ہے اب یہ بھی آپ پر کھل کر واضح ہو جائے گا مثلاً اگر آپ کوئی عمل کرتے ہیں تو دیکھیں یہ جو وجود ہے جو کہ اللہ ہے یہ وجود آپ کے عمل کو قبول کرتا ہے یا پھر مسترد کر دیتا ہے؟ یعنی فطرت جن اعمال کو قبول کرتی ہے وہ الاسلام ہے اور جنہیں فطرت قبول نہیں کرتی وہ الاسلام کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ دین کسی لیبل کا نام نہیں ہے کہ آپ کسی پر بھی جملہ الاسلام لکھ دیں تو وہ الاسلام بن جائے گا نہیں بلکہ الاسلام کا معنی کیا ہے آپ کو پہلے اسے جاننا ہوگا۔ اسلام جملہ ہے جو کہ تین الفاظ ''ا، سلم اور ا'' کا مجموعہ ہے ''ا'' شروع میں آئے تو سوال کھڑا کر دیتا ہے سوالیہ بنا دیتا ہے یعنی کیا، کب، کہاں، کیوں، کیسے اور کتنا وغیرہ اور آگے اسی کا جواب موجود ہے ''سلم'' جس کا معنی ہے شئے کا ہر لحاظ سے ایسا ہونا کہ اس میں کسی بھی قسم کا کوئی عیب، خامی یا نقص نہ ہو یعنی شئے بالکل ویسی ہو جیسی کہ وہ اول وجود میں آنے کے وقت تھی کہ اس میں ہر لحاظ سے سلم یعنی پرفیکشن تھی اس میں رائی برابر بھی کسی بھی قسم کی کوئی خامی نہیں تھی اس کی موجودگی کسی ایک بھی مخلوق کے لیے نقصان دہ نہیں تھی، اس کا استعمال کرنے والوں پر بھی کسی بھی قسم کا کوئی منفی اثر مرتب نہیں کرتی تھی یعنی ایسی شئے یا عمل جب تک بھی موجود ہے جس جس کیساتھ اس کا تعلق ہے کہیں بھی کسی بھی قسم کا کسی بھی سطح پر نقصان نہیں کرتی بلکہ ہر لحاظ سے اس کا فائدہ ہی فائدہ ہے اور تیسرا لفظ ''ا'' جو کہ سلم کے درمیان میں آیا ہے جس سے وہ کسی کا بھی استثنیٰ ختم کر دیتا ہے جس سے معنی بنتا ہے ہر شئے میں سلم یعنی

پرفیکشن کا ہونا یا آجانا یوں اسلام کا معنی بنتا ہے جو بھی عمل کیا جائے کچھ بھی کیا جائے تو آسمانوں وزمین میں جہاں تک بھی اس عمل کے اثرات مرتب ہوں جس جس کیساتھ بھی اس کا تعلق ہو کہیں بھی کسی بھی قسم کی کوئی خرابی یا نقص پیدا نہ ہو بلکہ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی ہے سب کے سب میں سلم آجائے ہر ایک کو اس عمل کا فائدہ ہی فائدہ ہو نقصان کا کوئی تصور تک بھی نہ ہو اور اگر کوئی عمل ایسا کیا جاتا ہے جس سے آسمانوں وزمین میں کسی کو بھی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے آسمانوں وزمین میں قائم المیزان میں خسارہ ہوتا ہے ان میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو وہ اسلام نہیں ہے خواہ پوری کی پوری دنیا اس پر متفق ہو جائے۔ یوں ایک اسلام تو یہ ہو گیا اور اس کے علاوہ ہر مذہب و دین کے دعویدار کا کہنا یہی ہے کہ اس کا دین ہی اسلام ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ہر کوئی اپنی زبان میں کہتا ہے اب جو جو بھی جسے بھی اسلام کہے ان تمام کے تمام اسلام میں سے دیکھو کہ الاسلام یعنی مخصوص اسلام کون سا ثابت ہوتا ہے تو جو مخصوص اسلام یعنی الاسلام ثابت ہو جائے وہی دین ہے جو اللہ کے ہاں الاسلام ہے اور وہ صرف اور صرف یہی اسلام الاسلام ثابت ہوتا ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ اس میں کچھ شک نہیں دین تھا جو اللہ کے ہاں الاسلام ہے جن اعمال سے فطرت میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جن اعمال کو فطرت قبول کرتی ہے تو وہ اعمال دین الاسلام ہے اور جن اعمال کو فطرت قبول کرنے کی بجائے مسترد کرتی ہے یعنی جن اعمال سے آسمانوں وزمین میں قائم توازن بگڑتا ہے آسمانوں وزمین میں فساد ہوتا ہے وہ الاسلام نہیں خواہ پوری کی پوری دنیا اس پر اجماع کر لے تو ذرا غور کریں یہ کس نے آکر واضح کیا اور قرآن کی یہ آیت کس کی تصدیق کر رہی ہے؟ اور پھر آگے دیکھیں وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور جو اختلاف کیا ان لوگوں نے جو الکتاب دیئے گئے ہوئے ہیں یعنی جن کو آسمانوں وزمین کی نگرانی پر معمور کیا گیا ہوا ہے جن کا بطور امت انتخاب کیا گیا وہ لوگ جو خود کو امت محمد، امت مسلمہ یا مسلمان کہلواتے ہیں اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ مگر اس سے بعد کہ جو آ گیا ان میں انہی سے ہمارا بھیجا ہوا رسول جس نے انہیں علم دے دیا ان کے پاس علم آ گیا علم آجانے کے بعد ان لوگوں نے آپس کی ضد، بغض اور حسد وغیرہ کی وجہ سے اختلاف کیا۔ اب آپ خود غور کریں جب آج حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا تو کیا اختلاف کرنے کی کوئی وجہ ہے؟ کیا ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے یا اگر یہ سب کے سب بھی مل جائیں اور پوری دنیا کے شیاطین کو اپنی معاونت کے لیے جمع کر لیں تو کیا یہ لوگ حق کو غلط ثابت کر سکتے ہیں؟ ان پر جو میں نے حق کھول کھول کر واضح کر دیا کیا یہ لوگ حق کو غلط ثابت کر سکتے ہیں؟ نہیں کسی بھی صورت نہیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے یہ لوگ اسے غلط ثابت نہیں کر سکتے انہیں علم ہے کہ یہ حق ہے یہ جان چکے ہیں کہ یہ حق ہے اس کے باوجود بھی یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں تو صرف اور صرف ضد، حسد اور بغض کی بنیاد پر وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تو پھر یہ لوگ جان لیں جو بھی کفر کرتا ہے تو اللہ کی آیات سے کفر کر رہا ہے ظاہر ہے جب تم لوگوں پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی تمہیں نظر آ رہا ہے تو پھر یہ سب کیا ہے؟ یہ اللہ ہی کی تو آیات ہیں جن میں تم چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو، پنگے لے رہے ہو تم لوگ حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ یہ اللہ کی آیات ہیں اور یوں اللہ کی آیات سے کفر کر رہے ہو تو پھر یہ بھی جان لو پس اس میں کچھ شک نہیں اللہ تھا جس کیساتھ تم دشمنی کر رہے ہو اللہ تھا جس کا کفر کر رہے ہو اللہ تھا جس کیساتھ اختلاف کر رہے ہو بہت جلد تم سے حساب لیا جا رہا ہے فَاِنْ حَآجُّوْكَ پس اگر یہ الٹا تجھ پر حجت کر رہے ہیں یعنی کہہ رہے ہیں کہ اس دعوت کو ترک کر دے اور واپس ہماری ملت میں داخل ہو جا ورنہ تجھے نہیں چھوڑیں گے، تجھ پر زمین تنگ کر دیں گے، تجھے قتل کر دیں گے ابھی بھی وقت ہے باز آ جا ورنہ بعد میں نہ کہنا کہ تجھے بتایا نہیں فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ پس انہیں کہہ میں نے کس کے آگے سرنڈر کیا ہوا ہے؟ میں جو بھی کر رہا ہوں کیا کر رہا ہوں؟ میرا وجھ یعنی میرا رخ تو اللہ کے لیے ہے اور ہر اس کا بھی جو میری اتباع کر رہا ہے یعنی میں تمہاری باتوں سے، تمہاری دھمکیوں سے کیوں خوف زدہ ہوں گا؟ میں تمہاری دھمکیوں کی پرواہ کیوں کروں گا کیونکہ میرا اور جو بھی میرے پیچھے چل رہا ہے ہمارا رخ تو جو اللہ ہے اس کے لیے ہے، ہم تو جو بھی کر رہے ہیں اسی کے لیے کر رہے ہیں اس لیے تم جو کر سکتے ہو کر لو اپنے شوق پورے کر لو اگر تم میرے ساتھ اور جو میری اتباع کر رہے ہیں ان کیساتھ دشمنی کرتے ہو تو یہ دشمنی تم اللہ کیساتھ کر رہے ہو اور جو اللہ کیساتھ دشمنی کرے گا تو وہ جان لے وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا بلکہ الٹا اس کا انجام کیا ہو گا اسے اپنے انجام کو نہیں بھولنا چاہیے وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ اور کہہ ان لوگوں کو جو الکتاب دیئے گئے ہوئے ہیں اور جو امیین ہیں یعنی مجموعی طور پر یہی جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں جو کہ دو گروہوں میں تقسیم ہیں ایک وہ جو لیڈر طبقہ ہے جو خود کو پڑھے لکھے کہلواتے ہیں اور دوسرے وہ جو امی ہیں انہیں کہہ تم پر جو کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کیا تم سلم اختیار کرتے ہو یعنی یہ جو مفسد اعمال کر رہے ہو انہیں ترک کر کے جو واقعتاً دین

الاسلام ہے اپنے رخ کو خالص اللہ کے لیے کرتے ہو؟ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اهۡتَدَوْا پس اگر تم سلم اختیار کر رہے ہو یعنی فساد کو ترک کر کے اصلاح والے اعمال کرتے ہو پس تحقیق تم جو کر رہے ہو ہدایت پا رہے ہو وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ اور اگر پھر رہے ہو یعنی حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی حق سے پھر رہے ہیں تو پس اس میں کچھ شک نہیں تجھ پر جو ہے صرف اور صرف پہنچا دینا ہے جیسے ہی تُو اپنا کام کر لے گا یعنی پیغام کھول کھول کر پہنچا دے گا تو اس کے بعد دیکھ ہم ان کفر کرنے والوں کیساتھ کیا کرتے ہیں وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌ ۢ بِالۡعِبَادِ اور اللہ ہے یعنی یہ جو تُو پیغام پہنچا رہا ہے یہ کون ہے؟ یہ اللہ ہے جو انہیں پہنچا رہا ہے اگر یہ نہیں مانتے تو اللہ ہے دیکھ رہا ہے اپنے مخصوص عباد سے یعنی وہ عباد جو کہ اللہ کا ید ہے وہ حرکت میں آنے ہی والا ہے جیسے ہی تُو جو کہ ہماری زبان ہے زبان اپنا کام کر لیتی ہے تو باقی عباد میں سے مخصوص عباد جو کہ ہمارا ید یعنی ہاتھ ہیں وہ حرکت میں آئیں گے وہ اپنا کام کریں گے اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ اس میں کچھ شک نہیں جو لوگ کفر کر رہے ہیں یعنی حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی حق کا انکار ہی کر رہے ہیں اور اپنی اسی روش پر قائم ہیں کہ آسمانوں و زمین میں فساد کر رہے ہیں تو بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اس میں کچھ شک نہیں یہ اللہ کی آیات کیساتھ کفر کر رہے ہیں یعنی آسمانوں و زمین میں یہ جن جن مخلوقات میں پنگے لے رہے ہیں یہ جو فطرت میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں یہ اللہ کی آیات ہیں جو کہ یہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں کہ یہ اللہ کی آیات ہیں یہ ہر طرف اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے یوں ان لوگوں کو جس نے بھی آ کر یہی دعوت دی کہ یہ جو بھی تمہیں نظر آ رہا ہے یہ اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے یہ اللہ کی آیات ہیں دین پوجا پاٹ کا نام نہیں ہے بلکہ دین تو تمام کی تمام مخلوقات جو کہ اللہ کی آیات ہیں ان پر احسان کا نام ہے تو ان لوگوں نے کیا کیا؟ وہی کیا جو آج یہ لوگ میرے ساتھ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اول تو یہ کہ میرا کذب اور دوسرا مجھے قتل تک کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں ایسے ہی یہ لوگ ماضی میں کرتے آئے وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ حَقٍّ کہ جس جس نے بھی آ کر ان پر حق واضح کیا کہ یہ اللہ ہے یہ اللہ ہی کا وجود ہے دین مخلوقات پر احسان کا نام ہے جو کہ اللہ کی آیات ہیں تو انہوں نے انہیں جو کہ اللہ کے بھیجے ہوئے تھے قتل کیا یہ انہیں قتل کرتے رہے بغیر حق یعنی ان کو قتل نہیں کرنا چاہیے تھا بلکہ ان کی اطاعت و اتباع کرنا چاہیے تھی لیکن ان لوگوں نے انہیں قتل کیا اور جنہیں قتل کرنے کا حق تھا جو کہ شیاطین مجرمین تھے ان لوگوں نے انہیں اپنے نبی تسلیم کیا یعنی انہیں اپنا راہنما بناتے رہے وَّيَقۡتُلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ اور انہیں بھی قتل کرتے رہے جو لوگوں کو قسط کیساتھ میزان قائم کرنے کا امر کرتے رہے تو آج اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے کہ ان لوگوں کو فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ پس انہیں ان کے ان اعمال کے سبب عذاب الیم سے آگاہ کر دے یعنی یہ جو ختم نبوت کے نام پر اللہ کے دشمن ہیں ان سب کے سب کے لیے ان کے ان اعمال کے سبب عذاب الیم کا سامنا کرنا پڑے گا اور آج خود کو مسلمان کہلوانے والو یہ جو حالت ہے ان کی یہ حالت بھی اسی وجہ سے ہے جو یہ النبیّن کو قتل کرتے رہے اور ان لوگوں کو بھی جو بھی لوگوں کو قسط کیساتھ میزان قائم کرنے کا امر کرتے رہے۔

اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دنیا اور آخرۃ میں اعمال بے وقعت ہو گئے یعنی جتنے جی چاہیں اعمال کر لیں ان کے اعمال انہیں کسی بھی قسم کا کوئی نفع نہیں دینے والے الٹا انہیں ان کے سبب نقصان و ہلاکت کا ہی سامنا کرنا پڑے گا اور نہ ہی ان کی کوئی بھی نصرت کرنے والوں سے نصرت کرنے والا ہے اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ کیا نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو دیئے گئے ہوئے ہیں الکتاب سے حصہ یعنی الکتاب جو کہ توراۃ اور انجیل کا مجموعہ ہے دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے پہلا حصہ جو کہ توراۃ کہلاتا ہے وہ اولین میں بعث کیے جانے والے رسول کا حصہ ہوتا ہے اور انجیل آخرین میں بعث کیے جانے والے رسول کا حصہ تو جو الکتاب سے حصہ دیئے گئے ہوئے ہیں یعنی جو خود کو مسلمان کہلوا رہے ہیں کیا انہیں نہیں دیکھا يُدۡعَوۡنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ انہیں بلایا جا رہا ہے اللہ کی کتاب کی طرف ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے کہ کون حق پر ہیں اور کون باطل ہیں ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ تو اس کے جواب میں یہ خود کو مسلمان کہلوانے والے دو گروہوں میں تقسیم ہو رہے ہیں ان میں سے ایک گروہ جب اللہ کی کتاب سے حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا یہ فیصلہ ہو گیا کہ یہ لوگ بالکل بے بنیاد و باطل پر ہیں ان کا حق کیساتھ کوئی تعلق نہیں جب اللہ کی کتاب نے اپنا فیصلہ سنا دیا تو اللہ کی کتاب سے ہونے والے فیصلے سے پھر رہے ہیں حق سے پھر رہے ہیں وَهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ اور ان میں سے جو دوسرا گروہ ہے وہ تو سرے سے ہی حق سے اعراض کر رہا ہے وہ حق سننے کے قریب بھی نہیں آ رہے بلکہ الٹا حق کو نظر انداز کر رہے ہیں ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ وہ

اس وجہ سے کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں ہرگز نہیں ہمیں چھوئے گی آگ ہم ہرگز آگ میں نہیں جائیں گے مگر گنتی کے دن اس کے بعد نکال لیے جائیں گے یعنی یہ اس لیے حق کو سننے کے لیے بھی تیار نہیں یہ بغیر سنے ہی فتوے لگا رہے ہیں دشمنی کر رہے ہیں کیونکہ ان کا کہنا اور سمجھنا ہے کہ یہ تو اللہ کے چہیتے ہیں یہ جہنم میں جائیں گے ہی نہیں یہ تو ہیں ہی جنتی اور اگر بالفرض جہنم میں چلے بھی گئے تو بالآخر ان کا ٹھکانہ جنت ہی ہے یہ جہنم سے نکال لیے جائیں گے یہ ہے وہ وجہ جس وجہ سے یہ حق کے قریب بھی نہیں آرہے اور بغیر سنے ہی دشمنی کر رہے ہیں حق سے اعراض کر رہے ہیں ظاہر ہے جو یہ سمجھ رہا ہو کہ وہ تو ہے ہی ہدایت یافتہ وہ تو ہے ہی بخشا ہوا وہ تو جائے گا ہی جنت میں تو اسے کیا فکر وہ کیوں بات سنے؟ وہ نہیں سنے گا وہ اعراض ہی کرے گا کیونکہ سنے گا تو وہ جسے ناکامی کا خدشہ ہوگا جسے آخرۃ کی فکر ہوگی جو حقیقت پسند ہوگا اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ تو اللہ کے ہیں ہی چہیتے وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ اور مکمل طور پر ڈوبے ہوئے ہیں اس میں جو ان کا دین ہے جو انہوں نے خود سے گھڑ رکھا ہوا ہے اور اسے اللہ اور اس کے رسول سے منسوب کر رہے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول پر بہتان عظیم ہے حالانکہ یہ ان کا خود ساختہ گھڑا ہوا دین ہے جس میں یہ مکمل طور پر ڈوبے ہوئے ہیں۔

آپ خود فیصلہ کریں کہ وہ کون سے لوگ ہیں جو الکتاب سے حصہ دیئے گئے ہوئے ہیں یعنی جن کے آخرین میں رسول بعث کیا جانا تھا جو اس سے پہلے تک وہ لوگ تھے جن کا بطور امت انتخاب کیا گیا جنہیں آسمانوں و زمین کی دیکھ بھال پر معمور کیا گیا؟ تو ہر کسی پر واضح ہے وہ لوگ ہیں جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں اور دوسری بات کہ وہ کون لوگ ہیں جن کا کہنا ہے کہ ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں ہم جتنے جی چاہے گناہ کریں جو جی چاہے کریں پہلی بات کہ ہم تو جہنم میں جائیں گے ہی نہیں اور اگر بالفرض جہنم میں چلے بھی گئے تو بالآخر ٹھکانہ جنت ہے جہنم سے نکال لیے جائیں گے اور وہ ایسا اس بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ ان کا دین انہیں ایسا کہہ رہا ہے کہ جس نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا اور اسی پر اس کی موت ہوئی تو خواہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہوا پہلی بات کہ وہ بخش دیا جائے گا اور اگر جہنم میں ڈالا بھی گیا تو بالآخر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے یہ لوگ نبیوں کا قتل کرتے رہے یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے آج جب ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا اس کے باوجود یہ حق کی طرف نہیں آرہے ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی، یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے ان لوگوں کو جب اللہ کی الکتاب کی طرف دعوت دی جا رہی ہے کہ آؤ اللہ کی الکتاب فیصلہ کر دیتی ہے کہ کون حق پر ہیں اور کون باطل ہے تو یہ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو رہے ہیں ایک گروہ تو سرے سے اعراض کر رہا ہے بات کو سن ہی نہیں رہا حق کو سرے سے نظر انداز کر رہا ہے اور ایسا اس لیے کہ جو دین ان لوگوں نے گھڑ رکھا ہے اس میں مکمل طور پر ڈوبے ہوئے ہیں اور دوسرا گروہ جب اللہ کی کتاب سے حق کھول کر واضح کر دیا گیا جب اللہ کی کتاب نے اپنا فیصلہ سنا دیا کہ تم لوگ مجرمین شیاطین ہو حق پر نہیں بلکہ باطل پر ہو تو اللہ کی کتاب سے فیصلہ ہونے کے باوجود حق سے پھر رہے ہیں۔

آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ آیات کس کی تاریخ ہیں؟ دنیا کی کوئی طاقت اس بات کو غلط ثابت نہیں کر سکتی کہ یہ آیات میری تاریخ ہیں یہ آیات آج آپ کو یاد دلا رہی ہیں کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔ کون ہے جس نے آ کر نہ صرف حق کھول کھول کر واضح کر دیا بلکہ ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر دیا؟ اور جو دین خود کو مسلمان کہلوانے والوں نے گھڑ رکھا ہے اس کو بنیادوں سے ہی اکھاڑ کر رکھ دیا کہ یہ جو تمہارا دین ہے جس میں تم لوگ مکمل طور پر ڈوبے ہوئے ہو یہ تم لوگوں نے خود گھڑ رکھا ہوا ہے جسے تم اسلام کا نام دے رہے ہو یہ الاسلام نہیں بلکہ یہ اسلام کے نام پر خرافات ہیں تم میں سے کسی کو بھی نہیں علم کہ الاسلام ہے کیا الاسلام کسی لیبل کا نام نہیں ہے کہ جو جس پر لگا دیا جائے وہ الاسلام بن جائے گا بلکہ جسے بھی تم اسلام کہو اگر وہ الاسلام ثابت نہیں ہوتا تو خواہ پوری دنیا اسے اسلام کہے وہ الاسلام نہیں بلکہ تمہاری خواہشات ہیں، تمہاری اسلام کے نام پر گھڑی ہوئی خرافات ہیں۔

کس نے آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ تم لوگ ختم نبوت کے نام پر راہنمائی کرنے والوں کو قتل کرتے رہے وہ اللہ کے بھیجے ہوئے تھے اور پھر تمہارے انہی اعمال کے سبب آج تمہاری پوری دنیا میں یہ حالت ہو چکی ہے اور دنیا و آخرت میں تمہارے لیے انتہائی ذلت آمیز سزائیں ہیں اور کوئی تمہاری نصرت نہیں کرے گا تم لوگ جو مجرمین ہو تم لوگ کبھی بھی جہنم سے نہیں نکل سکو گے؟

قرآن کی ان آیات نے نہ صرف آج تمہیں یاد دلا دیا کہ یہ احمد عیسیٰ ہی اللہ کا وہ رسول تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار

دی گئی تھی یوں دنیا کی کوئی طاقت چاہ کر بھی میرا کفر نہیں کرسکتی بلکہ میں نے تمہارے ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کردیا، تمہارے دین کو بنیادوں سے ہی اکھاڑ کر رکھ دیا جس کی بذات خود یہ قرآن جو تمہارے دونوں ہاتھوں میں ہے تصدیق کر رہا ہے میری ایک ایک بات کی تصدیق کر رہا ہے۔

نبیون یعنی اس وقت موجود علماء نامی طبقہ جو انسانیت کی راہنمائی کا دعویدار ہے کو اللہ کی طرف سے یاد دہانی و پیغام عظیم

وَلَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَکۡفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الۡفٰسِقُوۡنَ. اَوَکُلَّمَا عٰهَدُوۡا عَهۡدًا نَّبَذَهٗ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ. وَلَمَّا جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ نَبَذَ فَرِیۡقٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ ٭ۙ کِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ کَاَنَّهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ. البقرۃ ۹۹ تا ۱۰۱

وَلَقَدۡ اور تحقیق کہ یعنی جو بات کہی جارہی ہے یہی قدر میں کیا گیا اس کے علاوہ کچھ ہونا ممکن ہی نہیں اس لیے تم اپنی تحقیق کرلو اپنے گھوڑے دوڑالو بالآخر تم پر واضح ہوجائے گا کہ یہی حق ہے جو ہم کہہ رہے ہیں اَنۡزَلۡنَاۤ کیا اتارا ہم نے اِلَیۡکَ تیری طرف؟ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ہم نے اتارا تیری طرف آیاتِ بیّناتِ یعنی ہم نے جو تیری طرف اتارا ہے وہ آیات کی بیّنات ہیں۔ یہ اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے اللہ کا وہ رسول جو آکر آیات کو کھول کھول کر رکھ رہا ہے، آیات کو لوگوں پر کھول کھول کر واضح کر رہا ہے، اب جب اللہ کا رسول آیات کو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو اہل الکتاب کو چاہیے تھا کہ وہ حق کو تسلیم کرلیتے اور بالخصوص وہ لوگ جو انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار ہیں جنہیں عربوں کی زبان میں نبی کہا جاتا ہے اور لوگ انہیں اپنے علماو راہنماؤں وغیرہ کے نام سے جانتے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ وہ اللہ کے رسول کی تصدیق کرتے لیکن ان کا معاملہ کیا ہے اس کی تاریخ بھی اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن میں اتار دی وَمَا یَکۡفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الۡفٰسِقُوۡنَ اور نہیں اس سے کفر کررہا مگر جو فاسقون ہیں وہ اس سے کفر کر رہے ہیں یعنی وہ جو اللہ کی بات کو بدلنے والے ہیں الفاظ کو ان کے مقامات سے بدلنے والے ہیں جو قرآن میں آیات کے الفاظ کو بدل رہے ہیں اللہ کی بات کو بدل رہے ہیں وہی اس سے کفر کر رہے ہیں جو تو آیات کو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے۔

اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب بھی تم میں میرا رسول آئے اور جو تمہیں دیا گیا اس میں اس کی تصدیق موجود ہو یعنی جو تمہارے ساتھ ہے جس کے ساتھ تم لوگوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے ہو اس میں ہمارے رسول کی تصدیق موجود ہو، وہ ہمارے رسول کی تصدیق کرے تو تم پر لازم ہے کہ تم نہ صرف ہمارے رسول کو تسلیم کرو بلکہ اس کی نصرت کرنی ہے جس مقصد کے لیے ہم نے اپنے رسول کو بھیجا تم نے ہمارے رسول کی اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے مدد کرنی ہے جس کا ذکر درج ذیل آیات میں بھی کردیا گیا

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ وَّحِکۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِیۡنَ. فَمَنۡ تَوَلّٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ. آل عمران ۸۱، ۸۲

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ اور جب اخذ کیا تھا اللہ نے مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ یعنی بعد میں آنے والے جو نبی ہیں ان سے ایسا معاہدہ کے جس کی کسی بھی صورت خلاف ورزی نہیں کرنی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوجائے لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ جو کہ تمہیں دیا گیا کتابوں سے وَّحِکۡمَةٍ اور حکمہ سے یعنی علم کا کس طرح استعمال کرنا ہے یہ سکھایا گیا ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ پھر آجائے تم میں تمہی سے رسول مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ اس کی تصدیق کے لیے جس کیساتھ تم انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے ہو وہ اس کی تصدیق کرتا ہے اس میں اس کی تصدیق موجود ہے لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ تو تم کو جو کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اس کیساتھ اس کو تسلیم کرنا ہے کہ ہاں واقعتاً یہ اللہ کا رسول ہے وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ اور تم کو جو کرنا ہے وہ یہ ہے کہ تم نے اس کی نصرت کرنی ہے یعنی جب رسول کا کذب کیا جائے اس کی مخالفت کی

جائے اس کیساتھ دشمنی کی جائے تو ایسی صورت میں تمہیں رسول کی مدد کرنی ہے۔ اب آگے بڑھنے سے پہلے کچھ سوالات کو یہاں واضح کرنا ضروری ہے ان میں سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ النّبیین سے میثاق کب لیا گیا؟ پھر یہ کون سے نبی ہیں کہ جن کی موجودگی میں رسول آئے تو نہ صرف رسول کی دعوت کو تسلیم کرنا ہے بلکہ اس کی بھرپور مدد کرنی ہے؟ کیونکہ تراجم وتفاسیر میں آج تک یہ کہا جاتا رہا کہ اس آیت میں جس رسول کے آنے کا ذکر ہے وہ محمد رسول اللہ ہیں اور جن النّبیین کی بات کی گئی وہ ماضی میں گزر جانے والے نبی ہیں۔ اب اگر اس بات کو سچ مان لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت میں تو ان النّبیین کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کی موجودگی میں رسول کے آنے کا ذکر ہے کہ جب تمہاری موجودگی میں تم میں تمہی سے رسول آجائے تو نہ صرف تم پر یہ فرض ہے کہ تم نے اس کی دعوت کو دل سے تسلیم کرنا ہے بلکہ اس کی نصرت کرنی ہے تو ایسا کیسے ممکن ہیں کہ اس آیت میں ان انبیاء کو فٹ کر دیا جائے جو کہ پہلے ہی گزر چکے؟ کیا گزرے ہوئے نبی کسی بعد میں آنے والے رسول کی دعوت کو مان سکتے ہیں؟ اور اس کی اس کے دشمنوں ومخالفین کے مقابلے پر مدد کر سکتے ہیں؟ جواب بالکل واضح ہے کہ نہیں بالکل نہیں۔ جب آیت میں گزرے ہوئے کسی نبی کی بات ہو ہی نہیں رہی تو پھر ان لوگوں نے اس آیت میں النّبیین سے مراد گزرہوئے نبی کیسے لے لیا؟ ایسا کرنے والوں کو ہی تو فاسق کہا جاتا ہے جو کہ بات کو بدل دیتے ہیں۔ پھر النّبیین کا تو معنی ہی بعد میں آنے والے نبی ہیں، النّبیین تو کہتے ہیں مستقبل میں آنے والے نبیوں کو ہیں تو پھر ان لوگوں نے مستقبل کے صیغے کو ماضی کا صیغہ کیسے بنا دیا؟ اس سے بڑا کوئی فسق ہو سکتا ہے؟ اور یہ فسق کرنے والے سے بڑا بھی کوئی فاسق ہو سکتا ہے؟

اور ایسا ان لوگوں نے اس لیے کیا کیوں کہ یہ لوگ اپنے مشرک آباؤاجداد سے نسل درنسل منتقل ہونے والے عقائد ونظریات کو ترک ہی نہیں کرنا چاہتے جس وجہ سے ان لوگوں نے اللہ کی آیات کو ہی بدل ڈالا، ان لوگوں نے اللہ کے کلام کو ہی بدل ڈالا۔

اللہ نے النّبیین یعنی بعد میں آنے والے جو نبی ہیں ان سے عہد کب لیا اور باقی جو بھی کہا گیا اسے آپ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ آپ لفظ نبی کو نہیں جان لیتے کہ نبی کا معنی کیا ہے نبی کسے کہتے ہیں۔ نبی نبا سے ہے جس کا معنی ہے وہ علم جو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور نبی کا معنی ہے میں تمہیں وہ علم دے رہا ہوں جس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور وہ علم یہ ہے کہ تمہیں کیوں خلق کیا گیا، تمہیں دنیا میں کس مقصد کے لیے لایا گیا، تمہیں کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا، حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے، تمہیں اٹھنا کیسے ہے بیٹھنا کیسے ہے، چلنا کیسے ہے، ایسے ہی یعنی دنیا میں انسان کو جو جو راہنمائی درکار ہے راہنمائی کرنے والے کو عربوں کی زبان میں نبی کہا جاتا ہے۔

ان فاسقین نے جو کہ شیاطین مجرمین ہیں قرآن کے تراجم وتفاسیر تو کیے لیکن انہوں نے نہ تو لفظ نبی کا ترجمہ کیا اور نہ ہی لفظ رسول کا ترجمہ کیا اور ایسے ہی بہت سے اور بھی جملے ہیں جن کے تراجم ان لوگوں نے نہیں کیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ پر واضح کر دیا گیا کہ قرآن کا ترجمہ کرنا ناممکن ہے اور قرآن کی تفسیر کوئی بھی انسان کر ہی نہیں سکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے قرآن کے تراجم وتفاسیر کرنے کے دعوے کیے تو ان لوگوں نے ان الفاظ وجملوں کے تراجم وتفاسیر کیوں نہ کیے؟

ان لوگوں نے ایسے تمام الفاظ وجملوں کے تراجم وتفاسیر اسی لیے نہیں کیے کیوں کہ انہیں علم تھا کہ اگر یہ لوگ ان الفاظ کے تراجم وتفاسیر کریں گے تو اول تو یہ کہ ان کے نسل درنسل منتقل ہونے والے عقائد ونظریات کی بنیادیں ہی اکھڑ جائیں گی ان کے خود ساختہ دین کی بنیادیں ہی اکھڑ جائیں گی اور دوسرا یہ لوگ اپنے ہی فتوؤں کی زد میں آ جائیں گے جس وجہ سے ان لوگوں نے ایسے تمام کے تمام الفاظ وجملوں کے تراجم وتفاسیر نہیں کیے۔ اگر یہ لوگ ایسے الفاظ وجملوں کے تراجم وتفاسیر کر دیتے تو یہ لوگ جو چرب زبانی سے لوگوں کو اپنے چنگل میں پھنساتے ہیں ان کے لیے ایسا کرنا مشکل ہو جاتا اور یوں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھرنے سے محروم رہ جاتے۔

نبی کا اگر اردو میں بہترین متبادل موجود ہے تو وہ ہے راہنما، پیر اور مرشد۔ جنہیں عام طور پر لوگ مختلف اصطلاحات سے جانتے ہیں جیسے کہ علماء، لیڈر، پیر، مرشد، راہنما، امام، استاد، پروفیسر وغیرہ سمیت جو بھی انسانیت کی راہنمائی کے دعویدار ہیں۔ اللہ نے ہر شئے سے اس کا جوڑا بنایا تو ظاہر ہے اللہ نے نبی کا بھی اس سے جوڑا بنا دیا اب نبی یعنی راہنما یا تو اللہ کا بھیجا ہوا ہو سکتا ہے یا پھر وہ اللہ کا بھیجا ہوا نہیں بلکہ وہ خود اپنے تئیں اس بات کا دعویدار ہے اور ایسا کرنے کا اسے حق حاصل نہیں تھا اس لیے اس نے یہ جرم کیا یوں وہ اللہ کا مجرم کہلائے گا تو انسانوں کی راہنمائی کے نام پر انسانوں کو اللہ کی طرف جانے سے روکے گا حالانکہ وہ

زبان سے اس بات کا اظہار نہیں کرے گا بلکہ الٹا زبان سے وہ اللہ کی طرف دعوت دینے کا ہی دعویدار ہوگا۔

تو جو نبی اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے اسے عربی میں رسول کہتے ہیں نبی رسول اور جو اللہ کا بھیجا ہوا نہیں ہوتا بلکہ خود سے اس ذمہ داری کا دعویدار بن جاتا ہے حالانکہ اسے حق حاصل نہیں تھا کہ وہ اس ذمہ داری پر فائز ہو تو وہ مجرم ہوتا ہے شیطان ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ نبی کسی عقیدے ونظریے کا نام نہیں ہے جو عام کر دیا گیا اور آپ ان آیات میں بھی دیکھ لیں گے کہ ایک طرف اللہ نے النبیّن کو رسول کی دعوت کو دل سے تسلیم کرنے اور اس کی نصرت کرنے کا حکم دیا اور دوسری طرف کہا کہ ان میں سے اکثریت فاسقین کی ہے وہ جنہوں نے اللہ کے حکم کے بالکل برعکس کیا اور پھر ان کے لیے قرآن میں جگہ جگہ انتہائی سخت الفاظ کا استعمال کیا گیا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں اگر نبی کے متعلق ان لوگوں کے عقائد ونظریات کو سچ مان لیا جائے کہ نبی تو معصوم ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے قرآن میں جھوٹ بولا کہ قرآن اپنے قول میں جھوٹا ہے۔

نبی عربوں کی زبان کا لفظ ہے جو بھی آپ کی راہنمائی کے دعویدار ہیں جنہیں آپ علماء کے نام سے جانتے ہیں اپنے پیروں کے نام سے جانتے ہیں ان سے سوال کریں کہ لفظ نبی تو عربوں کی زبان کا لفظ ہے ہماری زبان اردو ہے اس لیے ہمیں ہماری زبان میں بتاؤ نبی کا معنی کیا ہے تو پہلی بات آپ کو آپ کے سوال کا جواب نہیں دیا جائے گا اور دوسری بات بالفرض اگر آپ کو جواب دے دیا گیا تو یہ لوگ اپنے ہی فتوؤں کی زد میں آجائیں گے، یہ علماء نامی طبقہ سب سے بڑا دجّال اور دھوکے باز فراڈ طبقہ ثابت ہو جائے گا جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم نبی نہیں ہیں لیکن اپنے عمل سے نبی ہونے کے دعویدار ہیں یہ لوگ انسانوں کی راہنمائی کی ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں جو کہ اللہ کے علاوہ کسی کا حق نہیں ہے کوئی انسان راہنمائی کر ہی نہیں سکتا۔

آپ پر واضح کر دیا گیا کہ نبی کے معنی کیا ہیں اب آئیں میثاق کی طرف کے النبیّن سے میثاق کب اخذ کیا جاتا ہے تو اس سوال کا جواب آیت میں ساتھ ہی آگے دے دیا لَمَآ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ جو کہ تمہیں دیا جائے کتابوں سے اور حکمت سے یعنی جو تمہیں کتابوں سے دیا گیا اس کا استعمال کیسے کرنا ہے یعنی بالکل کھول کر واضح کر دیا کہ جب تمہیں کتابوں سے دیا جاتا ہے اور جو دیا جاتا ہے اس کا استعمال سکھایا جاتا ہے۔

آپ پر یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ ایک ہوتا ہے رسول نبی جس کا معنی ہے اللہ کا بھیجا ہوا نبی جو کہ پیدائشی نبی ہوتا ہے اور دوسرا ہوتا ہے النبیّن سے نبی یعنی بعد میں آنے والے جو نبی ہیں ان میں سے نبی جو تب ہی رسول بن سکتا ہے جب وہ خود کو رسول جو کہ خاتم النبیّن یعنی فلٹر بنا دیا گیا بعد میں آنے والے نبیّن کے لیے تو جو اس فلٹر سے خود کو گزارے گا جب وہ رسول کے فلٹر سے خود کو گزارے گا تو رسول بن جائے گا یعنی نبی رسول اور آیت میں ان نبیوں کا ذکر ہے جو پیدائشی نبی نہیں ہوتے بلکہ بعد میں خود سے نبی بنتے ہیں اور نبی بننے کے لیے علم وحکمت کا ہونا لازم ہے کیونکہ جب آپ کے پاس علم وحکمت ہوگا تو ہی آپ انسانوں کی راہنمائی کر سکیں گے اگر آپ کے پاس علم وحکمت ہوگا ہی نہیں تو آپ انسانوں کی راہنمائی کیسے کر سکتے ہیں؟ ان النبیّن سے میثاق تب اخذ کیا جاتا ہے جب یہ لوگ علم وحکمت حاصل کرتے ہیں یعنی نبی بننے کی طرف آتے ہیں۔ کوئی بھی شخص جو خود کو عالم کہلاتا ہے جب وہ نوجوان تھا اور اس نے عالم کے نام پر نبی بننے کا فیصلہ کیا تو اس کے اندر کی یہ آواز ہوتی ہے کہ وہ حق کا ساتھ دے گا، جب اسے علم وحکمت سکھایا جاتا ہے تو اسے یہی سکھایا جاتا ہے کہ ہمیشہ حق کا ساتھ دینا ہے یہ الگ بات ہے کہ وہ لوگ حق کسے کہتے ہیں لیکن نوجوانی کی عمر، سیکھنے کی عمر میں وہ شخص خود اپنے آپ سے اپنے اندر سے آنے والی آواز سے یہی اقرار کرتا ہے کہ میں ہمیشہ حق کا ساتھ دوں گا اور یہی تو وہ میثاق ہے جس کا اللہ ذکر کر رہا ہے کہ جب حق آجائے جو کہ ظاہر ہے اللہ کا رسول ہی لیکر آتا ہے اور جس کیساتھ تم انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے ہو اس میں اس کی تصدیق موجود ہو تو تم کو ہر حال میں یہی کرنا ہے کہ حق کو دل سے تسلیم کرنا ہے اور رسول کی اس کے دشمنوں کے مقابلے پر نصرت کرنی ہے۔

جب بھی رسول آتا ہے تو یہ ایک عام سی بات ہے کہ عام عوام اپنے راہنماؤں کی طرف دیکھتے ہیں کہ ہمارے راہنما جنہیں عربوں کی زبان میں نبی کہا جاتا ہے وہ اس بشر کے بارے میں کیا کہتے ہیں آیا یہ واقعتاً اللہ کا رسول ہے یا پھر کوئی کذاب ہے من الکاذبین ہے کیونکہ اکثریت اندھوں کی طرح اپنے علماء نامی راہنماؤں کے پیچھے چل رہی ہوتی ہے اور ملاؤں کی ایک بڑی تعداد پر واضح ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا رسول ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ اس کی دعوت کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی نصرت نہیں کرتے تو اس کی زیادہ تر وجوہات حالات کا سامنا کرنا ہوتا ہے کہ وہ لوگ حالات سے ڈرتے ہیں، حالات سے گھبرا جاتے ہیں کہ اکثریت سے دشمنی مول لینا پڑے گی، اگر اس کی دعوت کو تسلیم کیا جائے گا اس کی نصرت کی جائے گی تو اپنے ہی دشمن بن جائیں گے، اکثریت دشمن بن جائے گی، حکومتیں دشمن بن

جائیں گی، زمین تنگ کر دی جائے گی، پھر ہمارے فرقے والے کیا کہیں گے، لوگ ملامتیں کریں گے، تہمتیں لگائیں گے، اس کے علاوہ اکثریت کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ چونکہ لوگوں کا مال کھا رہے ہوتے ہیں ان کی موجیں لگی ہوئی ہوتی ہیں تو انہیں علم ہوتا ہے کہ اگر اس کی دعوت کو تسلیم کیا اور اس کی نصرت کی تو جو دنیاوی مال و متاع حاصل ہے اس سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور سخت ترین حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اللہ جب رسول بعث کرتا ہے تو سب سے بڑی ذمہ داری اسی طبقے پر عائد ہوتی ہے جو انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوتے ہیں کیونکہ اگر یہ لوگ رسول کی دعوت کو تسلیم کر لیں تو اکثریت ان کے پیچھے رسول کی دعوت کو تسلیم کر لے اور اگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے تو سب سے بڑے مجرم بھی یہی لوگ ہیں جنہیں عربوں کی زبان میں نبی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے کہا کہ پھر تم میں تمہی سے رسول آجائے اور جس کیساتھ تم انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے ہو اس میں اس کی تصدیق موجود ہو وہ اسے سچا قرار دے تو تم کو ہر صورت یہی کرنا ہے کہ تم نے رسول کی دعوت کو دل سے نہ صرف تسلیم کرنا ہے بلکہ اس کی دشمنوں کے مقابلے پر نصرت کرنی ہے۔ یہی آج سے چودہ صدیاں قبل جو اہل الکتاب تھے ان میں جو نبی تھے ان کی ذمہ داری تھی کہ جو لٹریچر ان کے پاس تھا جس کیساتھ وہ انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار تھے جو کہ محمد کی تصدیق کر رہا تھا اس میں محمد کی تصدیق موجود تھی تو وہ سب سے پہلے محمد کی دعوت کو تسلیم کرتے اور محمد کی نصرت کرتے لیکن ان لوگوں نے اپنے مجرم ہونے کا ثبوت دیا اور آج اس وقت اللہ ایک بار پھر ان لوگوں کو جو خود کو علماء کہلواتے اور سمجھتے ہیں جو انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار ہیں یاد دلا رہا ہے کہ تم میں تمہی سے ہمارا رسول آگیا اور جس کیساتھ تم انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار ہو جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے جو کہ قرآن ہے اس میں ہمارے رسول کی تصدیق موجود ہے قرآن ہمارے رسول کی ایک ایک بات کی تصدیق کر رہا ہے اس قرآن میں بیشتر آیات تو ہمارے اس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں جو تمہیں یاد دلا رہی ہیں کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کا ساتھ دینے کے لیے تم نے عہد کیا تھا قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِی کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اخذ کرتے ہو تم اس میثاق پر وہ ذمہ داری؟ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا آگے سے جواب دے رہے ہیں ہم اقرار کر رہے ہیں یعنی پھر وہی بات کہ جب یہ لوگ نوجوانی میں عالم کے نام پر نبی بننے کی طرف جاتے ہیں تو اس وقت ان کے اندر کی آواز ہوتی ہے کہ حق کا ساتھ دیں گے آگے چل کر لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیں گے یوں اس عہد پر یہ لوگ اس انتہائی اہم ذمہ داری کو اٹھا لیتے ہیں قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ آگے سے ربّ اللہ یعنی فطرت جواب دے رہی ہے پس گواہ ہو رہے ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں یعنی جو دیکھ رہے ہیں مشاہدہ کر رہے ہیں کہ آیا تم وہی کرتے ہو جو آج تم نے اقرار کیا یا پھر جب حق کا ساتھ دینے کا وقت آتا ہے تب تم لوگ حق سے پھر جاتے ہو جو میثاق باندھا اس سے پھر جاتے ہو فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ پس جو پھر گیا اس کے بعد پس یہی تو وہ لوگ ہیں جو فاسقون ہیں یعنی جو اللہ کی بات کو اس کے مقام سے ہٹا رہے ہیں اللہ کی بات کو بدل رہے ہیں میثاق کو بدل رہے ہیں آج جب اللہ کا رسول آگیا اور جو ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے جس کیساتھ یہ انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے ہیں یہ قرآن، ہمارے رسول احمد عیسیٰ کی کھول کھول کر تصدیق کر رہا ہے ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا اس کے باوجود ان کا معاملہ یہ ہے کہ یہ لوگ اب جب حق کا ساتھ دینے کا وقت آیا تو میثاق سے پھر رہے ہیں اور یہی ان کی حقیقت آج کی تاریخ اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اسی قرآن میں اتار دی تھی اَوَکُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ پھر جب جب رسول آیا تب کیا ہوا؟ جب جب بھی رسول آیا جو عہد انہوں نے یعنی انسانیت کی راہنمائی کے دعویداروں نے کیا ہوا تھا میثاق باندھا ہوا تھا اسے پورا کرنے کا وقت آیا تو یہ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ان میں سے ایک گروہ نے اسے یعنی اپنے میثاق کو عہد کو نظرانداز کر دیا اسے رد کر دیا، اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی اکثریت یعنی ان ملاؤں کی زیادہ سے زیادہ تعداد ایسی ہے جو ہماری بات کو مان ہی نہیں رہی جو حق کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی تسلیم ہی نہیں کر رہی یعنی رسول کی دشمنوں کے مقابلے پر نصرت کرنا تو بہت دور کی بات ہے حق کو تسلیم ہی نہیں کر رہے وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جو کہ یعنی جس رسول کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جس کی دعوت کو تسلیم کرنے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا تھا ان لوگوں نے میثاق باندھا تھا وہ آگیا رسول ان میں انہی سے اللہ کے ہاں سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ سچا قرار دے رہا ہے وہ جو ان کے پاس موجود ہے جس کے ساتھ یہ انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار ہیں یعنی یہ قرآن اور ان کی احادیث کے نام پر روایات کی کتابوں تک میں بھی تصدیق موجود ہے، اللہ کا رسول انہیں

الکتاب کی طرف دعوت دے رہا ہے ان پر الکتاب سے حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے الکتاب رسول احمد عیسیٰ کی تصدیق کر رہی ہے یہ قرآن جو ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے جس کے ساتھ یہ انسانیت کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے ہیں اس میں میری تصدیق موجود ہے یہ قرآن میری تصدیق کر رہا ہے نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ تو ان میں سے ایک گروہ جنہیں الکتاب دی گئی ہوئی ہے نے اللہ کی کتاب کو رد کر دیا ، اللہ کی کتاب کو پھینک دیا، اللہ کی کتاب کو نظر انداز کر دیا اور جو کچھ ان لوگوں نے خود سے گھڑ رکھا ہے اسے سامنے لے آئے خود کو اللہ کی کتاب کے آگے لا کھڑا کیا یعنی اللہ کی کتاب کو پیچھے کر دیا اسے ترک کر دیا اور خود آگے آ گئے کہ ہم جسے حق کہیں گے وہی حق ہے اور ہم جسے باطل کہیں گے وہی باطل ہے، ہم اللہ کی کتاب کی طرف نہیں جائیں گے، اللہ کی کتاب سے فیصلہ نہیں کروائیں گے، فلاں عالم نے کہا کہ یہ کذاب ہے، فلاں کہہ رہا ہے کہ یہ کذاب ہے یوں اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور خود ایک دوسرے کو آگے لے آئے یوں ان لوگوں نے حق کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود، اللہ کی کتاب میں اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی ایک ایک بات کی تصدیق ہونے کے باوجود، اللہ کی کتاب قرآن نے انہیں یاد دلا دیا کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کے بارے میں میثاق اخذ کیا گیا تھا تم نے عہد کیا تھا کہ اگر اس میں اس کی تصدیق ہوگی جو ہمارے پاس ہے تو ہم اس کی دعوت کو نہ صرف دل سے تسلیم کریں گے بلکہ اس کی دشمنوں کے مقابلے پر بھرپور نصرت کریں گے اس کے باوجود اللہ کی کتاب کو ایسے پیچھے پھینک دیا كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ جیسے کہ انہیں کسی قسم کا کوئی علم ہی نہیں یعنی ان پر سب کچھ واضح ہو چکا ان پر واضح ہو چکا کہ یہ احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہے، پورے کا پورا قرآن اس کی تصدیق کر رہا ہے، قرآن اس کی تاریخ سے بھرا پڑا ہے اس کے باوجود ان لوگوں نے قرآن کو ایسے نظر انداز کر دیا حق کو ایسے چھوڑ دیا ترک کر دیا، پھینک دیا کہ جیسے انہیں کسی بھی قسم کا کچھ علم ہی نہیں یہ کچھ بھی علم نہیں رکھ رہے۔

اے وہ لوگو جو خود کو علماء کہلوا رہے ہو جان لو آج اگر تم اپنے عہد کو پورا نہیں کرتے تو نہ صرف دنیا میں تمہارے لیے ذلت آمیز ہلاکت ہے بلکہ آخرت میں بھی اور تم کبھی جہنم سے نہیں نکالے جاؤ گے، جان لو تم سے اللہ کلام کر رہا ہے اور آخرت میں اللہ تمہاری کبھی نصرت نہیں کرے گا کبھی تم جہنم سے نہیں نکل پاؤ گے اور اگر تم دنیا و آخرت میں ہلاکت سے بچنا چاہتے ہو تو حق کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے میرے رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرو، میرے رسول کی میرے دشمنوں کے مقابلے پر نصرت کرو اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو جان لو اللہ الغنی ہے۔

ان آیات سے بھی نہ صرف ختم نبوت نامی بت پاش پاش ہو گیا بلکہ جو ان لوگوں کے نبی کے نام پر بے بنیاد و باطل عقائد و نظریات ہیں کہ نبی معصوم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ کی بھی حقیقت چاک ہو گئی کہ ان آیات میں اللہ النبیّن کی اکثریت کو فاسق قرار دے رہا ہے اور ایسے ہی قرآن میں اور مقامات پر النبیّن کی اکثریت کو شیاطین مجرمین قرار دے رہا ہے اور اس کے علاوہ سب سے سخت ترین الفاظ ان کے لیے استعمال کر رہا ہے پھر اس کے علاوہ قرآن کی یہ آیات کس کی تاریخ ہے ؟ یہ بھی آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا، قرآن کی یہ آیات آج آپ کو یاد دلا رہی ہیں کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جو آج تم میں موجود ہے اور دنیا کی کوئی طاقت احمد عیسیٰ رسول اللہ و خاتم النبیّن کا رد نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے یوں حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر آپ پر واضح کر دیا گیا۔

قرآن میں دو الگ الگ عیسیٰ کا ذکر

خود کو مسلمان کہلوانے والے آخرین میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ رسول اللہ پر دو گروہوں میں تقسیم ہیں ان میں سے ایک گروہ جو کہ اکثریت میں ہے کا کہنا اور ماننا ہے کہ عیسیٰ آئیں گے البتہ یہ بات الگ ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم کے انتظار میں ہیں جنہیں بنی اسرائیل کی طرف بعث کیا گیا تھا اور دوسرا گروہ اس بات کا مکمل طور پر انکار کرتا ہے کہ کسی عیسیٰ نے آنا ہے ان کا دعویٰ ہے کہ کسی عیسیٰ نے نہیں آنا کیونکہ اگر کسی عیسیٰ نے آنا ہوتا تو قرآن میں اس کا ذکر ضرور موجود ہوتا ہے

قرآن اس پر مکمل خاموش ہے اس لیے ہم نہیں مانتے کہ کسی عیسیٰ نے آنا ہے یوں یہ گروہ عیسیٰ رسول اللہ کی بعثت کا اس بنیاد پر انکار کرتا ہے کہ قرآن میں عیسیٰ کے آنے کا ذکر نہیں ہے اس لیے ہم کسی عیسیٰ کے آنے کو نہیں مانتے۔

ان کے برعکس پہلے گروہ کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ نے آنا ہے اور جو عیسیٰ کے آنے کا کفر کرتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہے اور جب دوسرا گروہ کہتا ہے کہ قرآن سے دلیل دو قرآن سے ثابت کرو اگر قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ نے آنا ہے تو ہم ماننے کو تیار ہیں اور اگر قرآن اس پر نہ صرف مکمل خاموش ہے بلکہ اس سے خالی ہے تو ہم تمہارے خود ساختہ و من گھڑت عقیدے و نظریے کو کیوں تسلیم کر لیں کیا ہم تمہارے غلام ہیں اور دوسری طرف جو عیسیٰ کے آنے کے قائل ہیں وہ اپنی پوری کوشش کے باوجود آج تک قرآن سے اپنے عقیدے و نظریے کو سچا ثابت نہیں کر سکے اور ان کے اس عقیدے و نظریے کی بنیاد تواتر، اجماع اور روایات ہیں۔

پھر ان دو کے علاوہ ایک تیسرا گروہ بھی ہے جو کہ باقی سب کو کافر قرار دیتا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ صرف اور صرف ہم ہی مسلمان ہیں جو کہ قادیانی ہیں جو خود کو احمدی مسلم کہلواتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ نے آنا تھا اور وہ عیسیٰ آ چکا جو کہ مرزا غلام قادیانی تھا جسے وہ اللہ کا رسول مسیح موعود قرار دیتے ہیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ یہ گروہ بھی قرآن سے عیسیٰ کی بعث کو آج تک ثابت نہیں کر سکا اور اس گروہ کے پاس بھی روایات ہی ہیں جن کی بنیاد پر وہ نہ صرف عیسیٰ کے آنے کے قائل تھے بلکہ ان کا ماننا ہے کہ مرزا غلام قادیانی ہی وہی عیسیٰ تھا جس نے آنا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعتاً کسی عیسیٰ نے آنا تھا یا آنا ہے؟ اور اگر آنا تھا یا آنا ہے تو پھر کیا واقعتاً قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے؟ اور اگر قرآن میں اس کا ذکر موجود ہے تو پھر قرآن میں اس کا ذکر کہاں موجود ہے؟ ان سوالات سمیت ایسے جتنے بھی سوالات ہیں ان کے جوابات آپ پر بالکل کھول کر واضح کرتے ہیں جس سے آپ پر قرآن سے ہی واضح ہو جائیگا کہ نہ صرف قرآن میں عیسیٰ کی بعثت کا ذکر ہے بلکہ عیسیٰ رسول اللہ کا باقاعدہ اسم کیساتھ اس کا قرآن میں ذکر موجود ہے اور پھر یہ واحد اللہ کا رسول ایسا ہے جس کا قرآن میں تمام رسولوں سے زائد بار ذکر ہوا ہے یعنی یہ واحد رسول ایسا ہے جس کا قرآن میں سب سے زیادہ ذکر ہوا ہے جس سے وہ لوگ جن کا دعویٰ تھا کہ قرآن میں کسی عیسیٰ کے آنے کا ذکر نہیں قرآن کسی عیسیٰ کے آنے کا ذکر نہیں کرتا قرآن اس سے مکمل خالی ہے نہ صرف ان کا دعویٰ بے بنیاد و باطل ثابت ہو جائے گا بلکہ وہ جو آج تک قرآن کے بہت بڑے فقیہ بنے ہوئے تھے ان کی یہ حقیقت بھی کھل کر واضح ہو جائے گی اور ان پر حجت ہو جائے گی اور ان کے علاوہ جو عیسیٰ کے آنے کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ باقاعدہ انتظار میں ہیں ان پر بھی حق کھل کر واضح ہو جائے گا اور پھر جو خود کو احمدی کہلواتے ہیں ان پر بھی ان کے بے بنیاد و باطل مسیح موعود کی حقیقت کھل کر چاک ہو جائے گی اور حق کیا ہے کھل کر سامنے آ جائے گا یوں ہر کسی پر حجت ہو جائے گی۔

آپ پر بار بار یہ بات واضح کی جا چکی کہ قرآن نہ صرف اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے بلکہ قرآن متشابہاً ہے یعنی سامنے تو سب کے ہے لیکن اس کا علم اللہ نے مکمل طور پر چھپا دیا اللہ کے علاوہ کسی کے پاس اس کا علم نہیں اور یہی وہ وجہ ہے کہ اللہ کے علاوہ اسے کوئی بھی بیّن نہیں کر سکتا یعنی اللہ کے علاوہ کوئی بھی اسے کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور اللہ کیا ہے یہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ فطرت ہے اور چونکہ العزیز الحکیم ہے تو اللہ قرآن کی ہر آیت کو اپنے صحیح وقت پر ہی بیّن کرے گا یعنی قرآن چونکہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے تو قرآن کی کوئی ایک بھی آیت تب تک کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ رونما نہیں ہو جاتا جس واقعہ کی تاریخ پر مبنی وہ آیت ہے اور جب وہ واقعہ رونما ہو گا تو قرآن یاد دلا دے گا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ہی اس آیت یا ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف قرآن اس واقعے کی تصدیق کر دے گا بلکہ اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات کھل کر واضح ہو جائیں گی۔

اب جن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں کسی عیسیٰ کے آنے کا ذکر نہیں ہے تو اگر ان لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا کہ قرآن متشابہاً ہے تو یہ لوگ کبھی بھی ایسا دعویٰ نہ کرتے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ قرآن متشابہاً ہے تو جن کو یہ ہی علم نہیں کہ قرآن متشابہاً ہے وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن میں کیا کہا گیا اور کیا نہیں کہا گیا؟ ایسے لوگ اگر قرآن کے نام پر کوئی بھی دعویٰ کرتے ہیں تو ان کی کوئی ایک بات بھی سچ نہیں ہو سکتی اور نہ ہی سچ تھی بلکہ

ایسے لوگ نہ صرف خود کو دھوکے میں مبتلا کیے ہوئے رہے بلکہ ان لوگوں نے اپنے ساتھ اوروں کو بھی دھوکے میں ڈالے رکھا، انہیں قطعاً کوئی حق حاصل نہیں تھا کہ یہ لوگ قرآن کے نام پر لوگوں کی راہنمائی کے دعویدار بن بیٹھتے۔ ایسے ہی جو باقی لوگ ہیں جتنے بھی فرقے ہیں ان میں سے بھی کسی ایک کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ قرآن متشابہاً ہے، قرآن متشابہاً ہے اس بات کا علم ہونا تو بہت دور کی بات ہے کسی ایک کو بھی نہیں علم کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے، کسی ایک کو بھی نہیں علم کہ جو قرآن کے نزول سے پہلے آئے انہیں نہ صرف سلفاً کر دیا گیا بلکہ مثلاً کر دیا گیا قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے یوں قرآن میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے، کسی ایک کو بھی نہیں علم تھا کہ قرآن مثانی ہے تو یہ لوگ حق کو کیسے پا سکتے تھے؟ جن لوگوں کو بنیاد کا ہی علم نہیں تھا تو ظاہر ہے ان لوگوں نے قرآن سے ہدایت نہیں بلکہ گمراہی کا ہی سودا کیا اور یہی اللہ نے قدر میں کر دیا کیونکہ جب اللہ کا کفر کیا جائے گا تو اس کا انجام یہی سامنے آئے گا۔

اب جبکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک بڑے سے بڑے واقعے سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے واقعے کی تاریخ موجود ہے تو پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ اگر اللہ کا ایک رسول آنا ہو عیسیٰ رسول اللہ کو بھیجا جانا ہو تو قرآن میں اس کی تاریخ نہ ہو؟ اور پھر دوسری بات یہ کہ ایسا کیسے ممکن ہے کہ عیسیٰ کی بعثت سے پہلے دنیا کی کوئی بھی طاقت قرآن میں عیسیٰ کے آنے کے واقعے کو جان لے جب تک کہ وہ وقوع پذیر نہیں ہو جاتا اور قرآن خود اس کی تصدیق نہیں کر دیتا قرآن خود یاد نہیں دلا دیتا کہ یہ تھا وہ واقعہ یعنی یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کو بعث کیا جانا تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب جب کہ آپ پر واضح کر دیا گیا کہ آج اللہ کا رسول عیسیٰ آ گیا، اللہ کا رسول عیسیٰ آپ میں موجود ہے تو پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ قرآن اتنے عظیم واقعے پر خاموش رہے، قرآن اللہ کے رسول عیسیٰ کی یعنی میری تصدیق نہ کرے، قرآن یاد نہ دلا دے کہ یہ تھا وہ اللہ کا رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی؟

دیکھیں نہ صرف قرآن میں دو عیسیٰ کا ذکر ہے بلکہ قرآن آج دوسرے عیسیٰ جسے آج بعث کیا جانا تھا یعنی میری کس طرح تصدیق کرتا ہے اور آپ کو یاد دلا دیتا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. الصف ٦

سورۃ الصّف کی اس آیت میں عیسیٰ ابن مریم جسے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا نے اپنے بعد ایک سے زائد رسولوں کے آنے کی آگاہی دی کہا کہ میرے بعد رسول آئیں گے اور درج ذیل سورۃ الزخرف کی آیات میں اس کے بالکل برعکس بات کی گئی۔

وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُکُمْ بِالْحِکْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْہِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ. اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ. فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِھِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ. ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَھُمْ بَغْتَةً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ. الزخرف ٦٣ تا ٦٦

سورۃ الزخرف کی ان آیات میں کہا گیا کہ عیسیٰ آ گیا اور آگے چل کر عیسیٰ کہہ رہا ہے کہ کس کا انتظار کر رہے ہو جو کچھ بھی آنا تھا سب کا سب آ چکا یعنی الساعت کی تمام کی تمام علامات و اشراط آ چکیں سوائے الساعت کے یوں میرے بعد صرف اور صرف الساعت آئے گی الساعت کے علاوہ کچھ بھی نہیں آئے گا۔

اب آپ خود غور کریں کیا یہ ایک ہی عیسیٰ ہو سکتا ہے جو ایک مقام پر یہ کہہ رہا ہے کہ میرے بعد رسول آئیں گے اور دوسرے مقام پر اس کے بالکل برعکس یہ کہہ رہا ہے جو کچھ بھی آنا تھا آ چکا اب سوائے الساعت کے کچھ نہیں آنے والا اس لیے میرے بعد صرف اور صرف الساعت آئے گی؟ تو جواب بالکل واضح ہے کہ یہ ایک ہی شخصیت نہیں بلکہ دو مختلف شخصیات ہیں جس سے ان لوگوں کا نہ صرف دعویٰ بالکل بے بنیاد اور جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے جنہوں نے کہا کہ قرآن قرب قیام الساعت کسی عیسیٰ کے آنے کا ذکر نہیں کرتا قرآن اس پر بالکل خاموش ہے اس سے بالکل خالی ہے بلکہ آج ان کا دجل وفریب چاک کر کے رکھ دیا گیا اور آج

تک یہ لوگ جو خود کے عقلِ کُل ہونے کے دعویدار تھے ان کی عقل کا پردہ بھی چاک کر کے رکھ دیا گیا یہ خود کو بہت بڑے محقق قرآن سمجھ اور کہلوا رہے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا قرآن کیساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔

ان کے علاوہ وہ لوگ جو عیسیٰ کے آنے کا انتظار تو کر رہے ہیں لیکن وہ بھی آج تک قرآن سے عیسیٰ کو ثابت نہیں کر سکے ان پر بھی حقیقت کھل کر واضح ہو چکی کہ جس عیسیٰ کا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں وہ عیسیٰ نہیں آنے والا کیونکہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کا انتظار کر رہے ہیں اور قرآن ان کے برعکس عیسیٰ کے آنے کو واضح کر رہا ہے۔

اب کوئی بھی یہ اعتراض اٹھا سکتا ہے کہ یہ اصل میں ایک ہی عیسیٰ کا ذکر ہے اور وہ ہے عیسیٰ ابن مریم جو جب بنی اسرائیل میں بعث کیا گیا تو اس نے کہا میرے بعد رسول آئیں گے اور پھر جب قرب قیام الساعت خود کو مسلمان کہلوانے والوں میں بھیجا جائے گا تب یہ کہے گا کہ کس کا انتظار کر رہے ہو سب کا سب آ چکا سوائے الساعت کے اس لیے میرے بعد صرف اور صرف الساعت آئے گی تو ان لوگوں کے اعتراض کی حقیقت بھی پہلے ہی کھول کر واضح کر دی گئی اسی سورت میں پیچھے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ الاولین کو سلفاً کر دیا گیا اور نہ صرف انہیں سلفاً یعنی ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثلاً کر دیا الآخرین کے لیے جیسا کہ آپ درج ذیل آیت میں دیکھ سکتے ہیں۔

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ. الزخرف ۵۶

پس الاولین کو سلفاً کر دیا اور مثلاً کر دیا الآخرین کے لیے یعنی جو قرآن کے نزول سے پہلے دنیا میں آئے انہیں نہ صرف ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کے لیے یوں کون نہیں جانتا کہ عیسیٰ ابن مریم کو قرآن کے نزول سے پہلے بھیجا گیا تھا؟ جب عیسیٰ ابن مریم کو قرآن کے نزول سے پہلے بھیجا گیا تو پھر بلا شک وشبہ اسے گزرا ہوا کر دیا گیا اور پھر نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد خود کو امت مسلمہ کہلوانے والوں کے آخرین میں بھیجے جانے والے رسول کے لیے۔ اس لیے آج عیسیٰ ابن مریم نے نہیں آنا تھا بلکہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ نے آنا تھا ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بعث کیا جانا تھا اور اسی کا اگلی ہی آیت میں ذکر بھی کر دیا گیا۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ. الزخرف ۵۷

وَلَـمَّا اور جو کہ سلف کی مثل ضُرِبَ جس کے بارے میں ہم نے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا تھا لیکن ان لوگوں کی طرف سے بے بنیاد و باطل باتوں کو گھڑ کر اس کی حقیقت کو چھپا دیا گیا اس کے باوجود ہم اسے سامنے لے آئے ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا ابن مریم کی مثل کو اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ تب تیری قوم کو یعنی محمد کی قوم کو اس سے یعنی ابن مریم کی مثل عیسیٰ سے پوری قوت سے پوری شدت سے روکا جا رہا ہے کہ اس کی بات نہ سنو، اس کے قریب بھی مت جاؤ۔ آپ نے دیکھ لیا کہ ہم نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن میں بالکل کھول کر واضح کر دیا تھا کہ آخرین میں عیسیٰ ابن مریم کو نہیں بلکہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ کو بھیجا جائے گا۔ پھر اس کے علاوہ آپ خود اپنی عقل کو استعمال کریں، آپ کو سننے کی صلاحیت دی گئی تو کیوں دی گئی؟ آپ کو دیکھنے کی صلاحیت دی گئی تو کیوں دی گئی؟ آپ جو سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیت دی گئی تو کیوں دی گئی؟ ظاہر ہے اسی لیے کہ سنو دیکھو اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھو تو دیکھیں قرآن میں جسے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا اسے عیسیٰ ابن مریم کہا گیا لیکن اس کے بالکل برعکس جسے قرب قیام الساعت بھیجا جانا تھا اسے عیسیٰ کہا گیا نہ کہ عیسیٰ ابن مریم۔ آخر یہ فرق کیوں رکھا گیا؟ اگر عیسیٰ ابن مریم کو ہی آج بعث کیا جانا ہوتا تو سورۃ الزخرف میں عیسیٰ ابن مریم کے الفاظ کا استعمال کیا جاتا نہ کہ صرف عیسیٰ کا لفظ استعمال کیا جاتا کیونکہ اللہ العزیز الحکیم ہے اللہ کا کلام قرآن بھی العزیز الحکیم ہے یہ فرق لازم تھا اس لیے اللہ نے یہ فرق رکھا کیوں کہ یہ دو الگ الگ شخصیات ہیں نہ کہ ایک ہی شخصیت اب اگر کوئی اس فرق کو نظرانداز کر دیتا ہے تو وہ لامحالہ اپنے عمل سے یہ دعویٰ کرے گا کہ نہ ہی اللہ العزیز الحکیم ہے اور نہ ہی قرآن العزیز الحکیم ہے یعنی وہ اپنے عمل سے اللہ اور قرآن کے العزیز الحکیم ہونے کا کفر کرے گا جس سے آپ پر یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو گئی کہ بنی اسرائیل کے آخرین میں جسے بعث کیا گیا وہ عیسیٰ ابن مریم تھا اور جسے اس قوم محمد کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا وہ ابن مریم نہیں بلکہ ابن مریم کو تو سلف کر دیا گیا اور نہ صرف سلف بلکہ مثل کر دیا گیا اس لیے ابن مریم کی مثل عیسیٰ ہے۔ مطلب یہ کہ عیسیٰ ابن مریم الگ تھا اور یہ عیسیٰ الگ ہے لیکن اس عیسیٰ کی قرآن میں عیسیٰ ابن مریم کی مثل سے تاریخ اتار دی گئی تھی یہ عیسیٰ اس امت کے آخرین میں بالکل وہی کردار ادا کرے گا جو امت بنی اسرائیل کے آخرین میں عیسیٰ ابن مریم نے

کردارادا کیا تھا پھر اس عیسیٰ کیساتھ بھی بالکل وہی ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم کو اس وقت کے تقاضے کے مطابق سامنا کرنا پڑا۔

جیسا کہ پیچھے کہا گیا کہ اگر قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے جب اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہر چھوٹے سے چھوٹے واقعے کی بھی تاریخ موجود ہے اس کا ذکر موجود ہے تو پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ عیسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جانا ہو جو اپنے آپ میں ایک بہت بڑا اور غیر معمولی واقعہ ہے اور اس کی قرآن میں تاریخ موجود نہ ہو قرآن میں اس کا ذکر نہ ہو قرآن اس واقعے کی تاریخ سے خالی ہو؟ ایسا ممکن ہی نہیں اور آپ پر کھول کر واضح کر دیا کہ قرآن اپنے دعوے میں جھوٹا نہیں ہے قرآن اپنے دعوے میں نہ صرف سچا ہے بلکہ قرآن اپنی ہر بات کو اپنے وقت پر سچا ثابت کرتا ہے اسے بالکل کھول کر واضح کر دیتا ہے لیکن جب تک اس کا وقت نہیں آتا تب تک قرآن صبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آج ہر کسی نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ قرآن میں دو عیسیٰ کا ذکر موجود ہے دو عیسیٰ کی تاریخ موجود ہے جو کہ بالکل کھلم کھلا سامنے رکھی گئی تو آخر آج تک کسی کو بھی اس کا علم کیوں نہ ہوا؟ تو اس کا جواب بھی پہلے ہی واضح کر دیا گیا کہ اللہ نے اسی قرآن میں کہا کہ اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے یعنی وہ سامنے تو سب کے ہے اس کے باوجود اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں کیونکہ اللہ نے اس کا علم مکمل طور پر چھپا دیا اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی قرآن کو بیّن نہیں کر سکتا یعنی کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور اللہ چونکہ العزیز الحکیم ہے اس لیے اللہ نہ صرف اپنا ہر کام اس کے عین وقت پر کرتا ہے بلکہ اس طرح پرفیکٹ کرتا ہے کہ اس میں رائی برابر بھی خامی و نقص نہیں چھوڑتا اور پھر اللہ نے اسی قرآن میں یہ بات بھی واضح کر دی کہ اس قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ ہو نہیں جاتا جس واقعے کی تاریخ پر مبنی وہ آیت ہو اور جیسے ہی وہ واقعہ ہوگا تو اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات نہ صرف کھل کر واضح ہو جائیں گی بلکہ یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف قرآن اس طرح اس واقعے کی یاد دلا دے گا بلکہ اس کی تصدیق کر دے گا جس کے بعد کسی کے لیے بھی اس کا کفر کرنا ناممکن ہو جائے گا اس کے باوجود وہ کرتا ہے تو اس پر حجت ہو چکی ہو گی۔ اب جب کوئی بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا تو پھر ایسا کیسے ممکن تھا کہ دوسرے عیسیٰ کے آنے سے پہلے یہ آیات بیّن ہو جاتیں یعنی کھل کر واضح ہو جاتیں کہ کوئی بھی انسان قرآن سے دوسرے عیسیٰ کو جان لیتا؟ ایسا ممکن ہی نہیں تھا اور آج ہی ان آیات کا کھل کر واضح ہونا یہ ثابت کر دیتا ہے کہ آج یہ واقعہ رونما ہو چکا ہے یعنی آج اللہ کا وہ رسول عیسیٰ آ گیا ہے جو کہ آج آپ میں موجود ہے اور حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ رہا ہے بذات خود قرآن اس کی یعنی میری احمد عیسیٰ رسول اللہ کی تصدیق کر رہا ہے جو کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں موجود ہے۔ یوں آج ہر کسی پر کھول کھول کر واضح کیا جا چکا کہ میں احمد عیسیٰ ہی اللہ کا وہ رسول ہوں جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا اور دنیا کی کوئی طاقت میرا رد نہیں کر سکتی مجھے کذاب ثابت نہیں کر سکتی اور اگر حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی کوئی میری مخالفت کرتا ہے، میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو ایسے ہر شخص کو جان لینا چاہیے کہ وہ اللہ کی مخالفت کر رہا ہے اللہ کیساتھ دشمنی کر رہا ہے اور کیا وہ اللہ کو عاجز کر سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، خواہ وہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا اس لیے جو بھی آج میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ وہ نہ تو آل فرعون اور جو پہلی قومیں ہلاک کر دی گئیں ان سے بڑھ کر قوت والا ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی طاقت اسے دنیا و آخرت میں عذاب الیم سے بچا سکتی ہے اس لیے اے وہ لوگو جو میرے ساتھ دشمنی کر رہے ہو جان لو تمہارا انجام انتہائی بھیانک لکھا جا چکا۔

آپ خود غور کریں جب قرآن خود یہ کہہ رہا ہے کہ قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک کھل کر واضح نہیں ہو گی یعنی قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو گی جب تک کہ وہ واقعہ ہو نہیں جاتا جس کی وہ آیت تاریخ ہے اور پھر جیسے ہی وہ واقعہ رونما ہو تو نہ صرف قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیت یا آیات کھل کر واضح ہو جائیں گی بلکہ اس وقت موجود لوگوں کو قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیت یا آیات یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔ تو وہ آیات جنہوں نے صرف اور صرف عیسیٰ رسول اللہ کے بعث کیے جانے پر ہی بیّن ہونا تھا یعنی کھل کر واضح ہونا تھا اگر آج وہ کھل کر واضح ہو گئیں تو آخر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ رسول اللہ آیا ہی نہ ہو اور وہ آیات کھل کر واضح ہو گئیں؟ ایسا ممکن ہی نہیں اور اگر آج ایسی تمام آیات کھل کر واضح ہو گئیں تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ آج اللہ کا رسول عیسیٰ تم میں موجود ہے آج یہ واقعہ ہو چکا اور قرآن تمہیں یاد دلا

رہا ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔
یوں نہ صرف ہر ایک پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ میں یعنی احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس کا تم میں سے ہر کوئی انتظار کر رہا تھا بلکہ تمہارے ختم نبوت نامی بت کو بھی پاش پاش کر کے رکھ دیا، ختم نبوت نامی دجل عظیم جو کہ صدیوں سے چلا آ رہا تھا اسے چاک کر کے رکھ دیا۔ یہ ایسا حق ہے کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی خواہ کوئی کچھ ہی کیوں نہ کر لے خواہ پوری دنیا کے انسانوں کو اپنے اس مقصد و مشن میں معاونت کار بنا لو خواہ کچھ ہی کیوں نہ کر لو اور پھر بالآخر ہر ایک کو ماننا پڑے گا کہ ہاں اے احمد عیسیٰ تُو اللہ کا وہی رسول ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا جس کا ہم انتظار کر رہے تھے لیکن تب ماننا کوئی نفع نہیں دے گا بلکہ تب ماننا فرعون کے ماننے کی مثل ہوگا۔

عیسیٰ ابن مریم کے بعد آنے والے دو رسول ''احمد محمد و احمد عیسیٰ''

وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ. الصف ٦

سب سے پہلے اس آیت کے تراجم کے نام پر شیاطین مجرمین کے کلام کو آپ کے سامنے رکھتے ہیں جس سے آپ پر کھول کر واضح کر دیتے ہیں کہ کس طرح ان شیاطین مجرمین نے نہ صرف قرآن کو بدل ڈالا بلکہ اپنے ساتھ ساتھ اکثریت کو جہنم کا ایندھن بنا دیا۔

''اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آ چکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمدﷺ ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ فتح محمد جالندھری
اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو۔ احمد رضا خان بریلوی
اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریمؑ کی وہ بات جو اس نے کہی تھی کہ "اے بنی اسرائیل، میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اُس توراۃ کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے، اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ تو صریح دھوکا ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی''

آپ نے تراجم کے نام پر شیاطین کے کلام میں دیکھا کہ ان لوگوں نے کہا کہ میں تمہیں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا لیکن آیت میں اس کے بالکل برعکس ایک نہیں بلکہ ایک سے زائد رسولوں کے آنے کا کہا گیا۔ آیت میں لفظ ''رسولٍ'' کا استعمال ہوا یعنی رسول کی ل کے نیچے دو زیروں کا استعمال کیا گیا جس سے رسول جمع کا صیغہ بن جاتا ہے یعنی جتنے بھی رسول ہو سکتے ہیں اور اگر ایک رسول کا ذکر ہوتا تو اس کے لیے رسولٍ نہیں بلکہ ''رسولاً'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی ہے ایک رسول لیکن ان شیاطین مجرمین نے قرآن کو ہی بدل ڈالا اور ایسا ان لوگوں نے اس لیے کیا کیوں کہ ان لوگوں کو علم تھا کہ اگر یہاں وہی بات کی جاتی ہے جو اللہ نے کہی تو پھر ان کا ختم نبوت کے نام پر دجل چاک ہو جائے گا اس پر سوالات کا نہ صرف دروازہ کھل جائے گا بلکہ ان کا ختم

نبوت نامی بت پاش پاش ہو جائے گا اور اس کے علاوہ جو ان لوگوں نے عیسیٰ ابن مریم کے آسمانوں سے اتارنے کا عقیدہ اخذ کیا ہوا ہے وہ بھی بے بنیاد و باطل ثابت ہو جائے گا تو ان لوگوں نے بہتر یہی سمجھا کہ قرآن کو ہی بدل دیا جائے کیونکہ لوگ ان کے محتاج ہیں جو یہ لوگوں کے سامنے تراجم و تفاسیر کے نام پر پیش کریں گے لوگ آنکھیں بند کر کے اسے سچ تسلیم کر لیں گے یوں نہ صرف ان کا دجل چاک نہیں ہو گا بلکہ ان کی دکانداری بھی بند نہیں ہو گی اور یہ لوگوں کا مال ناحق آسانی سے کھا سکیں گے۔

اب آئیں پوری آیت کی طرف کہ اس آیت میں کیا کہا گیا۔

وَاِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيلَ اِنِّى رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِى مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ. الصف ۶

وَاِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اور تب کہا عیسیٰ ابن مریم نے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کب اور کیا کہا تو آگے پہلے یہ جواب دیا گیا کہ کب کہا اور اس کے آگے یہ بھی واضح کر دیا کہ کیا کہا تھا يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيلَ اِنِّى رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُم جب عیسیٰ ابن مریم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول ہوں اللہ کا یعنی میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں میں جو بھی بات کر رہا ہوں یہ میری زبان پر اللہ بول رہا ہے اللہ تم سے میری صورت میں کلام کر رہا ہے مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ میں جو بھی کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں میری ایک ایک بات کی تصدیق کے لیے تمہارے دونوں ہاتھوں میں تورائت موجود ہے اس سے میری تصدیق ہو رہی ہے کہ میں تمہاری طرف رسول اللہ ہوں۔ رسول آتا ہے البیّنات کیساتھ یعنی جب بھی اللہ رسول کو بعث کرتا ہے تو رسول آکر حق کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے تو جب عیسیٰ ابن مریم نے بنی اسرائیل پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا جس سے نہ صرف تورائت سے عیسیٰ ابن مریم کی تصدیق ہو گئی کہ یہی اللہ کا وہ رسول ہے جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا ہوا تھا تب عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا وَ مُبَشِّرًا اور تمہیں پہلے ہی آگاہ کر رہا ہوں بِرَسُولٍ يَّاْتِى جس کیساتھ میں آیا ہوں یعنی میں آیا ہوں البیّنات کیساتھ اور میری تصدیق تورائت کر رہی ہے ایسے ہی نہ صرف رسول آئیں گے البیّنات کیساتھ بلکہ ان کی بھی تصدیق موجود ہو گی اس میں جو ان سے پہلے امیّین کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہو گا مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ان رسولوں میں سے جب جب رسول کی بعثت کا وقت آئے گا یعنی جب جب امیّین ضلالٍ مبینٍ میں ڈوب جائیں گے تو رسول آئے گا اسم اس کا احمد ہے فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْبَيِّنٰتِ پس جب جب ان میں انہیں سے رسول آ گیا البیّنات کیساتھ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ تو رسول کو جواب دے رہے ہیں آگے سے کہہ رہے ہیں کہ یہ تو ہر لحاظ سے سو فیصد سائنس ہے سائنس کی باتیں کرتا ہے اسے تو دین کی الف ب تک کا بھی علم نہیں۔

یعنی چونکہ رسول کی بعثت سے قبل امیّین ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں تو ان لوگوں نے رسول سے بہت کچھ غیر معمولی منسوب کر رکھا ہوتا ہے کہ رسول کے پاس معجزات ہوتے ہیں لیکن اللہ نے واضح کر دیا کہ اللہ رسول معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ بعث کرتا ہے تو یوں جب جب رسول آیا البیّنات کیساتھ کہ اس نے آکر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دیا تو آگے سے ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہ رسول نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک سائنسدان ہے کیونکہ اگر رسول ہوتا تو اس کے پاس معجزات ہوتے، جو ہم نے رسولوں کے بارے میں گھڑ رکھا ہے یہ اس معیار پر پورا اترتا لیکن یہ تو بشر ہے ہماری ہی مثل یعنی اس کے پاس ہماری طرح کچھ بھی نہیں یہ بھی ہماری طرح محتاج ہے اگر پانی نہیں تو پیاسا مر جائے گا لیکن کسی معجزے سے پانی نہیں لا سکے گا اس لیے یہ رسول نہیں اس کی جو دعوت ہے جو باتیں ہیں ان کا دین کیساتھ تو کوئی تعلق نہیں یہ تو ساری کی ساری سائنس کی باتیں کر رہا ہے یہ ہر لحاظ سے سائنس ہے۔

جن رسولوں کی بعثت سے عیسیٰ ابن مریم نے آگاہ کیا تھا یہ صرف اور صرف عیسیٰ ابن مریم نے ہی آگاہ نہیں کیا تھا اللہ نے یہ قدر میں کر دیا کہ جب جب لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ڈوب جائیں یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں ہو رہے ہوں کہ نور کی ایک کرن بھی نہ ہو حق کی رائی بھی نہ ہو تب تب اللہ اپنا رسول بعث کرے گا جو آکر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دے گا اس لیے جو بھی رسول آیا اس نے اپنی قوم کو کھول کھول کر واضح کر دیا کہ جب جب لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ہوں گے تب تب اللہ رسول بعث کرے گا یعنی میرے بعد رسول آئیں گے اور ان میں سے جو رسول آئے گا اس کا اسم احمد ہو گا یعنی میرے بعد آنے والے رسولوں میں سے جو رسول تم میں آگے چل کر آئے گا جب تم ضلالٍ مبینٍ میں ڈوب جاؤ گے تو اس کا اسم احمد ہو گا اور اسم کہتے ہیں صفات کو کہ اس کی پہچان

یہ ہوگی کہ اس کے ہر کام میں حمد ہوگی وہ جو بھی کام کرے گا اس میں کوئی خامی وخرابی نہیں ہوگی کوئی نقص نہیں ہوگا۔ یہی وہ وجہ ہے کہ نہ صرف ہر رسول نے اپنے بعد آنے والے رسولوں کے بارے میں آگاہی دی بلکہ آج سے چودہ صدیاں قبل محمد رسول اللہ نے بھی اسی بنیاد پر ایک رسول آنے کی بشارت دی تھی اس کے بعد کوئی رسول نہیں بلکہ الساعت آئے گی اسی وجہ سے آج آنے والے اللہ کے رسول عیسیٰ نے آ کر یہ نہیں کہنا تھا کہ میرے بعد رسول آئیں گے بلکہ اللہ کا رسول عیسیٰ یہ کہے گا کہ اب چونکہ انسانوں نے اس قدر زمین میں فساد کر دیا کہ ایسا عظیم زلزلہ آئے گا کہ کوئی ایک بھی انسان اس میں نہیں بچے گا اس لیے میرے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا بلکہ الساعت آئے گی ہاں البتہ چونکہ جو رسول تب بھیجا جاتا ہے جب لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں تو وہ نہ صرف رسول ہوتا ہے بلکہ خاتم النبیّن بھی ہوتا ہے یعنی بعد میں آنے والے نبیّن کا فلٹر تو اس لیے میرے بعد النبیّن تو آئیں گے لیکن رسول نہیں آئے گا اور رسول کی بجائے الساعت آئے گی۔

عیسیٰ ابن مریم نے جن رسولوں کے آنے کی آگاہی دی تھی وہ دو رسول تھے ایک آج سے چودہ صدیاں قبل بعث کیے جانے والے محمد اور دوسرے آج بعث کیے جانے والے احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آج آپ پر ہر لحاظ سے کھل کر یہ واضح ہو چکا کہ آپ میں اللہ کا رسول عیسیٰ موجود ہے جس نے آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا اور دنیا کی کوئی طاقت احمد عیسیٰ رسول اللہ و خاتم النبیّن یعنی مجھے غلط ثابت نہیں کر سکتی۔

یوں نہ صرف یہ آیت بھی بالکل کھل کر واضح ہوگئی بلکہ ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش کر کے رکھ دیا گیا اور میری یعنی احمد عیسیٰ کی تصدیق بھی ہوگئی جس کا دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی۔

آپ پر بار بار کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ اتاری گئی تھی کیونکہ الاولین یعنی وہ جو اس قرآن کے نزول سے پہلے آئے انہیں نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کے لیے اس لیے اب اگر کوئی یہ کہتا اور سمجھتا ہے کہ اس آیت میں عیسیٰ ابن مریم کا ذکر ہے عیسیٰ ابن مریم ایسا کہہ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ آیت بھی عیسیٰ ابن مریم جو کہ سلف کیا جا چکا اس کی مثل سے اس امت کے آخرین میں آنے والے احمد عیسیٰ کی تاریخ ہے جسے آپ پر بالکل کھول کر واضح کرتے ہیں۔

جب بنی اسرائیل میں عیسیٰ ابن مریم کو بعث کیا گیا تو عیسیٰ ابن مریم نے یہ کہا

وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ۔ الصف ٦

اب یہ اصل میں عیسیٰ ابن مریم کی مثل سے اس امت کے آخرین میں آنے والے عیسیٰ کی تاریخ ہے اس لیے اب سلف کو مثل میں بدلتے ہوئے اسے آیت سے بیّن کرتے ہیں۔

واذ قال عیسیٰ یقوم انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی ھذاالقرآن و من کتابٍ و انا النذر بالساعت تاتی من بعدی ان تاتیھم بغتۃً فقد جاء اشراطھا.

یعنی بالکل وہی جو عیسیٰ ابن مریم نے اس وقت کے تقاضے کے مطابق کہا تھا فرق صرف یہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے بعد رسولوں نے آنا تھا لیکن عیسیٰ کے بعد سوائے الساعت کے کچھ نہیں آنا سب کچھ آ چکا اس لیے عیسیٰ یہ نہیں کہے گا کہ میرے بعد رسول آئیں گے بلکہ عیسیٰ کہے گا کہ میرے بعد الساعت آئے گی جس سے میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں۔

آج جب احمد عیسیٰ آیا یعنی مجھے بعث کیا گیا تو دیکھیں کیا میں نے بالکل وہی نہیں کہا جو عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ میری تصدیق اس میں موجود ہے جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہے؟ کیا آج میری تصدیق بھی وہ نہیں کر رہا جو آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے جسے آپ اپنے لیے ہدایت کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہیں یعنی یہ قرآن۔ کیا پورے کے پورے قرآن میں میری تصدیق موجود نہیں ہے؟ کیا پورے کا پورا قرآن میری تصدیق نہیں کر رہا؟ کیا میں

البیّنات کیساتھ نہیں آیا؟ کیا میں نے آ کر سب کچھ کھول کھول کر نہیں رکھ دیا؟ حق ہر لحاظ سے آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا اسکے باوجود بھی اگر کوئی میرا کفر ہی کرتا ہے میرا کذب ہی کرتا ہے تو پھر جان لو کہ تمہارا انجام بھی بالکل انہی کی مثل ہونے والا ہے جو ان کا ہوا جو تم سے پہلے کفر و کذب کر چکے جیسے کہ قوم نوح ،قوم عاد،قوم ثمود،قوم مدین،قوم لوط و آل فرعون۔

حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی اگر کوئی میرا کفر ہی کرتا ہے کذب ہی کرتا ہے تو وہ جان لے کل کو اس کے پاس کسی بھی قسم کا کوئی عذر یا بہانہ نہیں ہوگا ہر ایک پر حجت ہو چکی۔تمہارا ختم نبوت نامی بت پاش پاش کر کے رکھ دیا تمہارے مشرک آباؤ اجداد سے نسل در نسل منتقل ہونے والے بے بنیاد و باطل دین کو جڑوں سے ہی اکھاڑ دیا گیا اس کے باوجود بھی اگر کفر کرتے ہو تو کیسے کفر کر سکتے ہو؟

وہ تمہارے لیے رسول ہی نہیں جو تمہاری زبان کیساتھ نہیں

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ. ابراھیم ۴

وَمَا اَرۡسَلۡنَا اور نہیں بھیجتے ہم مِنۡ رَّسُوۡلٍ رسولوں میں سے کوئی ایک بھی رسول اِلَّا مگر یعنی ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے یا جو بھی رسول بھیجتے ہیں بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ جس قوم میں رسول بھیجا جاتا ہے انہی لوگوں کی زبان کیساتھ بھیجا جاتا ہے لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ہر رسول کو جن میں بھیجا جاتا ہے انہی کی زبان میں اس لیے بھیجتے ہیں تا کہ وہ ان کے لیے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دے یعنی حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کرنے کے لیے انہی کی زبان کیساتھ رسول بھیجا جاتا ہے فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ پس گمراہ کر رہا ہے اللہ جیسے کہ اس کا قانون ہے یعنی جب اللہ نے یہ قانون بنا دیا یہ قدر میں کر دیا کہ اللہ جس قوم میں بھی رسول بھیجتا ہے تو انہی کی زبان میں رسول بھیجتا ہے تو پھر اگر کوئی کسی ایسے شخص کو اپنا رسول قرار دے جو ان کی زبان میں ہی نہیں بھیجا گیا تو پھر ظاہر ہے ان کے لیے حق کس طرح کھل کر واضح ہوگا اور وہ ہدایت کیسے پائیں گے؟ جب اللہ نے قانون ہی یہ بنا دیا کہ ہر قوم میں انہی کی زبان کیساتھ رسول بھیجا جائے گا تو پھر اگر کوئی قوم غیر زبان والی کسی شخصیت کو اپنے لیے رسول تسلیم کرتی ہے یا اپنے لیے رسول قرار دیتی ہے تو پھر ایسی قوم کو دنیا کی کوئی بھی طاقت گمراہی سے نہیں بچا سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے کیونکہ ایسا کرنے والوں کے لیے گمراہی اللہ نے قانون میں کر دی۔ظاہر ہے آسمانوں وزمین کی خلق اتنی پیچیدہ ترین ہے کہ انہیں سمجھنے کے لیے راہنمائی کے لیے جب تک آپ کو آپ کی ہی زبان میں نہیں سمجھایا جائے گا جو کہ آپ کی مادری زبان ہے تو آپ کبھی بھی حق کو نہیں سمجھ سکیں گے آسمانوں وزمین کی پیچیدگیوں کو نہیں سمجھ سکیں گے اور پھر نتیجتاً گمراہ ہی ہوں گے وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اور اللہ ہدایت دیتا ہے جیسے اس کا قانون ہے یعنی اللہ نے قانون بنا دیا کہ ہر قوم میں انہی کی زبان کیساتھ رسول بھیجا جائے گا تا کہ ان کی زبان میں ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا جائے اور وہ آسانی کیساتھ حق کو سمجھ سکیں یوں جو اپنی ہی زبان کیساتھ آنے والے رسول کی اطاعت واتباع کرتے ہیں تو وہ لوگ ہدایت پا جاتے ہیں کیونکہ اللہ نے ہدایت کے لیے یہ قانون بنا دیا۔آپ خود غور کریں اور فیصلہ کریں آپ کو سننے کے لیے کان دیئے تو کیوں دیئے؟ دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں تو کیوں دیں؟ ظاہر ہے اس لیے تا کہ آپ سن اور دیکھ سکیں اور پھر صرف سننا اور دیکھنا ہی نہیں بلکہ آپ جو سن اور دیکھ رہے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی دی تو پھر وہی سوال آخر آپ کو سمجھنے کی صلاحیت کیوں دی؟ ظاہر ہے اسی لیے دی کہ آپ نہ صرف سنیں اور دیکھیں بلکہ جو سن اور دیکھ رہے ہیں اسے سمجھیں۔اب آپ خود فیصلہ کریں کیا آپ کسی بھی ایسی بات کو سمجھ سکتے ہیں جو آپ کی زبان میں ہو ہی نہیں؟ آپ کو کچھ بھی سمجھنے کے لیے لازم ہے کہ آپ کی ہی زبان میں آپ کو بتایا جائے تب ہی آپ بالکل کھل کر بات کو سمجھ سکتے ہیں آپ کو کوئی شک وشبہ نہیں رہے گا اور اگر آپ کسی ایسی زبان میں سمجھنے کی کوشش کریں گے جو آپکی زبان ہے ہی نہیں تو پھر ظاہر ہے لامحالہ آپ گمراہ ہی ہوں گے اور پھر آگے یہ بھی واضح کر دیا کہ رسول کی پہچان کیا ہے وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ اور ھو العزیز الحکیم ہے یعنی جب رسول آتا ہے تو ظاہر ہے رسول اللہ کی زبان ہوتا ہے تو وہی اللہ کا رسول ہوتا ہے جو ہر کام انتہائی باریک بینی سے کرتا ہے وہ لوگوں کو انتہائی زبردست طریقے سے حق کی طرف

دعوت دیتا ہے ان پر حق کھول کھول کر واضح کرتا ہے اس لیے اگر کوئی رسول اللہ ہونے کا دعویدار ہو لیکن وہ العزیز الحکیم نہ ہو تو وہ اللہ کا بھیجا ہوا نہیں اس کی صورت میں اللہ کلام نہیں کر رہا بلکہ وہ شیاطین مجرمین میں سے ہے۔

یہ آیت ان لوگوں کی حقیقت ان پر بالکل کھول کر واضح کر دیتی ہے جو ایک عرب شخص کو اپنا رسول بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر اس سے بھی بڑا جرم یہ ہے کہ ایک ایسی شخصیت کو جو کہ زندہ ہی نہیں بلکہ اس کی موت ہو چکی۔ اب جب اللہ نے کھول کر واضح کر دیا کہ غیر زبان شخصیت کو اگر اپنا رسول بنا لوگے تو دنیا کی کوئی بھی طاقت تمہیں گمراہی سے نہیں بچا سکتی تمہارا گمراہ ہونا قانون میں کیا جا چکا تو پھر خود کو مسلمان کہلوانے والے وہ لوگ جو عرب نہیں ہیں اس کے باوجود وہ ایک عرب شخص کو اپنا رسول قرار دے رہے ہیں تو ان میں سے کوئی ایک بھی ہدایت یافتہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ممکن ہی نہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہم حق پر ہیں تو ایسا کہنے والے کا دعویٰ ہے کہ اللہ جھوٹا ہے قرآن جھوٹا ہے اور وہ سچا ہے حالانکہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ جھوٹا ہو؟ نہیں ایسا ممکن ہی نہیں کہ اللہ جھوٹا ہو اس لیے وہ تمام کے تمام لوگ جو عرب نہیں ہیں وہ جان لیں کہ نہ تو ان کا رسول محمد تھا اور نہ ہی انہیں کبھی بھی یہ کہا گیا کہ محمد تمہارا رسول ہے یا تھا اس کے باوجود اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو تم سے بڑھ کر کوئی گمراہ ہے ہی نہیں۔ اس آیت نے نہ صرف تمہارے ختم نبوت والے دجل کو چاک کر کے رکھ دیا بلکہ جو آج تک تم لوگوں نے محمد کے نام پر نہ صرف خود کو دھوکے میں مبتلا رکھا بلکہ اکثریت کو بھی دھوکے میں مبتلا کیے رکھا اور بالآخر آج نہ صرف یہ دھوکہ چاک ہو چکا بلکہ آج اللہ نے تم میں تمہی سے تمہاری ہی زبان کیساتھ اپنا رسول بھیج دیا جو تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے جس نے تم پر آیات کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا اس کے باوجود اگر تم لوگ حق کو تسلیم نہیں کرتے تو جان لو نہ صرف دنیا میں تم کو عذاب عظیم دیا جائے گا بلکہ آخرت میں بھی تمہیں دنیا کی کوئی بھی طاقت جہنم سے نہیں نکلوا سکے گی۔

اب شیاطین مجرمین کے اس آیت کے تراجم کے نام پر کلام کو آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے قرآن کی اس آیت کیساتھ کیا کیا۔

’’اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتا دے۔ پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ فتح محمد جالندھری

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے، اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔ احمد رضا خان بریلوی

ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ہے، اُس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے پھر اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے، وہ بالادست اور حکیم ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی‘‘

ان تراجم کی بنیاد پر ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اللہ ماضی میں بھیجے جانے والے رسولوں کی بات کر رہا ہے کہ پہلے اللہ نے ہر رسول اسی قوم کی زبان میں بھیجا اب اگر ان کی اس بات کو صحیح مان لیا جائے تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ نے اپنا قانون بدل دیا؟ اپنی سنت بدل دی؟

حالانکہ ان کے اپنے تراجم کی بنیاد پر اللہ ہر رسول کو اسی قوم کی زبان میں بھیجنے کا مقصد و وجہ یہ بتا رہا ہے تاکہ وہ ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دے انہیں کھول کر بتا دے تو کیا آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب کے بعد ہدایت کا رستہ ہی بند؟ اب سے رسول اسی قوم کی زبان میں نہیں بلکہ غیر زبان اور پھر غیر قوم سے رسول بھیجا جائے گا تاکہ کوئی ہدایت نہ پا سکے جو اللہ نے ایسا کیا؟

پھر اگر اس آیت میں ماضی کی بات کی جا رہی ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں نہ کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی الاولین کی مثلوں سے احسن تاریخ ہے۔ اگر یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے تو پھر یہ آج اللہ اپنے رسول کے ذریعے انہیں کہہ رہا ہے جو ایک غیر قوم اور غیر زبان شخص کو اپنا رسول بنائے ہوئے ہیں، یہ آج کی تاریخ ہے یہ میری تاریخ ہے جس نے آ کر یہ بات کھول کھول کر واضح کر دی کہ رسول کی بعثت کا مقصد کوئی بت کھڑا کرنا نہیں ہوتا بلکہ رسول کی بعثت کا مقصد تو انسانوں کی راہنمائی کرنا ہوتا ہے اور اس کے لیے انہی میں

سے انہی کی زبان میں رسول کا ہونا لازم ہے تب ہی رسول بعث کیے جانے کا مقصد پورا ہوگا نہ کہ رسول کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ رسول کا بت بنالو خواہ وہ بت مادی نہ ہو بلکہ دماغی بت ہو۔

اس آیت کی صورت میں آپ اردو، ہندی بولنے والوں کو کہا جا رہا ہے کہ جب اللہ کا قانون یہ ہے کہ رسول اسی قوم کی زبان کیساتھ بھیجا جاتا ہے تو پھر تم لوگوں نے کس بنیاد پر ایک غیر قوم کے شخص کو جو کہ غیر زبان کا ہے اسے اپنے لیے رسول سمجھ کر اخذ کر لیا؟ اور پھر اس سے بھی بڑھ کر شرک یہ ہے کہ ایک موت شخص کو اپنا رسول کہہ رہے ہو آخر تمہیں اس بات کی اجازت کس نے دی؟

یہ آیت آج آپ کو یاد دلا رہی ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف یہ آیت آپ کو یاد دلا رہی ہے کہ یہ احمد عیسیٰ ہی اللہ کا وہ رسول ہے جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا یہ آیت اسی کی تاریخ ہے بلکہ قرآن ہر لحاظ سے ہر پہلو سے میری تصدیق کر رہا ہے جو آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے اور ختم نبوت نامی بت کو بھی پاش پاش کر کے رکھ دیا گیا۔ اگر محمد آخری رسول تھا تو پھر اس آیت کی بنیاد پر محمد تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو ہی نہیں سکتا اس لیے اب سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر تم کیسے محمد کو اپنی طرف رسول کہہ رہے ہو اور پھر کیا آخرت میں محمد کو تم پر گواہ بنا کر لایا جائے گا؟ کیا تب محمد یہ نہیں کہے گا کہ اے اللہ میں تو تب تک اور ان لوگوں پر گواہی دے سکتا ہوں جب تک میں زندہ تھا اور جن میں موجود تھا اور جب تُو نے مجھے وفات دے دی اور جن میں میں موجود تھا ہی نہیں تو میں ان پر کس طرح گواہی دے سکتا ہوں اس لیے جب تُو نے مجھے وفات دے دی اور جن میں مجھے بھیجا ہی نہیں گیا تو وہ لوگ جانیں اور تُو جانے یہ تیرا اور ان لوگوں کا معاملہ ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں تو پھر تب تم لوگ کیا کرو گے؟ آخرت میں کون تمہیں بچائے گا؟ کون تمہاری سفارش کرے گا؟ اس لیے آج تمہارے پاس ایک آخری موقع ہے تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا آج تم میں تمہی سے تمہاری ہی زبان میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہے یعنی میں اللہ کا رسول موجود ہوں میری اطاعت واتباع کرو ورنہ دنیا وآخرت میں تمہارا انجام انتہائی بھیانک ہوگا۔

عقیدہ ختم نبوت کے نام پر دجل کا شکار خود کو مسلمان کہلوانے والے انبیاء کے قاتل

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا. النساء ٦٩

اس آیت میں الرسول کی اطاعت کرنے والوں کو چار گروہوں میں تقسیم کیا گیا جن میں پہلا گروہ النبیّن کا ہے یعنی جو مخصوص رسول کی اطاعت کریں گے انہیں میں سے النبیّن یعنی بعد میں آنے والے نبی ہوں گے۔

شیاطین مجرمین اس آیت کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ جو رسول کی اطاعت کریں گے آخرت میں وہ ان چار اقسام کے لوگوں کے ساتھ ہوں گے حالانکہ ان سے یہ سوال کیا جائے کہ اے عقل کے اندھو! اے دل کے اندھو! آیت میں کہاں یہ کہا گیا کہ آخرت میں النبیّن اور الصدیقین اور الشھداء اور الصالحین کیساتھ ہوں گے؟ اور اگر بالفرض یہ بات مان بھی لی جائے کہ آخرت کی بات ہو رہی ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو دنیا میں نبی ہوگا ہی نہیں وہ آخرت میں نبیوں کیساتھ کیسے ہوگا یعنی اس کا آخرت میں نبیوں والے درجے میں کیسے شمار ہوگا؟ جو دنیا میں الصدیق ہوگا ہی نہیں وہ آخرت میں الصدیقین کیساتھ کیسے ہوگا؟ آخرت میں وہی درجہ ملے گا جو دنیا میں کمایا ہوگا اس لیے اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا جو تم لوگوں نے اپنے بے بنیاد و باطل عقائد و نظریات کو بچانے کے لیے قرآن کو بدل ڈالا۔ اگر تم لوگ وہی بات کرتے جو آیت میں کہی گئی تو تمہیں علم تھا کہ تمہارے مشرک آباؤ اجداد سے نسل در نسل منتقل ہونے والے عقائد و نظریات کے پرخچے اڑ جائیں گے دنیا پر تمہارا دجل چاک ہو جائے گا اور یہی تم لوگ نہیں چاہتے تھے کہ ایسا ہو

اسی لیے تم لوگوں نے قرآن کو ہی بدل ڈالا۔ پھر جب اللہ کے علاوہ کوئی بھی قرآن کو بیّن ہی نہیں کر سکتا تو پھر تم لوگوں نے اس آیت کو کیسے بیّن کر لیا؟ یہ آیت تو اللہ کے رسول خاتم النبیّن کی تاریخ ہے کیا تم لوگ اللہ کے رسول تھے جو تمہیں علم تھا کہ اس آیت میں کیا کہا گیا ہے؟ جب تم لوگ خود اپنی زبانوں سے کہتے ہو کہ تم لوگ اللہ کے نمائندے نہیں تو پھر تم لوگوں کو قرآن کو بیّن کرنے کا اختیار کس نے دیا؟

یہ آیت اللہ کے رسولوں کی تاریخ ہے اللہ جب اپنا رسول بعث کرتا ہے تو اللہ کا رسول یہ کہتا ہے کہ جو بھی اللہ کی اطاعت کرے گا جو کہ اللہ کے رسول یعنی میری اطاعت ہے تو جو میری اطاعت کرے گا تو ایسا کرنے والے چار گروہوں میں تقسیم ہوں گے ان میں سے پہلا گروہ النبیّن کا ہوگا اور النبیّن تو بعد میں آنے والے نبیوں کو کہتے ہیں جو کہ یہ آیت خود بھی واضح کر رہی ہے کیونکہ اگر النبیّن بعد میں آنے والے نبیوں کو نہیں کہتے تو پھر یہاں النبیون یا الانبیاء کے الفاظ کا استعمال کیوں نہ کیا گیا؟ اسی لیے نہیں کیا گیا کیونکہ انسان کے لیے تین حالتیں ہیں ماضی حال اور مستقبل تو ظاہر ہے اگر مستقبل کے حوالے سے کوئی بات کی جائے گی تو اس کے لیے مستقبل کا صیغہ ہی استعمال کیا جائے گا یوں نہ صرف یہ واضح کر دیا گیا کہ النبیّن بعد میں آنے والے نبیوں کو کہا جاتا ہے بلکہ ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش ہو گیا کہ جب محمد رسول اللہ نے یہ کہا تھا تو پھر ظاہر ہے محمد کے بعد النبیّن نے آنا تھا تو ایسا کہا گیا محمد رسول اللہ کی اطاعت سے نبی آئے جنہیں تم لوگ قتل کرتے رہے۔

آ گیا تم میں تمہی سے ہمارا رسول البیّنات کیساتھ اب اس کا رد کر کے دکھاؤ اگر تم سچے ہو

يَاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ۔ المائدہ ۱۵

يَاَهۡلَ الۡكِتٰبِ اے اہل الکتاب اور قرآن کے نزول کے بعد اہل الکتاب بنی اسرائیل نہیں بلکہ وہ ہیں جو آج خود کو امت محمد، امت مسلمہ یا مسلمان کہلواتے ہیں ان سے خطاب کرتے ہوئے اللہ کہہ رہا ہے اور اللہ انسانوں سے کلام کرتا ہے جیسے کہ اس کا قانون ہے انسان چونکہ بشر ہیں تو اللہ انہی میں سے ایک بشر انہی کی زبان میں بھیجتا ہے جو کہ اللہ کی زبان ہوتا ہے جس کے ذریعے اللہ کلام کرتا ہے یوں آج اللہ اپنے رسول کے ذریعے خود کو مسلمان کہلوانے والوں سے کلام کرتے ہوئے یعنی بات کرتے ہوئے کہہ رہا ہے قَدۡ جو ہونا قدر میں کر دیا گیا تھا جو طے کر دیا گیا تھا جو طے شدہ تھا اور کیا تھا طے شدہ کیا قدر میں کر دیا تھا آگے اس کی وضاحت بھی کر دی جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا آ گیا تم میں تمہی سے رسول ہے ہمارا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا کھول کھول کر رکھ رہا ہے تم کو بہت زیادہ مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ اس سے جو تم الکتاب سے چھپا رہے ہو اور چھپا رہے تھے وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ اور عفو کر رہا ہے اس سے جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکتا ہے یعنی وہ جو تم لوگوں نے دین کے نام پر خرافات گھڑ رکھی تھیں جو کچھ بھی بے بنیاد و باطل گھڑ رکھا تھا جو کہ بہت بڑی تعداد میں ہے اسے نکال کر دین کو خالص کر رہا ہے دین سے تمام تر ملاوٹیں نکال کر دین کو خالص کر رہا ہے قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ جو کہ طے شدہ تھا یعنی جو کیا جانا قدر میں کر دیا تھا جو کہ ہو کر ہی رہنا تھا اب تم اپنے گھوڑے دوڑا لو اپنی تحقیق کر لو آ گیا تمہارے پاس اللہ سے نور اور ایسا کتب کیا ہوا جو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کیا گیا یعنی یہ کتاب جو تم پڑھ رہے ہو جو ہمارے رسول کے ذریعے تمہارے سامنے سب کا سب کھول کھول کر کتب کر کے لا رکھا گیا۔

اب آپ سے ہی سوال ہے کہ یہ آیت کس کی تاریخ ہے؟ کون ہے اللہ کا وہ رسول جو نہ صرف آج موجود ہے بلکہ اس نے وہ سب کا سب کھول کھول کر سامنے لا رکھا جو آج تک دین کے ٹھیکیدار ملّاں جو کہ شیاطین مجرمین ہیں چھپا رہے تھے جو کچھ بھی ان لوگوں نے چھپا رکھا تھا الکتاب سے اور پھر کون ہے جس نے آ کر حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ جس سے کھل کر واضح ہو گیا جو اس سے پہلے دین کے نام پر ہو رہا تھا خواہ وہ اللہ کے بارے میں عقائد و نظریات ہوں، الصلاۃ کے نام پر نمازیں، زکاۃ کے نام پر جو رسم بنا دی گئی، الصیام کے نام پر روزے، الحج کے نام پر معصوم جانوروں کا قتل عام جو کہ ظلم عظیم ہے سمیت ایک بہت بڑی تعداد میں جو خرافات دین کے نام پر گھڑ رکھی ہوئی تھیں ان کی حقیقت چاک کر کے رکھ دی کہ یہ دین نہیں بلکہ یہ سب کی سب گمراہیاں ہیں یوں انہیں دین سے

نکال باہر کیا؟ کون ہے جس نے آکر کتاب مبین آپکے سامنے لا رکھی؟ ہر لحاظ سے آپ پر واضح ہے کہ یہ میری احمد عیسیٰ رسول اللہ کی تاریخ ہے۔ کون کہہ رہا ہے کہ میں تم میں تمھی سے تمہاری ہی زبان میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں خواہ تم اپنی تحقیق کرلو اپنے گھوڑے دوڑالو بالآخر تمہارے سامنے یہی حق ہی آئے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور جو میں تم پر کھول کھول کر واضح کرر ہا ہوں یہ اللہ سے نور ہے جو اس نور کی اتباع کرے گا تو وہ ہدایت پا جائے گا؟ حق ہر لحاظ سے آپ کے سامنے ہے نہ صرف قرآن کی یہ آیت آج آپ کو یاد دلا رہی ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل قرآن کی اس آیت کی صورت میں تاریخ اتاردی گئی تھی بلکہ یوں اس آیت کی بنیاد پر بھی ختم نبوت نامی بت پاش پاش ہوکر رہ گیا اور شیاطین مجرمین نے جو آج تک الکتاب سے چھپایا اور جو کچھ بھی چھپا رہے تھے وہ سب کا سب سامنے لا کر ان شیاطین مجرمین کا دجل بھی چاک کردیا اور جسے یہ لوگ اس سے پہلے تک دین اسلام کہہ رہے تھے اس کا پردہ بھی چاک ہوگیا کہ وہ دین الاسلام نہیں بلکہ اسلام کے نام پر دین شیطان ہے۔

رسول کی پیدائش سے لیکر وفات تک اور احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول کی بعثت کا مقصد یا رسول بعث کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی: آپ کو سننے کی صلاحیت دی گئی، دیکھنے کی صلاحیت دی گئی اور پھر نہ صرف سننے اور دیکھنے کی صلاحیت دی گئی بلکہ جو سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی دی گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر آپ کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت کیوں دی گئی؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ ظاہر ہے اگر سننے کی صلاحیت دی گئی تو اسی لیے کیونکہ بہت سی آوازیں اپنا وجود رکھتی ہیں آپ کے لیے ان کا سننا لازم تھا تا کہ آپ ان آوازوں کو سن سکیں اس لیے آپ کو سننے کی صلاحیت دی گئی ایسے ہی جو اپنا وجود رکھتا ہے اسے دیکھنا آپ کے لیے لازم تھا تا کہ آپ اسے دیکھ سکیں اس لیے آپ کو دیکھنے کی صلاحیت دی گئی اور ایسے ہی جو سن اور دیکھ رہے ہیں اس کو صرف سننا اور دیکھنا ہی نہیں بلکہ اسے سمجھنا بھی آپ کے لیے لازم ہے اس لیے آپ کو اسے سمجھنے کی بھی صلاحیت دی گئی۔

اب جب آپ شکر کریں گے یعنی آپ کو یہ صلاحیتیں جس مقصد کے لیے دی گئیں اگر ان کا اسی مقصد کے لیے استعمال کریں گے جو کہ جو کچھ بھی سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سنیں دیکھیں اور سمجھیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ آسمانوں وزمین میں کوئی ایک ذرہ بھی ایسا نہیں ہے جو بغیر کسی مقصد کے وجود میں لایا گیا ہو اور پھر ہر مخلوق جس جس مقصد کے لیے خلق کی گئی اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اسے اس کے مقام پر قائم کردیا گیا جس سے نہ صرف یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جو کچھ بھی اپنا وجود رکھتا ہے یہ ایک ہی وجود ہے بلکہ اس میں ہر لحاظ سے اور ہر سطح پر المیز ان یعنی انتہائی پیچیدہ ترین توازن قائم ہے اور یہ توازن اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ ہر مخلوق اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے پوری کرے گی اور اگر کسی ایک بھی مخلوق نے اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کیا، اپنے مقام سے ہٹ گئی یا لاپرواہی کی تو اس سے میزان میں خسارہ ہوگا جس کے نتیجے میں بالآخر تباہیاں آئیں گی اور باقی مخلوقات بھی ان کا شکار ہوں گی جو کہ اس کی ذمہ دار نہیں ہوں گی۔

دوسری طرف اس وجود میں ایک اور بات سامنے آئے گی کہ یہ وجود ہر شئے کو اس کے مقام پر ہی رکھتا ہے جو بھی اپنے مقام سے ہٹے اسے برداشت نہیں کرتا بلکہ اس کا وجود مٹا دیتا ہے جس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ وجود نہیں چاہتا کہ کوئی بھی اپنے مقام سے ہٹے کوئی بھی مخلوق اس مقصد کو پورا نہ کرے جس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اسے وجود میں لایا گیا اس لیے اگر کوئی اس کے باوجود اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا تو وجود اس سے اس کا حساب لے گا اور اس کی جزا دے گا۔

اب جب انسان خود اپنے ہی نفس میں یعنی اس بشری وجود میں غور کرتا ہے اور باقی انسانوں کو دیکھتا ہے تو اس پر واضح ہو جاتا ہے کہ اس کے اپنے سمیت کوئی ایک بھی انسان ایسا نہیں ہے جو اس مقصد کو پورا کر رہا ہو جس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اسے وجود میں لایا گیا۔ مقصد کو پورا کرنا تو بہت بعد کی بات ہے کسی ایک کو

بھی نہیں علم کہ دنیا میں آنے کا مقصد ہے کیا۔ اب ظاہر ہے جب انسانوں کو اس مقصد کا علم ہی نہیں تو پھر یہ اس مقصد کو پورا کیسے کر پائیں گے؟ ممکن ہی نہیں اور پھر جب یہ اس مقصد کو پورا نہیں کریں گے تو ظاہر ہے المیز ان میں خسارہ ہوگا اور پھر بالآخر تباہیاں آئیں گی جانور انسان سمیت باقی بہت سی مخلوقات بھی ان تباہیوں کا شکار ہوں گے جس کا ذمہ دار انسان ہوگا۔ اب اگر کل کو یہ وجود یعنی اللہ حساب لیتا ہے یعنی اس بارے میں سوال کرتا ہے تو انسان کے پاس یہ عذر ہوگا کہ اے اللہ ہمیں کس مقصد کے لیے خلق کیا گیا ہمیں تو اس کا علم ہی نہ تھا اگر ہمیں علم ہوتا تو ہم ضرور اسے پورا کرتے اب جب ہمیں خلق تُو نے کیا اور ہمیں ایک تو خلق ہی بھولا ہوا کیا اور اگر تُو نے خلق کیا ہے تو چاہیے تھا کہ کم از کم ایک بار ہم پر وہ مقصد کھول کر واضح کر دیتا ہمیں ہر لحاظ سے کھول کھول کر وہ مقصد سمجھا دیتا تو ہم ضرور اس مقصد کو پورا کرتے لیکن جب تُو نے ہمیں خلق ہی بھولا ہوا کیا اور پھر اگر بھولا ہوا خلق کیا ہی تھا تو کم از کم ایک بار حق واضح کر دیتا وہ بھی نہیں کیا تو پھر ظاہر ہے ہم نے تو وہی کرنا تھا جو ہمیں سمجھ میں آنا تھا جو ہمارے سامنے آنا تھا جو ہمیں اچھا لگنا تھا جو ہماری چاہت تھی تو ہم نے وہی کیا اور پھر اس کے نتیجے میں فساد ہوا اب اس کے اصل ذمہ دار ہم نہیں بلکہ اصل ذمہ دار تُو ہے اگر تیری چاہت یہی تھی کہ ہم فساد نہ کرتے تو کم از کم ہم پر ایک بار حق واضح کر دیتا اور وہ تُو نے کیا ہی نہیں اس لیے آج ہم سے حساب کس بات کا؟

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا آپ چاہیں گے کہ آپ کے جسم کو کوئی نقصان پہنچائے؟ آپ کو کوئی تکلیف دے؟ آپ کیساتھ کوئی دشمنی کرے؟ تو آپ کا جواب ہوگا کہ نہیں بالکل نہیں، ہم ایسا کیوں چاہیں گے بالکل ایسے ہی جب آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ جو کچھ بھی آپ کو نظر آ رہا ہے یہ آپ کو ہر طرف اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے تو پھر اللہ کیوں چاہے گا کہ اسے نقصان پہنچایا جائے، اس کیساتھ دشمنی کی جائے؟ اللہ ہرگز ایسا نہیں چاہے گا اور پھر جب اللہ نے اس بشر کو خلق ہی انسان کیا یعنی خلق ہی بھولا ہوا کیا تو پھر اللہ کیوں نہیں اسے یاد دلائے گا جو اسے بھلا دیا گیا؟ پھر اللہ کیوں نہ اس پر دنیا میں آنے کا مقصد کھول کھول کر واضح کرے گا؟ ظاہر ہے اللہ ضرور یاد دلائے گا کہ تجھے کیا بھلا دیا گیا تھا اور پھر تیرا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے یعنی تجھے وجود میں لائے جانے کا مقصد کیا ہے اور اس مقصد کو پورا کیسے کرنا ہے۔

انسان چونکہ بشر ہیں تو اللہ انہی میں سے ایک بشر کو عملی نمونہ بنا کر پیش کرتا ہے کہ یہ تھا تمہاری تخلیق کا مقصد۔ جس طرح اس بشر نے اس مقصد کو جانا پہچانا، اپنے آپ کو یاد کر لیا اور پھر اس مقصد کو پورا کیا اس سے حسن کچھ ہو ہی نہیں سکتا اس لیے تم نے بھی بالکل ایسے ہی کرنا ہے تم نے بھی بالکل ایسے ہی بننا ہے اس کے مطابق جس کے تم مکلّف ہو۔

رسول کیسے بعث ہوتا ہے: جب ہر طرف انسان ہوتے ہیں یعنی کوئی ایک بھی بشر ایسا نہیں ہوتا جس کو یہ علم ہو کہ وہ کون ہے اس کی حقیقت کیا ہے ہر کوئی اس بشری وجود کو ہی اپنی حقیقت سمجھ رہا ہوتا ہے ہر کوئی اسی بشری وجود کو ہی اپنا آپ قرار دیتے ہوئے اسی بشری وجود کی خواہشات کو پورا کرنے میں لگا ہوتا ہے یعنی جو اس بشری وجود کو اچھا لگتا ہے جو اس کی چاہت ہوتی ہے اسی کو پورا کرنے کے لیے ہر کوئی بھاگ دوڑ کر رہا ہوتا ہے کسی ایک کو بھی علم نہیں ہوتا کہ حق کیا ہے نور کی ایک کرن بھی نہیں ہوتی اب اگر ایسی صورت میں اللہ انسانوں پر حق واضح نہ کرے تو الٹا انسان کی طرف سے اللہ پر حجت ہو جائے گی کل کو اللہ انسان سے حساب نہیں لے سکے گا، اللہ پر حجت نہ رہے بلکہ انسان پر حجت ہو جائے اس مقصد کے لیے اللہ پر لازم ہوتا ہے کہ اللہ انسانوں پر حق واضح کرے یعنی انسانوں پر دنیا میں آنے کا مقصد کھول کھول کر واضح کرے اس طرح کھول کھول کر واضح کر دے کہ کل کو چاہ کر بھی کسی کے پاس بہانہ نہ ہو یوں جہاں بہت سے بچے پیدا ہو رہے ہوتے ہیں وہیں ایک بشر مرد اور عورت ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے عباد یعنی اللہ کے غلام ہوتے ہیں لیکن چونکہ ضلالٍ مبینٍ ہوتی ہیں انہیں بھی حق کا علم نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود چونکہ وہ ہر لحاظ سے مکمل طور پر اللہ کیساتھ مخلص ہوتے ہیں تو اللہ اپنے ان غلام مرد و عورت کے ذریعے ایک بچہ دنیا میں لاتا ہے جو کہ اللہ کا رسول ہوتا ہے۔

اب نہ تو بچے کے والدین کو ہی علم ہوتا ہے کہ ان کا بیٹا اللہ کا رسول ہے اور نہ ہی اس بچے کو اس بات کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی انسانوں میں سے کسی کو بھی اس بات کا علم ہوتا ہے کہ یہ بچہ جو کہ فلاں کا بیٹا ہے یہ اللہ کا رسول ہے۔ ایک طرف معاشرے میں باقی والدین اپنی اولاد کو پروان چڑھا رہے ہوتے ہیں اپنی اولاد کی تربیت کر رہے ہوتے ہیں تو وہیں دوسری طرف اللہ کے عباد مرد و عورت اس بچے کو پروان چڑھاتے ہیں اس کی تربیت کرتے جو کہ درحقیقت ان والدین کی صورت میں اللہ ہی ہوتا ہے جو کہ اس بچے کی پرورش و تربیت کر رہا ہوتا ہے۔ اس بچے کی پیدائش سے پہلے اللہ یعنی فطرت ایسے حالات پیدا کر دیتی ہے کہ بچے

کے والدین طیب رزق کھاتے ہیں وہ اللہ پر یعنی فطرت پر ہی انحصار کرتے ہیں پھر جب طیب والدین اور طیب رزق سے بچہ وجود میں آتا ہے تو اللہ خود اس بچے کو پروان چڑھاتا ہے یعنی اس کے والدین کو ایسے حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ دنیا میں اس سے بہتر کسی بھی بچے کی تربیت نہیں ہو رہی ہوتی۔ یوں ایک وقت آتا ہے جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس کا معاملہ باقی بچوں کے بالکل برعکس ہوتا ہے باقی بچوں کو ان کے والدین نے انہیں ایسے پروان چڑھایا ہوتا ہے اور ان کی تربیت کی ہوتی ہے کہ ان کی آزادی صلب کی جا چکی ہوتی ہے یعنی ان کے والدین جو خود ہوتے ہیں اپنی اولاد کو بھی بالکل ویسا ہی بنا دیتے ہیں جسے وہ خود حق سمجھ رہے ہوتے ہیں اپنے بچوں کو بھی اسی دائرے میں بند کر دیتے ہیں اور بچے بھی انہی دائروں کے قیدی بن کر رہ جاتے ہیں۔ اب جب وہ بچے جوان ہو جاتے ہیں تو ایک طرف یہ سب بچے ہوتے ہیں جو اسے ہی حق سمجھتے ہوئے اسی پر ڈٹ جاتے ہیں جس پر انہوں نے اپنے والدین کو پایا جس پر انہوں نے اپنے آباؤاجداد کو پایا تو دوسری طرف وہ بچہ جو کل کو آگے چل کر دنیا پر واضح ہونا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اس کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک آزاد بچہ ہوتا ہے اسے جو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں دی گئی ان کا استعمال کرتا ہے وہ خود کو کسی بھی دائرے میں بند نہیں کرتا وہ جب اِدھر اُدھر سے سنتا اور دیکھتا ہے کہ ہر کوئی خود کو کہہ رہا ہے کہ وہی حق پر ہے اور باقی سب باطل پر ہیں تو وہ اس میں غور کرتا ہے کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ سب کے سب ہی حق پر ہوں؟ کیونکہ دو جمع دو صرف اور صرف چار ہی ہوتا ہے اب اگر کوئی دو جمع دو پانچ کہہ رہا ہو، کوئی چھ کہہ رہا ہو، کوئی سات، کوئی آٹھ، کوئی تین یا چار کے علاوہ کچھ بھی تو ظاہر ہے وہ سارے کے سارے سچے تو نہیں ہوسکتے بلکہ ان میں سے کوئی ایک ہی سچا ہوسکتا ہے۔ اب یا تو ان میں سے کوئی ایک سچا ہے یا پھر کوئی بھی سچا نہیں یعنی اصل حقیقت کا کسی کو بھی علم نہیں۔ تو وہ بچہ خود اپنی ذات سے شروع کرتا ہے کہ میں اسے حق کہہ رہا ہوں جس پر میں نے اپنے آباؤاجداد کو پایا، وہ اسے حق کہہ اور سمجھ رہا ہے جس پر اس نے اپنے آباؤاجداد کو پایا، فلاں اسے حق کہہ اور سمجھ رہا ہے جس پر اس نے اپنے آباؤاجداد کو پایا ایسے ہی ہر کوئی اسے ہی حق کہہ اور سمجھ رہا ہے جس پر انہوں نے اپنے اپنے آباؤاجداد کو پایا۔ جب میں پیدا ہوا تو میں مکمل طور پر اپنے والدین کا محتاج تھا میں کچھ بھی بول نہیں سکتا تھا میں خود سے کھا نہیں سکتا تھا، پی نہیں سکتا تھا، پہن نہیں سکتا تھا یہاں تک کہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا تب میں مکمل طور پر اپنے والدین کا محتاج تھا پھر جیسے جیسے میں بڑا ہوتا گیا تو میں آہستہ آہستہ خود مختار ہوتا گیا یہاں تک کہ مکمل طور پر خود مختار ہو گیا۔ ایک وقت تھا جب میں ایک لفظ تک بھی نہیں بول سکتا تھا پھر ایک وقت آیا کہ مجھ میں کچھ بولنے کی صلاحیت آئی تو میں وہی بولتا تھا جو میرے والدین کہتے تھے مثلاً ماما، بابا وغیرہ پھر آہستہ آہستہ میں خود مختار ہوتا چلا گیا کہ الفاظ بولنے کے لیے والدین کا محتاج نہ رہا، ایسے ہی کھانے پینے، پہننے وغیرہ کو لے لیں پھر یہاں تک کہ نفع و نقصان کی سمجھ کے حوالے سے بھی میں باشعور ہو گیا۔ آج میں کھانے کے لیے کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوں وہی کھاتا ہوں جو میری چاہت یا میری مرضی ہوتی ہے، پہننے کے لیے بھی خود اپنے لیے لباس پسند کرتا ہوں آج میں وہ لباس نہیں پہنتا جو مجھے میرے والدین پہناتے تھے ایسے ہی باقی معاملات میں بھی میں آج اپنی مرضی کر رہا ہوں لیکن ایک شئے ایسی ہے کہ جس کے لیے میں آج بھی انہی کا محتاج بنا ہوا ہوں جسے انہوں نے کہا کہ یہ حق ہے میں آج سمجھنے کے باوجود حق و باطل میں فرق کرنے کی صلاحیت آجانے کے باوجود اسی کو حق کہہ اور سمجھ رہا ہوں جس پر میں نے اپنے آباؤاجداد کو پایا۔ جب میرے آباؤاجداد نے میرے دماغ میں ڈالا کہ یہی حق ہے تب میں نا سمجھ تھا تب مجھ میں سمجھنے کی صلاحیت نہیں تھی یا اس حد تک نہیں تھی کہ میں حق و باطل کے درمیان فرق کر سکوں یا میں حق کو سمجھ سکوں اس لیے میں نے اپنے بڑوں کا محتاج ہونے کی وجہ سے بغیر سوچے سمجھے اسے حق مان لیا لیکن آج تو میں ویسا نہیں ہوں، آج تو مجھ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت موجود ہے، آج تو میں خود حق و باطل میں فرق کر سکتا ہوں، آج جو بھی میرے سامنے آئے جو بھی میں سنوں اور دیکھوں تو اسے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہوں تو کیوں نہ ایک بار اس پر نظر ثانی کر لی جائے جس پر آباؤاجداد کو پایا۔ رسول کے والدین کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ اندھوں کی طرح دین کے نام پر پوجا پاٹ نہیں کر رہے ہوتے بلکہ وہ انتہائی سیدھے سادے ہوتے ہیں، وہ دھوکے باز نہیں ہوتے، وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے، ان میں کوئی جلیبی کے بل نہیں ہوتے، وہ سچ بولنے والے اور سیدھے سادے شریف ہوتے ہیں، عزت دار ہوتے ہیں اور یہی وہ اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں یہی سب وہ اپنی اولاد کو سکھاتے ہیں دوسری طرف دین کے نام پر جو گمراہیاں ہوتی ہیں ان میں وہ نہ تو خود ہی اتنے دھنسے ہوئے ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ اپنی اولاد پر ان گمراہیوں کو زبردستی مسلط کرتے ہیں بلکہ وہ اس لحاظ سے اپنی اولاد پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ڈالتے اس لیے وہ بچہ جس کے بارے میں آگے چل کر واضح ہونا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے وہ کردار میں اعلیٰ وارفع ہوتا ہے، سچ بولنے والا، حق پر ڈٹنے والا، حق و سچ کا ساتھ دینے والا، مظلوم و دردمند کا احساس کرنے والا ایسی ہی ہر قسم کی صفات اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہیں وہ ایک معاشرتی رسوم و رواج سے باغی قسم کا بچہ ہوتا

ہے جو کسی کی بھی غلامی قبول نہیں کرتا وہ کسی کے خیالات ونظریات کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دیتا بلکہ وہ ایک آزاد بچہ ہوتا ہے اور وہ جو بھی کرتا ہے کچھ غلط نہیں کرتا حالانکہ ایسا نہیں کہ اسے غلط کرنے کا موقع نہیں ملتا بلکہ وہ اسی معاشرے میں موجود ہوتا ہے اسی معاشرے میں پل بڑھ رہا ہوتا ہے جہاں ہر طرف ہوتی ہی گمراہیاں ہیں یوں وہ بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے نوجوان بن جاتا ہے تو غور وفکر کرتا ہے کہ ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ ہر کوئی حق پر ہو ظاہر ہے یا تو کوئی ایک ہی حق پر ہو سکتا ہے یا پھر کسی ایک کو بھی حق کا علم نہیں کوئی بھی حق پر نہیں اور وہ سب سے پہلے اپنی ذات سے آغاز کرتا ہے جس پر اس نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا کہ اس کے والدین کے علاوہ باقی خاندان کے لوگ جسے حق کہہ اور سمجھ رہے ہیں اس میں غور کرتا ہے تو آہستہ آہستہ اس پر واضح ہو جاتا ہے کہ وہ حق نہیں ہے بلکہ باطل ہے حق کیساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں یوں اس کے بعد وہ اس فرقے کی طرف بڑھتا ہے اس دائرے کی طرف بڑھتا ہے جو حق نظر آ رہا ہوتا ہے ایسے ہی ایک ایک کرتے کرتے وہ تمام فرقوں کو چھان مارتا ہے یہاں تک کہ اس پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سب کے سب ہی گمراہ ہیں کسی ایک کو بھی حق کا علم نہیں۔ اب تک نہ صرف ایک مدت گزر چکی ہوتی ہے بلکہ آگے بڑھتے بڑھتے یہاں تک آنے تک حق کی طلب شدت اختیار کر چکی ہوتی ہے حق جاننے کے لیے وہ تڑپ رہا ہوتا ہے کہیں سے حق نظر نہیں آ رہا ہوتا تو بالآخر وہ نوجوان جسے اپنے خالق ومالک کے قرب کا ذریعہ سمجھتا ہے اس ذریعے کو پورے خلوص کیساتھ اختیار کرتے ہوئے ہدایت کے لیے اپنے ربّ سے گڑگڑاتا ہے۔ مثلاً ہر رسول سب سے آخر پر جسے صوفی ازم کہا جاتا ہے یعنی مراقبہ کوئی نہ کوئی مراقبے کی ہی صورت ہوتی ہے کہ لمبے لمبے مراقبے کرتا ہے کہ اے میرے ربّ تُو نے مجھے خلق کیا اس لیے صرف اور صرف تجھے ہی علم ہے کہ تُو نے مجھے کیوں خلق کیا مجھ پر میرا مقصد کھول کر واضح کر، اے میرے ربّ میری حقیقت کیا ہے مجھ پر میری حقیقت واضح کر تیرے علاوہ کوئی میری راہنمائی نہیں کر سکتا یوں جب وہ پورے خلوص کیساتھ گڑگڑاتا ہے تو کچھ مدت بعد ربّ اس کی راہنمائی کرنا شروع کر دیتا ہے یعنی اس پر حق کھلنا شروع ہو جاتا ہے اس کا رخ آسمانوں وزمین اور خود اپنے ہی نفس میں غور وفکر کی طرف ہو جاتا ہے یوں وہ دن بہ دن آگے بڑھتا چلا جاتا ہے الکتاب یعنی آسمانوں وزمین کو قرا کرتا چلا جاتا ہے پھر بالآخر ایک وقت آتا ہے کہ جہاں تک اس کی رسائی ہوتی ہے وہاں تک غور وفکر کر کے خود کو بے بس پاتا ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ وہ آگے بڑھے لیکن وہ خود کو آگے نہیں بڑھا پاتا جس کے لیے ایک بار پھر وہ اپنے ربّ کے سامنے گڑگڑاتا ہے تب اس پر غور وفکر سے رزق کی اہمیت وحیثیت کھل کر واضح ہو جاتی ہے یوں وہ الصیام کرتا ہے یعنی وہ خود کو ضرورت سے زائد کھانے سے روکتا ہے اور اتنا ہی کھاتا ہے جتنی اس کی ضرورت ہے اور وہی کھاتا ہے جو طیب ہے ایسے ہی وہ خود کو ضرورت سے زائد بولنے سے روکتا ہے، ضرورت سے زائد کچھ بھی کرنے سے روکتا ہے یعنی الصیام کرتا ہے تو اکیس سے ستائیس دن کے اندر اندر اس میں تقویٰ آ جاتا ہے یعنی وہ بالکل ویسا ہی بن جاتا ہے۔

جیسے مشین میں جیسا پرزہ درکار ہوتا ہے بالکل ویسا پرزہ ہو تو مشین اسے قبول کر لیتی ہے جب ایک بار مشین قبول کر لے تو اس کے بعد پرزہ تمام تر فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے پرزہ مشین بن جاتا ہے اس کے بعد مشین کی ذمہ داری ہے اسے چلانا اس کی راہنمائی کرنا سو مشین کرتی ہے ایسے ہی الصیام کرنے سے بشر بالکل فطرت پر آ جاتا ہے جس سے الکتاب یعنی آسمانوں وزمین یہ فطرت اس بشر کو قبول کر لیتی ہے اللہ اس بشر کو قبول کر لیتا ہے یوں وہ انسان نہیں رہتا بلکہ وہ خود کو یاد کر چکا ہوتا ہے اس کے سامنے اس کی اپنی ذات اللہ ہی سامنے آتا ہے اور وہ اللہ کا ہی ایک عضو بن چکا ہوتا ہے وہ اللہ ہی کا وجود بن چکا ہوتا ہے اس کا اپنا الگ سے کوئی وجود نہیں ہوتا اس کے بعد اللہ اپنے اس عبد کو یعنی اپنے وجود کے حصے کو اس مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے جس مقصد کے لیے اسے وجود میں لایا گیا تو اللہ اپنے اس عبد بشر کے ذریعے انسانوں پر ان کی ہی زبان میں حق کھول کھول کر واضح کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یعنی میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں میری زبان پر اللہ بول رہا ہے یہ اللہ ہی ہے جو تم سے کلام کر رہا ہے۔

اب جب انسان سنتے ہیں کہ یہ خود کو اللہ کا رسول کہہ رہا ہے تو وہ اس کیساتھ دشمنی کرتے ہیں اس کی وجہ ہی یہی ہوتی ہے کہ ان لوگوں نے رسول کے حوالے سے ایسے ایسے عقائد ونظریات گھڑ کر اخذ کر رکھے ہوتے ہیں کہ جب رسول سامنے آتا ہے تو وہ دیکھتے ہیں وہ ان کے عقائد ونظریات پر پورا نہیں اترتا تو وہ اس کا کفر کرتے ہیں اس کا کذب کرتے ہیں اسے قتل تک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

رسول کی بعثت سے پہلے چونکہ لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں یعنی ہر طرف ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیاں ہی ہوتی ہیں نور کی ایک کرن بھی نہیں ہوتی حق کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا اس وجہ سے لوگوں نے رسولوں کے بارے میں طرح طرح کے بے بنیاد وباطل عقائد ونظریات گھڑ رکھے ہوتے ہیں جن میں سب سے

پہلا عقیدہ ونظریہ تو یہ ہوتا ہے کہ ہر فرقے کا یہی دعویٰ ہوتا ہے کہ رسول انہی کے فرقے سے ہوگا اور آ کر ان کے دین کی تصدیق کرے گا ان کے فرقے کو ہی حق کہے گا ان کے فرقے کی تصدیق کرے گا کہ یہی دین حق ہے حالانکہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول کسی خاص فرقے سے آئے اور پھر اس فرقے کی تائید و تصدیق کرے کیونکہ جب اللہ نے قدر میں یہ کر دیا یہ قانون بنا دیا کہ رسول صرف اور صرف تب ہی بعث کیا جائے گا جب ضلالٍ مبینٍ ہوں گی تو پھر ظاہر ہے رسول نہ تو کسی بھی فرقے سے ہوگا اور نہ ہی وہ کسی فرقے کی تائید وتصدیق کرے گا کسی بھی فرقے کی تائید وتصدیق تو بہت دور کی بات ہے وہ کسی ایک بھی عقیدے ونظریے کی تائید وتصدیق نہیں کرے گا بلکہ جو کچھ بھی اس سے پہلے دین کے نام پر موجود ہے یا کیا جا رہا ہے وہ اس سب کے سب کی جڑیں کاٹ کر رکھ دے گا یوں جب رسول ان کی اس خواہش کے ساتھ نہیں آتا ان کی اس خواہش کی تصدیق نہیں ہوتی تو وہ اس کا کفر کر دیتے ہیں اس کا کذب کرتے ہیں۔

پھر ان لوگوں نے رسول سے بہت کچھ دیومالائی قسم کی کہانیاں منسوب کر رکھی ہوتی ہیں کہ وہ آ کر مردوں کو زندہ کرے گا جس کا مطلب وہ یہ لیتے ہیں کہ جو وفات شدگان ہیں گڑھوں میں مدفون ہیں انہیں گڑھوں سے نکال کر پہلے جیسا جیتا جاگتا کر دے گا، وہ ہاتھ سے جیسے ہی چھوئے گا تو بیماریاں چھومنتر کر کے غائب ہو جائیں گی، جو لوگ گھروں سے کھا کر آئیں گے وہ بُوجھ لیا کرے گا کہ تم کیا کھا کر آئے گوشت، دال، چاول یا کیا اور پھر وہ بھی بُوجھ لے گا کہ تم نے اپنے گھروں میں کیا کچھ ذخیرہ کر رکھا ہے یعنی کتنی گندم، کتنے چاول یا ایسے ہی کیا کیا کچھ ذخیرہ اندوزی کی ہوئی ہے، پھر اس کے پاس ایسے ہی طرح طرح کے بہت سے معجزات ہوں گے، وہ بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے، اسے دھوپ نہیں لگتی، اس کا سایہ نہیں ہوتا، جب وہ چلے گا تو جدھر سے بھی گزرے گا تو پتھر، درخت، اور جانور بھی کلمہ پڑھیں گے وہ سب کے سب اس کی گواہی دیں گے کہ یہ اللہ کا رسول ہے، وہ پانی پر چل سکتا ہے، رسول آسمانوں سے نیچے اترے گا ایسے ہی بہت سی غیر معمولی دیومالائی کہانیاں رسول سے منسوب کر رکھی ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ جو کچھ بھی وہ رسول سے منسوب کر رہے ہیں وہ سچ ہو کیوں کہ وہ لوگ تو ہیں ہی ضلالٍ مبینٍ میں۔ اور پھر جب رسول آتا ہے تو وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا جو کچھ ان لوگوں نے اس سے منسوب کر رکھا ہوتا ہے یعنی رسول ان کی خواہشات کیساتھ نہیں آتا جس وجہ سے وہ اس کا کفر کر دیتے ہیں اللہ کے رسول کا کذب کرتے ہیں۔ پھر کچھ رسول کا دروازہ ہی بند کر کے بیٹھے ہوتے ہیں تو جب ان کی اس خواہش کے برعکس رسول آجاتا ہے تو اس کا کذب کرتے ہیں اس کیساتھ دشمنی کرتے ہیں۔

پھر چونکہ رسول صرف اور صرف تب ہی بعث کیا جاتا ہے جب لوگ ضلالٍ مبینٍ میں ہوتے ہیں تو ظاہر ہے رسول آ کر جب حق کھول کھول کر واضح کرے گا تو پہلے سے جو کچھ بھی دین کے نام پر موجود ہے اس کی بنیادیں ہی اکھڑ جائیں گی تو یوں لوگ نہیں چاہتے کہ ان کو ان کے آباؤاجداد کے دین سے ہٹایا جائے اور جب ان کی خواہشات کے برعکس رسول ان کے آباؤاجداد کے دین کے پرخچے اڑا کر رکھ دیتا ہے تو وہ لوگ دشمنی پر اتر آتے ہیں اس وقت جو ملاٹے ہوتے ہیں شیاطین مجرمین وہ عوام کو اس بنیاد پر رسول کے خلاف بھڑکاتے ہیں عوام کو مشتعل کر کے رسول کے خلاف محاذ کھولتے ہیں رسول کیساتھ دشمنی میں کسی بھی حد تک جانے سے گریز نہیں کرتے یہاں تک کہ قتل تک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کچھ جو کہ احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں وہ دوسری قوموں اور زبانوں کو خود سے افضل سمجھتے ہیں اس لیے وہ اسی کو اہمیت وحیثیت دیتے ہیں جو اس قوم اور زبان سے ہو جس سے وہ مرغوب ہوتے ہیں جو دوسری قوم اور دوسری زبان سے ہو بالخصوص جسے وہ خود سے افضل سمجھتے ہیں اور اگر ان کی اپنی قوم اور زبان سے آجائے تو وہ اسے کوئی اہمیت وحیثیت نہیں دیتے یوں اس کا کذب کر دیتے ہیں یعنی رسول کا کذب کرنے کی یہی وجہ بنتی ہے کہ وہ ان کی خواہشات کے ساتھ نہیں آتا بلکہ ان کی خواہشات کے برعکس آتا ہے تو یہ لوگ رسول کا کذب کرتے ہیں جیسا کہ اس سب کا قرآن میں بھی جگہ جگہ ذکر کر دیا گیا مثلاً درج ذیل آیات میں آپ یہی سب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ. المائدہ ۷۰

تمام کی تمام بار یعنی ہر بار یہی ہوا کہ جب جب بھی ان میں انہی سے رسول آیا تو نہیں آیا ان کی خواہشات کیساتھ جس وجہ سے ان لوگوں نے جن میں رسول بھیجا گیا رسولوں کے ایک گروہ کا کذب کرتے رہے جیسے آج ان میں انہی سے رسول آ گیا تو یہ کذب کر رہے ہیں اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے جیسے آج یہ رسول کو قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یعنی جب جب بھی رسول آیا تو جس کیساتھ آیا وہ لوگوں کی خواہشات کیساتھ نہیں آیا جب وہ لوگوں کی خواہشات کے برعکس آیا جوان لوگوں نے خود اپنے تئیں بہت کچھ رسولوں سے منسوب کر کے گھڑ رکھا تھا تو ان لوگوں نے رسول کا کذب کیا یہ ہر رسول کیساتھ ہوا اور آج بھی یہ اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کیساتھ ہو رہا ہے یہی بات سورۃ البقرۃ کی درج ذیل آیت میں بھی کہی گئی۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَ كُمۡ رَسُوۡلٌ بِمَا لَا تَهۡوٰٓى اَنۡفُسُكُمُ اسۡتَكۡبَرۡتُمۡ فَفَرِيۡقًا كَذَّبۡتُمۡ وَ فَرِيۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ. البقرۃ ۸۷

کیا ہوا؟ پس جتنے بھی رسول آئے تو جب جب بھی رسول آیا تو سب سے پہلی بات کہ رسول تم میں تمہی سے آیا اور جس کیساتھ آیا وہ تمہاری خواہشات کیساتھ نہیں آیا جو کچھ بھی تم لوگوں نے رسول کے بارے میں اپنے تئیں گھڑ رکھا تھا جس کی وجہ سے تم نے استکبار کیا یعنی ہم حق پر ہیں جو ہم کہتے ہیں وہی حق ہے جو ہم نے رسول کے بارے میں معیار گھڑ رکھا ہے وہی حق ہے اگر کوئی رسول ہونے کا دعویدار ہوا اور اس معیار پر پورا نہیں اترتا ان شرائط پر پورا نہیں اترتا جو ہم نے گھڑ رکھی ہیں تو ہم ایسے شخص کو بالکل بھی برداشت نہیں کریں گے وہ ہمارا دشمن ہے وہ ایک نیا دین لے آیا وہ ہمیں ہمارے آباؤاجداد کے دین سے ہٹانا چاہتا ہے اس لیے ہم اس کی بات مان لیں یہ تو بہت دور کی بات ہے ہم تو اسے زندہ ہی نہیں چھوڑیں گے یوں تم لوگوں نے جو اللہ کے بھیجے ہوئے آتے رہے ان میں سے ایک گروہ کا کذب کیا اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے جیسے آج تم میں تمہی سے تمہاری خواہشات کے برعکس رسول آیا تو تم اس کا کذب کر رہے ہو اور اس کو قتل تک کرنے کی پوری کوشش میں ہو۔

وَلَقَدۡ جَآءَ هُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡهُمۡ فَكَذَّبُوۡهُ. النحل ۱۱۳

وَلَقَدۡ اور تم کو یہ حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کر لو تم اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی بات آئے گی جو ہم کہہ رہے ہیں جو کہ قدر میں کر دیا گیا اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا جَآءَ هُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡهُمۡ آ گیا ان میں رسول انہی میں سے یعنی اللہ کا کہنا ہے کہ اللہ نے یہ قدر میں کر دیا کہ جب بھی رسول آئے گا تو وہ جن میں بھیجا جانا ہے انہی میں سے آئے گا اور ایسا اس لیے کہا کیوں کہ رسول کی بعثت سے قبل چونکہ ضلالٍ مبینٍ ہوتی ہیں یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیاں ہی ہوتیں ہیں کسی ایک کو بھی حق کا علم نہیں ہوتا تو لوگوں نے آنے والے رسول سے بہت کچھ منسوب کر کے گھڑ رکھا ہوتا ہے جیسے کہ آج آپ جانتے ہیں کہ اکثریت عیسیٰ کے آنے کا انتظار تو کر رہی ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ ایک تو وہ عیسیٰ ابن مریم آئے گا اور دوسرا وہ انہی میں سے نہیں آئے گا بلکہ وہی جو بنی اسرائیل میں بھیجا گیا تھا اسے زندہ آسمان پر چڑھا دیا گیا تھا اس لیے وہ آسمانوں سے ان میں زندہ اترے گا تو ان کے اس دعوے کا رد کرتے ہوئے اسے بالکل بے بنیاد و من گھڑت قرار دیتے ہوئے اس کے برعکس جو حق ہے وہ سامنے لا رکھا گیا کہ رسول کی بعثت کے لیے اللہ نے جو قدر میں کیا وہ یہ ہے کہ جن میں رسول بھیجا جاتا ہے اسی قوم سے بھیجا جاتا ہے اور وہ کہیں اور سے نہیں آتا نہ آسمانوں سے اترتا ہے یا اترے گا بلکہ وہ انہی میں سے آئے گا تو جب ہر بار کی طرح آج بھی اللہ نے جو قدر میں کر دیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اس کے مطابق ان میں انہی سے اللہ کا رسول احمد عیسیٰ آ گیا تو یہ کیا کر رہے ہیں؟ اور اس سے پہلے بھی ہر رسول کے بعث کیے جانے پر کیا کیا جاتا رہا وہ بھی آگے واضح کر دیا فَكَذَّبُوۡهُ پس یہ ان میں انہی سے ہمارے بھیجے ہوئے رسول کا کذب کر رہے ہیں اس کی دعوت کو تسلیم کرنے کی بجائے اسے اللہ کا رسول تسلیم کرنے کی بجائے یہی کہہ رہے ہیں کہ تم وہ عیسیٰ نہیں کیونکہ تم تو ہم ہی میں سے ہو وہ عیسیٰ ہم میں سے نہیں ہوگا اور نہ ہی ہم ہی سے آئے گا بلکہ وہ تو بنی اسرائیل سے ہوگا اور زندہ آسمانوں سے اترے گا اس لیے ہم تمہیں ہرگز اللہ کا رسول عیسیٰ تسلیم نہیں کرنے والے ہم تیری دعوت کو تسلیم نہیں کرنے والے بلکہ تُو کذاب ہے اور تیرے ساتھ وہی کریں گے جو ہم اس سے پہلے ایسے ہی ہر رسول اللہ کے دعویدار کے ساتھ کرتے آئے۔

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ. ابراھیم ۴

رسول جب بعث کیا جاتا ہے تو اس سے پہلے ضلالٍ مبینٍ ہوتی ہیں اس لیے بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی دوسری قوم اور زبان سے مرغوب ہوتے ہیں ایسے لوگ احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں وہ کسی دوسری قوم اور دوسری زبان کو خود سے افضل، اعلیٰ و ارفع سمجھتے اور قرار دیتے ہیں اس لیے ان کا رسول کے بارے میں یہی کہنا اور ماننا ہوتا ہے کہ رسول ان کی زبان میں نہیں آئے گا بلکہ وہ اسی زبان میں آئے گا جس سے وہ مرغوب ہیں اور انہیں لوگوں کو اس آیت میں

جواب دے دیا گیا وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ اور نہیں بھیجا ہم نے رسولوں میں سے کوئی ایک بھی رسول مگر یعنی جتنے بھی رسول بھیجے ہر رسول جس قوم میں بھیجا گیا اسی کی زبان میں بھیجا گیا اس لیے کہ وہ ان کے لیے اللہ کی آیات کو ہر لحاظ سے ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا وراس سے پہلے وہ جو کر رہے ہیں ان کو ہر لحاظ سے واضح کر دے کہ وہ لوگ حق کے نام پر کیا کر رہے ہیں اب ظاہر ہے جب ہمارا یہ قانون ہے تو پھر آج ہم کیوں کسی دوسری زبان میں رسول بھیجیں گے؟ نہیں بلکہ اگر تم رسول کا انتظار کر رہے ہو اور رات دن کہہ رہے ہو کہ اے اللہ جس کا وعدہ کیا تھا اسے بھیج دے تو پھر ظاہر ہے اسے تمہاری زبان میں ہی بھیجا جائے گا تا کہ وہ حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ دے، تمہیں ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دے فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ پس گمراہ کر رہا ہے اللہ جو اس کا قانون ہے اور ہدایت دے رہا ہے جو اس کا قانون ہے یعنی ظاہر ہے کوئی بھی شخص تب ہی ہدایت پا سکتا ہے جب اس پر ہر بات ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دی جائے تا کہ وہ بات کو آسانی سے اور مکمل طور پر سمجھ لے جس کے لیے اسے اسی کی زبان میں ہر لحاظ سے کھول کھول کر بتانا پڑے گا تب ہی وہ ہدایت پا سکتا ہے اب اگر کوئی غیر زبان سے راہنمائی کا طلبگار بنتا ہے یا ہدایت کے لیے اپنی مادری زبان کو ترک کر کے کسی ایسی زبان کی طرف جاتا ہے جو اس کی زبان ہے ہی نہیں تو پھر وہ کسی بھی بات کو کس طرح کھل کر سمجھ سکتا ہے؟ نہ ہی اسے بات صحیح سے سمجھ آئے گی اور نہ ہی وہ ہدایت پائے گا بلکہ گمراہی اس کا مقدر ہے اس لیے اب اگر تم ہمارے اس رسول احمد عیسیٰ کا کفر کرتے ہو اس بنیاد پر کہ وہ تمہاری زبان میں آیا ہے جو تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو پھر جان لو گمراہی تمہارا مقدر ہے یوں جب ایسے احساس کمتری کا شکار لوگوں میں انہی کی زبان میں رسول آتا ہے جو کہ ان کی خواہشات کے برعکس ہوتا ہے تو رسول کا کذب کرتے ہیں جیسے آج اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا یعنی میرا کذب کر رہے ہیں۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ. الفرقان ۲۰

بہت سے لوگوں نے رسول سے منسوب کر کے رسول کے بارے میں خود اپنے تئیں جو گھڑ رکھا ہوتا ہے اس میں سے یہ بھی ہوتا ہے کہ رسول بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے، رسول تو بازاروں میں نہیں جاتا یعنی خرید و فروخت نہیں کرتا جیسے کہ وہ اس دنیا کا ہے ہی نہیں وغیرہ تو ایسے لوگوں کو بھی اس آیت کی صورت میں جواب دے دیا گیا آج جب اللہ نے اپنا رسول بعث کر دیا اور یہ لوگ رسول کے بارے میں ایسے بہت کچھ کہہ رہے ہیں کہ رسول تو بغیر کھائے پیئے بھی زندہ رہ سکتا ہے رسول تو بازاروں میں نہیں چلتا پھرتا وہ بازاروں میں عوامی جگہوں پر نہیں جاتا کیونکہ بازار ایسی جگہیں ہیں کہ جہاں کوئی دین دار شخص نہیں جا سکتا وغیرہ وغیرہ لیکن یہ کیسا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی پھرتا ہے تو ان کے جواب میں اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں میں سے کوئی ایک بھی رسول مگر یعنی تجھ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں تھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتا تھا یا بازاروں میں نہیں چلتا پھرتا تھا اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ اس میں کچھ شک نہیں تجھ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہر رسول کو ہم نے ایسا بنایا کہ وہ کھانا کھاتا تھا جیسے تُو کھانا کھاتا ہے اور ایسے ہی ہر رسول بازاروں میں چلتا پھرتا تھا جیسے تُو بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ یوں جب اللہ کا رسول ان لوگوں کی خواہشات کے برعکس آتا ہے تو یہ لوگ اللہ کے رسول کا کذب کر دیتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ رسول کوئی دیومالائی شخصیت ہو جو کہ نہیں ہوتا تو یہ لوگ کفر کرتے ہیں، کذب کرتے ہیں یہاں تک کہ استکبار کرتے ہیں۔

کوئی کہتا ہے کہ رسول کے بیوی بچے نہیں ہوتے یا رسول ہونے کے لیے بیوی بچوں کا ہونا لازم نہیں ہے، فلاں رسول کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی، فلاں رسول کے بچے نہیں تھے وغیرہ جیسے کہ آج خود کو مسلمان کہلوانے والے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کہتے ہیں۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّذُرِّيَّةً. الرعد ۳۸

بہت سے لوگوں کا عملاً یہ کہنا ہوتا ہے کہ رسول کا شادی شدہ ہونا اور اس کے بچے ہونا لازم نہیں مثلاً آپ دیکھتے ہیں کہ وہ جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل میں جب عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا گیا تو عیسیٰ ابن مریم نہ تو شادی شدہ تھے اور نہ ہی ان کے بچے تھے اور جب وہ دوبارہ آسمانوں سے اتریں گے تو آ کر شادی کریں گے اور ان کے بچے بھی ہوں گے اس کے علاوہ بہت سے ایسے بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ رسول کے بیوی بچے نہیں ہو سکتے ایسا اس لیے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے رسولوں کے حوالے سے دیومالائی کہانیاں گھڑ کر رسولوں کا دماغوں میں بت بنا رکھا ہوتا ہے لیکن ایسے تمام کے تمام لوگوں کو اس آیت کی صورت میں جواب دے دیا گیا۔ آج جب اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کر دیا ان میں انہی سے تو آگے سے یہ لوگ اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہے

ہیں جوخود کومسلمان کہلوانے والے ہیں کہ تُو اللہ کا رسول عیسیٰ نہیں ہے کیونکہ عیسیٰ ابن مریم نے واپس آنا ہے وہ زندہ آسمانوں پر چلے گئے تھے اوران کے واپس آنے کی جہاں اور بھی وجوہات ہیں تو وہیں ان میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ جب واپس آئیں گے تو آ کر شادی کریں گے اور پھران کے بچے بھی ہوں گے کیونکہ جب انہیں بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا تھا تب انہوں نے شادی نہیں کی تھی ان کے بچے نہیں تھے تو آج اللہ ان کے جواب میں اپنے رسول کو کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں ان لوگوں کے پاس علم نہیں یہ لوگ ظن کی اتباع کررہے ہیں یعنی جوان لوگوں نے اپنے آباؤاجداد سے سنا بغیر اس کے بارے میں علم حاصل کیے ہی بغیر اسے سمجھے، ہی سچ مان رہے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً اور جو کہ طے شدہ ہے جو قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اور جو ہو کر رہے گا جسے ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی وہ یہ ہے کہ تجھ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے ہر رسول کو کردیا ہم نے بیوی بچوں والا یعنی اللہ نے یہ قدر میں کردیا کہ جو بھی رسول آئے گا اس کا شادی شدہ اور بچوں والا ہونا لازم ہے اگر کوئی کہتا ہے کہ وہ رسول ہے لیکن وہ بیوی بچوں والا نہیں ہے تو پھر وہ رسول ہو ہی نہیں سکتا جس سے ان لوگوں کا جھوٹ واضح ہو جاتا ہے جو یہ عیسیٰ ابن مریم سے منسوب کررہے ہیں عیسیٰ ابن مریم کی نہ صرف بیوی تھی بلکہ عیسیٰ ابن مریم کے تین بچے بھی تھے ان میں سے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا. ابراھیم ۱۰

جب بھی اللہ کا رسول آتا ہے جیسے کہ آج اللہ نے ان میں انہی میں سے اپنا رسول بعث کر دیا تو آگے سے جواب دے رہے ہیں جو یہ ہمیشہ آگے سے یہی کہتے آئے ہیں قَالُوْٓا کہہ رہے ہیں اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہے تُو اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا مگر بشر ہے مثل ہماری یعنی رسول کی بعثت سے قبل ان لوگوں نے چونکہ رسول کے بارے میں بہت کچھ گھڑ رکھا ہوتا ہے کہ رسول کے پاس معجزات ہوتے ہیں وہ پانی پر چلتا ہے، آسمانوں پر چڑھ جاتا ہے، بھوکا پیاسا رہ سکتا ہے، اس کا سایہ نہیں ہوتا، اس پر دھوپ اثر نہیں کرتی، اس پر موسم اثر نہیں کرتے، وہ ہاتھ کے اشارے سے چاند کے دوٹکڑے کر دیتا ہے، وہ پانی کے پیالے میں ہاتھ ڈالے تو سینکڑوں لوگ اور جانور خوب سیر ہو کر پانی پی لیں پانی پھر بھی ختم نہیں ہوتا کیوں کہ اس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں، وہ غائب ہو جاتا ہے، وہ بیماروں کو چھوئے تو چھومنتر کر کے بیماریاں غائب ہو جاتی ہیں، وہ مادرزاد اندھوں کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرے تو چھومنتر کر کے آنکھیں آجاتی ہیں، وہ انہیں جو گڑھوں میں مدفون پڑے ہوتے ہیں انہیں نکال کر پہلے جیسا جیتا جاگتا کر دیتا ہے، وہ سامنے دیکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی کمر کے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے کہ ہم سامنے دیکھتے ہیں، وہ مٹی سے جانوروں اور پرندوں کے بت بنا کر ان میں پھونک مارے تو ان میں جان آجاتی ہے، وہ بادلوں کو اشارہ کرے تو بارش برسنا شروع ہو جاتی ہے، وہ سورج کو جدھر چلنے کا حکم دے سورج ادھر ہی چل پڑتا ہے، وہ جہاں سے گزرتا ہے پتھر، درخت، جانور اور پرندے اونچی آواز میں گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کا رسول ہے، وہ درخت کو اشارہ کرے تو درخت زمین کو چیرتا ہوا دوڑتا ہوا آتا ہے، اس کے پاخانے و پیشاب میں بھی شفاء ہوتی ہے، اس کا پسینہ بھی کئی بیماریوں کے لیے شفا بخش اور خوشبودار ہوتا ہے کہ جسے بطور عطر استعمال کیا جاسکتا ہے، وہ لکڑی کی لاٹھی کو زمین پر پھینکے تو وہ سانپ بن جاتی ہے، اس کے لیے چٹانوں سے اونٹنی نکل آتی ہے جو اس کا معجزہ ہوتا ہے ایسے ہی اس کے پاس بہت سے معجزات ہوتے ہیں لیکن جب رسول آتا ہے تو ان کے ان تمام تر عقائد ونظریات کے بالکل برعکس ہوتا ہے یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس تو کوئی ایک بھی معجزہ نہیں ہے، یہ ہماری طرح کھانے پینے کا محتاج ہے، یہ ہماری ہی طرح پیدا ہوا، ہمارے درمیان پلا بڑھا، یہ کھاتا پیتا ہے کھائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اس پر تو ہماری طرح دھوپ بھی اثر انداز ہوتی ہے، اسے ہماری طرح گرمی اور سردی بھی لگتی ہے، یہ ہماری ہی طرح ہے یہ کوئی مردوں کو زندہ کرنے کے نام پر وفات شدگان کو پہلے جیسا جیتا جاگتا نہیں کرسکتا، یہ ہماری طرح ہے کہ اس کے چھونے سے بیماری غائب نہیں ہوتی، آنکھیں واپس نہیں آتیں، یہ ہماری طرح پانی پر بھی نہیں چل سکتا، یہ ہماری طرح ہواؤں میں بھی نہیں اڑ سکتا، یہ ہماری طرح آسمانوں پر چڑھ نہیں سکتا اگر چڑھنا بھی ہو تو ہماری ہی طرح مشینوں یعنی جہازوں کا محتاج ہے، یہ جب کہیں سے بھی گزرتا ہے تو کچھ غیر معمولی نہیں ہوتا کہ کوئی درخت اس کی گواہی دے کوئی پتھر بولے کوئی پرندے اس کیساتھ باتیں کریں گویا کہ ہم میں سے ہی کوئی گزر رہا ہے، یہ ہماری ہی طرح دیکھتا ہے اس کا ۳۶۰ ڈگری دیکھنے کا زاویہ بھی نہیں ہے یعنی اس کے پاس کسی بھی قسم کا کوئی معجزہ نہیں یہ بشر ہے مثل ہماری جیسے ہم ہیں یہ بھی بالکل ایسا ہی ایک بشر ہے جیسے کہ آج مجھے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو کہا جارہا ہے۔

یوں جب رسول اس کیساتھ نہیں آتا جو ان کی خواہشات ہوتی ہیں ان کی خواہشات کے برعکس آتا ہے تو اس کا کذب کرتے ہیں اسے قتل کرنے کی کوشش کرتے

ہیں جیسا کہ درج ذیل آیات میں پہلے ہی واضح کر دیا گیا۔

كُلَّمَا جَآءَ هُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ. المائدہ ۷۰

اَفَكُلَّمَا جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ. البقرۃ ۸۷

اب ظاہر ہے رسول ان کی خواہشات کے مطابق تھوڑا ہی آئے گا؟ اللہ نے رسول کا بعث کیا جانا قدر میں کیا ہی تب ہے جب ضلالٍ مبینٍ میں ہوں گے یعنی ہر لحاظ سے سو فیصد گمراہیوں میں نور کی ایک کرن بھی نہیں ہوگی تب اللہ رسول بعث کرتا ہے اب جب اللہ تب رسول بعث کرتا ہے جب ضلالٍ مبینٍ میں ڈوبے ہوئے ہوں تو ظاہر ہے جو کچھ بھی ان لوگوں نے گھڑ رکھا ہوتا ہے وہ حق نہیں ہوتا بلکہ وہ سب کا سب ان لوگوں نے خود اپنے تئیں گھڑ رکھا ہوتا ہے جس کا حق کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ سو فیصد گمراہیاں ہوتی ہیں جہالت ہوتی ہے بے بنیاد و باطل ہوتا ہے اس میں سے ایک رائی برابر بھی حق نہیں ہوتا۔ اور دوسری بات رسول ان کی خواہشات کے مطابق معجزات کیساتھ کیوں بھیجا جائے گا؟ کیا رسول کوئی بت ہوتا ہے؟ یا پھر رسول بھیجنے کا مقصد تو یہ ہے کہ انسان جب ضلالٍ مبینٍ میں ہوں تو ان پر احسان عظیم کیا جائے کہ ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا جائے ان کی راہنمائی کی جائے کہ وہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا سودا کر لیں خسارے سے بچ جائیں؟ تو یہ بات پہلے ہی واضح کی جا چکی یہ رسول کا بعث کیا جانا تو انسانوں پر اللہ کا احسان عظیم ہوتا ہے اور رسول کی بعثت کا مقصد صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا جائے اس لیے رسول کو البیّنات کیساتھ بھیجا جاتا ہے یعنی رسول آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے رسول کا کام اور رسول کا مقصد صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ سب کچھ کھول کھول کر واضح کر دے کوئی مانتا ہے تو اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور اگر کوئی نہیں مانتا تو اس کا اپنا ہی نقصان ہے اس سے رسول کو کوئی فرق نہیں پڑتا، رسول کا کام یہ نہیں ہوتا کہ اس نے لوگوں کو منوا کر ہی چھوڑنا ہے کہ لوگ اگر کوئی مطالبہ کریں اور ان کا مطالبہ پورا ہونے کی صورت میں وہ مان جائیں گے تو رسول ان کا مطالبہ پورا کرنا شروع کر دے بلکہ رسول کے ذمے صرف اور صرف کھول کھول کر پہنچا دینا ہوتا اس کے علاوہ کچھ نہیں جس وجہ سے رسول کو البیّنات کیساتھ بھیجا جاتا ہے نہ کہ معجزات کیساتھ جیسا کہ درج ذیل آیات میں آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَ تْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ. المائدہ ۳۲

اور تم کو حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا پنے گھوڑے دوڑا لو بلکہ تمہیں اگر سننے کے لیے کان دیکھنے کے لیے آنکھیں اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیت دی تو اسی لیے دی کہ جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو تو جو ہم کہہ رہے ہیں اسے سنو اور سمجھو اور ہمارے مقابلے پر جو بھی حق کا دعویدار ہے ہر کسی کی بات کو سنو اور سمجھو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو ہم کہہ رہے ہیں جو کہ طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا آئے ان میں انہی میں سے رسول البیّنات کیساتھ یعنی جب بھی ضلالٍ مبینٍ تھیں اور رسول کی بعثت کا وقت تھا تب تب جو لوگ موجود تھے ان میں انہی سے رسول آئے اور جو بھی رسول آیا تو وہ معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ آیا اس نے آ کر معجزات نہیں دکھائے بلکہ حق ہر لحاظ سے اور ہر پہلو کھول کھول کر واضح کر دیا۔ آپ نے خود دیکھا ان لوگوں کا کہنا ہے کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں معجزات جمع ہے اور اس کا واحد معجزہ ہے جس کے معنی ہیں وہ جو عاجز کر دے یعنی آپ خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لیں آپ کی عقل میں آئے ہی نہ آپ اسے سمجھنے سے عاجز آ جائیں اور معجزات ضد ہے بیّنات کی جو کہ جمع ہے اور اس کا واحد بیّن ہے جس کا معنی ہے بات، شئے یا ذات کا اس قدر کھلم کھلا واضح ہونا کہ اس کا کوئی ایک بھی پہلو پوشیدہ نہ ہو کم سے کم عقل والے کی بھی عقل میں با آسانی آ جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں لیکن اللہ نے آپ پر کھول کر واضح کر دیا کہ رسول معجزات کیساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ آتے ہیں۔ مثلاً اکثریت کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کو معجزات کیساتھ بھیجا گیا عیسیٰ ابن مریم کو معجزات دیئے گئے تو دیکھیں اس کا بھی اللہ نے قرآن میں کس طرح کھول کر رد کر دیا یعنی اللہ نے آج اپنے ایک رسول کے ذریعے کلام کرتے ہوئے حق کھول کر واضح کر دیا جس کی تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں درج ذیل آیت کی صورت میں اتار دی تھی

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ. البقرۃ ۸۷

اور کیا دیا تھا ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو؟ دی تھیں ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو البیّنات یعنی عیسیٰ ابن مریم نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا آیات کو کھول کھول کر واضح کر دیا۔

پھر ایسے ہی ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ موسیٰ کو معجزات دیئے گئے اور پھر دیکھیں کہ اس بارے میں بھی اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے آج کس طرح حق کھول کھول کر واضح کر دیا کہ آج سے چودہ صدیاں قبل درج ذیل آیات کی صورت میں آج کی تاریخ اتار دی تھی۔

وَلَقَدْ جَآءَ كُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ. البقرة ۹۲

اور تم کو حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف ہونا ناممکن ہے اور وہی ہوا جو قدر میں کر دیا گیا آیا تم میں تمہی سے موسیٰ البیّنات کیساتھ یعنی موسیٰ نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا آیات کو کھول کھول کر واضح کر دیا نہ کہ موسیٰ اس کیساتھ آیا جو تم کہہ رہے ہو یعنی موسیٰ معجزات کیساتھ نہیں آیا بلکہ موسیٰ معجزات کی ضد البیّنات کیساتھ آیا۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ. العنکبوت ۳۹

اور تم کو حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا جس کیخلاف ہو ہی نہیں سکتا اور وہی ہوا جو کہ قدر میں کر دیا گیا آیا ان میں انہی سے موسیٰ ساتھ البیّنات کے یعنی موسیٰ نے آ کر آیات کو کھول کھول کر واضح کر دیا حق کھول کھول کر واضح کر دیا نہ کہ موسیٰ نے آ کر معجزے دکھائے۔

آپ نے دیکھا کہ موسیٰ وعیسیٰ کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا رہا کہ اللہ نے انہیں معجزات کیساتھ بھیجا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ آج تک اللہ اور اس کے رسولوں پر بہتان عظیم باندھتے آئے اللہ نے جو قدر میں کیا ہی نہیں وہ ہو کیسے سکتا ہے؟ اور اللہ نے جو قدر میں کر دیا اس کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے؟ جب اللہ نے ارسلنا رسلنا بالبیّنات قدر میں کیا تو اس کیخلاف رسول آ ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس معجزات ہیں تو وہ اللہ کا رسول ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وہ کذاب ہوگا جو کہ لوگوں کی خواہشات کے ساتھ آئے لوگوں کی خواہشات کے مطابق آئے۔

پھر اسی طرح ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ صالح کو بطور معجزہ اونٹنی دی گئی اب ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ نے نہ صرف رسولوں کا بالبیّنات بھیجا جانا قدر میں کر دیا ہو اور پھر اللہ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ جتنے بھی رسول آئے وہ البیّنات کیساتھ آئے تو ان میں سے صالح معجزات کیساتھ آیا ہو؟ ایسا ممکن ہی نہیں اور نہ ہی اللہ نے صالح کو کوئی اونٹنی بطور معجزہ دی بلکہ جسے ان لوگوں نے اونٹنی بنا دیا اس کی حقیقت کیا ہے آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیں گے کہ کسی اونٹنی کا ذکر کیا ہی نہیں گیا بلکہ وہ تو آج کی تاریخ ہے جو کہ مثلوں سے اتاری گئی تھی اور جس کا ترجمہ و معنی ان لوگوں نے اونٹنی کر دیا وہ تو یورینیم کا ذکر کیا جا رہا ہے جس سے نیوکلیئر بم بنتا ہے۔

اور پھر دیکھیں صالح کے بارے میں بھی بالکل کھول کر واضح کر دیا گیا کہ صالح کو بھی البیّنات کیساتھ ہی بھیجا گیا تھا اور صالح کے ساتھ ساتھ اس سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے گئے ان سب کے بارے میں یہی کہا گیا کہ سب کے سب کو البیّنات کیساتھ بھیجا گیا جیسا کہ آپ درج ذیل آیات میں دیکھ سکتے ہیں۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ. الاعراف ۱۰۱

اللہ آج اپنے رسول کے ذریعے جب حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے کہ جیسے یہ جو آج غیر فطرتی جگہیں ہیں جہاں فطرت میں چھیڑ چھاڑ کی جا رہی ہے جہاں فطرت کو بدل دیا گیا جیسا کہ جدید شہر وغیرہ ہیں یہ وہ غیر فطرتی جگہیں ہیں شہر ہیں جنہیں ہلاک کر دیا گیا ان کے بارے میں تجھ پر وہ علم بیان کیا جا رہا ہے جو اس سے پہلے اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا جو صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس تھا اب ان میں قوم نوح کا بھی ذکر ہے، قوم عاد کا، قوم ثمود کا جن کے آخرین میں صالح کو بعث کیا گیا، قوم مدین یعنی قوم شعیب کا بھی ذکر ہے، قوم لوط، اور آل فرعون وغیرہ کا اور ان کے بارے میں اب آگے کہا جا رہا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اور تم کو یہ حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا لو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ تم پر کھول کھول کر واضح کیا جا رہا ہے جو کہ قدر میں کیا گیا آئے ان میں انہی سے رسول ساتھ البیّنات کے یعنی ہر رسول نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے ترقی کے نام پر کیے جانے والے فساد کو کھول کھول کر رکھ دیا بالکل ایسے ہی جیسے آج اللہ نے تم میں تمہی سے اپنا رسول احمد عیسیٰ بھیج دیا جو تم پر

حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو جب جب ان میں انہی سے رسول آیا البیّنات کیساتھ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ تو پس جیسے ان کے لیے نہیں تھا کہ وہ نہیں مان رہے تھے حق کو تسلیم نہیں کر رہے تھے اور جیسے وہ کذب کر رہے تھے یعنی جس وجہ سے انہوں نے رسولوں کا کذب کیا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ بالکل عین اسی طرح اللہ نے جو اس دعوت کو تسلیم نہیں کر رہے بلکہ الٹا انکار کر رہے ہیں ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔

اب اس آیت میں جہاں باقی تمام رسولوں کا ذکر کر دیا گیا کہ وہ البیّنات کیساتھ آئے تو وہیں صالح کا بھی ذکر کر دیا گیا اور پھر آج جو اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کر دیا یعنی مجھے بھیج دیا اور جو میرا کفر کیا جا رہا ہے میرا کذب کیا جا رہا ہے اس کی بھی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی جس میں واضح کر دیا کہ کیوں اور کس وجہ سے کفر کیا جا رہا ہے کذب کیا جا رہا ہے۔ پھر ایسے ہی اور بھی کئی آیات ہیں جن میں صالح سمیت ان تمام کے تمام رسولوں کے بارے میں واضح کر دیا گیا جو اس سے پہلے آئے کہ وہ البیّنات کیساتھ آئے نہ کہ معجزات کیساتھ جیسے کہ آپ خود درج ذیل آیات میں دیکھ سکتے ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. التوبة ۷۰

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ. یونس ۱۳

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلاً اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ. یونس ۷۴

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. الروم ۹

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلاً اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. الروم ۴۷

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ. فاطر ۲۵

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِىٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. غافر ۲۲

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ. غافر ۸۲، ۸۳

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ. التغابن ۵، ۶

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ. الحدید ۲۵

آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ان تمام آیات میں ایک ہی بات کی گئی اور وہ یہ کہ تمام کے تمام رسول البیّنات کیساتھ آئے اور دوسری بات کہ ان میں انہی سے آئے نہ کہ کسی دوسری قوم سے یا پھر کہیں آسمانوں سے اتر پڑے جس سے آپ پر کھل کر واضح ہو چکا کہ رسول ان کی خواہشات کیساتھ نہیں آتے جو کہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں اور ان لوگوں نے رسول کے بارے میں بہت کچھ گھڑ رکھا ہوتا ہے کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں بلکہ رسول البیّنات کیساتھ آتے ہیں اور ہر رسول بالکل اسی طرح آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے جیسے آج میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں۔

جب اللہ کا رسول آتا ہے تو آ کر جب حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کرتا ہے جس سے نہ صرف پہلے سے دین کے نام پر موجود خرافات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے جو کچھ پہلے دین کے نام پر کیا جا رہا ہوتا ہے اس کی حقیقت کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے کہ یہ دین نہیں ہے بلکہ یہ ہر لحاظ سے مکمل طور پر گمراہیاں ہیں بلکہ پہلے سے موجود نبی جو کہ خود کو علماء وغیرہ کہلواتے ہیں جو انسانوں کی راہنمائی کے دعویدار ہوتے ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے تو رسول

ان کی حقیقت کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے لوگوں پر واضح کر دیتا ہے کہ یہ لوگ تمہارے راہنما نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ راہنما کے لبادے میں راہزن ہیں جن کا مقصد تمہارا مال کھانا ہے، اپنی جائیدادیں بنانا ہے یہ لوگ تمہیں دین کی طرف راہنمائی کے نام پر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں تو سب سے پہلے انہی ملاؤں کی طرف سے رسول کی شدید مخالفت کی جاتی ہے یہ لوگ رسول کیساتھ دشمنی پر اتر آتے ہیں جس کا درج ذیل آیت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی آج کی تاریخ کی صورت میں ذکر کر دیا گیا جو کہ ہر رسول کی تاریخ ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ التوبة ۳۴

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اللہ کا رسول کہہ رہا ہے اے وہ لوگو جو میری دعوت کو تسلیم کر رہے ہو اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ اس میں کچھ شک نہیں یہ جو تمہاری راہنمائی کے دعویدار ہیں یہ جو ملاں ہیں اور جو پیر و صوفی وغیرہ ہیں ان کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے یعنی اکثریت ان میں ان کی ہے لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ کہ لوگوں کا مال کھا رہے ہیں انہیں کوئی حق نہیں تھا کہ یہ لوگ دین کے نام پر لوگوں کا مال کھائیں اور پھر صرف لوگوں کے اموال ہی نہیں کھا رہے بلکہ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور روک رہے ہیں لوگوں کو اس راہ سے جو راہ اللہ کی طرف جاتی ہے یعنی لوگوں کو اللہ کی راہ سے پوری قوت و پوری شدت کیساتھ روک رہے ہیں لوگوں کو کہتے ہیں کہ صرف اور صرف ہماری ہی بات سننا، اپنے فرقے کی بات سننا، ہر کسی کی بات نہ سننا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، خود سے غور و فکر نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے بلکہ ہم پر اعتماد کرو اور آنکھیں بند کر کے ہمارے پیچھے یعنی ملاؤں کے ہی پیچھے چلو، اپنے پیروں و صوفیوں کے پیچھے ہی چلو یوں یہ لوگ نہ صرف ان کے اموال چندوں کی صورت میں کھا رہے ہیں بلکہ انہیں اللہ کی راہ سے بھی روک رہے ہیں یہ دین کے ٹھیکیدار لوگوں کو دنیا کمانے کے فتوے جاری کرتے ہیں ان کے لیے ہر وہ کام ہر وہ شئے حلال کرتے ہیں جس سے ان کو وقتی اور دنیاوی فائدہ حاصل ہو ان کو مال حاصل ہو یہ دین کا ٹھیکیدار طبقہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق چلتا ہے کیونکہ انہیں علم ہوتا ہے اگر لوگوں کی خواہشات کے برعکس جو حق ہے وہ بیان کیا وہ سامنے لائے تو لوگ چندے دینا تو بہت دور کی بات الٹا زمین تنگ کر دیں گے اس لیے یہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرنے کی خاطر لوگوں کے اموال کھانے کی خاطر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اور آگے اللہ کے رسول نے کھول کر واضح کر دیا کہ یہ جو لوگ خزانے یعنی قیمتی سے قیمتی اشیاء والے ہیں جن کے پاس طرح طرح کے اموال و اسباب ہیں جو ان لوگوں نے جائیدادیں بنا رکھیں ہیں اور یہ اس مال کو جو ان کے پاس ہے اسے چھپا چھپا کر اور جوڑ جوڑ کر رکھ رہے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں ینفقون نہیں کر رہے یعنی جن کا حق ہے ان تک نہیں پہنچا رہے کہ اپنے پاس صرف اتنا ہی رکھیں جتنا ان کی ضرورت ہے جو بھی ضرورت سے زائد ہے ان کو پہنچائیں جن کے پاس نہیں ہے جو اس کے حقدار ہیں تو بس یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے انہی اعمال کے سبب سزائے الیم ہوگی یعنی یہ لوگ کبھی بھی جہنم سے نہیں نکل سکیں گے۔

اب جب اللہ کا رسول حق کھول کھول کر واضح کرتا ہے الکتاب جو کہ آسمانوں و زمین ہیں اور ان میں جو کچھ بھی ہے اللہ کی آیات ہیں اللہ کی آیات کو کھول کھول کر واضح کرتا ہے تو ردعمل میں مذہبی طبقہ اللہ کے رسول کا دشمن بن جاتا ہے کیونکہ ان کی دکانداری انہیں بند ہوتی نظر آ رہی ہوتی ہے انہیں نظر آ رہا ہوتا ہے کہ اگر اس کا رستہ نہ روکا اگر اس کو رستے سے نہ ہٹایا تو ہماری دکانداریاں بند ہو جائیں گی، ہمارے چندے بند ہو جائیں گے، لوگ الٹا ہمیں جوتے ماریں گے، اور ایسے ہی ہر وہ شخص ہر وہ طبقہ جس کو رسول کی دعوت ناگوار گزرتی ہے جس کی خواہشات پر ضرب پڑتی ہے وہ رسول کا دشمن بن جاتا ہے یوں ان ملاؤں کی طرف سے اللہ کے رسول پر جو فتوے لگائے جاتے ہیں ان کا قرآن میں بھی ذکر کر دیا گیا جو کہ آج سے چودہ صدیاں قبل آج کی تاریخ اتار دی گئی تھی۔

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ۔ ابراهیم ۱۰

قَالُوْٓا اللہ کے رسول کے مقابلے پر اللہ کے رسول کیساتھ دشمنی کرتے ہوئے اللہ کے رسول کا کفر کرتے ہوئے کذب کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہے تو مگر بشر ہے مثل ہماری یعنی تو اللہ کا رسول نہیں ہے کیونکہ اگر تو رسول ہوتا تو تو ہماری مثل یعنی بالکل ہماری طرح کا بشر نہ ہوتا، ہم جانتے ہیں کہ رسول بشر ہی ہوتا ہے لیکن وہ ہماری طرح کا نہیں ہوتا اس کے پاس معجزات ہوتے ہیں اس لیے تیرے پاس بھی معجزات ہوتے اور جب تیرے پاس ایسا

کچھ بھی نہیں ہے تو پھر تُو رسول نہیں ہے تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا تُو چاہ رہا ہے کہ تُو روک دے ہمیں اس سے جس کی ہمارے آباؤ اجداد یعنی ہمارے بڑے، ہمارے اکابر، ہمارے شیوخ، حضرت، علامہ ومفتیان اور امام وغیرہ عبادہ کر رہے تھے اس کے علاوہ تو اور کچھ نہیں چاہتا تیرا مقصد ہی یہی ہے کہ تُو ہمیں ہمارے آباؤاجداد کے دین سے پھیر دے اس دین سے روک دے جو نسل در نسل چلتا آ رہا ہے فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ پس تُو سلطان مبیّن سے آ ہمیں روک یعنی اگر تُو اللہ کا رسول ہے تو پھر تُو زبان سے ہماری منّتیں کیوں کر رہا ہے کہ میری بات مان جاؤ میری بات مان جاؤ اگر تُو اللہ کا بھیجا ہوا ہے تو اللہ کیا اتنا ہی کمزور ہے کہ وہ اپنی بات منوانے کے لیے منّتیں کر رہا ہے نہیں بلکہ اللہ تو بہت طاقت ور ہے اگر تُو اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا تو اللہ ہمیں زبردستی اپنی بات منوالیتا لیکن تُو تو بالکل ہماری ہی طرح کا بشر ہے تیرے پاس کوئی سلطان نہیں کہ تُو ہمیں اپنی بات منوا سکے۔

قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ. الشعراء ۱۸۵

آگے سے کہہ رہے ہیں اس میں کچھ شک نہیں تُو جو ہے تو سائنسدانوں میں سے ہے یعنی تجھے تو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں تُو تو ساری کی ساری سائنسی باتیں کرتا ہے دین سائنس تھوڑا ہی ہے دین تو پوجا پاٹ کا نام ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤاجداد کو پایا اور تجھے اس کا تو رائی برابر بھی علم نہیں تُو صرف اور صرف آسمانوں وزمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے ان کے بارے میں لوجیکل باتیں کرتا ہے جو کہ سائنسدان ہوتے ہیں اس لیے تو بھی سائنسدانوں میں سے ایک سائنسدان ہے۔

وَمَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ. الشعراء ۱۸۶

اور نہیں ہے تُو اگر ہے تو صرف اور صرف بشر ہے ہماری ہی طرح کا یعنی وہی بات کہ تُو اگر رسول ہوتا تو ہماری طرح کا بشر نہ ہوتا بلکہ تیرے پاس وہ کچھ ہوتا جو ہمارے پاس نہیں ہے تیرے پاس معجزات ہوتے جو کہ تیرے پاس کچھ بھی نہیں سوائے سائنس کی باتوں کے اس لیے ہمارا تو تیرے بارے میں یہی ظن ہے کہ تُو کاذبین سے ہے یعنی جو تیرے بارے میں اکثریت کہہ رہی ہے کہ تُو جھوٹا ہے، تُو کذاب ہے وہ سچے ہیں ہم تیرے بارے میں جو اپنے بڑے بڑے ملّاؤں سے اور لوگوں سے سن رہے ہیں وہی سچ ہے۔

اب ظاہر ہے یہ لوگ تو ایسا ہی کہیں گے جب ان کو علم ہی نہیں کہ دین کیا ہے جب ان لوگوں نے دین اسی کو سمجھا ہوا ہے جس پر انہوں نے اپنے آباؤاجداد کو پایا جو کہ پوجا پاٹ ہے جس کا حق کیساتھ کوئی تعلق نہیں، ان کے دماغوں میں رسول بتوں کی حیثیت رکھتے ہیں جو کچھ ان لوگوں نے اپنے بڑوں سے سنا اسی کو یہ حق سمجھتے ہیں اسی کو دین سمجھتے ہیں تو جب رسول آئے گا اور آ کر الکتاب کو بیّن کرے گا یعنی آسمانوں وزمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے انہیں کھول کھول کر واضح کرے گا کہ دین فطرت پر قائم ہونا ہے نہ کہ پوجا پاٹ تو پھر یہ لوگ تو یہی کہیں گے کہ تجھے دین کا علم ہی نہیں تُو سائنسدان ہے اور جو ہمارے ملّاں تیرے بارے میں کہہ رہے ہیں وہ سچ ہی کہہ رہے ہیں کہ تُو کاذبین سے ہے۔

مَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا فَاۡتِ بِاٰيَةٍ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ. الشعراء ۱۵۴

مَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا نہیں ہے تُو اللہ کا رسول مگر تُو بشر ہے ہماری ہی طرح کا یعنی اگر تُو رسول ہوتا تو تیرے پاس عاجز کر دینے والے اشیاء ہوتیں کہ ہم اگر تیری بات نہ مانتے یا ہم جو بھی مطالبہ کرتے تو تُو اس کو پورا کر دیتا ہمیں عاجز کر دیتا لیکن تُو ویسا کچھ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ تُو بالکل ہماری ہی طرح کا بشر ہے جیسے ہم ہیں فَاۡتِ بِاٰيَةٍ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ پس اگر تُو سچوں میں سے ہے یعنی اگر تُو واقعتاً سچا ہے کہ تُو اللہ کا رسول ہے تو پھر آ آیات کیساتھ یعنی ان کے ساتھ آ جن کیساتھ عاجز کر دیا جائے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تُو ان کیساتھ یعنی عاجز کر دینے والی کسی شئے کیساتھ نہیں آیا بلکہ تُو تو بالکل ہمارے ہی جیسا ایک بشر ہے اس لیے تُو رسول نہیں ہے تُو صادقین میں سے نہیں بلکہ کاذبین میں سے ہے۔

يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ. النحل ۱۰۳

کہہ رہے ہیں اس میں کچھ شک نہیں یہ جو بھی ہے ایک سیکھا ہوا بشر ہے یعنی یہ جو کچھ بھی بیان کر رہا ہے یہ جو بھی باتیں کر رہا ہے جو کہ سائنسی باتیں ہیں یہ سب اس نے سیکھا ہوا ہے، با قائدہ تربیت یافتہ ہے اسے اسلام دشمنوں نے اسلام کیخلاف میدان میں اتارا ہے یہ اسلام دشمن قوتوں کا ایجنٹ ہے جنہوں نے اس کی

باقاعدہ تربیت کر کے اسے میدان میں اتارا ہے تاکہ یہ لوگوں کو اس دین سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا۔
لوگوں کے ایسے تمام تر اعتراضات اور دشمنی کے باوجود جو اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے وہ ایک بار بھی لوگوں کی خواہشات کی اتباع کے بارے میں نہیں سوچتا بلکہ وہ خود اس بات کو اپنی زبان سے تسلیم کرتا ہے کہ ہاں میں بشر ہوں تمہاری ہی مثل جیسا کہ آپ درج ذیل آیات میں دیکھ سکتے ہیں۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَاسۡتَغۡفِرُوۡہُ وَوَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ. فصلت ٦

قُلۡ اللہ اپنے رسول سے کہہ رہا ہے کہ انہیں کہہ یعنی ان کے ان اعتراضات کے جواب میں انہیں کہہ اِنَّمَاۤ اس میں کچھ شک نہیں کہ میں کیا ہوں؟ میں جو ہوں اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ میں بشر ہوں مثل تمہاری یعنی بالکل تمہاری ہی طرح کا بشر ہوں میرے پاس کوئی معجزات نہیں، میں پانیوں پر نہیں چل سکتا، میں تمہاری طرح ہی بھوکا پیاسا نہیں رہ سکتا میں بھی کھانا کھاتا ہوں، میں بھی تمہاری طرح بازاروں میں جاتا ہوں، میں بھی تمہاری طرح آسمانوں پر نہیں چڑھ سکتا، مجھے بھی تمہاری طرح گرمی وسردی لگتی ہے میرے پاس بھی تمہاری طرح کوئی معجزات نہیں ہیں ہاں البتہ تم میں اور مجھ میں جو فرق ہے وہ یہ ہے یُوۡحٰۤی اِلَیَّ وحی کیا گیا میری طرف اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ اس میں کچھ شک نہیں جو تمہارا الہ ہے تمہارا الہ واحد ہے یعنی اور ایک، اور ایک، اور ایک یہاں تک کہ حد نہیں آجاتی جو کہ یہی وجود ہے یعنی فطرت فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ پس کیا کر رہے ہو قائم ہو اسی کی طرف وَاسۡتَغۡفِرُوۡہُ اور یہی وجود ہے جو تمہیں غفر کرتا ہے یعنی تمہیں ہر طرح سے خبائث سے پاک کر کے خالص بنا دیتا ہے فطرت پر قائم ہونے سے ہی تمہارا تزکیہ ہوگا اور تم فلاح پاؤ گے وَوَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ اور ویل ہے مشرکین کے لیے یعنی انکے لیے جو فطرت میں چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں رائی برابر بھی اپنا رخ فطرت سے ہٹاتے ہیں اِدھر اُدھر کرتے ہیں یعنی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فطرت کے برعکس کسی پر انحصار کرتے ہیں

اس آیت میں اللہ نے یہ بات کھول کر واضح کر دی کہ جو اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے وہ لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہیں کرتا کہ لوگ کہتے ہیں رسول کے پاس معجزات ہوتے ہیں اس لیے اگر تو اس کے پاس کوئی معجزہ ہے تو ہم رسول تسلیم کریں گے ورنہ نہیں تو وہ لوگوں کی خواہشات کی اتباع میں معجزات دکھانے لگ جائے بلکہ جو ایسا کرتے ہیں وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ وہ کذاب ہوتے ہیں جو کہ شعبدے بازیاں دکھا کر اپنی چالاکیوں سے لوگوں کے جذبات سے کھلواڑ کرتے ہوئے انہیں اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔

اللہ کے رسولوں سے جب ایسے بات کی جاتی ہے ان کو ایسا کہا جاتا ہے تو وہ آگے سے ان کی خواہشات کی اتباع نہیں کرتے بلکہ وہ تو خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہاں ہم تو بشر ہیں تمہاری ہی مثل یعنی تمہاری ہی طرح کے بشر ہیں اور ہوں جیسا کہ درج ذیل آیت میں بھی یہ بات واضح کر دی گئی۔

قَالَتۡ لَہُمۡ رُسُلُہُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ. ابراھیم ١١

کہا ان کو ان میں انہی سے بھیجے ہوئے رسولوں نے نہیں ہیں ہم مگر بشر ہیں مثل تمہاری یعنی جو جو بھی اللہ کا رسول تھا اللہ کے ہر رسول نے اپنی قوم کو یہی جواب دیا کہ ہاں میں بالکل تمہاری ہی طرح کا بشر ہوں اور یہاں یہ بات بھی ذہن میں ہونا لازم ہے بشر ہوں تمہاری مثل نہ کہ انسان ہوں۔ کوئی ایک بھی رسول انسان نہیں تھا جو انسان ہو وہ رسول ہو ہی نہیں سکتا، انسان کا معنی ہے جو خود اپنی ہی ذات کو بھولا ہوا ہے اور اپنی ہی ذات اللہ ہے یوں جو اپنے آپ کو جان لیتا ہے پہچان لیتا ہے تو اس پر واضح ہو جاتا ہے کہ اس کی اصل حقیقت یہ بشری وجود نہیں بلکہ اس کی اصل حقیقت اللہ ہے یوں وہ انسان نہیں بلکہ ظاہر و باطن میں اللہ ہوتا ہے ہر رسول اللہ ہوتا ہے جو اس بشر کی صورت میں انسانوں سے کلام کر رہا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسی قرآن میں واضح کر دیا کہ اللہ اور اس کے رسول میں فرق مت کرو یعنی اللہ اور رسول کو آپ الگ الگ نہیں کر سکتے دونوں ایک ہی وجود ہے۔

اب رسول ایسا کہیں بھی کیوں نہ کہ ہاں ہم بشر ہیں تمہاری ہی مثل کیونکہ رسول کا مقصد صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ کھول کھول کر پیغام پہنچا دے تاکہ کل کو جب حساب لیا جائے تو کسی کے پاس بھی کوئی بہانہ نہ ہو بلکہ ہر ایک پر حجت ہو جائے کل کو کوئی چاہ کر بھی یہ نہ کہہ سکے کہ اگر مجھ پر حق واضح کیا جاتا تو میں مان جاتا یہی بہانہ ختم کرنے کے لیے رسول بعث کیا جاتا ہے جیسا کہ آپ قرآن میں ہی دیکھ سکتے ہیں کہ نہ صرف رسول اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ رسول بھیجنے کے بعد اللہ پر انسانوں کی حجت نہ رہے بلکہ اللہ کی طرف سے انسانوں پر حجت ہو جائے اس لیے رسول کی ذمہ داری صرف اور صرف یہ ہوتی ہے کہ پیغام کھول کھول کر پہنچا دینا

ہر رسول نے یہی کہا اور آج اللہ کا بھیجا ہوا رسول احمد عیسیٰ بھی تو یہی کہہ اور کر رہا ہے۔

رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ. النساء ۱۶۵

رُسُلاً وہ رسول جو تب بعث کیا جاتا ہے جب لوگ ضلالِ مبینٍ میں ہوتے ہیں جو کہ خاتم النبیّن ہوتا ہے ایسا ہر رسول مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ مبشرین میں سے ہوتا ہے اور منذرین میں سے یعنی ایک شروع میں بعث کیا جاتا ہے جو کہ مبشرین میں سے ہوتا ہے یعنی بشیر ہوتا ہے اور ایک آخرین میں بعث کیا جاتا ہے جو کہ منذرین میں سے ہوتا ہے یعنی نذیر ہوتا ہے اب آگے یہ بھی واضح کر دیا کہ رسول کو کیوں بھیجا جاتا ہے رسول کی بعثت کی اصل وجہ یا مقصد کیا ہے لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ تاکہ رسول بھیجنے کے بعد لوگوں کے لیے اللہ پر حجت نہ رہے بلکہ الٹا لوگوں پر حجت ہو جائے تاکہ کل کو جب ان سے حساب لیا جائے تو وہ کوئی بھی بہانہ پیش نہ کر سکیں کہ انہیں بتایا نہیں گیا تھا ان پر حق واضح نہیں کیا گیا تھا ان کی طرف کسی کو بھیجا نہیں گیا تھا کہ جس نے ان پر حق کھول کھول اس طرح واضح کر دیا کہ چاہ کر بھی کوئی بہانہ نہ پیش کیا جا سکے۔

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ . العنکبوت ۱۸

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ اور اگر تم لوگ کذب کر رہے ہو تو پس تحقیق یعنی تم لوگ اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو تمہارے سامنے یہی بات آئے گی جو ہم کہہ رہے ہیں تم سے پہلے بھی امم تھیں جو کذب کر چکیں تو ان کیساتھ کیا ہوا تھا؟ انہوں نے جو ہمارے رسول کا کذب کیا تو اس کذب کرنے کا نتیجہ کیا نکلا؟ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ اور نہیں الرسول پر مگر ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر پہنچا دینا جو کہ ہمارا رسول کر رہا ہے اور جیسے ہی کر چکے گا تو پھر تمہارے ساتھ بھی وہی ہوگا جو تم سے پہلے کذب کرنے والی امم کیساتھ ہوا جیسے کہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط اور آل فرعون وغیرہ کے ساتھ ہوا۔ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ اور کیا ہے الرسول پر؟ مگر صرف اور صرف کھول کھول کر پہنچا دینا جو کہ الرسول کھول کھول کر پہنچا رہا ہے اور ایسا اللہ نے اس لیے کہا کیوں کہ ان لوگوں نے رسول سے بہت کچھ دیو مالائی کہانیاں منسوب کر رکھی ہیں کہ رسول ایسا ہوتا ہے ویسا ہوتا ہے، اس لیے کہا جا رہا ہے اے عقل کے اندھو یہ جو تم نکتہ چینیاں کر رہے ہو کیڑے نکال رہے ہو کہ یہ گندمی رنگ کا ہے، اس کی زبان اردو ہے، یہ پنجابی ہے، یہ پاکستانی ہے، یہ ایسے بولتا ہے ویسے بولتا ہے، اس کو فلاں زبان کیوں نہیں آتی، یہ اس ٹیکنالوجی کا استعمال کیوں کر رہا ہے اس مقصد کے لیے، اس کے پاس معجزات کیوں نہیں ہیں وغیرہ سمیت جو جو نکتہ چینیاں کر رہے ہو کیا ان میں سے کچھ بھی ایسا ہے جس کا رسول کی بعثت کے مقصد سے کوئی تعلق ہو؟ رسول کا مقصد تو صرف اور صرف یہ ہے کہ تمہیں پیغام کھول کھول کر پہنچا دے جو کہ وہ احسن طریقے سے کر رہا ہے۔

خود غور کرو اگر تمہارے دروازے پر ڈاکیہ کوئی خط لیکر آئے تو کیا اس سے خط لینے کی بجائے یہ دیکھو گے کہ اس نے کپڑے کون سے پہن رکھے ہیں، اس کا رنگ کیا ہے، وہ کس نسل کا ہے، اس کا قد کتنا ہے، کس پر سوار ہو کر اور کیسے آیا ہے، کس رستے سے آیا ہے اگر تو تمہاری خواہشات پر پورا اترے تو اس سے خط لو گے ورنہ اس سے خط نہیں لو گے؟ کیا یہ سب دیکھو گے یا پھر ڈاکیے کا کام ہے خط پہنچانا جو کہ وہ اپنا کام جو کہ اس پر ذمہ داری عائد کی گئی اسے بحسن پورا کر رہا ہے؟ ایسے ہی رسول کا مقصد کیا ہے؟ رسول کا مقصد ہے پیغام کھول کھول کر پہنچا دینا باقی اگر کوئی مانتا ہے تو اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور اگر نہیں مانتا تو اس کا اپنا ہی نقصان ہے اس کے ماننے یا انکار کرنے سے رسول کو کوئی فرق نہیں پڑے گا نہ ہی کل کو رسول سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا کہ لوگ کیوں نہیں مانے تھے اور پیغام پہنچانے کے لیے اس سے متعلقہ اسباب کی ضرورت ہوتی ہے جو ہم اپنے رسول کو دیتے ہیں جنہیں وہ اسی مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے جو کہ ہمارا رسول کر رہا ہے۔

آپ نے دیکھا اللہ نے خود یہ بات واضح کر دی کہ رسول پر صرف اور صرف کھول کھول کر پہنچا دینا ہے اور بس کوئی مانتا ہے تو مانے اور اگر کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے اس سے رسول کو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ رسول کی ذمہ داری صرف اور صرف پیغام کھول کھول کر پہنچانا ہے۔ اب آپ خود غور کریں جب رسول کی ذمہ داری صرف اور صرف یہ ہے کہ پیغام کھول کھول کر پہنچانا تو اس کے لیے معجزات کی ضرورت ہے؟ معجزات کی ضرورت تو تب پیش آ سکتی ہے جب رسول کی ذمہ

داری منوانا ہو یعنی رسول کو وکیل بنا کر بھیجا جائے کہ تُو نے بات منوا کر ہی دم لینا ہے لہذا اس کے لیے تجھے جو جو چاہیے ہم دیتے ہیں۔ اب جبکہ رسول کو وکیل بنایا ہی نہیں گیا تو پھر رسول کو معجزات کیساتھ کیوں بھیجا جائے گا؟

اب اس کے باوجود اگر کوئی یہی کہے کہ نہیں جی رسول تو اسی کیساتھ آتا ہے جو ہم کہہ رہے ہیں یعنی معجزات کیساتھ آتا ہے تو پھر ذرا غور کریں کیا ہر رسول کا کذب نہیں کیا گیا؟ کیا کوئی ایک بھی رسول ایسا ہے کہ جس نے آ کر دعوت دی ہو اور ہر کوئی ایمان لے آیا؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں کہ جس کا کذب نہ کیا گیا ہو اور قرآن خود اس پر گواہی دے رہا ہے قرآن خود اس بات کی تصدیق کر رہا ہے۔

وَمَا يَاْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ. الحجر ۱۱

اور نہیں آیا ان میں انہی سے رسولوں میں سے کوئی ایک بھی رسول مگر یعنی جتنے بھی رسول آئے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کیساتھ استھزاء نہ کیا گیا ہو ہر رسول کیساتھ استھزاء کیا گیا اس کیساتھ دشمنی کی گئی اس کی دعوت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا ہر رسول کا کذب کیا گیا جیسا کہ آج اس وقت ہمارے رسول احمد عیسیٰ کیساتھ کیا جا رہا ہے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ. فاطر ۴

اور اگر یہ تیرا کذب کر رہے ہیں تو پس تحقیق کذب کیا جا چکا تجھ سے پہلے رسولوں کا یعنی یہ کوئی پہلی بار نہیں ہونے والا بلکہ ہر بار یہی ہوا تو اس سے پہلے جب جب کذب کیا گیا رسول کا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اور کیا آج نتیجہ مختلف نکلے گا یا آج یہ لوگ کامیاب ہو جائیں گے اللہ کو اس کے رسول کو عاجز کر دیں گے کیا آج اللہ اور اس کا رسول مغلوب ہو جائیں گے؟

ایسے ہی قرآن ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے جن میں یہ بات واضح کر دی گئی کہ کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں گزرا کہ جس کا کذب نہ کیا گیا ہو اور پھر دوسری طرف کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں جس سے معجزات کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔ اب آپ خود سوچیں کہ یہ آج جو موجود ہیں اور آج کہہ رہے ہیں کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں اگر تُو رسول ہے تو معجزات دکھا اگر ان کی خواہشات کی اتباع کی جاتی ہے ان کو ان کے مطالبات کے مطابق معجزات دکھا دیئے جاتے ہیں تو کیا یہ لوگ پھر بھی کفر کریں گے؟ یا پھر ایمان لے آئیں گے رسول تسلیم کر لیں گے؟ تو جواب بالکل واضح ہے کہ پھر تو فوری مان جائیں گے مثلاً جو کچھ انہوں نے عیسیٰ کے حوالے سے گھڑ رکھا ہے اگر بالکل ایسا ہی ہو تو کیا یہ لوگ ایسے عیسیٰ کا کفر کریں گے جو ان کی خواہشات کے عین مطابق آئے؟ تو جواب بالکل واضح ہے کہ پھر انکار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اب اگر رسول معجزات کیساتھ آتے رہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر رسول کا کذب کیوں کیا گیا پھر تو ہر رسول کو تسلیم کر لیا جانا چاہیے تھا؟ جو کہ کبھی نہیں ہوا سوائے جب اللہ وکیل بنا یعنی جب اللہ نے رسول کو اپنا کام کر لینے کے بعد ڈنڈا چلایا۔ جس سے بالکل کھل کر واضح ہو جاتا ہے کہ کوئی ایک بھی رسول اس کیساتھ نہیں آیا جس کیساتھ یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول معجزات کیساتھ آتا ہے اور اسی کا قرآن میں بھی ذکر کر دیا گیا جو کہ نہ صرف آج کی تاریخ ہے جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں اتار دی گئی بلکہ یہ آیت آپ کو یاد دلا دے گی کہ ہاں یہی اللہ کا وہ رسول ہے جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۚ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. آل عمران ۱۸۳

اَلَّذِيْنَ وہ لوگ قَالُوْٓا جو کہہ رہے ہیں ایسے ہی ماضی میں بھی کہا جاتا رہا یعنی ایسے ہی ماضی میں بھی ہر قوم نے کہا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ اس میں کچھ شک نہیں اللہ تھا جس کا عہد تھا ہماری طرف کہ نہ ہم تسلیم کریں کسی ایک بھی رسول کو یہاں تک کہ وہ آئے ہمارے پاس قربانٍ کیساتھ کھا رہی ہو اسے النار یعنی ہر رسول کی بعثت سے قبل طرح طرح کی باتیں رسولوں سے منسوب کی گئیں ان کے بارے میں گھڑ لی گئیں جیسے کہ ماضی میں بنی اسرائیل میں یہ عقیدہ پایا جاتا تھا کہ رسول وہ ہوتا ہے جو قربانیاں کرے اور اس کی قربانیوں کو آگ کھا جائے یعنی اچانک سے آگ نمودار ہو اور آگ اسے کھا جائے تو جیسے بنی اسرائیل کا یہ عقیدہ تھا کہ تب تک کسی بھی رسول کو تسلیم نہیں کرنا بالکل ایسے ہی بنی اسرائیل کی مثل سے آج ان کی تاریخ ہے جو خود کو مسلمان کہلوا رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اول تو اللہ نے رسولوں کا دروازہ ہی بند کر دیا اور دوم یہ کہ اگر کوئی آتا بھی ہے تو اللہ نے ہم سے یہ عہد لے رکھا ہے کہ

کسی ایک کو بھی تم نے رسول تسلیم نہیں کرنا جب تک کہ وہ ان خصوصیات کیساتھ نہ آئے یعنی عیسیٰ نے آنا ہے اور پہلی بات وہ عیسیٰ ابن مریم بنی اسرائیل والا ہوگا دوسری بات کہ وہ آسمان سے اترے گا، تیسری بات کہ اس کے پاس معجزات ہوں گے یعنی جو ہم نے اس کے بارے میں گھڑ رکھا ہے یہ ہم نے نہیں گھڑا بلکہ یہ تو اللہ نے کہا تھا محمد کے ذریعے اس لیے اول تو کوئی بھی آ کر دعویٰ کرے تو وہ کذاب ہوگا اس کو رسول تسلیم نہیں کرنا اور دوم چونکہ عیسیٰ نے آنا ہے تو اس وقت تک اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ ہمارے گھڑے ہوئے معیار پر پورا نہیں اترتا اگر وہ بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسا ہم نے گھڑ رکھا ہے تو ہی ہم اسے اللہ کا رسول عیسیٰ تسلیم کریں ورنہ نہیں یہ اللہ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے۔ اب ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول ان کی خواہشات کیساتھ آئے ان کی خواہشات کے مطابق آئے یہ لوگ تو ضلالٍ مبینٍ میں ہیں رسول ان کی خواہشات کیساتھ نہیں آئے گا بلکہ رسول کو بھیجا جائے گا جیسے اللہ نے قدر میں کر دیا اور پھر جب آج اللہ نے اپنا رسول بعث کر دیا جس کا یہ لوگ شدت کیساتھ انتظار کر رہے تھے لیکن چونکہ ان کی خواہشات کے برعکس بھیجا جس وجہ سے یہ کفر کر رہے ہیں نہیں مان رہے اور دشمنی کر رہے ہیں تو اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے کہ قُلْ قَدْ جَآءَ كُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ انہیں کہہ جو قدر میں کیا گیا یعنی جس طرح رسول کا بعث کیا جانا قدر میں کیا گیا بالکل اسی طرح میں بعث کیا گیا ہوں، قدر میں کیا گیا کہ رسول البیّنات کیساتھ آئے گا یعنی رسول آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دے گا تو میں نے آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا نہ کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں مجھ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے البیّنات کیساتھ آئے نہ کہ معجزات کیساتھ وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ اور جس کیساتھ تم کہہ رہے ہو یعنی تم کہہ رہے ہو کہ رسول البیّنات کیساتھ نہیں بلکہ معجزات کیساتھ آتے ہیں تو اے عقل کے اندھو اے دل کے اندھو اگر تم لوگ سچے ہو کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں اس اس کیساتھ آتے ہیں جو تمہاری خواہشات ہوتی ہیں جو کچھ تم لوگوں نے رسول کے بارے میں گھڑ رکھا ہوتا ہے تو پھر اس بات کا جواب دو فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ پس کیوں انہیں قتل کرتے رہے وہ جن میں رسول آتے رہے اگر تم لوگ سچے ہو؟ یعنی اگر رسول لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہی آتے جیسے آج تم کہہ رہے ہو کہ رسول معجزات کیساتھ آتے ہیں اور جس عیسیٰ کا تم انتظار کر رہے تھے اس کے بارے میں جو کچھ بھی تم لوگوں نے گھڑ رکھا ہے اگر وہ بالکل عین تمہاری خواہشات کے مطابق آئے تو کیا پھر بھی تم اس کو قتل کرو گے اس کیساتھ دشمنی کرو گے؟ اس کا کذب کرو گے؟ تو جواب بالکل واضح ہے کہ نہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ تم لوگ فوراً اسے رسول تسلیم کر لو گے تم اسے قتل نہیں کرو گے۔ اب ذرا سوچو اللہ کا رسول آ جاتا ہے اور تم اسے قتل کرتے ہو اس کیساتھ دشمنی کرتے ہو اس کا کذب کرتے ہو تو کیوں کرو گے؟ ظاہر ہے اسی وجہ سے کہ تمہاری خواہشات کے برعکس ہوگا اسی لیے، اب اگر رسول اسی کیساتھ آتے جو لوگوں کی خواہشات ہوتی ہیں تو کسی ایک بھی رسول کا کذب نہ کیا جاتا اور جنہیں قتل کیا جاتا رہا جو کہ رسول خاتم النبیّن نہیں بلکہ رسول خاتم النبیّن کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر رسول بنتے رہے انہیں کسی بھی صورت قتل نہ کیا جاتا۔ آج ہی کی مثال سامنے رکھ لو تم لوگ میرا کذب کیوں کر رہے ہو؟ میرے ساتھ دشمنی کیوں کر رہے ہو؟ کیا اسی وجہ سے میرا کذب نہیں کر رہے اسی وجہ سے میرے ساتھ دشمنی نہیں کر رہے اسی وجہ سے مجھے قتل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے کہ میں تمہاری خواہشات کے مطابق نہیں آیا؟ اگر میں تمہاری خواہشات کے مطابق آتا تو تم لوگ کبھی بھی میرے ساتھ دشمنی نہ کرتے بلکہ فوری مجھے رسول تسلیم کر لیتے۔ جو تمہارے ملاّں ہیں جن کے پیچھے اندھوں کی طرح چل رہے ہو ان کو عربوں کی زبان میں نبی کہا جاتا ہے تو ان کی دعوت کو کیوں تسلیم کر رہے ہو؟ ان کی باتوں کو آنکھیں بند کر کے کیوں مان رہے ہو؟ ظاہر ہے اسی لیے کیوں کہ یہ ملاّں تمہاری خواہشات کے عین مطابق بات کرتے ہیں اگر ان میں سے بھی کوئی تمہاری خواہشات کے برعکس بات کرے تو تم لوگ تو اسے بھی برداشت نہیں کرتے۔

یہ ہے تمہاری حقیقت اگر تم لوگ سچے ہوتے تو کسی ایک بھی رسول کا کذب نہ کیا جاتا کسی ایک کو بھی قتل نہ کیا جاتا جس سے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ رسول تمہاری خواہشات کے مطابق نہیں آتے بلکہ تمہاری خواہشات کے بالکل برعکس آتے ہیں پھر ان کی دعوت تمہاری خواہشات سے متصادم ہوتی ہے جو تمہیں ناگوار گزرتی ہے جس وجہ سے تم لوگ کفر کرتے ہو، کذب کرتے ہو، قتل کرنے کی کوشش کرتے ہو اور یہی تم لوگ آج میرے ساتھ بھی کر رہے ہو لیکن جان لو تم مجھے قتل نہیں کر سکتے کیونکہ میں رسول اللہ و خاتم النبیّن ہوں اور رسول خاتم النبیّن قتل نہیں ہوسکتا خواہ تم کچھ ہی کیوں نہ کر لو تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور کل کو تم لوگ خود گواہی دو گے کہ ہاں اے احمد عیسیٰ تُو وہی اللہ کا رسول ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ. آل عمران ۱۸۴

آج اللہ اپنے رسول کو یعنی مجھے احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے کہ پس اگر یہ لوگ تیرا کذب کر رہے ہیں یعنی حق ہر لحاظ سے اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی تیرا کذب کر رہے ہیں تو پھر یہ کوئی نئی بات نہیں یہ کوئی پہلی بار نہیں ہو رہا بلکہ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ پس تحقیق یعنی یہ اپنے گھوڑے دوڑا لیں یہ اپنی تحقیق کر لیں ان کے سامنے وہی آئے گا جو کہ قدر میں کر دیا گیا جس کے خلاف کچھ ہو ہی نہیں سکتا کذب کیا گیا تجھ سے پہلے بھی رسولوں کا جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ آئے رسول ان میں انہی سے البیّنات کیساتھ یعنی وہ ان کی خواہشات کے ساتھ نہیں آئے کہ جو ان لوگوں نے مطالبات کیے جو ان کی خواہشات تھیں تو رسولوں نے ان کی خواہشات کو پورا کیا بلکہ وہ البیّنات کیساتھ آئے انہوں نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا اور الزبر کیساتھ آئے یعنی جب جب جس جس بات کو کھولنے کی ضرورت تھی اسی کو کھول کھول کر واضح کیا نہ کہ بے وقت اور بے مقصد باتوں کے پیچھے پڑے رہے اور الکتاب المنیر کے ساتھ آئے یعنی انہوں نے الکتاب کو اس طرح کھول کھول کر واضح کیا کہ حق روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا لیکن اس کے باوجود ان کا کذب کیا گیا تو پھر کیا ہم نے انہیں ایسے ہی چھوڑ دیا؟ نہیں بلکہ پھر جو انجام ان کا ہوا آج ان کا بھی بالکل وہی انجام ہو گا جو کہ ان کے سر پر آ چکا ہے جسے یہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور بھگتیں گے اور تب یہ مانیں گے لیکن تب ماننا کوئی نفع نہیں دے گا تب ہر ایک مان جائے گا۔

جب بھی رسول آتا ہے جیسے کہ آج ان میں اللہ نے انہی کی زبان میں انہی سے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کر دیا جو ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو ان لوگوں نے ایسے ہی کفر کیا جیسے یہ لوگ آج میرا کفر کر رہے ہیں ایسے ہی ہر رسول کا کذب کیا جیسے میرا کذب کر رہے ہیں ایسے ہی ہر رسول کیساتھ دشمنی کی جیسے میرے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں، انتہائی گندی زبان استعمال کرتے ہیں، کتوں کی طرح بھونکتے ہیں، منہ سے جھاگ نکالتے ہیں اس کے باوجود کہ ان کے پاس کسی ایک بھی بات کا جواب نہیں، اس کے باوجود کہ یہ لوگ میری کسی ایک بھی بات کو غلط ثابت نہیں کر سکتے اور جب بھی میں ان کے سامنے آتا ہوں جب بھی مجھے دیکھتے ہیں جیسے کہ آج انٹرنیٹ کی صورت میں میری تصویر یا ویڈیو وغیرہ ان کے سامنے آتی ہے تو آگے سے نہ صرف یہی سب کہتے ہیں بلکہ ایسے ہی حقارت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا یہ ہے وہ جسے بعث کیا اللہ نے رسول جیسا کہ آج اس واقعے کی تاریخ بھی اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں اتار دی تھی جو آج آپ کو یاد دلا رہی ہے کہ یہی ہے اللہ کا وہ رسول جسے آخرین میں بعث کیا جانا تھا۔

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا. الفرقان ۴۱

اور جب تجھے دیکھتے ہیں نہیں اخذ کر رہے ہمیں جو کہ تُو ہے مگر جو بھی یہ لوگ دشمنی میں، نفرت میں، حسد میں، بغض میں اخذ کر سکتے ہیں یعنی گالیاں دے رہے ہیں، برا بھلا کہہ رہے ہیں، مذاق اڑا رہے ہیں، فتوے لگا رہے ہیں یا اس کے علاوہ جو کچھ بھی کر سکتے ہیں کہ کیا یہ ہے وہ شخص جسے بعث کیا اللہ نے رسول یعنی حقارت اور طنزیہ لہجے میں کہتے ہیں کیا یہ ہے اللہ کا رسول ہونے کا دعویدار؟ یہ ہے عیسیٰ ہونے کا دعویدار اور پھر ساتھ گالیاں دیتے ہیں جو کچھ کہہ سکتے ہیں وہ کہتے ہیں۔

یعنی ان عقل کے اندھوں سے یہ سوال کیا جائے کہ آخر تمہیں مسئلہ کیا ہے؟ ایک تو تم پر احسان عظیم کیا جا رہا ہے رسول بھیج کر جو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے اور تم ہو کہ ہدایت اخذ کرنے کی بجائے تمہارے سامنے چونکہ بشر ہے تو اس میں کیڑے نکال رہے ہو؟ تمہیں ہضم ہی نہیں ہو رہا ہے کہ ایک بشر ہماری راہنمائی کے لیے بھیج دیا گیا؟ تمہیں کون سی شئے روک رہی ہے ہدایت اخذ کرنے سے جبکہ تمہارے پاس ہدایت آ گئی؟ اے عقل کے اندھو بشر کے علاوہ کس طریقے سے تمہاری طرف ہدایت بھیجی جاتی؟ تم انسان چونکہ بشر ہو تو ظاہر ہے ایک بشر کے ذریعے ہی تمہاری راہنمائی کی جائے گی نا؟ تو اس میں اچنبے والی کون سی بات ہے؟ اور اسی بات کو اسی کی تاریخ اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اسی قرآن میں درج ذیل آیت کی صورت میں اتار دی۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا. الاسراء ۹۴

اور کس نے منع کیا، کس نے روکا لوگوں کو کہ نہیں تسلیم کر رہے نہیں مان رہے جب آ گئی ان کے پاس خالصتاً اللہ کی طرف سے ہدایت؟ مگر صرف اور صرف یہ وجہ ہے کہ کہہ رہے ہیں کیا بعث کیا اللہ نے ایک بشر رسول یعنی اس وجہ سے خالص اللہ کی طرف سے آنے والی ہدایت کو تسلیم نہیں کر رہے کہ انہی میں سے ایک بشر

رسول ہے جو انہیں دعوت دے رہا ہے ان پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے۔ محض بشر رسول کی وجہ سے حالانکہ یہ عقل کے اندھے غور نہیں کرتے کہ جب تم انسان چونکہ بشر ہو تو ظاہر ہے اللہ بشر رسول ہی بعث کرے گا نا؟

یوں آپ نے جان لیا کہ کس طرح رسول کی پیدائش اور پھر بعثت ہوتی ہے اور بعثت کے بعد رسول کو کن کن حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رسول جب حق کھول کھول کر واضح کرتا ہے تو اسے ہر طرح کے شدید ترین ردعمل اور دشمنی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس پر زمین تک تنگ کر دی جاتی ہے اس کے خلاف ہر طرح کے محاذ کھولے جاتے ہیں یہاں تک کہ قتل کرنے کی بھی پوری کوشش کی جاتی ہے لیکن اس سب کے باوجود رسول اپنے مقصد و مشن پر ڈٹا رہتا ہے اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے کہا کہ رسول میں تمہارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. الاحزاب ۲۱

لَـقَـدْ تم کو حق حاصل ہے کہ تم اپنی تحقیق کروا پنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جو کہ طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا جو کہا جا رہا ہے كَانَ قانون میں کیا جا چکا لَكُمْ تم کو کہ تم اخذ کرو فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسول اللہ میں یعنی جو اللہ کا بھیجا ہوا ہے اس میں اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ یعنی تمہیں دنیا میں کس مقصد کے لیے بھیجا گیا، اس مقصد کو پہچاننا کیسے ہے اور کس طرح پورا کرنا ہے اس کے لیے اللہ نے رسول بھیجنا قدر میں کر دیا تا کہ رسول میں تم اسوہ حسنہ اخذ کرو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسوہ حسنہ کیا ہے؟ تو سب سے پہلے اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کو کھول کر آپ پر واضح کرتے ہیں۔

اُسْـوَةٌ: جملہ ہے جو کہ تین الفاظ ''ا، سو، ة'' کا مجموعہ ہے۔ شروع میں الف کا استعمال سوالیہ بنا دیتا ہے یعنی کیا، کب، کہاں، کیوں، کیسے، کتنا وغیرہ اور اگلا لفظ ہے ''سوٗ'' جس کے معنی ہیں کرنا مثلاً آپ کھاتے ہیں تو آپ کا کھانا سو کہلاتا ہے، آپ کا پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، چلنا، لین دین، کوئی بھی کام کرنا، کچھ بھی کرنا یہاں تک کہ جسم میں کسی بھی عضو کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت تک ''سوٗ'' کہلاتی ہے یعنی جو کچھ بھی کرنا اور آگے ''ة'' ان اعمال کا اظہار کر رہی ہے جو اعمال یعنی جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے۔ اب جب تینوں الفاظ کے معنی جوڑیں تو اُسْـوَةٌ کے معنی کھل کر سامنے آجائیں گے کہ کیا ہے جو بھی کیا؟ کب کیا؟ کہاں کیا؟ کیسے کیا؟ کتنا کیا؟ کیوں کیا؟ تو آگے اسی کا جواب ہے حَسَنَةٌ جو کہ دو الفاظ ''حسن، ة'' کا مجموعہ ہے حسن کا معنی ہے ایسا کام ایسا عمل یا وہ جس سے ہر کسی پر احسان ہو یعنی آسمانوں و زمین میں جو کچھ بھی ہے کسی کو بھی رائی برابر بھی نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑے ہر ایک کو ہر لحاظ سے فائدہ ہی فائدہ ہو اور آگے ''ة'' اس حسن کی وضاحت کر رہی ہے یعنی اس کا اظہار کر رہی ہے۔ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ دونوں کی ''ة'' پر دو پیش ہیں ایک سیدھی پیش اور ایک الٹی پیش، جب بھی دو پیش استعمال ہوں تو اس کا مطلب ہوتا ہے اپنے اول سے لیکر آخر تک یعنی وجود میں آنے سے لیکر موت تک یوں اُسْـوَةٌ حَسَـنَةٌ کے معنی بنتے ہیں جب تک موجود رہا یعنی اپنی پیدائش سے لیکر موت تک جو بھی کیا جیسا بھی کیا ایسے کیا کہ اس سے آسمانوں و زمین میں ہر کسی پر احسان ہوا، آسمانوں و زمین میں کوئی ایک بھی مخلوق ایسی نہیں کہ اسے کسی بھی قسم کے نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہو بلکہ ہر ایک کو فائدہ ہی فائدہ ہوا۔ اب آپ پر کھل کر واضح ہو جائے گا کہ رسول میں اسوہ حسنہ اخذ کرنے کا مطلب کیا ہے۔ اللہ رسول کو انسانوں کے درمیان ایک عملی نمونہ بنا کر پیش کرتا ہے کہ تم نے وہی کرنا ہے جو رسول اللہ نے کیا، بالکل ویسے ہی کرنا ہے جیسے رسول اللہ نے کیا، جیسے رسول اللہ نے حق کو پہچانا اور پھر اس پر عمل کیا تم نے بھی بالکل ایسے ہی کرنا ہے، کوئی بھی کام کرنا ہے تو ایسے ہی کرنا ہے جیسے رسول نے کیا، شادی کرنی ہے تو ایسے ہی، بچے پیدا کرنے ہیں تو ایسے ہی، رزق کیا ہونا چاہیے اور کیسے حاصل کرنا ہے تو بالکل ویسے جیسے رسول نے کیا یعنی کوئی بھی کام خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا ہو پہلی بات کہ وہی کرنا ہے جو رسول نے کیا اور دوسری بات کہ بالکل اسی طرح کرنا ہے جیسے رسول نے کیا اسے کہتے ہیں رسول میں اسوہ حسنہ اخذ کرنا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات مان لی جائے کہ رسول عام بشر جیسا نہیں ہوتا بلکہ ہٹ کر ہوتا ہے، اس کی پیدائش باقیوں سے ہٹ کر ہوتی ہے، وہ پلتا بڑھتا باقیوں سے ہٹ کر ہے اس کے پاس معجزات ہوتے ہیں تو پھر اس میں اسوہ حسنہ کیسے ہو سکتا ہے اور پھر وہ حجت کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

مثال کے طور پر جیسے کہ کہا جاتا ہے عیسیٰ ابن مریم بغیر والد کے پیدا ہوئے اب اگر یہ بات مان لی جائے یا اگر یہ سچ ہے تو پھر نہ ہی عیسیٰ ابن مریم میں اسوہ حسنہ تھا اور نہ ہی وہ بنی اسرائیل کے لیے حجت ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر کل کو بنی اسرائیل سے حساب لیا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا کہ تم عیسیٰ ابن مریم جیسے کیوں نہ بنے تو ان کے پاس یہ بہانہ ہوگا کہ اے اللہ اس کی پیدائش آدم سے ہٹ کر تھی یعنی عام بشر جیسی نہیں تھی بلکہ ہٹ کر تھی غیر معمولی تھی اگر ہمیں بھی تُو اسی طرح پیدا کرتا تو ہم بھی اسی کے جیسے بن جاتے لیکن جب تُو نے ہمیں جس طرح خلق کیا اس طرح اسے خلق نہیں کیا تو پھر ہم اس کے جیسے کس طرح بن سکتے تھے؟ اور پھر اگر اس کی خلق بالکل ایسے ہی ہوتی جیسے ہمیں خلق کیا گیا تو پھر پتہ چلتا کہ وہ کس طرح ایسا بن سکتا تھا جیسا وہ بنا اور اگر وہ ایسا بنتا جیسا وہ تھا تو پھر اگر ہم اس کی طرح نہ بنتے تو ہم مجرم تھے لیکن جب اس کی تخلیق ہی ہم سے ہٹ کر تھی تو ہم اس کی طرح کیسے بن سکتے ہیں اس لیے آج حساب کس بنیاد پر؟ یوں عیسیٰ ابن مریم میں تو اسوہ حسنہ ہی ثابت نہیں ہوتا اور جس میں اسوہ حسنہ ہی ثابت نہ ہو وہ اللہ کا رسول کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ تو اللہ کا رسول ہی ثابت نہیں ہوتا۔

اور پھر جیسے کہ خود کو مسلمان کہلوانے والوں کا کہنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم شادی شدہ نہیں تھے ان کے بچے نہیں تھے اگر اس بات کو مان لیا جائے تب بھی عیسیٰ ابن مریم میں ان کے لیے اسوہ حسنہ ثابت نہیں ہوتا جن کی طرف بھیجے گئے کیونکہ کل کو جب ان سے حساب لیا جائے گا تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ اے اللہ اس کی نہ تو شادی ہوئی اور نہ ہی بچے تھے اس لیے یہ ایسا بنا لیکن ہمارے تو بیوی بچے تھے ہم پر یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی اس لیے ہم اس کی طرح کیسے بن سکتے تھے ہاں البتہ اگر اس کے بھی بیوی بچے ہوتے اور پھر اس کے باوجود اگر یہ ایسا ہی بنتا تو پھر ہمارے پاس کوئی بہانہ نہیں تھا ہم پر حجت ہو جاتی لیکن چونکہ نہ ہی اس کی بیوی تھی اور نہ ہی بچے اس لیے اسے کیا پتہ کہ بیوی بچوں کی ذمہ داری کتنی بڑی ہوتی ہے یہ اس ذمہ داری سے آزاد تھا اس لیے یہ ایسا بنا اگر اس کے بیوی بچے ہوتے تو یہ ایسا کبھی نہ بنتا یہ بھی ہمارے جیسا ہی بنتا اور اگر اس کے باوجود یہ ویسا ہی بنتا تو پھر ہم پر حجت ہو جاتی پھر اگر ہم اس کی طرح نہ بنتے تو ہم مجرم تھے۔

یوں آپ نے جان لیا کہ اگر رسول بالکل انہی کی مثل بشر نہ ہو جن میں بعث کیا جاتا ہے تو اس میں اسوہ حسنہ ہی نہیں ہوسکتا اور جس میں اسوہ حسنہ ہی نہ ہو وہ رسول کیسے ہوسکتا ہے؟ اب اگر کوئی یہ کہے کہ رسول کے پاس معجزات ہوتے ہیں وہ عام بشر سے ہٹ کر غیر معمولی بشر ہوتا ہے تو پھر ظاہر ہے کل کو کوئی بھی یہ کہہ سکتا ہے اے اللہ اس کے پاس تو معجزات تھے، یہ ہماری طرح کا نہیں تھا اس لیے یہ ایسا بن گیا اگر ہمیں بھی تُو اسی طرح کا بناتا یعنی ہمیں بھی معجزات دیتا ہمیں بھی اسی کے جیسا خلق کرتا تو ہم بھی اس کے جیسے بن جاتے یہ کون سا بڑا کام تھا ہاں البتہ اگر یہ بشر ہوتا بالکل ہماری ہی طرح کا پھر یہ ایسا ہی بنتا تب اس کا پتہ چلتا جو کہ یہ نہیں تھا اس لیے آج ہم سے حساب کس بات کا۔

ایسے ہی آج اللہ نے جس عیسیٰ کو بعث کرنا تھا اگر تو یہ بات مان لی جائے کہ وہ زندہ آسمانوں پر موجود ہے اور وہ آسمانوں سے اترے گا تو پھر وہ اللہ کا رسول ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہی اس میں اسوہ حسنہ ہے۔ اسوہ حسنہ صرف اور صرف اسی میں ہوسکتا ہے جس کی پیدائش سے لیکر موت تک آدم جیسی ہو یعنی عام بشر جیسی ہو ہاں البتہ اس کا کردار معمولی نہیں انسان جیسا نہیں بلکہ اس کا کردار غیر معمولی ہو جس وجہ سے باقی جتنے بھی بشر ہیں یا جن میں اسے بھیجا جائے نہیں کہا جائے کہ تمہیں اس کے جیسا بننا ہے اگر نہیں بنتے تو تم مجرم ٹھہرو گے۔

آپ پر یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دی گئی کہ کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں ہے جو کہ غیر معمولی تھا، جس کی تخلیق غیر معمولی تھی یا پھر جس کے پاس معجزات وغیرہ تھے بلکہ ہر رسول ایک عام بشر تھا اور اگر کوئی بھی رسول عام بشر کے جیسا نہ ہوتا تو نہ ہی اس میں اسوہ حسنہ کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اس میں اسوہ حسنہ اخذ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ اللہ کا رسول تھا اور یہی وہ وجہ تھی جس وجہ سے نہ صرف ہر بشر کو یہی کہا گیا کہ یہ تو بشر ہے ہماری مثل یعنی بالکل ہماری ہی طرح کا بشر ہے جیسے ہم کھانے پینے کے محتاج ہیں یہ بھی اسی طرح محتاج ہے، جیسے ہمارے بیوی بچے ہیں ویسے ہی اس کے بھی بیوی بچے ہیں، جیسے ہم پر گرمی و سردی اثر انداز ہوتی ہے اس پر بھی ہوتی ہے، جیسے ہمیں چوٹ لگنے پر تکلیف ہوتی ہے ویسے ہی اسے بھی چوٹ لگنے پر تکلیف ہوتی ہے یوں ہر رسول کا کذب کیا گیا ہر رسول کو قتل تک کرنے کی پوری کوشش کی گئی اور پھر ہر رسول نے بھی آگے سے معجزات کے دعوے نہیں کیے کہ وہ معجزات دکھانے بیٹھ گیا بلکہ ہر رسول نے یہی کہا کہ ہاں میں بشر ہوں بالکل تمہاری ہی مثل، تم میں اور مجھ میں فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی کیا جا رہا ہے میری زبان پر اللہ بول رہا ہے مجھے جو ذمہ داری دی گئی ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ میں کھول کھول کر پہنچا دوں اس کے علاوہ میری کوئی ذمہ داری نہیں لہٰذا خود سوچو کیا اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے یعنی حق کھول کھول کر پہنچانے کے لیے غیر معمولی بشر کا ہونا شرط ہے یا لازم ہے؟ کیا کھول کھول کر پہنچانے کے لیے معجزات کا ہونا لازم ہے یا پھر البیّنات کا ہونا؟ یعنی

جس وجہ سے جس مقصد کو پورا کرنے کے لیے رسول کو بعث کیا جاتا ہے اس کے لیے تو صرف اور صرف البیّنات کے ساتھ بھیجا جانا لازم ہے نہ کہ معجزات وغیرہ کیساتھ یا پھر اس کی پیدائش وغیرہ آدم یعنی عام بشر سے ہٹ کر ہونا لازم ہے اس لیے رسول کے لیے معجزات یا پھر عام بشر سے ہٹ کر کچھ بھی ہونا البیّنات کے علاوہ بالکل بے مقصد ہے اور اللہ کچھ بھی بے مقصد نہیں کرتا۔

اب دیکھیں رسول میں اسوہ حسنہ کیا ہے اسے آپ پر کھول کر واضح کرتے ہیں۔ پیچھے بھی آپ پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ رسول کی بھی پیدائش بالکل ایسے ہی ہوتی ہے جیسے کہ باقی بچے پیدا ہوتے ہیں جب کسی رسول کی پیدائش ہوتی ہے تب کسی کو نہیں علم ہوتا کہ یہ بچہ اللہ کا رسول ہے اور نہ ہی کسی کو یہ علم ہوتا ہے کہ یہ دو بشر مرد اور عورت جو کہ میاں بیوی ہیں انہوں نے رسول کو جنم دیا ہے یہ رسول کو دنیا میں لائے ہیں یوں جیسے باقی بچے پروان چڑھتے ہیں ایسے ہی معاشرے میں وہ بچہ بھی پروان چڑھتا ہے جس کے بارے میں بعد میں اپنے وقت پر واضح ہونا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ یوں جب وہ بچہ نوجوان ہو جاتا ہے خودمختار ہو جاتا ہے اس میں شعور آجاتا ہے یعنی جو کچھ بھی سنتا دیکھتا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت آجاتی ہے تو وہ باقیوں کی طرح اسی پر نہیں ڈٹا رہتا جس پر اس نے اپنے آباؤاجداد کو پایا بلکہ وہ غور وفکر کرتا ہے۔

ایک طرف باقی سب ہوتے ہیں پورا معاشرہ ہوتا ہے کہ جو اپنے آباؤاجداد کے پیچھے چلتے ہوئے نبیوں میں فرق کر کے کسی ایک نبی کے نام پر گمراہیوں میں ڈوبے ہوتے ہیں تو وہیں دوسری طرف رسول کا معاملہ ان کے بالکل برعکس ہوتا ہے وہ سوچتا ہے کہ اگر میں کسی دوسرے مذہب کے ماننے والوں کے گھر جنم لیتا تو میں وہی ہوتا مثلاً اگر آج کی بات کی جائے آپ اپنے گریبان میں جھانکیں کہ آپ کسے حق کہہ اور سمجھ رہے ہیں؟ کیا اکثریت اسے ہی دین حق نہیں کہتی اور سمجھتی جس پر انہوں نے اپنے آباؤاجداد کو پایا؟ اگر کوئی ہندو گھرانے میں پیدا ہوا تو وہ بغیر سوچے سمجھے اسی دین پر ڈٹا ہوا ہے اور اسے ہی حق کہہ اور سمجھ رہا ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ اگر میں کسی عیسائی گھرانے میں پیدا ہوتا تو کیا آج میں ہندو ہوتا؟ نہیں بلکہ عیسائی ہوتا اور عیسائیت کو ہی حق کہہ اور سمجھ رہا ہوتا ایسے ہی اگر یہودی گھرانے میں پیدا ہوتا تو یہودی ہوتا ایسے ہی اگر مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتا تو مسلمان ہوتا، اگر بریلوی گھرانے میں پیدا ہوتا تو بریلوی ہوتا، اہلحدیث میں پیدا ہوتا تو اہلحدیث ہوتا، دیوبندی گھرانے میں پیدا ہوتا تو دیوبندی ہوتا، شیعہ گھرانے میں پیدا ہوتا تو شیعہ ہوتا۔ اس بارے میں کوئی بھی نہیں سوچتا کہ اگر حق پر ہونے کی دلیل یہی ہے تو پھر خود کو حق پر اور باقی ہر ایک کو باطل کس بنیاد پر کہا جا رہا ہے؟ یوں تو ہر کوئی اپنے دعوے میں سچا ہے جو کہ ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ یا تو کوئی ایک ہی حق پر ہو سکتا ہے یا پھر ان میں سے کوئی بھی حق پر نہیں ہو سکتا سب ہی ایک جیسے گمراہ ہیں۔

یہی فرق ہوتا ہے رسول میں اور باقی اکثریت میں، اکثریت اندھوں کی طرح اسی پر چلتی ہے اسے ہی حق کہتی اور سمجھتی ہے جس پر انہوں نے اپنے بڑوں کو پایا لیکن رسول کا معاملہ بالکل برعکس ہوتا ہے، اکثریت نبیوں میں فرق کر کے کسی نہ کسی ایک نبی کے نام سے خرافات منسوب کر کے اسے حق کا نام دے کر اس پر ڈٹی ہوتی ہے لیکن رسول یہ سوچتا ہے کہ اگر مجھے وہی کرنا ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل محمد نے کیا تو پھر مجھے آج اس وقت دنیا میں کیوں لایا گیا؟ مجھے چودہ صدیاں قبل ہی دنیا میں لے آیا جاتا؟ اگر مجھے وہی کرنا ہے جو آج سے دو ہزار سال قبل عیسیٰ ابن مریم نے کیا تھا تو پھر مجھے آج اس وقت دنیا میں کیوں لایا گیا بلکہ مجھے تو آج سے دو ہزار سال قبل دنیا میں لایا جانا چاہیے تھا؟ اگر مجھے وہی کرنا ہے جو آج سے ساڑھے تین ہزار سال قبل موسیٰ نے کیا تو پھر مجھے آج ہی دنیا میں کیوں لایا گیا بلکہ مجھے تو آج سے ساڑھے تین ہزار سال قبل دنیا میں لایا جانا چاہیے تھا؟ اگر مجھے وہی کرنا تھا جو کرشن نے کیا تو پھر مجھے آج ہی دنیا میں کیوں لایا گیا بلکہ مجھے آج سے پانچ ہزار سال قبل دنیا میں لایا جانا چاہیے تھا؟ یوں رسول اندھوں کی طرح بغیر سوچے سمجھے کچھ بھی نہیں کرتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ مجھے میرے ربّ نے نہ صرف سننے دیکھنے کی صلاحیت دی بلکہ جو سن اور دیکھ رہا ہوں اسے سمجھنے کی بھی صلاحیت دی اور پھر عمل کرنے کی بھی صلاحیت دی تو ظاہر ہے اسی لیے دی کہ میں کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے بارے میں مکمل علم حاصل کروں کوئی بھی کام بغیر علم کے نہ کروں، کوئی بھی کام محض اس بنیاد پر نہ کروں کہ میں نے اپنے بڑوں کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا، میں نے اپنے بڑوں کو اسی پر پایا، کوئی بھی کام محض اس بنیاد پر نہ کروں کہ اکثریت ایسا کر رہی ہے تو ٹھیک ہی ہوگا نہیں بلکہ کچھ بھی کرنے سے پہلے مجھے جو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی گئی اس کا استعمال کرتے ہوئے سوچ سمجھ لوں جب اطمینان ہو جائے تب ہی کام کروں۔

مجھے آج اس وقت دنیا میں لایا گیا ہے تو ظاہر ہے آج اس وقت کچھ کرنا ہے اسی لیے مجھے آج اس وقت دنیا میں لایا گیا اور اگر مجھے بھی وہی کرنا ہوتا جو آج سے

صدیوں پہلے ہزاروں سال پہلے فلاں فلاں نے کیا تو مجھے دنیا میں آج نہ لایا جاتا بلکہ تب دنیا میں لایا جاتا اس لیے میں اندھوں کی طرح کچھ بھی نہیں کروں گا، میں نبیوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق کر کے یا بعض میں فرق کر کے ان کے نام پر گمراہیوں کا شکار نہیں ہوں گا بلکہ میں ان کے طریقے پر چلوں گا، غور و فکر کر کے دنیا میں بھیجے جانے کے مقصد کو سمجھوں گا اور جب مجھ پر حق بالکل کھل کر واضح ہو جائے گا تو میں حق پر قائم ہوں گا اگر حق وہی ثابت ہو جائے جس پر آباؤ اجداد کو پایا تو پھر بھی فائدہ ہی ہے کہ اطمینان ہو جائے گا اور اسی پر قائم رہوں گا لیکن اگر وہ حق ثابت نہیں ہوتا بلکہ حق اس کے بالکل برعکس سامنے آتا ہے تو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں حق پر قائم ہوں گا یوں اللہ کا رسول جب حق سامنے آتا ہے تو اس پر قائم ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر طرف سے اسے فتوے کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ یہ ایک نیا دین لے آیا وہ دین جس کے بارے میں اس سے پہلے نہ ہی ہم نے کہیں سے کسی سے سنا اور نہ ہی ہمارے آباؤ اجداد نے اور یوں ہر رسول کی شدید ترین مخالفت کی گئی۔ لیکن بالآخر نتیجہ وہی نکلا جو اللہ نے قدر میں کر دیا کہ نتیجہ وہ سامنے آیا جو رسول کے دشمنوں کی چاہت تھی۔ یہ ہے رسول میں اسوہ حسنہ۔ اور اسی کا قرآن میں بھی ایک نہیں کئی مقامات پر ذکر کر دیا گیا جو کہ آج کی تاریخ ہے یعنی میری تاریخ ہے جس سے نہ صرف مزید حق آپ پر کھل کر واضح ہو جائے گا بلکہ قرآن بذات خود میری ایک ایک بات کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہی اللہ کا وہ رسول عیسیٰ تھا جسے آخرین میں بعث کیا جانا تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ. اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. آل عمران ۸۴ تا ۸۹

یہ آیات اللہ کے ایک رسول کی تاریخ ہیں اب جب آپ پر ان آیات کو کھول کر واضح کریں گے تو آپ پر خود بخود کھل کر واضح ہو جائے گا کہ یہ آیات اللہ کے کس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں۔

اللہ اپنے رسول کے ذریعے کہہ رہا ہے یعنی اللہ کا رسول کہہ رہا ہے قُلْ کہو یعنی اللہ کا رسول جب حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو سامنے والوں کو کہنا پڑے گا اٰمَنَّا ہم نے تسلیم کیا یعنی یہ جو ہم ہی میں سے ایک بشر کے ذریعے ہمیں جو دعوت دی جا رہی ہے ہم پر حق کھول کھول کر واضح کیا جا رہا ہے ہم نے تسلیم کیا کہ بِاللّٰهِ یہ اللہ سے ہے یعنی یہ جو بھی کھول کھول کر واضح کر رہا ہے یہ سب اللہ سے ہے کیونکہ یہ وہ علم ہے جو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس ہے ہی نہیں اس لیے پھر ظاہر ہے آج یہ جو ہم میں ہم ہی سے یہ بشر کھول کھول کر واضح کر رہا ہے یہ اللہ سے آیا ہے یہ حق اللہ سے ہے اور پھر جو اللہ کی طرف سے آ رہا ہے وہ کیا ہے آگے اسے بھی کھول کر واضح کر دیا وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اور جو اتارا گیا ہم پر وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور وہی اتارا گیا ابراہیم پر یعنی جو ہم پر اتارا گیا ہے آج اللہ کے رسول کے ذریعے جو کہ ہم مان رہے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے یہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے اللہ اس کی صورت میں ہم سے کلام کر رہا ہے یہ جو ہم پر اتارا گیا یہ وہی ہے جو اتارا گیا ابراہیم پر وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور اسماعیل پر بھی یہی اتارا گیا اور اسحاق پر بھی یہی اتارا گیا اور یعقوب پر بھی یہی اتارا گیا اور جتنے بھی آگے آتے رہے ان سب پر بھی یہی اتارا گیا اور جو دیا گیا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو بھی نبی ان کے بعد موجود رہے انہیں یہی دیا گیا ان کے ربّ سے۔ یعنی یہ جو آج ہم پر اتارا گیا یہ کوئی الگ نہیں ہے بلکہ یہ وہی اتارا گیا ہے جو ہر اللہ کے رسول پر اتارا گیا لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ نہیں ہم فرق کر رہے ان کے درمیان کسی ایک میں بھی یعنی ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی الگ کر کے اس کے نام سے منسوب کر کے جیسے اکثریت کر رہی ہے ہم ویسا نہیں کرنے والے بلکہ جیسے انہوں نے ان پر جب اتارا گیا تو انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ اللہ سے ہے اور پھر وہ اس پر قائم ہوئے انہوں نے اس ذمہ داری کو پورا کیا انہوں نے اکثریت کی طرح رسولوں میں فرق نہیں کیا بالکل انہی کی طرح ہم بھی رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی فرق کر کے یعنی الگ کر کے اس کے نام سے منسوب کر کے کچھ بھی نہیں کریں گے بلکہ ہمیں دنیا میں آج بھیجا گیا ہے تو ظاہر ہے آج کچھ کرنا ہے اس لیے

ہمیں آج ہی دنیا میں بھیجا گیا ہے تو آج جو ہماری ذمہ داری ہے جو کہ ہم پر واضح کر دی گئی تو ہم اپنے ان بھائیوں کی طرح آج اپنی اس ذمہ داری کو بالکل ویسے ہی پورا کریں گے جیسے انہوں نے اپنے اپنے وقت میں کیا اور یہی آگے کہا گیا وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ اور ہم ہیں اسی وجود کے جو وجود ہے جو کہ ایک ہی وجود ہے جو ہر طرف نظر آ رہا ہے جو کہ ہمارا ربّ ہے اسی کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر اسی طرح عمل کر رہے ہیں یعنی ہم وہی کر رہے ہیں جو ہمارا ربّ ہمیں کہہ رہا ہے، ہمارا ربّ یہ کہہ رہا ہے کہ جیسے اکثریت رسولوں میں سے کسی نہ کسی کو الگ کر کے اس سے منسوب کر کے گمراہیوں میں ڈوبی ہوئی ہے تم نے وہ نہیں کرنا بلکہ جیسے ان تمام رسولوں نے کیا تم نے بالکل وہی کرنا ہے کہ جب ان کی طرف اللہ نے اپنا پیغام بھیجا ان پر حق اتارا تو انہوں نے اس وقت جو الصلاۃ کتب تھی وہ قائم کی نہ کہ اکثریت کی طرح اسی پر ڈٹے رہے جس پر آباؤاجداد کو پایا۔

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ اور جو حق کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود جو اسے مرضی کا اختیار دیا گیا اور وہ اس اختیار کا غلط استعمال کرتے ہوئے جو الاسلام کے علاوہ دین ہے اسے اختیار کرے گا پس نہیں قبول کیا گیا اس سے جو اس نے کیا یعنی بالکل کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ الاسلام کیا ہے وہ اعمال جن کو اللہ یعنی فطرت قبول کرتی ہے نہ کہ وہ جنہیں فطرت قبول نہیں بلکہ مسترد کر دیتی ہے تو جب کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ وہ کون سے اعمال ہیں جنہیں فطرت قبول کرتی ہے جن سے آسمانوں وزمین میں ہر ایک میں سلم آتا ہے کسی میں بھی کسی بھی قسم کی کوئی خامی وخرابی نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک میں پرفیکشن آتی ہے اگر کہیں خرابی ونقص کر دیا گیا تو وہ بھی دور ہو کر ہر شئے میں سلم آجاتا ہے اس کے باوجود وہ اعمال کیے جنہیں فطرت قبول نہیں کرتی بلکہ مسترد کر دیتی ہے جن سے آسمانوں وزمین میں خرابیاں ہو کر بالآخر تباہیاں آتی ہیں وَهُوَ فِي الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ اور جتنے بھی ایسے ہیں وہ تمام کے تمام آخرۃ میں خسارے میں ہوں گے۔

آپ پر پیچھے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ الاسلام کوئی لیبل نہیں ہے کہ جس پر یہ لیبل لگا دیا جائے وہ الاسلام بن جائے گا بلکہ الاسلام کا معنی ہے وہ مخصوص اعمال جن کے کرنے سے آسمانوں وزمین میں ہر سطح پر ہر شئے میں سلم آجائے کہیں بھی کوئی رائی برابر بھی خامی وخرابی نہ ہو اگر پہلے سے کی جاچکی تو وہ دور ہو کر ہر شئے واپس فطرت پر آجائے۔

كَيۡفَ يَهۡدِي اللّٰهُ کیسے ہدایت دے اللہ قَوۡمًا كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ ان لوگوں کو جو کفر کر رہے ہیں یعنی اللہ نے اپنا رسول بھیج دیا جو حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے آیات کو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے اور یہ لوگ نہیں مان رہے بلکہ الٹا ماننے سے انکار کر رہے ہیں بعد اس کے کہ یہ بھی مان رہے ہیں وَشَهِدُوۡۤا اَنَّ الرَّسُوۡلَ حَقٌّ اور گواہی دے رہے ہیں کہ اس میں کچھ شک نہیں جو رسول بھیجا گیا تھا اس نے جو کچھ بھی کہا تھا حق ہے وَّجَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ اور آگئیں ان کے پاس البیّنات یعنی یہ خود کو مسلمان کہلوانے والے جو کہ خود نہ صرف مان رہے ہیں بلکہ گواہی دے رہے ہیں کہ جو اولین میں بھیجا گیا تھا وہ اللہ کا رسول تھا اور اس نے آج سے چودہ صدیاں قبل جو جو کہا تھا وہ حق ہے اور آج جب ان میں انہیں سے رسول بعث کر دیا جو کہ آیات کی البیّنات کیساتھ اس نے آکر انہی آیات کو کھول کھول کر رکھ دیا وہی سب کھول کھول کر رکھ دیا کہ اسے ہی آج سے چودہ صدیاں قبل محمد نے الدجّال کہا تھا، اسے زمین سے نکلنے والی النار کہا تھا، اسے ہی دابۃ الارض کہا تھا، انہیں الدخانِ کہا تھا یعنی سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا تو جب ان میں انہی سے آکر حق کھول کھول کر رکھ دیا تو کفر کر رہے ہیں۔

ایک طرف مان رہے ہیں کہ محمد نے جو جو کہا تھا وہ حق ہے لیکن دوسری طرف آج جب ان پر وہی سب کھول کھول کر واضح کر دیا گیا تو اسی کا کفر کر رہے ہیں نہیں مان رہے تو ایسا کرنے والوں کو اللہ کیسے ہدایت دے سکتا ہے؟ ظاہر ہے اللہ کا ہدایت دینے کا طریقہ تو یہی ہے کہ انسان چونکہ بشر ہیں تو اللہ ان میں انہی سے ایک بشر کو بعث کرتا ہے جو ان کی زبان میں حق کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے اب اگر یہ مان لیں تو ہدایت پا جائیں گے اور اگر نہیں مانتے بلکہ الٹا کفر کر دیتے ہیں تو پھر ظاہر ہے اللہ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے؟ اللہ تو ہدایت دے رہا ہے لیکن یہ لوگ ہدایت کی بجائے اس سے کفر ہی کر رہے ہیں تو ان کو کیسے ہدایت ملے گی؟ ان کے لیے پھر ہدایت نہیں ہے جو خود ہدایت آجانے کے بعد کفر کر رہے ہیں تو پیچھے صرف اور صرف گمراہی بچتی ہے اور پھر نہ صرف گمراہی بلکہ ایسوں پر تو لعنت کر دینی چاہیے یعنی ایسے لوگوں کو تو نظر انداز کر دینا چاہیے انہیں کوئی توجہ نہیں دینی چاہیے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے اور یہی اللہ کا ان کے لیے فیصلہ ہے جو کہ اگلی آیت میں واضح کر دیا گیا۔

اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمۡ اَنَّ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃَ اللّٰہِ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ایسا کرنے کا بدل ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ان پر لعنت تھی اللہ کی یعنی اللہ نے ان کے انہی اعمال کے سبب انہیں نظرانداز کردیا جس وجہ سے یہ ذلیل ورسوا ہوگئے وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ اوران کے انہی اعمال کے سبب ان پر الملائکہ کی لعنت تھی اور پوری دنیا کے لوگوں کی لعنت تھی یعنی محمد جو کہ نہ صرف رسول اللہ تھا بلکہ خاتم النبیّن تھا اگلے رسول کے آنے تک آنے والے النبیّن کا خاتم یعنی فلٹر تھا تو محمد کے بعد جب محمد کے فلٹر سے نکل کر النبیّن آتے رہے تو یہ خود کو مسلمان کہلوانے والے ان کا کذب کرتے رہے ان کو قتل کرتے رہے جس وجہ سے انہیں نہ صرف اللہ نے بھی نظرانداز کردیا بلکہ الملائکہ نے بھی مکمل طور پر نظرانداز کردیا اور پوری دنیا کے لوگوں نے بھی انہیں نظرانداز کردیا، دنیا میں کوئی کتا مرجائے تو پوری دنیا اس پر شور مچاتی ہے لیکن اگر ان کے کروڑوں ماردیئے جائیں تو دنیا میں کسی کے بھی کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

آج جب اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کیا جس نے ان پر وہ سب کا سب کھول کھول کر رکھ دیا تو حق کا انکار کررہے ہیں حالانکہ خود تسلیم کرتے ہیں اور گواہی دے رہے ہیں کہ محمد اللہ کا رسول تھا اس نے جو جو کہا تھا وہ حق ہے اور آج جب وہی حق ان پر کھول کھول کر ہر پہلو سے واضح کردیا گیا تو یہ لوگ اس سے کفر کر رہے ہیں یہی یہ لوگ پچھلے ایک عرصے سے کرتے چلے آرہے ہیں جو درمیان میں النبیّن آتے رہے ان کیساتھ، جو بھی اللہ کا نبی تھا اس کا یہ لوگ کذب کرتے رہے اسے قتل کرتے رہے یوں ان لوگوں نے اللہ کی طرف سے خود ہی راہنمائی کا دروازہ بند کرلیا اور جو شیاطین مجرمین ہیں جو کہ راہنما کے لبادے میں راہزن ہیں انہیں اپنا راہنما بنالیا تو جب یہ کہا جائے گا کہ ہم تو غنی ہیں یعنی ہمیں اللہ کی طرف سے راہنمائی کی کوئی حاجت نہیں اس کے لیے ہم خود ہی کافی ہیں تو پھر ظاہر ہے دنیا کی کوئی بھی طاقت ذلت ورسوائی سے بچاسکتی ہے؟ ممکن ہی نہیں اور آج یہ خود کو مسلمان کہلوانے والے ٹھوڑیوں تک اسی ذلت ومسکنت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

خود کو مسلمان کہلوانے والوں کے پاس اب آخری موقع ہے آج ہم نے ان میں انہی سے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کردیا جو کہ آیا ہے آیات کی بیّنات کیساتھ اس نے آکر حق کھول کھول کر واضح کردیا اب بھی اگر اس سے کفر ہی کرتے ہیں اس کے باوجود کہ یہ خود اپنی زبان سے مان رہے ہیں کہ جو آج سے چودہ صدیاں قبل محمد نے کہا تھا وہ حق ہے اور آج جب ان پر وہی سب کھول کھول کر رکھ دیا تو کفر کررہے ہیں تو پھر اب اس کے بعد دنیا وآخرت میں ان کے لیے لعنت ہے۔ جیسے عیسیٰ ابن مریم کا کفر کرنے والوں پر لعنت کردی گئی کہ وہ آج تک نہ صرف ذلیل ورسوا ہورہے ہیں بلکہ انتظار میں ہیں، جیسے محمد کی بعثت کے بعد عیسائی پر لعنت کردی گئی بالکل ایسے ہی آج ان پر مکمل طور پر لعنت کردی جائے گی اوران پر نظر کی جائے گی انہیں کوتوجہ دی جائے گی جو آج ہمارے بھیجے ہوئے رسول احمد عیسیٰ کو نہ صرف تسلیم کریں گے بلکہ اس کی نصرت کریں گے جو آج حق کھول کھول کر واضح کردینے پر اسے تسلیم کرلیں گے۔

خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ وَلَا ھُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ یہ اسی حالت میں رہیں گے نہ صرف دنیا میں بھی بلکہ آخرت میں بھی ان کی اس حالت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جانے والی یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا انجام ان کے لیے بطور سزا ہے جو کم نہیں کیا جانے والا اور نہ ہی یہ لوگ توجہ دیئے جانے والے ہیں یعنی ان کو کسی بھی قسم کی کوئی توجہ نہیں دی جائے گی اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَاَصۡلَحُوۡا مگر ان لوگوں سے یہ عذاب ہلکا کیا جائے گا ہٹایا جائے گا انہیں توجہ دی جائے گی جو پلٹ رہے ہیں اس کے بعد اور اصلاح کررہے ہیں یعنی وہ جو آج جب اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کردیا جس نے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کردیا تو ان میں سے جو حق کی طرف پلٹ رہے ہیں اور اصلاح کررہے ہیں تو ان کے لیے اللہ نے لکھ دیا کہ انہیں واپس وہی مقام دے گا یعنی دنیا وآخرت میں بلند مقام یہ اللہ کا وعدہ ہے فَاِنَّ اللّٰہَ پس اس میں کچھ شک نہیں اللہ تھا یعنی یہ جو آج تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کیا جارہا ہے یہ کون کررہا ہے؟ اللہ تھا جو آج تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کررہا ہے غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ غفر کررہا ہے دنیا وآخرت میں عذاب سے محفوظ کررہا ہے یعنی آج تم پر حق کھول کھول کر واضح کررہا ہے اگر تم واپس اس حق کی طرف پلٹتے ہو اسے دل سے تسلیم کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرتے ہو تو یہ تمہیں غفر کیا جارہا ہے اس سے پہلے جو تم نے مفسد اعمال سے اپنے پلڑے بھرے ہوئے ہیں انہیں نکال کر تمہارے پلڑے بالکل صاف کیے جارہے ہیں یوں تمہیں دنیا وآخرت میں عذاب سے آگ سے محفوظ کیا جارہا ہے۔ لیکن جو نہیں پلٹ رہے نہ پلٹنے والے ہیں بلکہ الٹا اسی پر ہی ڈٹے رہنے والے ہیں جس پر یہ لوگ ڈٹے ہوئے ہیں تو ان کے لیے یہی ذلت ہے جس کا یہ شکار ہیں یوں نہ یہ غفر ہورہے ہیں یعنی سیئات سے پاک ہورہے ہیں اور نہ ہی یہ دنیا وآخرت میں عذاب سے آگ سے محفوظ ہوں گے۔

ان آیات میں جو کہا گیا یہ میری احمد عیسیٰ رسول اللہ کی تاریخ ہے جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف حق مزید کھل کر واضح ہو گیا بلکہ قرآن نے ان آیات کی صورت میں یاد دلا دیا کہ یہی اللہ کا وہ رسول تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی اور آپ پر واضح ہو گیا کہ رسول آ کر کیا کرتا ہے رسول میں اسوہ حسنہ کا مطلب کیا ہے۔

جیسے یہودی رسولوں میں سے موسیٰ کو فرق کیے ہوئے ہیں، عیسائی عیسیٰ کو ایسے ہی خود کو مسلمان کہلوانے والے رسولوں میں سے محمد کو فرق کیے ہوئے ہیں جو کہ بہت بڑا جرم ہے جس سے اللہ بہت ہی سختی سے منع کر رہا ہے آج آخری موقع ہے اگر آج بھی تم لوگ اس شرک عظیم سے باز نہ آئے تو جان لو نہ صرف دنیا و آخرت میں تمہارے لیے عظیم ہلاکت ہے بلکہ کبھی بھی تم سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا تم لوگ تب تک جہنم میں رہو گے جب تک کہ جہنم کی بھی اجل نہیں آ جاتی۔ اب یہ بات تمہیں خواہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے لیکن کان کھول کر سن لو یہ اللہ ہے جو تم سے کہہ رہا ہے اور اللہ کی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی، آج تو تم استکبار کر لو گے لیکن کل کو تمہیں کون بچائے گا؟ اس لیے اگر فلاح چاہتے ہو تو عاجزی اختیار کرو حق تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا حق کی اتباع کرو۔ آج جب کہ تم ضلالٍ مبینٍ میں ڈوبے ہوئے تھے تو ہم نے تم پر احسان عظیم کیا کہ تم میں تمہی سے تمہاری زبان میں اپنا رسول احمد عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث کر دیا اور تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا، تم پر ہماری حجت ہو چکی کل کو تمہارے پاس کسی بھی قسم کا کوئی بہانہ نہیں ہوگا اس لیے تمہارے لیے اسی میں خیر ہے کہ احسان کی قدر کرو اور ہماری طرف پلٹ آؤ اس سے پہلے کہ تمہارے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہ رہے۔

آپ پر نہ صرف رسول کی پیدائش سے لیکر وفات تک حق کھول کھول کر واضح کر دیا گیا بلکہ یہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ آج اس وقت آپ میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ یعنی میں موجود ہوں جس کا دنیا کی کوئی بھی طاقت رد نہیں کر سکتی اور نہ ہی چاہ کر بھی کوئی کفر کر سکتا ہے بالآخر ہر کسی کو ماننا پڑے گا لیکن تب ماننا کوئی نفع نہیں دے گا اور اس کے علاوہ ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش کر دیا گیا۔ خود کو مسلمان کہلوانے والے آج جس حالت کا شکار ہیں اس کی اصل وجہ ہی یہی ہے جو ان لوگوں نے ختم نبوت نامی بت اخذ کر کے اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ بند کر کے عملی طور پر یہ کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں یعنی ہمیں اللہ کی طرف سے ہدایت کی کوئی ضرورت نہیں۔

اے وہ جو خود کو مسلمان کہلوانے والے ہو جو خود کو امت محمد کہلوانے والے ہو جو ہم نے قدر میں کیا تھا آج تم میں تمہی سے ہمارا رسول احمد عیسیٰ آ گیا جس نے تم پر حق کھول کر رکھ دیا جان لو آج تمہارے پاس آخری موقع ہے اگر تم لوگ حق کو تسلیم کر لیتے ہو تو دنیا و آخرت میں فلاح پا جاؤ گے آج جس حالت میں تم ہو اس سے نکال لیے جاؤ گے ورنہ نہ تو دنیا کی کوئی بھی طاقت تمہیں اس حالت سے نکال سکتی ہے اور نہ ہی دنیا و آخرت میں فلاح پاؤ گے۔ جان لو اگر تم کذب ہی کرتے ہو تو پھر ایسے نہیں کہ تم لوگ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو جاؤ گے بلکہ ہم نے یہ قدر میں کر دیا کہ ہم اپنے رسول اور اس کی دعوت کو تسلیم کرکے اس پر اسی طرح عمل کرنے والوں کو تو بچا لیں گے اور کذب کرنے والوں کو بالکل اسی طرح ہلاک کریں گے جیسے اس سے پہلے بھی ہر بار کیا جا چکا۔

جیسے آج ہم نے تم میں تم ہی سے اپنا رسول بھیج دیا جس نے تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا ہماری آیات کو کھول کھول کر واضح کر دیا بالکل ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، ہود کو قوم عاد کی طرف بھیجا، صالح کو قوم ثمود کی طرف بھیجا، شعیب کو قوم مدین کی طرف بھیجا، لوط کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور موسیٰ کو آل فرعون کی طرف بھیجا تو جیسے آج تم نہیں مان رہے اور الٹا کذب ہی کر رہے ہو بالکل ایسے ہی انہوں نے بھی کذب ہی کیا تھا ہمارے رسولوں کا کذب ہی کیا تھا تو پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ کیا وہ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو گئے؟ کیا وہ سچے ثابت ہو گئے؟ یا پھر وہ غلط، جھوٹے، باطل و بے بنیاد ثابت ہوئے اور ہمارے رسول ہی سچے ثابت ہوئے؟ جب حقیقت یہ ہے کہ وہ خود کذاب اور ہمارے رسول سچے ثابت ہوئے تو پھر کیا آج تم سچے ثابت ہو جاؤ گے؟ کیا آج تمہارے کہنے سے ہمارا رسول کذاب ثابت ہو جائے گا؟ پھر کیا ہم نے انہیں ایسے ہی چھوڑ دیا یا پھر ہم نے ہمارے رسولوں اور جو ان کی بات مان رہے تھے انہیں بچا لیا اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا انہیں نشان عبرت بنا دیا انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا؟ ہم نے اپنے رسولوں اور جو ان کی دعوت کو تسلیم کر رہے تھے انہیں بچا لیا اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا تو جان لو آج بھی ہم بالکل اسی طرح اپنے رسول احمد عیسیٰ اور اس کی بات ماننے والوں کو بچانے والے ہیں اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں عذاب عظیم تمہارے بالکل سر پر آ چکا۔ اور پھر جیسے تب کذب کرنے والوں کو ہلاک

کرنے کے بعد ہم نے ہمارے رسولوں اوران کے ساتھیوں کوزمین کاوارث بنادیا بالکل اسی طرح آج بھی ہم اپنے رسول احمد عیسیٰ اوراس کے ساتھیوں کوزمین کاوارث بنانے والے ہیں۔

اے ہمارے رسول کا کذب کرنے والو! اے ہمارے رسول احمد عیسیٰ سے دشمنی کرنے والو جان لوتم کتنے ہی قوت میں بڑھ کرکیوں نہ ہو،تم کتنی ہی افواج و افرادی قوت کے حامل کیوں نہ ہو،تم کتنی ہی زمین پراقتدار کے مالک کیوں نہ ہو،تم کتنے ہی مال واولا دوالے کیوں نہ ہوکیاتم اُن سے ان سب میں بڑھ کرہو جنہیں تم سے پہلے ہلاک کیاجاچکا؟ کیاتمہاری افواج آل فرعون کی افواج سے بڑھ کرقوت والی ہیں؟ کیاتمہارے اسباب ووسائل الاولین میں ہلاک کر دیئے جانے والوں کودیئے گئے اسباب ووسائل سے بڑھ کرہیں؟ تم ان کے دس فیصد میں بھی نہیں ہونہ ہی ان کے دس فیصد کوپہنچ سکتے ہوتو پھرجان لوجب وہ تم سے ان سب میں کئی گنابڑھ کرہونے کے باوجودہمیں عاجزنہیں کرسکے الٹاخودنشان عبرت بن گئے توکیاتم اُن سے اِن سب میں کئی گنا کم ہونے کے باوجود ہمیں عاجزکرلوگے؟

سوال ہی پیدانہیں ہوتاعذاب عظیم تمہارے بالکل سرپرآ کھڑاہے جیسے ہی ہمارارسول اپنی ذمہ داری پوری کرلےتوویسے ہی ہم تمہیں نشان عبرت بنادیں گے تمہیں ہلاک کردیں گےآج تمہارے پاس وقت ہےکل کوتمہارے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں رہے گا۔

محمد کے بعدآنے والے رسول اورختم نبوت نامی بت

یَاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیۡدًا. النساء ۱۳۶

یَاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اے وہ لوگوجومیری بات کومان رہے ہیں اٰمِنُوۡا کیامان رہے ہواسے جواس وقت تم پرکھول کھول کرواضح کیاجارہاہے یعنی آج یہ جوتم پرحق کھول کھول کرواضح کیاجارہاہے کیااسے مان رہے ہو؟ یہ کیاہے یہ کس سے ہے آگے واضح کردیا بِاللّٰهِ اللہ سے ہے وَرَسُوۡلِهٖ اوراس کے آگے بھیجے جانے والے رسول سے یعنی یہی جوآج تم میں تمہی سے ایک بشرتم پرحق کھول کھول کرواضح کررہاہے یہ اللہ کاوہی رسول ہے جسے آگے بھیجاجاناتھااورجواس پر یعنی ہم نے اپنے اس رسول پراتاراجوکہ تمہیں کھول کھول کرپہنچارہاہے یہ کیاہے آگے اسے بھی واضح کردیا وَالۡكِتٰبِ اورالکتاب جوبعدمیں آنی تھی الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ جوکہ اتاری گئی اس کے رسول پریعنی یہ جوتم پرکھول کھول کرواضح کیاجارہاہے یہ الکتاب ہے جواللہ نے اپنے رسول احمد عیسیٰ پراتاری ہے وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ اوریہ وہی الکتاب ہے جواس سے پہلے اتاری گئی یعنی یہ وہی الکتاب ہے جواس سے پہلے ہررسول پراتاری گئی یہ کوئی الگ شئے نہیں ہے اورظاہرہے وہی الکتاب کیوں نہ ہوکیونکہ جب الکتاب ہے ہی ایک توہررسول پروہی اترے گی اوراگرکوئی اس کے علاوہ کچھ اورسامنے لائے تووہ اللہ کابھیجاہوانہیں یعنی وہ اللہ کارسول نہیں بلکہ وہ کذاب شیطان ہوگا وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ اوریہ جوتم میں تمہی سے ایک بشراحمد عیسیٰ کے ذریعے کھول کھول کرواضح کیا جارہاہے جوکہ الکتاب ہے جواللہ نے اپنے عبدپراتاری جوکہ وہی الکتاب ہے جواس سے پہلے ہررسول پراتاری جواس کاکفرکرتاہے یعنی جس نے اسے تسلیم کرنے سے انکارکیا بِاللّٰهِ اس نے اللہ سے انکارکیایعنی یہ اللہ سے تمہاری طرف بھیجاگیاتوتم نے اللہ سے آنے والی راہنمائی کاحق کاانکارکیا وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور اس کے ملائکہ سے انکارکیایعنی اگرتم نہیں مانتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے،تم کہتے ہوکہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ اب کوئی رسول نہیں آنااللہ نے دروازہ بندکردیاتوظاہرہےتم نے اس کے ملائکہ سے ہی انکارکردیاکہ ایسے کوئی ملائکہ ہیں ہی نہیں جواللہ کی بات کوپہنچارہے ہیں کیونکہ جوملائکہ اس ذمہ داری پرمعمورہیں جن کاکام ہے اللہ کے پیغام کواس کے عبدتک پہنچانااگرکوئی رسول آناہی نہیں توپھرظاہرہےوہ ملائکہ جواس ذمہ داری پرمعمورہیں جن کامقصدہی یہی ہےوہ تو پھربغیرحق ہوگئےبغیرمقصدکےاوراللہ کچھ بھی بغیرحق نہیں کرتایعنی اللہ کچھ بھی بغیرمقصدکےنہیں کرتااب جب ان ملائکہ کاکوئی مقصدہی نہیں توپھرظاہرہےان کا

اس وقت وجود بھی نہیں ہوسکتا ورنہ اللہ اپنے ہی قول میں غلط ثابت ہو جائے گا یوں جو بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو احمد عیسیٰ کھول کھول کر واضح کر رہا ہے یہ اللہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ نے دروازہ ہی بند کر دیا ہوا ہے تو ایسے لوگ اس کے ملائکہ سے بھی کفر کر رہے ہیں وَ کُتُبِہٖ اور وہ لوگ کفر کر رہے ہیں اس سے جو اس نے بعد میں انسانوں کی راہنمائی کے لیے کتب کرنا تھا جو محمد رسول اللہ و خاتم النبین کے بعد کتب کیا جاتا رہا وَ رُسُلِہٖ اور بعد میں آنے والے رسولوں سے کفر کر رہے ہیں وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ اور یوم الآخر سے یعنی یہ جو زمین پر ابھی مرحلہ چل رہا ہے اس کے برعکس اگلے بعد والے مرحلے سے کفر کر رہے ہیں فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیۡدًا پس تحقیق یعنی جو کہ قدر میں کر دیا گیا گمراہی تھی یہ جس نے بھی ایسا کیا وہ ایسی گمراہی میں چلا گیا کہ اس کی واپسی کا رستہ ہے ہی نہیں۔

یہ آیت ایک تو آج میری تاریخ ہے جو کہ آج آپ کو یاد دلا رہی ہے کہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کو آگے چل کر بعث کیا جانا تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی اور دوسرا اس آیت نے عقیدہ ختم نبوت نامی بت کو بھی پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ یہ آیت خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی تاریخ ہے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے اب اگر محمد کے بعد کوئی رسول آنا ہی نہیں تھا تو پھر اس آیت میں یہ بعد میں جو کچھ بھی کتب کیا جانا تھا اور جو رسولوں نے آنا تھا جس سے انہوں نے کفر کیا یہ کون سے رسل تھے؟ اس آیت میں کون سے مستقبل والے رسولوں کا ذکر کیا گیا جن کا یہ خود کو مسلمان کہلوانے والے کفر کرتے رہے اور آج ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا۔

جان لو میں ربّ العالمین ہوں احمد عیسیٰ میرا رسول ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ۙ۔ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا۔ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ لَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔ النساء ۱۵۰ تا ۱۵۲

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ اس میں کچھ شک نہیں وہ لوگ جو کفر کر رہے ہیں یعنی آج اس وقت جو ان پر کھول کھول کر واضح کیا جا رہا ہے جو کہ اللہ کی طرف سے ہے لیکن یہ لوگ نہیں مان رہے بلکہ الٹا اسے تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں بِاللّٰہِ اللہ سے کفر کر رہے ہیں یعنی یہ اللہ سے آ رہا ہے یہ لوگ اللہ کی بات سے اللہ کی طرف سے بھیجی جانے والی ہدایت سے انکار کر رہے ہیں ایسے ہی یہ لوگ انکار کرتے رہے وَ رُسُلِہٖ اور یہ اللہ کے بعد میں بھیجے جانے والے رسول سے کفر کر رہے ہیں ایسے ہی یہ بعد میں آنے والے رسولوں سے کفر کرتے رہے وَ یُرِیۡدُوۡنَ اور یہ جو کر رہے ہیں یہ اللہ نے انہیں قطعاً حکم نہیں دیا نہ ہی یہ اللہ کے کسی رسول نے انہیں کہا بلکہ یہ ان کی اپنی چاہت ہے جو یہ کر رہے ہیں اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ کہ خود ہی فرق کر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان، یعنی اللہ اور اس کے رسول کوئی دو الگ الگ وجود نہیں ہیں بلکہ ایک ہی وجود ہے جو کہ اللہ ہے اگر تو دو الگ الگ وجود ہوتے تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ جسے بھیجا گیا اس کی موت ہونے سے دروازہ بند ہو گیا لیکن جب اللہ اور رسول دو وجود ہیں ہی نہیں بلکہ ایک ہی وجود ہے تو پھر یہ کہنا کہ کسی ایک بشر کی موت سے رسول کی موت ہو گئی تو گویا کہ یہ کہا جا رہا ہے اللہ کی موت ہو گئی اور اگر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق نہیں کیا جائے گا تو بالکل کھل کر واضح ہو جائے گا کہ جیسے ہر شئے کی اجل ہے ایسے ہی ہر بشر کی بھی اجل ہے اگر ایک بشر کا بطور رسول انتخاب ہوتا ہے تو جیسے ہی اس بشر کی موت ہو گی تو اس کے بعد جیسے ہی انسانوں کو راہنمائی کی ضرورت پیش آئے گی تو اللہ کی موت نہیں ہوئی بلکہ اللہ الحی ہے اس لیے اللہ کسی اور بشر کو اس مقصد کے لیے کھڑا کر دے گا یوں بالکل واضح ہو جانا چاہیے کہ رسولوں کی بعثت کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان اس زمین میں موجود ہیں اور یہ راہنمائی کے طلب گار ہیں وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ اور کہہ رہے ہیں ہم مان رہے ہیں بعض سے اور ہم انکار کر رہے ہیں بعض سے یعنی خود اپنی زبانوں سے بھی یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ محمد تک تو رسول آتے ہم ان کے بارے میں مانتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول تھے یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے تھے اور محمد کے بعد کہہ رہے ہیں کوئی اللہ کا بھیجا ہوا

نہیں، محمد کے بعد ہم کسی کو نہیں مان رہے حالانکہ اللہ نے انہیں کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ میں نے ہدایت کا یعنی رسول بھیجنے کا دروازہ بند کردیا یہ ان لوگوں نے خود ہی فیصلہ کرلیا یوں یہ بعض کے بارے میں تسلیم کررہے ہیں کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے تھے اور بعض کے بارے میں خود انکار کررہے ہیں وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نہیں تھے بلکہ انہیں یہ لوگ کذاب کہہ رہے ہیں بالکل ایسے ہی جیسے ان سے پہلے والوں نے کیا جیسے بنی اسرائیل نے کیا وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اور یہ جو کچھ بھی کررہے ہیں یہ ہم نے انہیں کرنے کو نہیں کہا بلکہ یہ ان کی اپنی چاہت ہے جو یہ خود چاہ رہے ہیں کررہے ہیں کہ انہوں نے اخذ کیا ہوا ہے اس کے درمیان کا رستہ یعنی ان کا کہنا ہے کہ اللہ نے محمد پر دروازہ بند کردیا کہ اب کوئی رسول نہیں اس لیے اب ان کی راہنمائی اللہ نہیں کرے گا جو کہ اللہ اپنے بھیجے ہوؤں کے ذریعے کرتا ہے اب انہیں خود اپنی راہنمائی کرنا ہوگی سوانہوں نے اس مقصد کے لیے انسانوں کو ہی اپنا راہنما بنا کر درمیان کا رستہ اخذ کیا ہوا ہے جو کہ اللہ نے کبھی بھی انہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا اللہ نے کبھی بھی انہیں ایسا نہیں کہا۔

اُولٰٓئِكَ یہی وہ لوگ ہیں هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وہ جو اس وقت موجود ہیں اور حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کرنے کے باوجود حق سے کفر کررہے ہیں یہ کافر حق ہیں یعنی ان کے کافر ہونے میں رائی برابر بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے یہ لوگ مکمل طور پر کافر ہیں جو اللہ کی کوئی ایک بھی بات نہیں مان رہے بلکہ جو ان کی اپنی چاہتیں ہیں انہیں اللہ سے منسوب کرکے عمل میں لارہے ہیں وہی کررہے ہیں وَاَعْتَدْنَا اور یہ جو آج ان کو ہر طرف سے گھیرا جا چکا ہوا ہے یہ مختلف دائروں میں بند ہیں جو آج ان کی بے بسی کی حالت ہے ہم نے کی یعنی ہم نے ایسا قدر میں کردیا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا جو مسلسل کفر کرنے والے ہیں ان کے لیے ان کے ان اعمال کے سبب ایسی سزا کہ وہ فرقوں میں تقسیم ہوکر آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں ان پر ذلت و مسکنت ڈال دی جائے اور دوسری قوموں کو ان پر مسلط کردیا جائے ان کی غلامی پر مجبور ہوجائیں وہ قومیں ان کیساتھ جو جی چاہے کریں لیکن یہ بالکل بے بس ہوں جائیں دنیا میں کوئی بھی ان کا نصرت کرنے والا نہ ہو۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور وہ لوگ جو اللہ سے آنے والی بات کو یعنی حق کو تسلیم کررہے ہیں اور ظاہر ہے انسان چونکہ بشر ہیں تو اللہ ان کی راہنمائی کرنے کے لیے انہی میں سے بشر کا انتخاب کرکے اس کے ذریعے انسانوں کی راہنمائی کرتا ہے یعنی رسول بھیجتا ہے تو جو بھی بعد میں آنے والے رسولوں سے آنے والے حق کو تسلیم کررہے ہیں وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اور ہرگز نہیں خود ہی فرق کررہے ان میں کسی ایک کے درمیان بھی یعنی کہ رسولوں میں کسی کو فرق کرلینا کسی کو الگ کرلینا جیسے یہودیوں نے کیا کہ موسیٰ کو الگ کرلیا، جیسے عیسائیوں نے کیا کہ عیسیٰ کو الگ کرلیا اور ایسے ہی خود کو مسلمان کہلوانے والوں نے کیا کہ محمد کو الگ کرلیا تو جو ایسا نہیں کرتے بلکہ جو بھی اللہ کا بھیجا ہوا آتا ہے تو اس کی دعوت کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے اس پر اسی طرح عمل کرتے ہیں وہ بالکل اسی طرح کرتے ہیں جیسے ہر رسول نے کیا جو رسول میں اسوہ حسنہ اخذ کرتے ہیں کہ جیسے ہر رسول نے غور وفکر کرکے حق کو پہچانا اس کے بعد جب اطمینان ہوا تو اس پر ڈٹ گیا جو ایسا کرنے والے ہیں نہ کہ اکثریت کی طرح رسولوں میں سے کسی کو الگ کرکے اس سے خرافات کو دین کے نام پر منسوب کرکے کرتے رہے یا کررہے ہیں اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ یہی وہ لوگ ہیں عنقریب ہی انہیں دیئے جارہے ہیں جو ان کے ان اعمال کے بدلے ہیں وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور قانون میں کیا جا چکا اللہ ہے غفر کررہا ہے آخرت میں النار سے جہنم سے محفوظ کررہا ہے یعنی اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ آخرت میں جہنم سے بچ جائے آگ سے محفوظ ہوجائے تو ظاہر ہے اللہ کے علاوہ تو کسی کو نہیں علم کہ کیسے جہنم سے بچا جا سکتا ہے اس لیے اللہ کے علاوہ کوئی بھی راہنمائی نہیں کرسکتا اور اللہ نے راہنمائی کے لیے جو قانون بنادیا اللہ تو اسی پر عمل کرے گا اسی طرح ہی راہنمائی کرے گا اب انسان چونکہ صرف اور صرف وہی زبان سمجھتے ہیں جو ان کی بشری زبان ہوتی ہے تو اللہ ان میں انہی سے بشر کھڑے کرتا ہے جو ان پر اس کی آیات کھول کھول کر واضح کرتے ہیں کہ کیسے تم غفر ہو سکتے ہو یعنی خود کو برائیوں سے پاک کرسکتے ہو اپنے سیئات والے پلڑے کو کیسے خالی کرسکتے ہو تو جو اس پلڑے کو خالی کرلے گا تو وہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہوجائے گا اب اگر کوئی اللہ کی طرف سے راہنمائی کا دروازہ ہی بند کرلے تو ظاہر ہے پھر اس کے لیے نہ صرف دنیا میں وہ عذاب ہے جو قدر میں کردیا گیا جو کہ ذلت ومسکنت اور دوسری قوموں کی غلامی ہے بلکہ آخرت میں بھی تب تک آگ میں ہی رہیں گے جب تک کہ آگ کی بھی اجل مسمیٰ نہیں آجاتی۔

قرآن چونکہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اس لیے اب آپ سے ہی سوال ہے کہ ذرا غور کریں کہ یہ آیات کن کی تاریخ ہے؟ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ وہ کون ہیں جو بعض رسولوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے تھے اور بعض کے بارے میں انکار کررہے ہیں اور

درمیان کا رستہ اختیار کیے ہوئے ہیں جو کہ ان کی اپنی چاہت ہے اور ایسا کرنے کا اللہ نے انہیں کبھی بھی نہیں کہا؟ اللہ نے جو کہا وہ کھول کھول کر واضح کر دیا گیا جس کو دنیا کی کوئی طاقت چاہ کر بھی رد نہیں کر سکتی۔ یہ آیات نہ صرف خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی تاریخ ہیں بلکہ جس اللہ کے رسول نے آ کر یہ سب کہنا تھا یہ سب واضح کرنا تھا جس نے یہ آیات بیّن کرنا تھیں آج اللہ کے اس رسول نے ان آیات کو بیّن کر دیا اور قرآن خود ان آیات کی صورت میں کھول کھول کر یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی لہٰذا جان لو اس وقت تم میں تمہی سے اللہ نے اپنا رسول بعث کر دیا جو آج تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. النساء ١٧٠

يَآيُّهَا النَّاسُ اے وہ لوگو جو اس وقت موجود ہو قَدْ تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو وہی تمہارے سامنے آئے گا جو قدر میں کیا جا چکا یعنی جو طے شدہ ہے جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا یعنی اے وہ لوگو جو اس وقت دنیا میں موجود ہو تمہیں سننے کے لیے کان دیئے تو کیوں دیئے؟ ظاہر ہے اسی لیے دیئے تا کہ تم سن سکو۔ تمہیں دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں تو کیوں دیں؟ ظاہر ہے اس لیے دیں تا کہ تم دیکھ سکو اور پھر جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی دی تو آخر کیوں دی؟ ظاہر ہے اسی لیے دی تا کہ جو کچھ بھی سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھو۔ تو آج تم پر کھول کر واضح کیا جا رہا ہے تمہیں سنایا اور دکھایا جا رہا ہے جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھو بالآخر تمہارے سامنے وہی آئے گا جو کہ قدر میں کر دیا گیا جو طے شدہ ہے جس کا دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی۔ یہ آنکھیں بند کر کے کیوں اندھوں کی طرح دوسروں کے پیچھے چل رہے ہو؟ کیوں بغیر سمجھے اندھوں کی طرح اپنے بڑوں، اپنے ملاؤں، اپنے آباؤ اجداد کے پیچھے چل رہے ہو؟ کیوں بغیر سمجھے اندھوں کی طرح اکثریت کے پیچھے چل رہے ہو؟ کیا تمہیں سننے دیکھنے پھر جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیت فضول میں دی؟ نہیں بلکہ کل کو تم سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تمہیں سننے دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں دی تھیں تو اسی لیے دی تھیں کہ تم خود سنو دیکھو اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھو اس لیے اگر آج تم ان کا اسی مقصد کے لیے استعمال نہیں کرتے تو کل کو تمہارے پاس کسی بھی قسم کا کوئی بہانہ نہیں ہو گا آج تمہارے پاس وقت ہے مہلت ہے موقع ہے اس لیے اپنی تحقیق کر لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا جَآءَ كُمُ الرَّسُوْلُ تم میں تمہی سے آ گیا الرسول یعنی مخصوص رسول جو کہ نہ صرف رسول ہوتا ہے بلکہ خاتم النبیّن ہوتا ہے جو صرف اور صرف تب ہی بعث کیا جاتا ہے جب لوگ ضلالِ مبین میں ہوں یوں تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر تمہارے سامنے یہی آئے گا کہ آ گیا تم میں تمہی سے ہمارا رسول اور خاتم النبیّن بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ حق کیساتھ تمہارے ربّ سے فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ پس اگر تم اس کی دعوت کو تسلیم کر لیتے ہو تو تم کو ہر لحاظ سے فائدہ ہی فائدہ ہو گا وَاِنْ تَكْفُرُوْا اور اگر تم کفر کر رہے ہو یعنی تم نہیں مان رہے الٹا ہمارے رسول احمد عیسیٰ کی دعوت کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہو فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تو پس اس میں کچھ شک نہیں اللہ کے لیے ہے جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو بھی زمین میں یعنی پھر یہ جو تم آسمانوں و زمین میں جو ہے انہیں اپنی مرضیوں و من مانیوں میں استعمال کر رہے ہو اور سمجھ رہے ہو کہ تمہیں کوئی زوال نہیں تو جان لو یہ سب کا سب اللہ کے لیے ہے نہ کہ تمہارے لیے آج اگر تم استعمال کر رہے ہو تو اسی لیے کہ اللہ نے قدر میں کر دیا اگر اللہ نے قدر میں نہ کیا ہوتا تو تم کبھی بھی استعمال نہ کر سکتے اب جب اللہ نے قدر میں کیا تو پھر جان لو اب اس سے آگے کیا ان کا استعمال وہی ہو گا ان سے وہی ہو گا جو تم چاہ رہے ہو یا پھر آگے بھی وہ ہو گا جو اللہ نے قدر میں کر دیا؟ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا اور اللہ ہے جس کو رائی رائی تک کا بھی علم ہے جو کچھ بھی آسمانوں و زمین میں ہے تمہارا علم وسیع نہیں ہے تمہارا علم نہتائی محدود ہے اس لیے جان لو تمہارے علم کی بنیاد پر تو تمہیں نظر آ رہا ہے کہ تمہیں کوئی زوال نہیں لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عذاب تمہارے سر پر آ کھڑا ہے یہ تمہارے پاس آخری موقع ہے تم میں تمہی سے تمہاری ہی زبان میں رسول آ گیا جس نے تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا مان جاؤ گے تو تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے اگر نہیں مانتے تو پھر یہ جو تم بڑی ترقی کے دعوے کر رہے ہو اور جس کے بل بوتے پر تم کفر کر رہے ہو یہ سب تمہارا نہیں ہے ہمارا ہے اور ہمارے لیے ہے اس لیے جان لو تمہارا انجام انتہائی بھیانک ہونے والا ہے جو کہ تمہارے سر پر کھڑا ہے۔

جب قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ آیات کن لوگوں اور کس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں؟ حق

ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ یہ آیات ہمارے رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ پر مبنی ہیں اور آج اس وقت جو لوگ موجود ہیں جو ہمارے رسول کا کفر کر رہے ہیں کذب کر رہے ہیں جن پر ہمارا رسول احمد عیسیٰ حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے ان کی تاریخ پر مبنی ہیں جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں آج کی تاریخ اتار دی تھی تاکہ جب یہ وقت آئے تو ہمارے وعدے کے عین مطابق ہمارے قول کے عین مطابق یہ قرآن تمہیں یاد دلا دے کہ یہ تھا وہ وقت وہ واقعہ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف تم پر قرآن کی وہ آیات کھل کر واضح ہو جائیں بلکہ تم پر واضح ہو جائے کہ یہ ہمارا رسول ہے جو آج تم میں موجود ہے۔

ذرا غور تو کرو وہ کون ہے جو آج کھلم کھلا چیلنج کر رہا ہے کہ تم اپنے گھوڑے دوڑا لو اپنی تحقیق کر لو بالآخر تمہارے سامنے یہی بات آئے گی کہ میں احمد عیسیٰ ہی اللہ کا وہ رسول ہوں جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا جسے آج جب امیّن نے ضلالٍ مبینٍ میں ہونا تھا تو بعث کیا جانا تھا اور دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمارے رسول احمد عیسیٰ کو جھٹلا نہیں سکتی کیوں کہ یہ ہم ہیں، ہم تم سے کلام کر رہے ہیں میں تمہارا ربّ تم سے کلام کر رہا ہوں احمد عیسیٰ میرا رسول ہے جان لو اب بھی اگر تم ہمارے رسول سے کفر ہی کرتے ہو تو یہ تم ہمارا کفر کر رہے ہو ہم سے کفر کر رہے ہو اگر تم ہمارے رسول کا کذب ہی کرو گے تو جان لو اس کا انجام وہی ہے جو تم سے پہلے کذب کرنے والوں کا کیا جا چکا۔

جیسے تم آہستہ آہستہ مرحلہ بہ مرحلہ آگے بڑھتے بڑھتے آج اس مقام پر پہنچے ہو جسے تم ترقی کا نام دیتے ہو بالکل ایسے ہی قوم نوح بھی اسی مقام پر پہنچی تھی اور جیسے آج ہم نے تم میں تمہی سے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کیا ہے جو تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے بالکل ایسے ہی ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے انہیں کھول کھول کر متنبہ کیا لیکن انہوں نے بھی تمہاری طرح کفر ہی کیا ہمارے رسول کا کذب ہی کیا تو پھر اس کذب کرنے کا انجام کیا ہوا؟ کیا وہ اپنے قول میں سچے ثابت ہوئے اور ہم جھوٹے یا پھر ہم سچے ثابت ہوئے اور وہ جھوٹے ثابت ہوئے؟ کیا وہ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو گئے یا پھر حقیقت میں وہ ہماری منصوبہ بندی کا شکار تھے اور پھر ہمارے رسول کا کذب کرنے پر انہیں ہلاک کر دیا انہیں نشان عبرت بنا دیا؟

بالکل ایسے ہی ہم نے ھود کو بھیجا جو ہمارے رسول عاد تھے ان کی قوم کی طرف ان کی قوم نے بھی تمہاری ہی مثل ہمارے رسول کا کذب کیا تو ہم نے انہیں بھی ہلاک کر دیا پھر صالح کو بھیجا ثمود کی قوم کی طرف ان لوگوں نے بھی تمہاری ہی مثل کفر ہی کیا کذب ہی کیا تو ان کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا پھر ایسے ہی ہم نے شعیب کو مدین کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے بھی ہمارے رسول کا کذب کیا اور ہمارے رسول کو یہی کہا جو آج تم کہہ رہے ہو انہوں نے بھی اس وقت مومنین پر یعنی ہمارے رسول کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں پر زمین تنگ کر دی جیسے آج تم کر رہے ہو تو پھر ان کا بھی انجام کیا ہوا؟ ایسے ہی آل فرعون کا بھی انجام کیا ہوا۔ تو جب تم سے پہلے کذب کرنے والوں کو عبرت کا نشان بنا دیا انہیں ہلاک کر دیا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا انہیں کوئی نہ بچا سکا ان کی ٹیکنالوجی ان کے اسباب وسائل تم سے کئی گنا بڑھ کر ہونے کے باوجود وہ ہلاک کر دیئے گئے کچھ بھی انہیں فائدہ نہ دے سکا کچھ بھی انہیں ہلاکت سے نہ بچا سکا نہ ان کے اسباب اور نہ ہی ان کی افواج تو پھر کیا تمہیں آج ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا تم ہمارے رسول احمد عیسیٰ کا کذب کرو گے تو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا؟ کیا تم اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو جاؤ گے؟ کیا تمہارے اسباب و وسائل اور تمہاری افواج تمہیں عذاب عظیم سے بچا لیں گی؟ تمہاری قوت ہمارے مقابلے پر تمہیں نفع دے سکے گی؟ نہیں بالکل نہیں جان لو عذاب عظیم تمہارے سر پر آ چکا ہے جس دن ہمارے رسول نے کہا کہ یا ربّ میں مغلوب ہو گیا میری نصرت کر تو جان لو ہم نے لکھ دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی غالب رہیں گے اس لیے جس دن رسول نے مغلوب ہونے کی شکایت کی اور ہم نے اپنے رسول کی تمہارے مقابلے پر نصرت نہ کی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم جھوٹے ہیں ہم مغلوب ہو گئے جو کہ ممکن ہی نہیں اس لیے جیسے ہی ہمارے رسول نے یہ شکایت کی تو ہم اپنے رسول احمد عیسیٰ اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بالکل اسی طرح بچائیں گے جیسے الاولین میں رسولوں اور ان کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچایا گیا مگر تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں گے تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا جیسے تم سے قبل کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا گیا۔

ان کا کہنا ہے کہ احمد عیسیٰ چاہتا ہے تمہیں اس دین سے ہٹا دے جس پر تم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا

وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیۡدُ اَنۡ یَّصُدَّکُمۡ عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُکُمۡ وَقَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکٌ مُّفۡتَرًی وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ. وَمَاۤ اٰتَیۡنٰهُمۡ مِّنۡ کُتُبٍ یَّدۡرُسُوۡنَهَا وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهِمۡ قَبۡلَکَ مِنۡ نَّذِیۡرٍ. وَکَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَمَا بَلَغُوۡا مِعۡشَارَ مَاۤ اٰتَیۡنٰهُمۡ فَکَذَّبُوۡا رُسُلِیۡ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ. قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُکُمۡ بِوَاحِدَةٍ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ مَثۡنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوۡا مَا بِصَاحِبِکُمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ لَّکُمۡ بَیۡنَ یَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ. قُلۡ مَا سَاَلۡتُکُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ فَهُوَ لَکُمۡ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ. سباء ۴۳ تا ۴۷

وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ آج سے چودہ صدیاں قبل مستقبل کی بات کرتے ہوئے کہا گیا تھا جب آگے مستقبل میں آنے والوں پر ہماری آیات پوری ترتیب کے ساتھ کھول کھول کر واضح کی گئیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مستقبل میں کب؟ تو اس سوال کا جواب اسی آیت میں موجود ہے کہ آخر اللہ کس طرح اپنی آیات لوگوں پر کھول کھول کر واضح کرتا ہے؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ انسان چونکہ بشر ہیں تو جب ضلالٍ مبینٍ ہوں اور مومنین یعنی ہدایت کے طلب گار موجود ہوں تو اللہ انہی میں سے ایک بشر کو اس مقصد کے لیے کھڑا کرتا ہے یوں اللہ اس بشر کی صورت میں اپنی آیات لوگوں پر کھول کھول کر واضح کرتا ہے۔ اس آیت میں عَلَیۡهِمۡ کا استعمال کیا گیا جو کہ مستقبل کا صیغہ ہے یعنی آج سے چودہ صدیاں قبل مستقبل میں آنے والوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا گیا کہ جب ان میں انہی سے اللہ نے اپنا رسول بعث کیا جس نے ان کی زبان میں ان پر ہماری آیات کو پوری ترتیب کیساتھ کھول کھول کر واضح کر دیا قَالُوۡا تو اللہ کے رسول کی دعوت کے ردعمل میں، اللہ کے رسول کی طرف سے حق کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے ردعمل میں کہہ رہے ہیں مَا هٰذَاۤ نہیں ہے یہ یعنی یہ کچھ بھی نہیں یہ حق نہیں ہے اِلَّا رَجُلٌ مگر یہ شخص جو بھی کہہ رہا ہے جو بھی دعوت دے رہا ہے جو کچھ بھی بیان کر رہا ہے یہ جو کچھ بھی دین کے نام پر کہہ رہا ہے جو کچھ بھی حق کے نام پر سامنے لا رہا ہے یُّرِیۡدُ اَنۡ یَّصُدَّکُمۡ عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُکُمۡ یہ شخص چاہتا ہے کہ روک دے تمہیں اس سے جس کی عبادہ تمہارے بڑے کرتے رہے یعنی یہ شخص صرف اور صرف یہی چاہتا ہے کہ تمہیں اس سے روک دے جس پر تم نے اپنے بڑوں کو پایا جس پر تم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا جس کی عبادہ تمہارے آباؤ اجداد کرتے رہے وَقَالُوۡا اور اللہ کا رسول جب ان پر اس کی آیات کو کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو آگے سے کہہ رہے ہیں مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکٌ مُّفۡتَرًی نہیں ہے یہ مگر اس نے خود سے ہی سب بکواس گھڑ لی ہے یعنی یہ سب اس کی اپنی گھڑی ہوئی خرافات ہیں ان کا حق کیساتھ کوئی تعلق نہیں، یہ جو کہہ رہا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے ایسا نہیں ہے بلکہ یہ سب اس کا اپنا گھڑا ہوا ہے وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ اور کہا ان لوگوں نے جو کفر کر رہے ہیں حق کے لیے جب کہ ان میں انہی سے آ گیا ہمارا رسول جس نے ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ نہیں ہے یہ مگر یہ تو ہر لحاظ سے ہر پہلو سے سائنس ہے۔ یعنی جب ان میں انہی سے اللہ کا رسول آ گیا اور اللہ کے رسول نے ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا تو وہ لوگ جو حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں جو اللہ کے رسول کیساتھ دشمنی کر رہے ہیں انہوں نے حق کے لیے کہا کہ یہ دین نہیں ہے یہ حق نہیں ہے بلکہ یہ تو ہر لحاظ سے ہر پہلو سے سائنس ہے اور ایسا یہ لوگ اس لیے کہہ رہے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے جس پر اپنے آباؤ اجداد کو پایا وہ پوجا پاٹ ہے ان لوگوں کو علم ہی نہیں کہ حق کیا ہے اس لیے یہ لوگ ایسا کہہ رہے ہیں ان کا اللہ کے رسول کے بارے میں کہنا ہے کہ یہ جو بھی باتیں کر رہا ہے اس کا دین کیساتھ کوئی تعلق نہیں یہ سب کی سب سائنس ہے یہ سب سائنسی باتیں کر رہا ہے جس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اسے تو دین کی الف ب تک کا بھی علم نہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے یہ جاننا لازم ہے کہ اس آیت میں اللہ کے کس رسول اور کن لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے؟ کیونکہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ ان آیات میں محمد

کا ذکر نہیں ہے کیونکہ جب قرآن اتارا گیا تب مستقبل کے حوالے سے بات کی گئی یعنی تب آگے مستقبل میں بھیجے جانے والے رسول اور جن کی طرف بھیجا جانا تھا ان کے بارے میں بات کی گئی ان کی تاریخ اتاری گئی تھی۔ آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے قرآن متشابہاً ہے یعنی سامنے تو ہر کسی کے ہے لیکن علم اللہ نے مکمل طور پر چھپا دیا اللہ کے علاوہ کسی کے پاس علم نہیں اس لیے اللہ کے علاوہ کوئی بھی اسے کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور آپ پر یہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ کیا ہے یعنی یہ جو آپ کو ہر طرف نظر آ رہا ہے یہ اللہ ہی کا وجود نظر آ رہا ہے اور اللہ العزیز الحکیم ہے یعنی اللہ اپنا ہر کام اپنے وقت پر کرتا ہے نہ ہی لمحہ بھر پہلے اور نہ ہی لمحہ بھر بعد میں اس لیے ایک تو یہ کہ نہ تو قرآن کو اللہ کے علاوہ یعنی اس وجود کے علاوہ کوئی کھول کر واضح کر سکتا ہے اور نہ ہی یہ وجود یعنی فطرت کوئی بھی آیت اپنے وقت سے پہلے کھول کر واضح کرے گی یوں جب جب کوئی واقعہ رونما ہو گا تو قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات کھل کر واضح ہو جائیں گی اور یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت تاریخ اتار دی گئی تھی یوں نہ صرف قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات کھل کر واضح ہو جائیں گی بلکہ قرآن اس کی خود تصدیق کر دے گا۔

یہ آیات بھی اللہ کے کسی رسول اور اس کی قوم کی تاریخ پر مبنی ہیں جسے قرآن کے نازل ہونے کے بعد آگے مستقبل میں جا کر آنا تھا اور جب تک اللہ کا وہ رسول آ نہیں جاتا ان آیات نے کھل کر واضح نہیں ہونا تھا اور قرآن میں جگہ جگہ واضح کر دیا گیا کہ اللہ کا وہ رسول عیسیٰ ہے جسے قیام الساعت سے پہلے بعث کیا جائے گا جب خود کو مسلمان کہلوانے والے ضلالٍ مبینٍ میں ڈوب چکے ہوں گے اور جیسا کہ آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ آج اللہ نے اپنا وہ رسول بعث کر دیا جس نے آج آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا یعنی اللہ کا وہ رسول عیسیٰ میں ہوں جس کی تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن کی ان آیات کی صورت میں اتار دی گئی تھی۔

ان کا کہنا تھا کہ عیسیٰ آسمانوں سے اترے گا لیکن نہ صرف میں ان میں انہی سے آیا بلکہ میں نے ان پر آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ عیسیٰ ابن مریم کی تو موت ہو چکی آج جس عیسیٰ نے آنا تھا وہ تم میں تمہی سے آنا تھا نہ کہ آسمانوں سے اترنا تھا اور پھر آج میں نے آ کر جب حق کھول کھول کر واضح کر دیا تو آج خود کو مسلمان کہلوانے والے بالخصوص ان کے ملاں حق کے مقابلے پر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ شخص یعنی یہ احمد عیسیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں اس سے ہٹا دے جو تمہارے آباؤاجداد کا دین ہے، یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اس سے ہٹا دے اس سے روک دے جس کی تمہارے بڑے عبادت کرتے رہے جس کی عبادت تمہارے آباؤاجداد کرتے رہے جس پر تم نے اپنے آباؤاجداد کو پایا اور پھر میں جو حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں، میں نے جو حق ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے آج اللہ تم سے کلام کر رہا ہے تو آگے سے کہہ رہے ہیں کہ نہیں یہ تُو نے سب کا سب خود سے گھڑ لیا ہے اس کا حق کیساتھ کوئی تعلق نہیں اس کا دین کیساتھ کوئی تعلق نہیں اور پھر یہ لوگ آج حق کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ یہ سب کی سب سائنس ہے یہ سب سائنسی باتیں ہیں جن کا دین کیساتھ کوئی تعلق نہیں یہاں تک کہ الٹا یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے یعنی احمد عیسیٰ کو تو دین کی الف ب تک کا بھی علم نہیں، یہ کذاب ہے اور یوں طرح طرح کے فتوے لگا رہے ہیں۔ حالانکہ جسے یہ لوگ دین کہہ اور سمجھ رہے ہیں جو ان کو ان کے آباؤاجداد کی کتابوں سے ملا، جو یہ اپنے آباؤاجداد کی کتابوں سے پڑھ پڑھا رہے ہیں یہ اللہ نے ان کو نہیں دیا بلکہ یہ ان لوگوں نے ان کے آباؤاجداد نے خود سے گھڑ رکھا ہے اور میں نے یہ کھول کھول کر واضح کر دیا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اللہ نے تاریخ اتار دی تھی جیسا کہ آپ اس آیت میں دیکھ رہے ہیں وَمَآ اٰتَیۡنٰهُمۡ مِّنۡ كُتُبٍ یَّدۡرُسُوۡنَهَا اور نہیں دیا ہم نے انہیں جو بھی یہ کتابوں سے پڑھ پڑھا رہے ہیں درس و تدریس کر رہے ہیں یعنی یہ جو کتابوں کے ان لوگوں نے ڈھیر لگا رکھے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ دین ہے اور انہی کتابوں سے پڑھ رہے ہیں اور پڑھا رہے ہیں یہ اللہ نے انہیں نہیں دیا بلکہ یہ سب کا سب ان کا اپنا گھڑا ہوا ہے جو یہ لوگ خود ہیں وہی یہ اللہ کے رسول احمد عیسیٰ یعنی مجھے کہہ رہے ہیں یعنی خود کو معیار بنا کر میرا موازنہ اپنے ساتھ کر رہے ہیں اور پھر ظاہر ہے نتیجہ تو وہی سامنے آئے گا جو یہ لوگ خود ہیں۔ اور پھر ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی طرف نذیر بھیجا جا چکا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد نذیر تھا اب اگر ان کی اس بات کو سچ مان لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر محمد کی موجودگی میں بالکل ویسا ہی عذاب کیوں نہ آیا جیسا الاولین پر آیا کہ ان کا صفحہ ہستی سے نام و نشان مٹا کر رکھ دیا گیا؟ اگر محمد نذیر ہوتا تو ان کا نام و نشان ہی مٹا دیا جا چکا ہوتا لیکن محمد نذیر کیسے ہو سکتا ہے کیوں نذیر تو تب بعث کیا جاتا ہے جب لوگوں کے اپنے ہی ہاتھوں سے آسمانوں و زمین میں کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب عظیم عذاب ان کے سر پر آ چکا ہوتا ہے یوں انہیں عذاب دیئے جانے سے پہلے ایک بار متنبہ کر دیا جاتا ہے تا کہ ان پر حجت ہو جائے اور کل کو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اگر عذاب دیئے جانے سے پہلے

انہیں متنبہ کر دیا جاتا تو وہ ایمان لے آتے اور عذاب سے بچ جاتے چونکہ نذیر بھیج کر انہیں متنبہ نہیں کیا گیا اس لیے وہ سزا کے حق دار نہیں ہیں لیکن ہر کوئی جانتا ہے کہ محمد آخرین میں بعث نہیں کیا گیا تھا بلکہ محمد تو اس قوم کے اولین میں یعنی شروع میں بعث کیا گیا تھا اور محمد تو بشیر تھا نہ کہ نذیر۔ یعنی محمد نے آ کر متنبہ نہیں کیا تھا کیوں کہ متنبہ کرنے کے لیے وہ سب سامنے موجود ہونا چاہیے وہ سب ہو رہا ہونا چاہیے جس سے متنبہ کیا جاتا ہے اور محمد نے تو پہلے ہی آگاہی دی تھی کہ کون سے اعمال کرو گے تو ان کا نتیجہ کیا نکلے گا جسے عربوں کی زبان میں بشیر کہتے ہیں اس لیے محمد بشیر تھا نہ کہ نذیر۔

اور آج میں نے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ نذیر نے آ کر ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ مجھ سے پہلے تمہاری طرف کوئی نذیر نہیں بھیجا گیا ظاہر ہے اگر بھیجا جاتا تو آج تمہارا وجود نہ ہوتا بلکہ تب ہی تمہارا نام ونشان مٹا دیا جا چکا ہوتا اور اسی کی آج سے چودہ صدیاں قبل قرآن میں تاریخ اتار دی گئی تھی وَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَيۡهِمۡ قَبۡلَكَ مِنۡ نَّذِيۡرٍ آج اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے جو کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے کہ سب کا سب آ چکا اب میری موجودگی میں القارعہ یعنی صیحۃً واحدۃً ہے جو کہ عالمی ایٹمی جنگ ہے اور میرے بعد صرف اور صرف الساعت آئے گی اللہ اپنے اس رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے کہ اور نہیں بھیجا ہم نے ان کی طرف تجھ سے پہلے کوئی نذیر یعنی متنبہ کرنے والا اور پھر آگے دیکھیں وَكَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ اور ان سے پہلے جن لوگوں نے کذب کیا یعنی جن قوموں نے کذب کیا جب جب ان میں انہی سے ان کے آخرین میں رسول بعث کیا گیا جس نے آ کر انہیں ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے فساد کے سبب آنے والے عظیم عذاب سے کھول کھول کر متنبہ کر دیا تو ان لوگوں نے بھی رسول کا کذب کیا وَمَا بَلَغُوۡا مِعۡشَارَ مَآ اٰتَيۡنٰهُمۡ فَكَذَّبُوۡا رُسُلِىۡ اور نہیں پہنچ رہے ان کے دس فیصد کو بھی جو دیا ہم نے انہیں پس یہ میرے بھیجے ہوئے کا یعنی میرے رسول کا کذب کر رہے ہیں فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ پس ان کے کذب کرنے کا انجام کیا ہوا؟ ان کیساتھ کیا ہوا؟ یعنی اللہ نے خود کو امت محمد کہلوانے والوں کے آخرین میں جب عذاب عظیم ان کے بالکل سر پر آ کھڑا ہے تو ان میں انہی سے رسول بھیجا جس نے ان پر آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ یہ جو تمہیں دیا گیا ہے یعنی یہ جو تمہیں قوت حاصل ہو چکی یہ مشینیں، یہ آسائشیں، سہولتیں، یہ ٹیکنالوجی یہ جو کچھ بھی تمہیں حاصل ہو چکا یہ ان قوموں کا دس فیصد بھی نہیں ہے اور نہ ہی تم ان کے دس فیصد کو پہنچ سکتے ہو جو انہیں دیا گیا تھا جو تم سے پہلے اس زمین پر آباد تھیں یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، مدین اور آل فرعون وغیرہ اور جیسے آج جب تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے ترقی کے نام پر آسمانوں و زمین میں فساد عظیم کے سبب عذاب عظیم تمہارے سر پر آ کھڑا ہے بالکل ایسے ہی جب عذاب ان کے سر پر آ کھڑا تھا تو ان میں بھی اللہ نے اپنے رسول بعث کیے جنہوں نے آ کر انہیں کھول کھول کر متنبہ کر دیا لیکن انہوں نے رسول کا کذب کر دیا تو پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ ان کیساتھ کیا ہوا؟ انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تو آج تم میں بھی اللہ نے اپنا رسول بعث کر دیا جس نے تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا جس نے تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر دیا اور تم کیا کر رہے ہو؟ تم وہی کر رہے ہو جو پہلے بھی ہو چکا ان قوموں نے کیا تو پھر آج کیا تمہارا انجام ان سے کچھ مختلف نکلے گا؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ تمہارا انجام بھی بالکل انہی کے جیسا ہونے والا ہے جو کہ تمہارے سر پر کھڑا ہے۔ ایسے ہی آگے بھی جتنی آیات ہیں وہ کن کی تاریخ ہیں؟ ان آیات میں اللہ کے کس رسول کا ذکر ہے؟ قرآن نے آج ان آیات کی صورت میں آپ کو یاد دلا دیا کہ یہی اللہ کا وہ رسول تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی تھی جس سے نہ صرف ختم نبوت نامی بت پاش پاش ہو گیا بلکہ دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھے غلط ثابت نہیں کر سکتی۔ اے لوگو جان لو احمد عیسیٰ ہمارا وہی رسول ہے جس کا تم انتظار کر رہے تھے جس نے تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا، جس نے تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر دیا، وہ کون ہے جس نے آ کر تم پر نہ صرف یہ کھول کھول کر واضح کر دیا کہ وہ قومیں جو تم سے پہلے اس زمین پر آباد تھیں جنہیں ہلاک کر دیا گیا وہ تم سے اس ٹیکنالوجی میں، اس قوت میں یعنی ان مشینوں میں تم سے نوے فیصد بڑھ کر تھیں بلکہ وہ بھی بالکل ایسے ہی اس مقام پر پہنچے تھے جیسے آج تم آہستہ آہستہ آگے بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچے ہو اور آج جو تمہیں حاصل ہو چکا یہ اس کا دس فیصد بھی نہیں ہے جو ان قوموں کو حاصل ہوا تھا ذرا بتاؤ یہ سب کس نے آج تم پر کھول کر واضح کر دیا؟ کیا اس سے پہلے تمہیں اس بارے میں کچھ بھی علم تھا؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ تم لوگوں نے تو دیو مالائی کہانیاں بنا رکھی تھیں اور تمہیں حق کا تو دور دور تک کوئی علم ہی نہیں تھا تو پھر اے عقل کے اندھو غور کرو یہ جو آج احمد عیسیٰ نے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا اس کا علم اللہ کے علاوہ کس کے پاس نہیں تھا تو پھر کون ہے جو تم پر یہ سب کھول کھول کر واضح کر رہا ہے؟ کون تمہیں وہ علم دے رہا ہے جو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا؟

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ. اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ. وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. التوبہ ۶۹ تا ۷۰

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یہ جو تم کر رہے ہو، یہ جو تمہیں آج حاصل ہو چکا، یہ مشینیں، یہ اسلحہ و بارود جو ٹیکنالوجی حاصل ہو چکی اور جو کچھ تم کر رہے ہو یہ بالکل انہیں کی طرح کر رہے ہو جو تم سے پہلے تھے كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً یہ جو تم دعوے کر رہے ہو کہ کون ہے جو ہم سے قوت میں بڑھ کر ہے وہ قومیں تم سے قوت میں یعنی مشینوں واسلحہ وبارود اور افواج وغیرہ میں اس قدر بڑھ کر تھیں جس قدر بڑھ کر ہوا جا سکتا ہے وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا اور ان سے بڑھ کر اموال و اولاد میں بھی کوئی نہ تھا نہ ہی تم اموال واولاد میں ان سے بڑھ کر ہو، ان کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ کون ہے جو ہم سے قوت میں بڑھ کر ہے، ان کا بھی ظن یہی تھا کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا، انہیں کوئی زوال نہیں آئے گا لیکن بالآخران کا انجام کیا ہوا؟ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ پس وہ قومیں بھی جب موجود تھیں تو انہوں نے بھی اپنے ہاتھوں سے خلق کردہ طرح طرح کی مخلوقات سے خوب مزے لوٹے، دنیا کو خوب مزین کیا، آسانیوں وسہولتوں کے خوب مزے لوٹے، خوب موجیں کرتے رہے تو بالآخران کا انجام کیا ہوا؟ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ پس تم بھی خوب مزے لوٹ لو، دنیا کو خوب مزین کرلو، خوب عیاشیاں کرلو ان کے ساتھ جو کچھ تم نے اپنے ہاتھوں سے خلق کرلیا ہوا ہے جو تمہاری تخلیقات ہیں كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ بالکل اسی طرح ان لوگوں نے بھی ان کیساتھ مزے لوٹے تھے، دنیا کو خوب مزین کرلیا تھا جو کچھ انہوں نے خلق کیا ہوا تھا ان کیساتھ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اور تم جو کرتوت کر رہے ہو، فطرت میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو، فطرت میں تبدیلیاں کر رہے ہو اللہ کی خلق میں پنگے لے رہے ہو بالکل اسی طرح کر رہے جو جیسے وہ کرتے رہے یعنی وہ بھی بالکل ایسے ہی ترقی وخوشحالی کے نام پر فطرت میں چھیڑ چھاڑ کرتے رہے، فطرت میں پنگے لیتے رہے، المیز ان میں خسارہ کرتے رہے، آسمانوں وزمین میں خرابیاں کرتے رہے تو بالآخران کا انجام کیا ہوا؟ کیا آج وہ تمہیں نظر آتے ہیں؟ تو جو انجام ان کا ہوا جب آج بالکل وہی تم کر رہے ہو تو کیا تم بچ جاؤ گے؟ تمہارا انجام ان سے کچھ مختلف ہوگا؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ تمہارا انجام بھی بالکل انہی کی مثل ہوگا جو کہ تمہارے بالکل سر پر آکھڑا ہے۔ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال یعنی جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں ضائع ہو گئے دنیا میں اور آخرت میں بھی یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انہیں ان کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ یہی اعمال انہیں دنیا وآخرت میں الٹا خسارے میں ڈلوائیں گے اور یہی ہیں وہ جو خسارے ہی خسارے میں جا رہے ہیں اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ آج سے چودہ صدیاں قبل آج ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ کیا نہیں آگیا ان میں انہی سے اللہ کا رسول جس نے انہیں وہ علم دے دیا جو علم اس سے پہلے اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا ان لوگوں کے بارے میں جو ان سے پہلے تھے قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ کیا آج ان کے پاس قوم نوح کے بارے میں وہ علم نہیں آچکا جو اس سے پہلے اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا کہ وہ بھی بالکل ایسے ہی اس مقام پر پہنچے تھے جیسے آج موجود لوگ پہنچے ہیں اور پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ کیا ان کے پاس قوم عاد اور قوم ثمود کے بارے میں وہ علم نہیں آگیا ان پر کھول کھول کر واضح نہیں کر دیا گیا جو اس سے پہلے اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا کہ وہ قومیں بھی بالکل یہی سب کر چکیں جو یہ کر رہے ہیں بلکہ وہ قومیں تو ان سے بہت بڑھ کر تھیں اور پھر بالآخران کا انجام کیا ہوا؟ اور کیا ان کے پاس ان میں سے ہی ان کی طرف اللہ کا رسول نہیں آگیا جس نے انہیں قوم ابراہیم، اور اصحاب مدین اور المؤتفکات کے بارے میں وہ علم کھول کھول کر دے دیا جو اس سے پہلے اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا کہ وہ قومیں بھی ایسے ہی آہستہ آہستہ آگے بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچی تھیں جیسے آج یہ لوگ اس مقام پر پہنچے ہیں اور پھر بالآخران کا انجام کیا ہوا؟ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ جیسے آج ان میں ان کی طرف اللہ نے اپنا رسول بھیجا ہے جو انہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے بالکل ایسے ہی ان میں بھی انہی سے رسول آئے البینات کیساتھ یعنی انہوں نے بالکل ایسے ہی ان قوموں پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا انہیں کھول کھول کر متنبہ کیا لیکن انہوں نے بھی بالکل یہی کیا جو آج یہ کر رہے ہیں انہوں نے رسولوں کا کذب کیا جیسے آج یہی یہ کر رہے ہیں فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ پس اللہ نے یہ قانون میں ہی نہیں کیا کہ اللہ ان کے لیے ظلم چاہتا یا کرتا اور لیکن یہ جو اس وقت موجود ہیں خود

ہی ظلم کر رہے ہیں جیسے آج یہ خود ہی ظلم کر رہے ہیں ایسے ہی وہ قومیں بھی خود ہی ظلم کرتی رہیں یعنی پھر بالآخر ان کیساتھ جو ہوا ان کے اپنے ہی مفسد اعمال کے سبب تو یہ ظلم اللہ نے نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے خود یہ ظلم کیا انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ نے رسولوں کا دروازہ بند کر دیا اب کوئی رسول نہیں آئے گا یوں انہوں نے رسولوں کا کذب کیا اور اپنی روش پر ڈٹے رہے تو ہلاک ہو گئے ان کا صفحہ ہستی سے نام ونشان مٹا کر رکھ دیا گیا تو آج بالکل وہی انجام ان کا ہونے والا ہے اے دنیا میں آباد لوگو آج تمہارا انجام بھی بالکل وہی ہونے والا ہے جو کہ تمہارے سر پر آ کھڑا ہے۔

اب آپ سے سوال ہے کہ یہ سب کی سب دعوت کس کی ہے؟ یہ حق کس نے کھول کھول کر واضح کیا؟ یہ آیات کس کی تاریخ ہیں؟ اندھوں کو بھی نظر آ رہا ہے کہ یہ آیات میری یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ پر مبنی ہیں جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی یوں آج قرآن خود میری ایک ایک بات کی تصدیق کر رہا ہے اور آپ کو بات بات پر یاد دلا رہا ہے کہ یہی اللہ کا وہ رسول تھا جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب جہاں قرآن بذات خود میری تصدیق کر رہا ہے تو وہیں ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش ہو گیا اور حق اس قدر کھل کر واضح ہو گیا کہ کوئی چاہ کر بھی میرا کفر نہیں کر سکتا بالآخر ہر ایک کو گواہی دینا پڑے گی کہ ہاں اے احمد عیسیٰ تُو اللہ کا وہی رسول ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اکثریت اپنے آباؤ اجداد آل فرعون اور جو ان سے پہلے ہلاک ہوئے ان کی مثل گواہی دیں گے۔

آج بھی کذب کرنے والوں کو بالکل اسی طرح ہلاک کیا جانے والا ہے جیسے اس سے قبل کذب کرنے والوں کو ہلاک کیا گیا اور جیسے تب ہم نے اپنے رسولوں اوران کی دعوت کو دل سے تسلیم کرنے والاں کو بچایا بالکل اسی طرح آج بھی اپنے رسول احمد عیسیٰ اور مومنین کو بچانا ہم پر حق ہے

فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ. ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنجِ الْمُؤْمِنِينَ. یونس ۱۰۲، ۱۰۳

قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے اس لیے یہ آیات قرآن کے نزول کے بعد الساعت کے قیام تک کے دوران اللہ کے کسی رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں۔ آج تک کہا جاتا رہا کہ ان آیات میں محمد علیہ السلام کا ذکر ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعتاً ان آیات میں محمد علیہ السلام کا ذکر ہے یعنی یہ آیات محمد علیہ السلام کی تاریخ پر مبنی ہیں یا پھر محمد کے علاوہ اللہ کے کسی اور رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں؟ ابھی جب آیات کو بیّن کیا جائے گا تو آپ پر ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جائے گا کہ یہ آیات اللہ کے کس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں۔

قرآن کے نزول کے وقت اللہ نے اس امت اس قوم کے آخرین میں بعث کیے جانے والے رسول کی تاریخ اتارتے ہوئے کہا کہ جب ان کے آخرین میں اللہ نے اپنا رسول بعث کیا تو اللہ کے رسول کا کردار یہ تھا۔

فَهَلْ يَنتَظِرُونَ اللہ نے اپنا رسول بعث کیا جو آ کر کہہ رہا ہے پس کیا ہے جس کا انتظار کر رہے ہو؟ آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ نے رسولوں کو بالبیّنات بھیجنا قدر میں کیا یعنی جب بھی رسول آتا ہے تو البیّنات کیساتھ آتا ہے رسول آ کر سب کچھ کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے۔ یہ اللہ کے ایک ایسے رسول کی تاریخ ہے جسے قرآن کے نزول کے بعد اس قوم کے آخر میں بعث کیا جانا تھا تو جب اللہ کا وہ رسول آ گیا تو اس نے آ کر دیکھا کہ جن میں اسے بعث کیا گیا وہ لوگ علامات واشراط الساعت کا انتظار کر رہے ہیں تو اللہ کے اس رسول نے الساعت کی تمام کی تمام علامات واشراط کو کھول کھول کر واضح کر دیا کہ الساعت کی سب کی سب علامات واشراط آ چکیں۔ اللہ کے رسول نے کہا کہ تم اپنی تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو الساعت کی تمام کی تمام علامات واشراط آ چکیں جنہیں میں نے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھے غلط ثابت نہیں کر سکتی لیکن وہ لوگ اس بات کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں کہ الساعت کی تمام کی تمام علامات واشراط آ چکیں بلکہ وہ پھر بھی انتظار میں ہی ہیں تو اللہ کے رسول نے کہا کہ جس جس کا بھی تم انتظار کر رہے ہو وہ سب کا سب آ چکا جسے میں نے کھول کھول کر رکھ دیا إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ کیا ہے جو ابھی نہیں آیا؟ ان ایام کی مثل ایام نہیں آئے جو ان لوگوں پر آئے تھے جو ان سے پہلے گزر چکے لہٰذا اب تو صرف ان ایام کی مثل ایام آنے والے ہیں جو ان پر آئے تھے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی جب اللہ نے اپنا رسول بھیجا ہے تو رسول سب کچھ کھول کھول کر بیان کر رہا ہے جس جس کے انتظار میں ہیں رسول نے ہر بات کو ہر شئے کو ہر پہلو سے ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا لیکن حق اس قدر واضح ہو جانے کے باوجود بھی یہ لوگ حق کو تسلیم کرنے کی بجائے اپنی اسی روش پر قائم ہیں انہی باتوں کا انہی اشیاء کے انتظار میں ہیں جن کے انتظار میں رسول کی بعثت سے پہلے تھے اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب رسول نے آ کر سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا تو رسول کی دعوت پر ایمان لے آنا چاہیے تھا اور اگر رسول کی دعوت پر ایمان نہیں لاتے تو اسے غلط ثابت کریں لیکن جب چاہ کر بھی رسول کی دعوت کو غلط ثابت نہیں کر سکتے اور حق ہر لحاظ سے واضح ہو جانے کے باوجود بھی

اپنے انہی عقائد پر قائم ہیں انہی باتوں کے انہی اشیاء ومعاملات یعنی علامات واشراط الساعت کے انتظار میں ہیں جن کا پہلے سے انتظار کر رہے تھے تو پھر کیا وہ سب آنے والا ہے؟ یا ان میں سے کچھ بھی آنے والا ہے؟ نہیں بالکل نہیں جب رسول نے واضح کر دیا کہ وہ سب کا سب ہو چکا جس جس کا تم انتظار کر رہے تھے اب تو سوائے عذاب عظیم کے کچھ نہیں بچا بالکل ویسا ہی عذاب جیسا پہلی ہلاک شدہ اقوام پر آچکا جب ان میں ایسے ہی رسول بعث کیے گئے جنھوں نے آ کر کھول کھول کر متنبہ کر دیا لیکن اس کے باوجود ان کا کذب کیا گیا تو پھر ظاہر ہے اب بھی اگر یہ لوگ انتظار میں ہیں تو اب کس نے آنا ہے؟ کیا اس سب نے آنا ہے جن کے انتظار میں ہیں یا پھر وہ سب تو ہو چکا اب صرف اور صرف عذاب عظیم ہی رہ گیا جس نے آنا ہے جیسا ان سے پہلے کذب کرنے والوں پر آیا تھا؟ اور یہی قرآن میں اللہ نے اپنے رسول کی تاریخ اتارتے ہوئے کہا کہ اب سوائے ان ایام کی مثل ایام کے کچھ نہیں آنا جو ایام ان پر آئے تھے جو ان سے پہلے زمین پر آباد تھے اور گزر چکے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے اور کون سے ایام ان پر آئے تھے تو اللہ نے قرآن میں جگہ جگہ واضح کر دیا کہ ان سے پہلے زمین پر قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب اور آل فرعون وغیرہ آباد تھے اور ان پر ایسے ایام آئے کہ وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئے، قوم نوح پر وہ ایام عظیم طوفان کی صورت میں آئے، قوم عاد وثمود پر وہ ایام القارعہ یعنی ایٹمی جنگوں کی صورت میں آئے، قوم لوط اور قوم شعیب پر وہ ایام زمین سے لاوے پھٹنے کی صورت میں آئے جنہوں نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور آل فرعون پر وہ ایام سمندر میں ان کو غرق کرنے کی صورت میں آئے تو اب ان پر یعنی یہ جو موجودہ لوگ زمین پر آباد ہیں ان پر بالکل ویسے ہی ایام آنے والے ہیں۔

قُلُ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ اللہ کے رسول نے جب ان تمام کی تمام علامات واشراط الساعت کو کھول کھول کر واضح کر دیا جن جن کے آنے کا بھی انتظار کیا جا رہا تھا تو حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی نہیں مان رہے اور انتظار ہی کر رہے ہیں تو اللہ کا رسول کہہ رہا ہے پس کیا ہے یعنی تم پر سب کچھ کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ سب کا سب آ گیا اب صرف اور صرف ان ایام کی مثل ایام رہ گئے ہیں جو تم سے پہلے کذب کرنے والوں پر آئے تھے اس کے باوجود تم نہیں مان رہے اور ان کے آنے کا انتظار ہی کر رہے ہو تو پھر ٹھیک ہے تم تو انتظار کرہی رہے ہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہو جاتا ہوں دیکھتے ہیں کون سچا ثابت ہوتا ہے ان میں سے کچھ آتا ہے جن کا تم انتظار کر رہے ہو یا پھر صرف اور صرف وہ آتا ہے جس سے میں تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہوں کہ سب کا سب آ چکا الساعت کی تمام کی تمام علامات واشراط آ چکیں اور جیسے اس سے پہلے وہ جو الاولین تھے ان میں انہی سے رسول بھیجے گئے جنہوں نے انہیں کھول کھول کر متنبہ کیا مگر ان لوگوں نے رسولوں کا کذب ہی کیا تو پھر ان پر ایسے ایام آئے جنہوں نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا بالکل ایسے ہی آج تم میں تمہی سے اللہ نے اپنا رسول بعث کر دیا جو تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے یعنی بالکل اسی طرح آج اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے اور میں تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہوں اب اگر تم بھی ان قوموں کی طرح میرا کذب ہی کر رہے ہو تو پھر تم پر بالکل ان قوموں پر آنے والے ہلاکت خیز ایام کی مثل ایام آنے والے ہیں جو تمہارے بالکل سر پر آ چکے ہیں جن میں تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔

ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ. یونس ۱۰۳

آگے اللہ کا کہنا ہے ثُمَّ پھر یعنی وہ جو ہلاک شدہ اقوام ہیں ان میں بھی بالکل ایسے ہی جب رسول بعث کیے گئے جیسے کہ نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا، ھود کو قوم عاد کی طرف بھیجا گیا، صالح کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، شعیب کو قوم مدین کی طرف بھیجا گیا، لوط کو اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا، موسیٰ کو آل فرعون کی طرف بھیجا گیا اور انہوں نے انہیں کھول کھول کر متنبہ کر دیا تو ان قوموں نے ان کا کذب ہی کیا تو پھر ہم نے ایسا کیا نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہ کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا اور بچا لیا ہم نے اپنے رسولوں کو اور جو ان کی دعوت کو تسلیم کر رہے تھے انہیں یعنی جب نوح کا کذب کیا گیا تو نوح اور جو نوح کی دعوت کو دل سے تسلیم کر رہے تھے جو کہ مومنین تھے انہیں بچا لیا اور کذب کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا، ھود اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا، صالح اور اس کی طرف سے کھول کھول کر واضح کیے جانے والے حق کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا، شعیب اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا اور کذب کرنے والوں کو نشان عبرت بنا دیا، لوط اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا گیا اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا گیا، موسیٰ اور اس کی دعوت کو ماننے والوں کو بچا لیا اور آل فرعون اور اس کی افواج کو غرق کر کے نشان عبرت بنا دیا یعنی جب وہ ایام

آ گئے جن سے ہراس رسول نے متنبہ کیا تھا جو ہر قوم کے آخر میں بھیجا گیا تو ہم نے اپنے رسولوں اوران لوگوں کو بچالیا جو ہمارے رسولوں کی دعوت پر ایمان لا رہے تھے یعنی جب رسول آیا اس نے حق کھول کھول کر واضح کر دیا تو جو لوگ شک کرنے کی بجائے حق کھل جانے کے بعد رسول کی دعوت کو تسلیم کرتے رہے تو رسول کیساتھ ان لوگوں کو بچالیا اوران سب کے سب کو ہلاک کر دیا صفحہ ہستی سے مٹا دیا جنہوں نے رسول کا کفر کیا اس کی دعوت کو تسلیم کرنے کی بجائے انکار کر دیا کَذٰلِکَ بالکل اُسی طرح آج بھی ہم نے ان میں انہی سے اپنا رسول بھیج دیا جس نے ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا جو انہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اور یہ لوگ بھی بالکل انہی قوموں کی طرح ہمارے رسول کا کذب کر رہے ہیں تو جو اس کی دعوت کا کفر کر رہے ہیں اس کیساتھ استہزا کر رہے ہیں تو انہیں بالکل انہی کی طرح صفحہ ہستی سے مٹایا جانے والا ہے ان پر بالکل پہلوں کی مثل ہی عذاب آنے والا ہے تو جیسے ہم نے تب اپنے رسولوں اوران کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچایا بالکل اُسی طرح آج بھی حَقًّا عَلَيۡنَا نُنۡجِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ حق ہے ہم پر یعنی رائی برابر بھی شک وشبہ نہیں ہے یہ ہماری ذمہ داری ہے ہم مومنین کو بچانے لگے ہیں اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اور یہ عذاب عظیم صرف اور صرف اتنا دور رہ گیا کہ جس دن ہمارے رسول نے ہم سے کہا کہ اے میرے ربّ جو ذمہ داری تُو نے مجھ پر عائد کی تھی میں نے اسے پورا کر دیا یعنی میں نے ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا ان تک تیرا پیغام پہنچا دیا یہ نہیں مان رہے یہ الٹا کفر و کذب ہی کر رہے ہیں اس لیے اب تُو اپنا فیصلہ سنا دے تو ہم اپنا فیصلہ سنا دیں گے اپنے رسول اوراس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچالیں گے اور ہمارے رسول کا کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیں گے۔

ان دونوں آیات میں غور کریں تو حقیقت ہر لحاظ سے کھل کر آپ کے سامنے آجائے گی یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان آیات میں محمد رسول اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر محمد کو تو اس وقت بعث کیا جانا چاہیے تھا جب موجودہ قوم یعنی دنیا میں آباد موجودہ لوگوں کو بالکل اسی طرح عذاب دیا جانا تھا جیسے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب یا پھر آل فرعون پر عذاب لایا گیا تو کیا محمد کی موجودگی میں وہ عذاب آیا؟ جو کہ اللہ نے قرآن میں بار بار واضح کر دیا کہ وہ القارعہ ہے جسے ایک مقام پر القارعہ تو دوسرے پر صیحۃً واحدۃً، تیسرے مقام پر صاعقۃ مثل عاد و ثمود اور چوتھے مقام پر ان ایام کی مثل ایام کہا جو ان قوموں پر آئے۔ کیا محمد نے آکر یہ کہا تھا کہ کس کا انتظار کر رہے ہو جس جس کا انتظار کر رہے ہو وہ سب کا سب آچکا جسے میں نے کھول کھول کر رکھ دیا اب صرف اور صرف ان ایام کی مثل ایام نے آنا ہے جو پہلی ہلاک شدہ اقوام پر آئے تھے جن میں انہیں ہلاک کر دیا؟ اور کیا محمد نے ان ایام سے متنبہ کیا تھا؟ اگر محمد نے ان ایام سے متنبہ کیا تھا تو پھر جیسے ان قوموں پر رسول کی موجودگی میں عذاب آیا وہ ایام آئے جن میں رسولوں اوران کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچالیا گیا اور کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا گیا تو کیا محمد کی موجودگی میں وہ ایام آئے اور پھر محمد اوراس کی دعوت کو ماننے والوں کو اس میں سے بچالیا گیا اور باقیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا؟ کیا محمد کو اس قوم کے آخر میں بعث کیا گیا؟ نہیں بلکہ وہ تو اس قوم کے اول میں بعث کیے گئے تھے اور یہاں تو رسول آخر کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ رسول جس کو موجودہ قوم کے آخر میں اس وقت بعث کیا جانا تھا جب عذاب آنا تھا جیسے نوح کو اس کی قوم کی طرف اس وقت بھیجا گیا جب عذاب آنا تھا عذاب نوح کی موجودگی میں آیا نوح اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا جیسے قوم عاد کے آخر میں ھود کو بھیجا گیا ھود اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا جیسے صالح کو قوم ثمود کے آخر میں اس وقت بھیجا گیا جب عذاب آنا تھا صالح اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا جیسے لوط کو اس قوم کے آخر میں اس وقت بھیجا گیا جب ان پر عذاب آنا تھا اور لوط کی موجودگی میں عذاب آیا پھر لوط اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا جیسے شعیب کو قوم مدین کی طرف اس وقت بھیجا گیا جب عذاب آنا تھا پھر شعیب اوراس کے ساتھیوں کو بچا لیا گیا جیسے موسیٰ کو آل فرعون کی طرف اس وقت بھیجا گیا جب عذاب آنا تھا پھر موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا گیا۔
ان آیات میں اللہ نے بالکل واضح الفاظ میں کہا ہے ''کذلک'' یعنی جیسے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا، جیسے ھود کو قوم عاد کی طرف بھیجا گیا، جیسے صالح کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، جیسے شعیب کو قوم مدین کی طرف بھیجا گیا، جیسے لوط کو اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا، جیسے موسیٰ کو آل فرعون کی طرف بھیجا گیا لیکن انہوں نے ان کا کذب کر دیا تو رسولوں کی موجودگی میں نہ صرف انہیں ہلاک کر دیا گیا بلکہ رسولوں اوران کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچالیا گیا بالکل اسی طرح آج ان میں انہی سے ہم نے اپنا رسول بعث کر دیا جو انہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اور یہ کذب ہی کر رہے ہیں تو ہم اپنے رسول اوراس کی دعوت کو ماننے والوں کو بچانے لگے ہیں اور کذب کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے لگے ہیں۔ ان قوموں کے آخر میں ان رسولوں کو بعث کیا گیا تو بالکل اُسی طرح اس موجودہ قوم

کے آخر میں بعث کیے جانے والے رسول کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کی موجودگی میں عذاب آئے گا رسول اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا جائے گا بالکل اسی طرح جیسے پہلے رسولوں کو اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا گیا۔

اب ہر کوئی جانتا ہے کہ محمد کو تو اس قوم کے اول میں بعث کیا گیا تھا نہ کہ آخر میں، ہر کوئی جانتا ہے کہ محمد کی موجودگی میں ایسا کوئی عذاب نہیں آیا جس کا اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے، ہر کوئی جانتا ہے کہ محمد نے تو کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ تم جن کا انتظار کر رہے ہو ان میں سے اب کچھ بھی نہیں آنے والا سوائے ان ایام کے مثل ایام کے جو تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں گے بلکہ محمد نے تو خود کہا تھا کہ وہ ایام تب تک نہیں آنے والے جب تک کہ وہ سب کی سب علامات و اشراط پوری نہیں ہو جاتیں جو میں بتا رہا ہوں، جب تک یہ علامات و اشراط نہیں آ جاتیں تب تک وہ ایام نہیں آنے والے، ہر کوئی جانتا ہے نہ ہی محمد کی موجودگی میں ایسا عذاب آیا اور نہ ہی محمد اور اس کے ساتھیوں کو تو بچا لیا گیا مگر تمام کے تمام کفر کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا، جب حقیقت یہ ہے تو پھر ظاہر ہے ان آیات میں محمد کا ذکر نہیں ہے بلکہ محمد کو تو اس قوم کے اول میں بعث کیا گیا یہاں محمد کے برعکس اس رسول کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اس قوم کے آخر میں بعث کیا جانا تھا جس کی موجودگی میں عذاب عظیم نے آنا ہے اس عذاب میں اس رسول اور اس کے ساتھیوں کو تو بچا لیا جائے گا مگر کفر کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔

پھر اللہ اپنے رسول کو یہ کہہ رہا ہے جو کہ رسول ان پر واضح کر رہا ہے کہ کس کا انتظار کر رہے ہو جس جس کا انتظار کر رہے ہو وہ سب کچھ آ چکا اب سوائے ان ایام کی مثل ایام کے کچھ نہیں آنے والا جو ان پر آئے تھے جو تم سے پہلے زمین پر آباد تھے تو کیا محمد نے یہ کہا تھا؟ یا پھر محمد نے تو اس کے بالکل برعکس کہا تھا؟ محمد نے تو اس وقت کہا تھا کہ الساعت کا علم اللہ کے ہاں ہے اس وقت تک جب تک کہ اس کا وقت نہیں آ جاتا جب الساعت بالکل سر پر آ جائے گی تب اللہ اس کا علم اچانک ہی ظاہر کر دے گا اور محمد نے تو کہا تھا کہ ابھی عرب فتح ہوگا، فارس فتح ہوگا، روم فتح ہوگا، قسطنطنیہ فتح ہوگا، غزوۃ الأعماق اور دابق ہوگا، الآیات میں سے پہلی آیات طلوع الشّمس من مغربھا آئے گی، یاجوج اور ماجوج نے کھلنا ہے، الدجّال نے آنا ہے، دابۃ الارض نے آنا ہے، النار کا سمندر زمین کی گہرائیوں سے نکلنا ہے، دخانٍ نے آنا ہے، زمین نے جگہ جگہ سے دھنسنا ہے، مہدی آئیں گے، عیسیٰ آئے گا ان کے علاوہ بھی مزید کئی علامات و اشراط کا ذکر کیا۔ محمد نے تو یہ نہیں کہا تھا کہ یہ سب آ چکا بلکہ محمد نے تو کہا تھا کہ یہ سب کا سب ابھی آنا ہے ان سب کے بعد عذاب عظیم نے آنا ہے اور اس آیت میں جس رسول کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ رسول تو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ سب کا سب تو آ چکا جسے میں نے تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا جس جس کا بھی تم انتظار کر رہے ہو اب سوائے ان ایام کی مثل کے کچھ باقی نہیں بچا جو پہلی ہلاک شدہ اقوام پر آئے تھے وہ ایام جن ایام نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں یہاں محمد کا ذکر ہے یا پھر اس امت کے آخر میں اللہ کے رسول احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے؟

ذرا غور کریں کیا آج تک کوئی ایسا بشر سامنے آیا جس کی دعوت یہ ہو کہ اس نے ہر وہ شئے کھول کھول کر رکھ دی جس جس کا بھی لوگ انتظار کر رہے ہیں؟ اس نے اس طرح حق واضح کر دیا کہ کوئی چاہ کر بھی اس کا رد نہیں کر سکتا اور پھر اس کا بار بار یہی کہنا ہے کہ اب سوائے ان ایام کی مثل کے کچھ باقی نہیں رہا جو پہلی ہلاک شدہ اقوام پر آئے یعنی غور کریں کیا آج ایسا بشر موجود نہیں ہے؟ کیا آج اللہ کا رسول احمد عیسیٰ آپ میں موجود نہیں ہے جس نے سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا جس جس کا بھی انتظار کیا جا رہا تھا، عرب کی فتح کا انتظار، فارس کی فتح کا انتظار، روم کی فتح کا انتظار، قسطنطنیہ کی فتح کا انتظار، غزوۃ الہند کا انتظار، غزوۃ الأعماق یا دابق کا انتظار، طلوع ہو رہا ہے سورج جہاں سے غروب ہو رہا ہے اس آیت کے بیّن ہونے کا انتظار، زمین سے آگ کا سمندر نکلنے کا انتظار، فرات سے ذھب کے جبل کے ظاہر ہونے کا انتظار، یاجوج اور ماجوج کا انتظار، فتنہ الدجّال کا انتظار، زمین کی گہرائیوں سے ٹھنڈی آگ نکلنے کا انتظار، دابۃ الارض کا انتظار، الدخانٍ کا انتظار، آسمان کے پھٹنے کا انتظار، خلافت کے قیام کا انتظار، مہدی کا انتظار، عیسیٰ کا انتظار اور ان کے علاوہ بھی جس جس کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ ابھی یہ سب کچھ ہونا باقی ہے؟ اللہ کے رسول احمد عیسیٰ نے ان میں سے ایک ایک کو کھول کھول کر رکھ دیا کہ یہ سب کا سب ہو چکا اب سوائے عذاب عظیم کے کچھ بھی نہیں آنے والا اور وہ بھی تمہارے سر پر آ کھڑا ہے جو میری موجودگی میں آئے گا سو اگر حق اس قدر کھل جانے کے بعد بھی انہی سب کا انتظار کرتے ہو تو پھر ٹھیک ہے تم بھی انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرنے والوں سے ہوں اب دیکھتے ہیں کہ کیا آتا ہے؟ وہ سب یا ان میں سے کچھ بھی جن کا انتظار تم کر رہے ہو یا پھر صرف اور صرف وہ جس کا میں انتظار کر رہا ہوں جس سے میں تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہوں جس میں مجھے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو اور میری دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا جائے گا اور تم کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت ایسی ہے جو اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی یعنی میری کسی

بھی بات کا رد کر سکے اور خود کو سچا ثابت کر سکے؟

قرآن احسن الحدیث ہے یعنی قرآن میں تو اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ لکھ دی تھی تو ذرا غور کریں قرآن میں یہ آیات کس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی؟

حقیقت آپ کے سامنے ہے یہ اللہ نے میری تاریخ اتاری تھی آج اس وقت کی تاریخ اتاری تھی میں احمد عیسیٰ رسول اللہ و خاتم النبیّٖن ہوں اور دنیا کی کوئی طاقت میرا رد نہیں کر سکتی، جو میرا کذب کر رہے ہیں جلد ہی وہ اپنی آنکھوں سے عذاب عظیم کو نازل ہوتا دیکھیں گے اور جس جس تک میری آواز پہنچ گئی جس جس کو یہ علم ہو گیا کہ ایک بشر ایسا موجود ہے جو خود کو یا لوگ اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ وہ عیسیٰ اللہ کا رسول ہے تو وہ جان لے اللہ کی قسم وہ اپنی موت سے قبل یہ گواہی ضرور دے گا کہ ہاں اے احمد عیسیٰ بے شک تُو اللہ کا رسول ہے میں گواہی دیتا ہوں میں تسلیم کرتا ہوں لیکن فرق صرف اتنا ہو گا کہ اکثریت کی گواہی فرعون اور ان قوموں کی مثل ہو گی جو پہلے گزر چکیں۔ جب تم لوگ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے جب موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تب ایمان لاؤ گے تب گواہی دو گے لیکن جان لو تب ایمان لانا تب گواہی دینا کوئی نفع نہیں دے گا تب تمہارے ہاتھ سوائے خسارے کے کچھ نہیں ہو گا۔

قرآن نہ صرف اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے بلکہ قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جس کی وہ تاریخ ہے جیسے ہی وہ واقعہ ہو گا تو نہ صرف قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات کھل کر واضح ہو جائیں گی بلکہ قرآن ان آیات کی صورت میں یاد دلا دے گا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یوں قرآن بذات خود اس کی تصدیق کر دے گا۔

اب آپ خود دیکھیں غور کریں اور فیصلہ کریں کیا یہ آیات آج اس سے پہلے تک بیّن ہوئیں؟ تو جواب بالکل واضح ہے کہ نہیں اور پھر ظاہر ہے ہو بھی کیسے سکتی تھیں کیونکہ ان آیات نے بیّن ہونا ہی تب تھا جب اس واقعے نے ہونا تھا تو دیکھیں کیا آج یہ واقعہ ہو نہیں چکا؟ کیا آج اللہ کا ایسا رسول موجود نہیں ہے جو آخرین میں تب بعث کیا گیا جب عذاب عظیم بالکل سر پر آ کھڑا ہے؟ کیا اللہ کا یہ رسول احمد عیسیٰ یعنی میں البیّنات کیساتھ نہیں آیا؟ اور میرے آنے سے قبل جس جس کا بھی انتظار کیا جا رہا تھا اسے کھول کھول کر واضح نہیں کر دیا اور کیا میں بار بار یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ اے لوگو الساعت کی تمام کی تمام علامات و اشراط آ چکیں اور میں یہ صرف زبان سے نہیں کہہ رہا بلکہ میں نے تمام کی تمام علامات و اشراط کو اس طرح کھول کھول کر واضح کر دیا کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت انہیں غلط ثابت نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی ایسا ہے کہ اگر وہ میری دعوت کو سنے دیکھے اور اسے کسی بات کی سمجھ نہ آئے۔ کیا میں کھول کھول کر متنبہ نہیں کر رہا کہ عذاب عظیم القارعہ تمہارے بالکل سر پر آ کھڑی ہے؟ کیا پورے کا پورا قرآن میری تصدیق نہیں کر رہا؟ کیا میں نے جب کھول کھول کر واضح کر دیا اور اکثریت کذب ہی کر رہی ہے تو میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اب بھی کس کا انتظار کر رہے ہو اب صرف اور صرف ان ایام کی مثل ایام نے آنا ہے جو ان پر آئے جو پہلے اس زمین پر قومیں آباد تھیں جن میں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا؟ کیا میں کھول کھول کر واضح نہیں کر رہا کہ عذاب عظیم القارعہ تمہارے بالکل سر پر کھڑی ہے جیسے ہی میں نے پیغام تم تک پہنچا دیا تو ویسے ہی کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور مجھے اللہ کے رسول اور میری دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا جائے گا؟ آج حق تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا۔ پورے کا پورا قرآن میری تاریخ سے بھرا پڑا ہے جس کا دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی۔ میری تصدیق اس میں ہے جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے اس کے باوجود بھی میرا کفر ہی کرتے ہو میرا کذب ہی کرتے ہو تو جان لو تمہارا انجام انتہائی بھیانک ہے جو کہ تمہارے بالکل سر پر آ چکا ہے جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھنے ہی والے ہو تب تم مانو گے لیکن تب تمہارا ماننا تمہیں کوئی نفع نہیں دینے والا۔

پھر جیسے ہی تھوڑا آگے بڑھیں تو اگلی آیات بھی کھول کھول کر واضح کر رہی ہے اور آج آپ کو یاد دلا رہی ہے کہ یہی اللہ کا وہ رسول تھا جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ‌ؕ وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰٓى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ‌ ۖ‌ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ‏. یونس ۱۰۸، ۱۰۹

قُلْ اللہ اپنے رسول کو کہہ رہا ہے کہ کہہ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اے وہ لوگو جن کی طرف میں بھیجا گیا ہوں قَدْ تم اپنی تحقیق کرلو اپنے گھوڑے دوڑا لو بالآخر یہی تمہارے سامنے آئے گا جو کہ قدر میں کر دیا گیا یعنی جو طے شدہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں جَآءَکُمُ آ گیا تم میں تمہی سے الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ الحق ہے تمہارے ربّ سے یعنی یہ آج میں ہی اللہ کا رسول ہوں جو نہ صرف حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں بالکل بار بار یہی کہہ رہا ہوں کہ اپنی تحقیق کرلو اپنے گھوڑے دوڑا لو سب کے سب اکٹھے ہو جاؤ بالآخر تم پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے میں تم میں تمہی سے تمہارے ربّ کا بھیجا ہوا ہوں یہ جو میں کھول کھول کر واضح کر رہا ہوں یہ الحق ہے جو تمہارے ربّ سے ہے نہ کہ کسی شیطان سے ہے فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ پس جو اس حق کی اتباع کرتا ہے تو وہ ہدایت پا گیا تو پس اس میں کچھ شک نہیں جو ہدایت اس نے پائی تو اس کے اپنے لیے ہی ہے یعنی اگر کوئی میری اس دعوت کو تسلیم کرتا ہے تو اس کا اپنا ہی فائدہ ہے مجھ پر کوئی احسان نہیں کرے گا اور نہ ہی وہ اس الحق کو تسلیم کر کے میرا کوئی فائدہ کر رہا ہے وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا اور جو گمراہ کا گمراہ ہی رہتا ہے اس دعوت کو تسلیم نہیں کرتا تو پس اس میں کچھ شک نہیں جو گمراہ ہی رہتا ہے تو یہ گمراہی اسی پر ہے میرا کوئی نقصان نہیں کرے گا یعنی اگر کوئی نہیں مانتا تو نہ ماننے اس کے نہ ماننے سے میرا کوئی نقصان نہیں بلکہ اس کا اپنا ہی نقصان ہے وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ اور نہیں ہوں میں تم پر رائی برابر بھی وکالت کرنے کے لیے بھیجا گیا یعنی میں تم پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ میں نے تمہیں منا کر ہی چھوڑنا ہے تم جو مطالبات کرو گے تو میں تمہارے مطالبات کو پورا کر کے تمہیں اپنی بات منوا کر ہی چھوڑوں بلکہ مجھے تو صرف اور صرف یہی ذمہ داری دی گئی ہے کہ میں کھول کھول کر پہنچا دوں جیسے ہی میں نے سب تک یہ پیغام کھول کھول کر پہنچا دیا تو ویسے ہی اللہ تمہیں منوا لے یعنی میرا ربّ وکیل کافی ہے میں اللہ کی زبان ہوں اور زبان کا کام ہے پیغام پہنچانا اس لیے میرے ذمے صرف اور صرف کھول کھول کر پہنچا دینا ہے اور پھر وجود میں صرف زبان ہی نہیں ہوتی بلکہ وجود میں ہاتھ بھی ہوتے ہیں تو جیسے ہی زبان اپنا کام کر لیتی ہے تو پھر ہاتھ حرکت میں آتے ہیں یوں جو زبان سے نہیں مانتے وہ ہاتھوں کے حرکت میں آنے سے مان جاتے ہیں اس لیے میرا ربّ تمہیں منوا لے گا جیسے ہی میں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر لیا۔ اگر تم اپنے مطالبات رکھتے ہو کہ اگر میں تمہارے مطالبات کو پورا کروں تو تم مان جاؤ گے تو مجھ سے ایسی امید بالکل مت رکھو کیوں کہ میں منوانے کے لیے نہیں بھیجا گیا، اگر تم کہتے ہو کہ یہ ہمارے درمیان آ کر ہمیں دعوت دے تو ہی ہم مانیں گے ورنہ نہیں تو میری طرف سے نہ مانو میں تمہارے خواہشات کی اتباع نہیں کرنے والا، تم کچھ بھی کہتے ہو کسی بھی خواہش کا اظہار کرتے ہو کہ اگر یہ ہماری فلاں بات مان لے تو ہم اس کی دعوت کو تسلیم کر لیں گے تو بھول جاؤ کہ میں تمہاری خواہشات کی اتباع کروں گا جو مانتا ہے مانے اور جو نہیں مانتا وہ نہ مانے میرا کام منوانا نہیں ہے اور نہ ہی میں منوانے کے لیے بھیجا گیا ہوں میرا کام ہے کھول کھول کر پہنچا دینا اور بس جو کہ میں تمہیں کھول کھول کر پہنچا رہا ہوں کل کو تمہارے پاس کوئی بہانہ نہیں ہوگا۔

میرا ربّ تو مجھے کہہ رہا ہے وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَاصْبِرْ اور تُو صرف اور صرف اسی کے پیچھے چل جو تیری طرف وحی کیا جا رہا ہے اور جب تُو صرف اور صرف اسی کے پیچھے چلے گا جو تیری طرف وحی کیا جا رہا ہے تو پھر ظاہر ہے تجھے ان کی طرف سے سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا، شدید ترین مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا یعنی طرح طرح کی سختیوں، پریشانیوں، اذیتوں و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا یہ تجھے گالیاں بھی دیں گے، برا بھلا بھی کہیں گے، جو یہ کر سکتے ہیں کریں گے تو ایسی صورت میں تُو صبر کر حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ یہاں تک کہ جو اللہ کا فیصلہ ہے اللہ اپنا فیصلہ سنا دے اور اللہ نے اپنا فیصلہ پہلے ہی کھول کر واضح کر دیا کہ ان ایام کی مثل ایام ان کے سر پر آ کھڑے ہیں جو ان پر آئے جو ان سے پہلے اس زمین پر آباد تھے جب ان میں بالکل اسی طرح رسول بعث کیے گئے انہوں نے کذب کیا تو ان پر ہلاکت خیز ایام آئے جن میں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور ہم نے اپنے رسولوں اور ان کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا۔ اب میں اگر صرف اور صرف اسی کے پیچھے چلتا ہوں جو میرا ربّ میری طرف وحی کر رہا ہو تو وہ آج اکثریت کو ناگوار گزر رہا ہے مجھے دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ اس ذمہ داری کو ترک کر دے ورنہ تجھے نہیں چھوڑا جائے گا تجھے قتل کر دیا جائے گا، ملاؤں، افواج، خفیہ ایجنسیوں، با اثر لوگوں سمیت بہت سوں کی طرف سے دھمکیاں موصول ہو رہی ہیں تجھے قتل کر دیں گے تجھ پر توہین رسالت کے مقدمات قائم کریں گے، میری دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو فوج کی سرپرستی میں چلنے والی خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے اغوا کیا جا رہا ہے اور مجھ تک پہنچنے کے لیے رات دن ایک کیے ہوئے ہیں، میرے خلاف مجھے نقصان پہنچانے کے لیے میرے دشمن جو کہ اکثریت میں ہیں طرح طرح کی منصوبہ بندیاں کر رہے ہیں تو ان کے مقابلے پر میرا ربّ مجھے کہہ رہا ہے وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ اور ھُوَ یعنی جو تیرا ربّ ہے اللہ وہ خیر الحاکمین ہے یعنی جتنے بھی اپنا اپنا فیصلہ سنانے والے ہیں کوئی تیرے خلاف یہ فیصلہ سنا رہا ہے کہ تجھے قتل ہی کیا جائے گا، کوئی

تجھے قید میں ڈالنے کا فیصلہ کیے ہوئے ہے، کوئی تجھے تشدد کا نشانہ بنانے کا فیصلہ کیے ہوئے ہے، کوئی مقدمات قائم کرنے کا فیصلہ کیے ہوئے ہے یعنی یہ جتنے بھی تیرے خلاف فیصلہ کرنے والے ہیں جن کا مقصد تجھے نقصان پہنچانا ہے ان میں سے کوئی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا یہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ یہ اصل میں اللہ کیخلاف فیصلہ سنا رہے ہیں یہ تجھے نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں الٹا ہم انہیں ہلاک کرنے والے ہیں۔

یہ چند آیات آپ کے سامنے رکھیں جو آج آپ پر کھول کھول کر واضح کر رہی ہے اور آپ کو یاد دلا رہی ہیں کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی تاکہ جب اسے بعث کیا جائے تو قرآن بذات خود نہ صرف اس کی تصدیق کر دے بلکہ تمہیں یاد دلا دے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کو بعث کیا جانا تھا جس کی قرآن کے نزول کے وقت ہی تاریخ اتار دی گئی تھی اور اس کے باوجود اگر کوئی ہمارے رسول سے کذب ہی کرتا ہے کفر ہی کرتا ہے تو کل کو اس کے پاس کسی بھی قسم کا کوئی عذر یا بہانہ نہیں ہوگا۔

آپ پر کھول کر واضح کیا جاچکا کہ میں احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں جس کا آپ انتظار کر رہے تھے جس کو بعث کرنے کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور دنیا کی کوئی طاقت میرا رد نہیں کر سکتی اور کوئی بھی چاہ کر بھی کفر نہیں کر سکتا بالآخر ہر کسی کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا لیکن تب تسلیم کرنا کوئی نفع نہیں دے گا۔

جیسے آج تمہیں نبا دی جاچکی بالکل ایسے ہی الاولین میں ہم نے رسولوں کو بھیجا تو انہوں نے بھی بالکل ایسے ہی ہمارے رسولوں سے کذب کیا جیسے آج تم ہمارے رسول احمد عیسیٰ سے کذب کر رہے ہو تو پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ وہی انجام آج تمہارا ہونے جارہا ہے

اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ. ذٰلِکَ بِاَنَّهٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّهۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَتَوَلَّوۡا وَّاسۡتَغۡنَی اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ. التغابن ۵، ۶

آج اس وقت موجودہ لوگوں کو کہا جارہا ہے اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ کیا نہیں دی جارہی تمہیں نبا یعنی وہ علم جو اس سے پہلے اللہ کے علاوہ کسی کے بھی پاس نہیں تھا ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا جیسے آج تم میں تمہی سے ہم نے اپنا رسول بھیج دیا جو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اور تم کفر ہی کر رہے ہو بالکل ایسے ہی ہم نے ان میں انہی سے اپنے رسول بھیجے جنہوں نے ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا انہیں کھول کھول کر متنبہ کیا لیکن انہوں نے بھی کفر ہی کیا تو پھر ان کیساتھ کیا ہوا کیا تم پر کھول کھول کر واضح نہیں کیا جاچکا؟ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ پس چکھا انہوں نے اپنے کام کا وبال یعنی انہوں نے جو کام کیے ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے کام کے نتیجے میں انہوں نے اس کا وبال چکھا تو آج جب تم بھی بالکل انہی کی طرح کر رہے ہو تو کیا تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ نہیں بلکہ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ اور اس وقت جو موجود ہیں جن سے کلام کیا جارہا ہے جن پر حق کھول کھول کر واضح کیا جارہا ہے جنہیں کھول کھول کر متنبہ کیا جارہا ہے اور یہ لوگ ہیں کہ حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی حق کو تسلیم کرنے کی بجائے کفر ہی کر رہے ہیں تو ان کو بھی بالکل انہی کی طرح ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب ایسی سزا دی جائے گی کہ جس سے سخت سزا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔

ذٰلِکَ وہ جو اُن کیساتھ ہوا یعنی انہیں ہلاک کر دیا گیا انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا بِاَنَّهٗ اس میں کچھ شک نہیں اُن کیساتھ جو ہوا بالکل اسی کیساتھ ہوا اسی کے سبب ہوا جو آج تم کر رہے ہو کَانَتۡ تَّاۡتِیۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ جو ہم نے قدر میں کر دیا ہوا ہے رسولوں کو البیّنات کیساتھ بھیجنا تو جب ان میں انہی سے

آئے رسول البیّنات کیساتھ یعنی جب ان میں انہی سے رسول بھیجے جنہوں نے آ کر حق کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا انہیں کھول کھول کر متنبہ کر دیا تو انہوں نے حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیئے جانے کے باوجود بھی حق سے کفر ہی کیا انہوں نے ہمارے رسولوں کا کذب کیا ان کیساتھ دشمنی کی انہیں گالیاں دیں انہیں برا بھلا کہا ان کیخلاف محاذ کھولے انہیں قتل تک کرنے کی کوششیں کیں ان لوگوں کو ہمارے رسولوں کے متنبہ کرنے سے کوئی فرق نہ پڑا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا جیسے آج تم میں ہم نے اپنا رسول بھیجا البیّنات کیساتھ جو تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے اور تم متنبہ ہونے کی بجائے حق کو تسلیم کرنے کی بجائے کفر ہی کر رہے ہو کذب ہی کر رہے ہو ہمارے رسول کیساتھ دشمنی ہی کر رہے ہو فَقَالُوٓا اَبَشَرٌ یَّهۡدُوۡنَنَا جیسے آج تم یہ کہہ رہے ہو کیا بشر ہمیں ہدایت دینے کے لیے بھیجا گیا؟ نہیں ہم اس کی نہیں مانیں گے یہ تو بشر ہے ہماری ہی مثل بالکل انہوں نے بھی اسی طرح کہا کہ ہم اس بشر سے ہدایت لے لیں؟ نہیں ہم اس کی نہیں مانیں گے یہ تو بشر ہے ہماری ہی مثل یعنی جیسے آج تم حق سے صرف اور صرف اسی وجہ سے کفر کر رہے ہو کہ تم میں تمہی سے ایک بشر کو تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا گیا تو تم نہیں مان رہے کفر ہی کر رہے ہو بالکل ایسے ہی انہوں نے بھی کہا فَكَفَرُوۡا پس جیسے آج تم کفر ہی کر رہے ہو بالکل ایسے ہی انہوں نے بھی کفر ہی کیا وَتَوَلَّوۡا اور جیسے تم آج حق سے پھر رہے ہو جیسے آج تم ہمارے رسول کی تصدیق کرنے سے پھر رہے ہو حالانکہ تم سے عہد لیا تھا کہ جب تم میں تمہی سے رسول آئے اور اس کی تصدیق اس میں موجود ہو جس کیساتھ تم لوگوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے ہو جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہو کتاب اللہ سے تو تم کو لازم یہی کرنا ہے کہ ہمارے رسول کو تسلیم کرو اس کی دعوت کو تسلیم کرو اور اس کی ہمارے دشمنوں کے مقابلے پر نصرت کرنا لیکن تم اپنے اس عہد سے پھر رہے ہو بالکل ایسے ہی ان میں بھی جب جب ہم نے اپنے رسول بھیجے جن کی اس میں تصدیق موجود تھی جس کیساتھ وہ لوگوں کی راہنمائی کے دعویدار بنے ہوئے تھے جو ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا تو بجائے یہ کہ وہ عہد کو پورا کرتے اور ہمارے رسول کو تسلیم کرتے اور اس کی مدد کرتے بلکہ وہ بھی اس عہد سے پھر گئے ہمارے رسول کی نصرت کرنے کی بجائے الٹا دشمنی ہی کی وَّاسۡتَغۡنَى اللّٰهُ اور اگر تم ہمارے رسول کی نصرت نہیں کرتے اس کی ہمارے دشمنوں کے مقابلے پر مدد نہیں کرتے تو پھر جان لو اللہ تمہارا محتاج نہیں ہے کہ تم اس کی مدد نہیں کرو گے تو وہ ناکام ہو جائے گا اور اس کے دشمن کامیاب ہو جائیں گے بلکہ اللہ غنی ہے تم اللہ کے شریک ہی بنو گے تو اللہ تم سے اپنا کام کیوں لے گا؟ کیونکہ اللہ غنی ہے اللہ اپنا کام خود کرتا ہے اور تم جب اللہ کا وجود بننے کی بجائے اس کے شریک ہی بن رہے ہو تو اللہ تم سے اپنا کام کیوں لے گا بلکہ اللہ تو غنی ہے اللہ اپنا کام خود کرتا ہے جان لو میرے رسول کے دشمن میرے رسول کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے کیونکہ ہم نے یہ لکھ دیا کہ ہم اور ہمارے رسول ہی غالب رہیں گے کوئی بھی اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ اور یہ جو تم میں تمہی سے ہمارا رسول آیا ہے جو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے یہ کون ہے؟ اللہ ہے یعنی اللہ ہے جو تمہی میں سے ایک بشر کی صورت میں تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے اللہ غنی ہے اس لیے یہ بشر تمہاری نصرت کا محتاج نہیں ہے کہ اگر تم اس کی نصرت نہیں کر رہے تو یہ بشر اس ذمہ داری کو ترک کر دے گا یا پھر پیچھے ہٹ جائے گا بلکہ یہ بشر اپنی ذمہ داری کو انتہائی حکمہ کیساتھ صبر کیساتھ اس طرح پورا کر رہا ہے کہ اس میں قدم قدم پر حمد ہی حمد ہے۔

جب یہ بات بار بار کھول کھول کر واضح کی جا چکی کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اور کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جس کی وہ تاریخ ہے اور جیسے ہی وہ واقعہ پیش آئے تو قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات نہ صرف کھل کر واضح ہو جائیں گی بلکہ یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی ان آیات کی صورت میں قرآن کے نزول کے وقت تاریخ اتار دی گئی تھی تو پھر ظاہر ہے یہ آیات بھی قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے دوران اللہ کے کسی رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں اور یہ آیات بھی اس وقت تک بیّن نہیں ہونا تھیں جب تک کہ اللہ کا وہ رسول آ نہیں جاتا اور یہ کردار ادا نہیں کرتا جس کی تاریخ ان آیات کی صورت میں پہلے ہی اتار دی گئی تھی۔ اب آپ خود غور کریں کہ یہ آیات اللہ کے کس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں؟ کیا یہ آیات میری تاریخ پر مبنی نہیں ہیں؟ کیا یہ آیات کھول کھول کر یاد نہیں دلا رہیں کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول احمد عیسیٰ جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی تھی؟

ان آیات کے شروع میں کہا گیا اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَبَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ کیا نہیں تمہیں دی جا رہی نبا یعنی وہ علم جو اس سے پہلے صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس تھا ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا جیسے آج تم کفر کر رہے ہو؟ آج تک یہ کہا جاتا رہا کہ قوم نوح بتوں کی پوجا کرتی رہی اور بت

پوجنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئی اور ایسے ہی باقی ہلاک شدہ اقوام کے بارے میں بھی کہانیاں گھڑ لی گئیں جن کا حقیقت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں اور آج تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ میں نے احمد عیسیٰ نے آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ وہ قومیں بالکل ایسے ہی ہلاک ہوئی تھیں جیسے آج تم پر ہلاکتیں آ رہی ہیں۔

جیسے آج جس مقام پر تم پہنچ چکے ہو جسے تم ترقی وخوشحالی کا نام دیتے ہو انسانیت کی خدمت کا نام دیتے ہو یہ اصل میں الدجّال ہے جس کا تم لوگ شکار ہو چکے ہو اور جیسے تم اچانک سے اس مقام پر نہیں پہنچے بلکہ آہستہ آہستہ مرحلہ بہ مرحلہ آگے بڑھتے بڑھتے آج اس مقام پر پہنچے ہو بالکل ایسے ہی آل فرعون اور وہ جو ان سے پہلے ہلاک ہو چکے یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم مدین، قوم لوط اور آل فرعون وغیرہ وہ بھی بالکل ایسے ہی آہستہ آہستہ آگے بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچے تھے تو جب وہ اس مقام پر پہنچے تو ان میں انہی سے اللہ نے اپنے رسول بھیجے جنہوں نے انہیں اس دجل عظیم سے کھول کھول کر متنبہ کیا ان پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور انہوں نے الٹا ہمارے رسولوں کا کذب کیا تو پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ انہیں ہلاک کر دیا گیا اور ہم نے اپنے رسولوں اور جو ان کی دعوت کو تسلیم کرنے والے تھے انہیں بچا لیا اور بعد میں زمین کا وارث بنا دیا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا آج تک کسی کو یہ علم تھا کہ وہ قومیں بھی بالکل ایسے ہی ہلاک ہوئی تھیں جیسے آج موجودہ قوم ہلاکت کے دہانے پر آ کھڑی ہے؟ آج تک کسی کو بھی اس کا علم نہیں تھا اور الٹا ان قوموں کے بارے میں دیومالائی کہانیاں گھڑ کر پھیلا رکھی تھیں۔ تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ میں نے یعنی احمد عیسیٰ نے حق کھول کھول کر واضح کر دیا اور پورے کا پورا قرآن میری تصدیق کر رہا ہے آج یہ تمام آیات نہ صرف بیّن ہو چکیں بلکہ کھول کھول کر یاد دلا رہی ہیں کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب آپ خود غور کریں اور فیصلہ کریں کہ ان قوموں کے بارے میں وہ علم جو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا اور آج جب وہی علم میں نے کھول کھول کر واضح کر دیا تو آخر میں کون ہوں؟ جو علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس تھا ہی نہیں تو وہ علم اللہ کے علاوہ کوئی بیّن کیسے کر سکتا ہے؟ جب یہ علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا تو پھر ظاہر ہے یہ آج اللہ ہی ہے جو حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے۔ یہ اللہ ہی ہے جس نے تم میں تمہی سے اپنا رسول بعث کر دیا جو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے جو تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اور پھر پورے کا پورا قرآن میری تصدیق کر رہا ہے۔

جب اللہ نے خود کہا کہ جب تم میں تمہی سے رسول آئے تو آیا وہ رسول اللہ کے ہاں سے ہے یا نہیں اس کی پہچان یہ ہے کہ جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہو کتاب اللہ سے اگر تو اس میں اس کی تصدیق موجود ہے تو وہ رسول اللہ کے ہاں سے ہے اور اگر اس کی اس میں تصدیق موجود نہیں ہے وہ اس کی تصدیق نہیں کر رہا جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے تو وہ اللہ کے ہاں سے نہیں بلکہ کذاب ہے۔ لیکن اگر اس کی تصدیق اس میں موجود ہو جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے تو پھر تم پر ہر حال میں لازم ہے کہ تم نے نہ صرف ہمارے رسول کو تسلیم کرنا ہے اس کی اطاعت واتباع کرنی ہے خود کو اس کے آگے مکمل طور پر جھکا دینا ہے بلکہ ہمارے دشمنوں کے مقابلے پر ہمارے رسول کی نصرت کرنی ہے اور اگر تم نہیں مانتے اور کفر ہی کرتے ہو اپنے اس عہد سے پھر جاتے ہو تو پھر جان لو اللہ غنی ہے ہمارا رسول غنی ہے وہ تمہارا محتاج نہیں کہ تم اگر اس کی نصرت نہیں کرتے تو وہ اپنی ذمہ داری کو دشمنوں کے ڈر سے ترک کر دے گا یا خاموش ہو جائے گا بلکہ ہم نے یہ کتب کر دیا کہ ہم اور ہمارے رسول ہی غالب رہیں گے۔ تو آج دیکھیں کیا آج میری تصدیق اس میں موجود نہیں جو آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان موجود ہے؟ کیا پورے کا پورا قرآن میری تصدیق نہیں کر رہا؟

پورے کے پورے قرآن میں میری تصدیق موجود ہے آج جو میں دعوت دے رہا ہوں جو میرا کردار ہے اس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں تاریخ اتار دی گئی تھی اور آج قرآن بذات خود یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی تاریخ پر مبنی آیات سے بھرا پڑا ہے اور ایسی تمام کی تمام آیات نہ صرف آج بیّن ہو گئیں بلکہ کھول کھول کر یاد دلا رہی ہیں کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی یہ آیات تاریخ تھیں۔

اب اس کے باوجود بھی اگر کوئی میرا کفر ہی کرتا ہے میرا کذب ہی کرتا ہے تو پھر اس کا انجام کیا ہے وہ بھی کھول کھول کر واضح کر دیا گیا۔

اے وہ جو خود کو علماء کے نام پر انسانیت کے راہنما کے طور پر جانے جاتے ہو جنہیں عربوں کی زبان میں نبی کہا جاتا ہے اے وہ نبیّن جان لو وہ عہد جو اللہ نے تم سے اخذ کیا تھا آج اسے پورا کرنے کا وقت آ گیا۔ یاد کرو جب تم نوجوانی میں اس طرف آئے تھے کہ ہم علم سیکھ کر لوگوں کی راہنمائی کریں گے تو تم نے کیا عہد کیا تھا؟ تب تم سے اگر کوئی سوال کرتا کہ عالم بن کر کیا کرو گے تو کیا یہ کہتے تھے کہ ہم عالم بن کر باطل کا ساتھ دیں گے یا پھر تمہارا کہنا یہی ہوتا تھا کہ ہم حق کا ساتھ

دیں گے؟ اور کیا تمہارے اساتذہ نے تمہیں یہ سکھایا تھا کہ عالم بن کر باطل کا ساتھ دینا یا پھر یہ سکھایا تھا کہ حق کا ساتھ دینا؟ جب تب تم میں سے ہر کسی کا کہنا یہی تھا کہ حق کا ساتھ دیں گے جب تمہارے اساتذہ نے بھی تمہیں یہی سکھایا تھا کہ حق کا ہی ساتھ دینا تو پھر جان لو آج حق تمہارے پاس آ گیا اب دیکھتے ہیں کہ کیا تم اپنے اس عہد کو پورا کرتے ہو یا پھر اس عہد سے پھر جاتے ہو۔

آج تم میں تمہی سے اللہ نے اپنا رسول بھیج دیا جس نے تم پر حق کھول کھول کر واضح کر دیا جس کی تصدیق اس میں موجود ہے جو کتاب اللہ سے تمہارے دونوں ہاتھوں میں موجود ہے اب تم پر یہ فرض ہے کہ تم مجھے یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو تسلیم کرو اور میری نصرت کرو اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو جان لو تمہارا انجام انتہائی بھیانک ہونے والا ہے۔ اب جب اس میں میری تصدیق موجود ہے جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے قرآن میری تصدیق کر رہا ہے قرآن تمہیں یاد دلا رہا ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کی بعثت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا تو اس کے باوجود اگر تم مجھے تسلیم کرنے اور میری نصرت کی بجائے اپنے عہد سے پھر جاتے ہو اور الٹا میرے ساتھ دشمنی ہی کرتے ہو تو جان لو تم میرا کچھ نہیں بگاڑ پاؤ گے اور نہ ہی تم لوگ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو سکتے ہو اور نہ ہی تمہیں اس عہد شکنی کے بعد ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا بلکہ تمہارے لیے عذاب الیم ہے، جب تم عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تو تم میں سے ہر کوئی مانے گا لیکن جان لو تب تمہارا ماننا تمہیں کوئی نفع نہیں دے گا۔

اگر تو یہ قرآن میری تصدیق نہیں کر رہا، اگر تو میری تصدیق اس میں نہیں جو ہدایت کے نام پر تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے تو پھر بلا شک وشبہ میں اللہ کے ہاں سے نہیں بلکہ میں کذاب ہوں لیکن اگر میری اس میں تصدیق موجود ہے جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان موجود ہے قرآن میری ایک ایک بات کی تصدیق کر رہا ہے تو پھر اس کے باوجود بھی تم میرا کفر کیسے کر سکتے ہو؟ میرا کذب کیسے کر سکتے ہو؟ میری نصرت کی بجائے میرے ساتھ دشمنی کیسے کر سکتے ہو؟ اور اس کے باوجود بھی اگر تم میرا کفر ہی کرتے ہو میرا کذب ہی کرتے ہو تو جان لو کہ تمہارا انجام بھی بالکل ویسا ہی ہونے والا ہے جو اس سے پہلے کذب کرنے والوں کا ہوا۔

كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ. آل عمران ١١

آج اس وقت موجود لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے كَدَأْبِ جیسے تم لوگ آہستہ آہستہ مرحلہ بہ مرحلہ آگے بڑھتے بڑھتے آج اس مقام پر پہنچے ہو جسے تم ترقی وخوشحالی کا نام دیتے ہو جدت کا نام دیتے ہو بالکل ایسے ہی آہستہ آہستہ مرحلہ بہ مرحلہ آگے بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچے تھے آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ آل فرعون اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم مدین اور قوم لوط وغیرہ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا یہ جس مقام پر آج تم پہنچ چکے ہو جسے تم ترقی وخوشحالی کا نام دے رہے ہو یہ تم کذب کر رہے ہو ہماری آیات سے یعنی آسمانوں وزمین میں جو کچھ بھی تمہیں نظر آ رہا ہے یہ ہماری آیات ہیں اور تم ہو کہ انہیں ہماری آیات ماننے کو تیار ہی نہیں اور آسمانوں وزمین میں ہماری آیات کیساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو ان میں پنگے لے رہے ہو فطرت میں تبدیلیاں کر رہے ہو ہمارے ساتھ دشمنی کر رہے ہو بالکل ایسے ہی آل فرعون اور جو ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی کیا تھا تو پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو اس سے آگے ان کیساتھ کیا ہوا؟ کیا اس سے آگے وہ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو گئے یا پھر اس سے آگے ان پر ایسے ایام آئے کہ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا ان کی صدیوں کی منصوبہ بندیوں کو خاک میں ملا دیا گیا؟ حق تم پر کھول کر واضح کر دیا گیا جب انہیں اس سے آگے ہلاک کر دیا گیا جب ان پر ان کی غلطیوں کو واضح کیا گیا تو انہوں نے اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنے کی بجائے ہماری آیات کا کذب کرتے ہوئے آگے فساد میں اندھوں کی طرح آگے ہی آگے بڑھتے رہے تو پھر ان کو پیچھے سے ایسا پکڑا کہ ان کا نام ونشان تک مٹا کر رکھ دیا گیا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ بالکل ایسے ہی آج اس وقت جو لوگ دنیا میں موجود ہو جو ہماری آیات کا کذب کرتے کرتے آج اس مقام پر پہنچ چکے ہو تمہیں بھی تمہارے ذنوب کے سبب یعنی ان اعمال کے سبب جن سے تمہیں بار بار منع کیا گیا پکڑنے جا رہے ہیں جیسے آل فرعون اور جو ان سے پہلے تھے انہیں پکڑا گیا وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ اور اللہ ہے یعنی یہ جو تم آسمانوں وزمین میں فساد کر رہے ہو یہ اللہ ہے اللہ کیساتھ دشمنی کر رہے ہو اللہ فساد میں دن بہ دن آگے بڑھنے والوں کو پیچھے سے انتہائی سخت پکڑ پکڑتا ہے جیسے آل فرعون اور جو ان سے پہلے تھے انہیں پکڑا تھا۔

بالکل یہی بات درج ذیل آیات میں بھی کہی گئی۔

كَذَابِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. الانفال ۵۲

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ. الانفال ۵۴

اب آپ سے ہی سوال ہے کہ یہ آیات اللہ کے کس رسول کی تاریخ پر مبنی ہیں؟ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ آیات محمد کی تاریخ پر مبنی ہیں تو پھر کیا جب محمد کو بعث کیا گیا اس وقت ان لوگوں کو یہ کہا جا سکتا تھا جو ان آیات میں کہا گیا؟ کیا آل فرعون اور جو ان سے پہلے تھے کیا اس مقام پر پہنچ کر ہلاک ہوئے تھے یا پھر یہ تو آج کی بات کی جا رہی ہے جب ہلاکت بالکل سر پر آ چکی ہے؟ اگر تو یہ آیات محمد کی تاریخ پر مبنی ہیں تو پھر تب بالکل ویسی ہی پکڑ انہیں کیوں نہ پکڑا گیا جن میں محمد کو بعث کیا گیا تھا؟ یہ آیات کسی بھی صورت محمد کی تاریخ پر مبنی نہیں ہیں بلکہ یہ آیات تو آج کی تاریخ پر مبنی ہیں۔ ذرا غور کریں یہ ساری کی ساری دعوت صرف اور صرف آج میری نہیں ہے؟ میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ ہی آج یہ سب کا سب کھول کھول کر واضح نہیں کر رہا ہے کہ جسے تم ترقی وخوشحالی کا نام دیتے ہو یہ اصل میں ترقی نہیں بلکہ فساد عظیم ہے یہ فتنہ الدجال ہے جس کا تم لوگ شکار ہو چکے ہو تم لوگ اس کا صرف اور صرف ایک ہی پہلو دیکھتے ہو دوسرے پہلو کو یا تو یکسر نظر انداز کر دیتے ہو یا پھر وہ تم سے پوشیدہ رہتا ہے یا چھپا دیا جاتا ہے اور جیسے تم آہستہ آہستہ آگے بڑھتے بڑھتے آج اس مقام پر پہنچے ہو کہ انتہائی تیز رفتار دور آ چکا ہے بالکل ایسے ہی آل فرعون اور وہ قومیں جو ان سے پہلے تھیں وہ بھی ایسے ہی آہستہ آہستہ ترقی کے نام پر اللہ کی آیات سے کذب کرتے ہوئے آگے بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچے تھے اور پھر بالآخر اس سے آگے ان کا انجام کیا ہوا تھا؟ بالکل وہی انجام آج تمہارے سر پر کھڑا ہے۔

جیسے آج تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب عذاب عظیم تمہارے بالکل سر پر کھڑا ہے تو تم میں تمہی سے اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کر دیا جو تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے بالکل اسی طرح وہ بھی جب اس مقام پر پہنچ چکے تھے تو اللہ نے ان میں انہی سے اپنے رسول بعث کیے اور انہوں نے بھی بالکل وہی کیا جو آج تم کر رہے ہو یعنی انہوں نے بھی تمہاری ہی طرح حق کھول کھول کر واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول کا کذب ہی کیا صرف اور صرف اس بنیاد پر کہ یہ ایک بشر ہے ہماری ہی مثل اس لیے ہم اسکی کیوں مان لیں تو پھر ان کا انجام کیا ہوا بالکل ویسا ہی انجام آج تمہارا ہونے والا ہے۔

دنیا کی کوئی طاقت میرا یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا رد نہیں کر سکتی۔ میری کسی ایک بھی بات کو غلط ثابت نہیں کر سکتی، ہر کسی پر کھول کھول کر واضح کیا جا چکا کہ میں احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا اور وہ جو تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے یہ قرآن بذات خود میری تصدیق کر رہا ہے تمہیں کھول کھول کر یاد دلا رہا ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں کثیر تعداد میں آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔ یوں نہ صرف ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا بلکہ آج تم میں تمہی سے ہمارا رسول احمد عیسیٰ موجود ہے جو تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے جو تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے جان لو اگر تم بھی کذب ہی کرتے ہو تو یہ پہلی بار نہیں ہونے والا بلکہ تم سے پہلے بھی کئی بار کذب کیا جا چکا۔ تو پھر ان کذب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟ بالکل وہی انجام آج تمہارا بھی ہوگا جس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا، یہ جو کچھ بھی تم نے خلق کر رکھا ہے تمہاری مشینیں، تمہارا اسلحہ، تمہارے اسباب و وسائل ان میں سے کچھ بھی تمہارے کام نہیں آئے گا ان میں سے کچھ بھی تمہیں ہماری پکڑ سے نہیں بچا سکتا۔

آپ کو سننے کے لیے کان دیکھنے کے لیے آنکھیں اور پھر جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی دی تو اسی لیے تاکہ آپ سن دیکھ اور جو سن اور دیکھ رہے ہیں اسے سمجھ سکیں آپ کے لیے سننا دیکھنا اور سمجھنا ناگزیر تھا لازم تھا۔ جب آپ ان کا اسی مقصد کے لیے استعمال کریں گے یعنی جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھیں گے تو آپ پر کھل کر واضح ہو جائے گا کہ نہ صرف آسمانوں و زمین کو گیسوں سے خلق کیا گیا بلکہ آسمانوں و زمین میں انتہائی پیچیدہ ترین المیزان وضع ہے یعنی بہترین اور پیچیدہ ترین توازن قائم ہے جو تب تک قائم رہے گا جب تک کہ آسمانوں و زمین میں ہر مخلوق اسی مقام پر رہے گی جس پر خلق کر کے اسے قائم کر دیا گیا اور اگر آسمانوں و زمین میں یعنی فطرت میں چھیڑ چھاڑ کی جاتی ہے تو آسمانوں و زمین میں فساد ہو جائے گا اس لیے صرف اور صرف فطرت

پر ہی قائم رہنا ہے جب تک فطرت پر قائم رہیں گے تو آسمانوں وزمین میں رائی برابر بھی کوئی خرابی نہیں ہوگی اور اگر فطرت میں چھیڑ چھاڑ کی تو آسمانوں وزمین میں فساد ہوکر پھر ہلاکتوں وتباہیوں کی صورت میں فساد ظاہر ہوگا اور یہ زمین خراب ہوکر جہنم بن جائے گی۔

اب اگر تو فطرت پر قائم رہا جاتا ہے تو ہر شئے میں سلم رہے گا کہیں بھی کوئی بھی خامی یا خرابی پیدا نہیں ہوگی اور اگر فطرت پر قائم ہونے کی بجائے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فطرت پر انحصار کرنے کی بجائے خود سے خلق کرنے کے لیے فطرت میں مداخلت کی تو نہ صرف آسمانوں وزمین میں فساد عظیم ہوجائے گا بلکہ آسمانوں وزمین کو جب گیسوں سے خلق کیا گیا تو پھر انسان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب گیسیں خارج ہوں گی جن کا کوئی بندوبست نہیں کیا جاسکتا یوں وہ طرح طرح کی گیسیں آسمانوں وزمین کے درمیان ہر طرف یعنی فضا میں بھر جائیں گی۔

اور یہی بات پورے قرآن میں کہی گئی اور ہر رسول نے بھی یہی حق کھول کھول کر واضح کیا کہ یہ جو کچھ بھی تمہیں نظر آرہا ہے یہ اللہ ہی کا وجود ہے اللہ پر توکل کرو یعنی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے صرف اور صرف فطرت پر ہی انحصار کرو ورنہ اگر تم نے خود سے اپنی ضروریات کو خلق کرنے کے لیے فطرت میں مداخلت کی تو جہاں آسمانوں وزمین میں فساد ہوکر ہلاکتوں وتباہیوں کی صورت میں ظاہر ہوگا تو وہیں تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب خارج ہونے والی طرح طرح کی گیسوں سے فضا بھر جائے گی اور انہیں گیسوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں پوری ایک سورۃ الدخان موجود ہے اور یہی وہ الدخانِ ہیں جو کہ الساعت کی علامات واشراط میں ہیں۔

جہاں پورے کے پورے قرآن میں یہی بات ہر پہلو سے کھول کھول کر بیان کی کہ آسمانوں وزمین میں المیز ان وضع ہے فطرت پر ہی قائم ہونا فطرت میں رائی برابر بھی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا تو وہیں اگر وہی کیا جاتا ہے جس سے منع کیا گیا یعنی فطرت میں چھیڑ چھاڑ کی جاتی ہے تو کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ پھر نہ صرف آسمانوں وزمین میں فساد ہوگا بلکہ تم آہستہ آہستہ آگے بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچ جاؤ گے کہ جہاں سے واپسی ناممکن ہوجائے گی اور تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب گیسیں خارج ہوں گی جو پوری دنیا کی فضا میں بھر جائیں گی اور پھر آج سے چودہ صدیاں قبل اس وقت کی تاریخ اتارتے ہوئے کہا تھا یعنی کہا تھا کہ جب الدخانِ سے فضا بھر جائے گی الدخانِ لوگوں کو ڈھانپ لیں گی تو اس وقت اللہ کا رسول موجود ہوگا جو یہ کہے گا کہ یہ الدخانِ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے ہوئے مفسد اعمال کے ردعمل تمہارے لیے تمہاری سزا ہیں جن کا سورۃ الدخانِ کی درج ذیل آیات میں ذکر کیا گیا۔

اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ. رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَا السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ. بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ. فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ. يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ. رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ. اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ. الدخان ۵ تا ۱۳

ان آیات میں بھی بالکل وہی بات کی گئی جو پیچھے واضح کی جا چکی اور پھر یہ کہا کہ یہ جو حق کھول کھول کر واضح کر رہا یہ ہمارے بھیجے ہوؤں میں سے ہے یعنی یہ ہمارا رسول ہے اور پھر جب دخانِ آگئیں پوری دنیا کی فضا میں بھر گئی تو اس وقت اللہ کا رسول موجود ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ عذاب الیم ہے یعنی باقی سب کہہ رہے ہیں کہ یہ زلزلے، یہ طوفان، یہ آندھیاں، سونامی، یہ درجہ حرارت کا دن بہ دن بڑھتے ہی چلے جانا، یہ طرح طرح کی بیماریاں، موسموں کا بگاڑ یہ سب کا سب اللہ رہا ہے لیکن اللہ کے رسول نے آکر کھول کھول کر واضح کر دیا کہ اے عقل کے اندھو یہ سب اللہ نہیں لا رہا بلکہ یہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے نتائج ہیں جو تمہارے لیے تمہاری سزا ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دخانِ یعنی انسانو کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب گیسیں خارج ہوئی اور پوری دنیا کی فضا میں بھر گئی تو اس وقت اللہ کہہ رہا ہے کہ ہمارا رسول موجود ہے جو حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو آخر یہ کونسا رسول ہے؟ اور پھر اسے رسول مبین کہا یعنی ایسا رسول کہ ہر لحاظ سے کھلم کھلا واضح ہے کہ یہ اللہ ہی کا رسول ہے تو کیا یہ محمد کا ذکر کیا جا رہا ہے؟ سورۃ الدخان میں کیا محمد کی تاریخ ہے؟ اگر محمد کی تاریخ ہے تو کیا تب یہ دخانِ آچکی تھیں اور پوری دنیا کی فضا میں بھر چکی تھیں؟ اور کون نہیں جانتا کہ تب تو ان دخانِ کا نام ونشان بھی نہیں تھا اور پھر محمد علیہ السلام نے تو کہا تھا کہ یہ دخانِ الساعت کی سب سے آخری شرط ہیں یعنی یہ اشراط الساعت میں سے سب سے آخر پر آئیں گی پوری دنیا کی فضا میں بھر جائیں گی تو ان آیات میں کسی بھی صورت یہ محمد کی تاریخ نہیں یہ محمد کا ذکر نہیں بلکہ یہ تو آج جب دخانِ پوری دنیا کی فضا میں بھر چکیں اس وقت بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول کا ذکر ہے جو کہ آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ میں احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں اور پھر قرآن کی یہ آیات

بھی آپ کو کھول کھول کر یاد دلا رہی ہیں کہ یہی اللہ کا وہ رسول ہے جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی۔ اور پھر اسی سورۃ الدخان میں اگلی ہی آیات میں یہ بھی واضح کر دیا کہ جب یہی فتنہ ماضی میں آل فرعون کے وقت موجود تھا تو ہم نے ایسے ہی موسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جس نے حق کھول کھول کر واضح کر دیا لیکن آل فرعون نے موسیٰ کا کذب کیا تو پھر ان کے کذب کا نتیجہ یہ نکلا کہ آل فرعون کو تو غرق کر دیا گیا اور جنہیں بچا لیا گیا انہیں پیچھے زمین کا وارث بنا دیا گیا جو کچھ چھوڑ کر گئے اس کا وارث انہیں بنا دیا گیا جو بچا لیے گئے تو کیا یہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں یا پھر مثلوں سے آج کی تاریخ ہے؟ یہ تو مثلوں سے آج کی تاریخ ہے اور پھر دیکھیں وہ کون ہے جس نے آج کھول کھول کر واضح کر دیا جس کی یہ دعوت ہے کہ جیسے ماضی میں اللہ نے رسولوں کو بعث کیا بالکل عین اسی طرح آج مجھے بعث کیا گیا ہے اور آج جب میرا کذب کیا جائے گا تو نہ صرف مجھے اور میری دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا جائے گا یعنی مومنین کو بچا لیا جائے گا بلکہ کذب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور پھر اللہ کے رسول یعنی مجھے احمد عیسیٰ اور میری دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو اس کا وارث بنا دیا جائے گا جو کہ ہلاک کیے جانے والے پیچھے چھوڑ جائیں گے۔

یوں آپ نے دیکھا کہ قرآن میری ایک ایک بات کی تصدیق کر رہا ہے قرآن یاد دلا رہا ہے کہ یہی تھا اللہ کا وہ رسول جسے آج بعث کیا جانا تھا جس کی تاریخ قرآن میں کثیر آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی یہی ہے وہ رسول جس کو تب موجود ہونا تھا جب نہ صرف دخانٍ موجود ہوں گی کہ پوری دنیا کے لوگوں کو ڈھانپ چکی ہوں گی بلکہ عذاب الیم بن چکی ہوں گی اور اللہ کا رسول کہے گا کہ یہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کا نتیجہ ہے جو تمہارے لیے تمہاری سزا ہے۔

حق اس قدر کھول کھول کر واضح کر دیے جانے کے باوجود بھی اگر کوئی کفر ہی کرتا ہے میرا کذب ہی کرتا ہے تو وہ جان لے کہ دنیا و آخرت میں اس کے لیے ہلاکت کے سوا کچھ نہیں اور پھر بالآخر اسے ماننا ہی پڑے گا لیکن تب ماننا اسے کوئی نفع نہیں دے گا بلکہ تب ماننا آل فرعون اور جو ان سے پہلے تھے جنہیں ہلاک کر دیا گیا ان کے ماننے کی مثل ہوگا۔

آپ خود غور کریں کہ یہ کونسا رسول ہے جسے تب موجود ہونا تھا جب انسانوں کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب خارج ہونے والی طرح طرح کی گیسیں پوری دنیا کی فضا میں بھر چکی ہوں گی اور وہ عذاب الیم بن چکی ہوں گی؟ اور کیا آج آپ اسی وقت میں موجود نہیں؟ کیا آج اللہ کا وہی رسول موجود نہیں؟ نہ صرف آج آپ اسی وقت میں موجود ہیں بلکہ آج اللہ کا رسول احمد عیسیٰ آپ میں موجود ہے جس کا دنیا کی کوئی بھی طاقت رد نہیں کر سکتی اور بذات خود پورے کا پورا قرآن اس کی تصدیق کر رہا ہے۔

یوں نہ صرف ختم نبوت نامی بت پاش پاش ہو گیا اور دین کے نام پر جہالت کا پردہ چاک ہو چکا بلکہ ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو چکا کہ میں یعنی احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہوں جس کا آپ لوگ انتظار کر رہے تھے لیکن ضلالٍ مبینٍ میں ہونے کی وجہ سے آپ نے مجھ سے بہت سی خرافات منسوب کر رکھی تھیں جو کہ حق نہیں بلکہ صرف اور صرف گمراہیاں تھیں۔ اب بھی اگر کوئی آپ کو میری اطاعت واتباع سے روک دے تو جان لیں کل کو آپ کے پاس کسی بھی قسم کا کوئی بہانہ یا عذر نہیں ہوگا آپ پر حجت ہو چکی۔

احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثریت کذب ہی کرے گی

یہ سوال بہت ہی اہم ہے کہ اس امت کے آخرین میں جب احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعث کیا جائے گا تو کیا ہر کوئی انہیں اللہ کا رسول تسلیم کر لے گا یا پھر اکثریت ان کا کذب ہی کرے گی؟ تو اس سوال کا جواب پہلے ہی پورے قرآن میں جگہ جگہ واضح کر دیا گیا جسے ہر لحاظ سے اور ہر پہلو سے کھول کھول کر آپ پر واضح کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے یہ واضح کرنا بہت ضروری ہے کہ اس حوالے سے کیا عقیدہ ونظریہ پایا جاتا ہے۔ خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی

اکثریت کا نہ صرف یہ کہنا ہے بلکہ یہ عقیدے ونظریے کی اہمیت وحیثیت رکھتا ہے کہ جب عیسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جائے گا تو ہر کوئی انہیں پہچان لے گا کیونکہ ایک تو وہ پوری دنیا کے سامنے آسمانوں سے نیچے اتریں گے ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے اور دوسرا ان کے پاس معجزات ہوں گے اور تیسرا وہ آ کر الدجال کے پیچھے بھاگیں گے اور اس کا اپنی تلوار یا نیزے کیساتھ قتل کر دیں گے جس کی وجہ سے انہیں ہر کوئی پہچان لے گا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن اس کے بالکل برعکس بیان کرتا ہے یعنی سب سے پہلی بات کہ جب ایسا کوئی اللہ ہے ہی نہیں جو اس کائنات سے الگ اوپر آسمانوں پر موجود ہو تو پھر عیسیٰ ابن مریم کے اوپر آسمانوں پر اٹھائے جانے کی بات بالکل بے بنیاد و باطل ثابت ہو جاتی ہے اور پیچھے ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کیا جا چکا اور پھر دوسری بات کہ عیسیٰ کے پاس معجزات ہوں گے یہ بھی بالکل بے بنیاد و باطل ہے کیونکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا جو اللہ نے قدر میں کیا ہی نہیں اور پھر جو اللہ نے قدر میں کر دیا اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ پورے قرآن میں اللہ نے یہ بات بار بار کھول کھول کر واضح کر دی کہ اللہ نے رسولوں کو بالبیّنات بھیجنا قدر میں کیا نہ کہ معجزات کیساتھ جیسا کہ آپ درج ذیل آیت میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَيِّنٰتِ. الحدید ۲۵

تمہیں سننے کے لیے کان دیئے تو کیوں دیئے؟ ظاہر ہے اسی لیے تاکہ تم سن سکو جو آوازیں اپنا وجود رکھتی ہیں ان کا سننا تمہارے لیے ناگزیر تھا اور پھر اسی طرح تمہیں دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں تو کیوں دیں؟ ظاہر ہے اسی لیے کہ جو اپنا وجود رکھتا ہے اسے دیکھنا تمہارے لیے ناگزیر تھا اس لیے تمہیں آنکھیں دیں تاکہ تم دیکھو اور پھر تمہیں صرف سننے اور دیکھنے کی صلاحیت نہیں دی بلکہ جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی بھی صلاحیت دی تو اسی لیے دی کہ جو سن اور دیکھ رہے ہو جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو جب تم سمجھو گے تو تم پر واضح ہو جائے گا جو بھی طے شدہ ہے یعنی جو قدر میں کر دیا گیا تم پر بالکل کھل کر واضح ہو جائے گا کہ ہم نے طے کیا کس طرح ہم اپنے رسولوں کو بھیجتے ہیں؟ طے کر دیا یعنی قدر میں کر دیا ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجنا البیّنات کیساتھ۔ یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے کوئی ایک بھی رسول معجزات کیساتھ نہیں آیا بلکہ ہر رسول البیّنات کیساتھ آیا ہر رسول نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا اس نے پیغام کھول کھول کر پہنچا دیا اور اس امت کے آخر میں آنے والا عیسیٰ بھی البیّنات کیساتھ آنا تھا نہ کہ معجزات کیساتھ۔ معجزات تو ضد ہے بیّنات کی تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے جو اللہ نے قدر میں کیا ہی نہیں وہ ہو جائے؟

اور پھر ہر رسول نے آ کر الاموات کو الاحیا کیا لیکن معجزات کے ساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ اور اسے آپ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ آپ یہ نہ جان لیں کہ الاموات اور الاحیا ہونا کیا ہے؟ اللہ نے اسی قرآن میں بار بار یہ بات کھول کھول کر واضح کر دی کہ جو اس مقصد کو جان پہچان کر پورا نہیں کر رہے جس مقصد کے لیے انہیں وجود میں لایا گیا تو وہ اللہ کے ہاں الاموات ہیں یعنی ان کی دنیا میں موجودگی نہ ہونے کے جیسی ہے گویا کہ وہ موجود ہی نہیں یوں ہر رسول نے جب البیّنات کیساتھ آیا یعنی اس نے آ کر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا تو جو پہلے اللہ کے ہاں الاموات تھے وہ الاحیا ہو گئے یعنی ان کی دنیا میں موجودگی بے مقصد سے با مقصد ہو گئی۔ پھر ہر رسول نے آ کر اندھوں کو بینا کیا لیکن معجزات کے ساتھ نہیں بلکہ البیّنات کیساتھ اور اسے بھی آپ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ آپ یہ نہیں جان لیتے کہ اللہ کے ہاں اندھا ہونا کیا ہے؟ اللہ نے اسی قرآن میں واضح کر دیا کہ یہ جو سر والی آنکھیں ہیں ان سے نہ دیکھ پانا اندھا ہونا نہیں ہے بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں یعنی اصل اندھا ہونا تو یہ ہے کہ کوئی شئے آنکھوں سے تو نظر آ رہی ہو لیکن اس کی اصل حقیقت کیا ہے وہ نظر نہ آئے اور جب رسول البیّنات کیساتھ آتے ہیں یعنی آ کر سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیتے ہیں تو جو مومن ہوتے ہیں انہیں وہ سب کھلم کھلا نظر آنا شروع ہو جاتا ہے جو پہلے سامنے ہونے کے باوجود انہیں نظر نہیں آ رہا تھا اور ایسے ہی عیسیٰ ابن مریم نے آ کر جو بنی اسرائیل کھا رہے تھے جو ان کا رزق تھا اس کے بارے میں نبا دی اور جو انہوں نے رزق کے نام پر گھروں میں ذخیرہ کر رکھا تھا اس کی نبا دی یعنی ان کے بارے میں وہ علم دیا جو ان کے پاس نہیں تھا جو صرف اور صرف اللہ کے پاس تھا اور یہی اس امت کے آخر میں آنے والے عیسیٰ نے کرنا تھا ان کو ان کے رزق اور جو کچھ انہوں نے ضروریات کے نام پر اپنے فائدے کی اشیاء سمجھتے ہوئے گھروں میں اکٹھا کر رکھا ہے اس کے بارے میں وہ علم دینا تھا جو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔

اور پھر ان کا کہنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم آئے گا تو پھر عیسیٰ ابن مریم کیسے آ سکتا ہے کیونکہ اسی قرآن میں اللہ نے دوٹوک الفاظ میں یہ بات واضح کر دی کہ الاولین کو سلفاً کر دیا یعنی جو قرآن کے نزول سے پہلے آئے انہیں ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا اور پھر نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے

نزول کے بعد والوں کے لیے اس لیے اس امت کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم نے نہیں بلکہ ابن مریم کو تو سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا گیا اس امت کے آخر میں اس کی مثل عیسیٰ کو آنا تھا اور پھر رہی بات الدجّال کے قتل کرنے کی تو یہ بھی آپ اس وقت تک نہیں جان سکتے اس ذریعے سے بھی آپ اس وقت تک عیسیٰ رسول اللہ کو نہیں پہچان سکتے جب تک کہ آپ الدجّال کو نہیں جان لیتے کیونکہ اگر آپ نے الدجّال کو نہیں جانا اور الدجّال کے بارے میں انہی عقائد و نظریات پر ڈٹے رہے جو نسل در نسل چلے آ رہے ہیں تو پھر آپ کسی بھی صورت عیسیٰ رسول اللہ کو نہیں پہچان سکتے۔

الدجّال ایک اعظم فتنہ ہے اور فتنہ کہتے ہیں اصل کے مقابلے پر نقل کو اور نقل کو اس وقت تک پہچاننا ناممکن ہے جب تک کہ اصل کا علم نہ ہو یعنی اصل کو نہ جان لیا جائے۔ الدجّال کو آپ اس وقت تک نہیں جان سکتے جب تک کہ آپ اپنے اصل ربّ اللہ کو نہیں جان اور پہچان لیتے اور جیسے ہی آپ اپنے اصل ربّ کو جان لیں گے اسے پہچان لیں گے تو نہ صرف آپ انتہائی آسانی سے اس کی نقل ربّ الدجّال کو پہچان لیں گے بلکہ اس کا قتل ہونا کیا ہے اور پھر جیسے ہی عیسیٰ رسول اللہ فتنہ الدجّال کا قتل کریں گے تو آپ عیسیٰ رسول اللہ کو بھی بالکل آسانی کیساتھ پہچان لیں گے۔ ورنہ اگر آپ انہی عقائد و نظریات پر ڈٹے رہتے ہیں جو نسل در نسل چلے آ رہے ہیں تو پھر جان لیں کہ اس حوالے سے قرآن عیسیٰ رسول اللہ کے حوالے سے اپنا کیا فیصلہ سنا رہا ہے۔

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ. الزخرف ۷

اور نہیں آتا ان میں سے انہی میں کوئی بھی نبی مگر یعنی ان میں جب بھی جو بھی نبی بھیجا گیا جیسے آج بھیجا گیا ہے تو جو کچھ آج اس کیساتھ کر رہے ہیں اس کیساتھ استہزا کر رہے ہیں ان کی مخالفت، دشمنی، طنز و تحقیر، الزامات، ملامتیں یا جو کچھ بھی آج کر رہے ہیں بالکل یہی سب یہ اس سے پہلے بھی جب جب کوئی بھی نبی آیا تو اس کیساتھ کرتے رہے۔

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ. المائدہ ۷۰

تمام کی تمام بار یعنی ہر بار یہی ہوا کہ جب جب بھی ان میں انہی سے رسول آیا تو نہیں آیا ان کی خواہشات کیساتھ جس وجہ سے ان لوگوں نے جن میں رسول بھیجا گیا رسولوں کے ایک گروہ کا کذب کرتے رہے جیسے آج ان میں انہی سے رسول آ گیا تو یہ کذب کر رہے ہیں اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے جیسے آج یہ رسول کو قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یعنی جب جب بھی رسول آیا تو جس کیساتھ آیا وہ لوگوں کی خواہشات کیساتھ نہیں آیا جب وہ لوگوں کی خواہشات کے برعکس آیا جو ان لوگوں نے خود اپنے تئیں بہت کچھ رسولوں سے منسوب کر کے گھڑ رکھا تھا تو ان لوگوں نے رسول کا کذب کیا یہ ہر رسول کیساتھ ہوا یہی بات سورۃ البقرۃ کی درج ذیل آیت میں بھی کہی گئی۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ. البقرۃ ۸۷

کیا ہوا؟ پس جتنے بھی رسول آئے تو جب جب بھی رسول آیا تو سب سے پہلی بات کہ رسول تم میں تمہی سے آیا اور جس کیساتھ آیا وہ تمہاری خواہشات کیساتھ نہیں آیا جو کچھ بھی تم لوگوں نے رسول کے بارے میں اپنے تئیں گھڑ رکھا تھا جس کی وجہ سے تم نے استکبار کیا یعنی ہم حق پر ہیں جو ہم کہتے ہیں وہی حق ہے جو ہم نے رسول کے بارے میں معیار گھڑ رکھا ہے وہی حق ہے اگر کوئی رسول ہونے کا دعویدار ہو اور اس معیار پر پورا نہیں اترتا ان شرائط پر پورا نہیں اترتا جو ہم نے گھڑ رکھی ہیں تو ہم ایسے شخص کو بالکل بھی برداشت نہیں کریں گے وہ ہمارا دشمن ہے وہ ایک نیا دین لے آیا وہ ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے دین سے ہٹانا چاہتا ہے اس لیے ہم اس کی بات مان لیں یہ تو بہت دور کی بات ہے ہم تو اسے زندہ ہی نہیں چھوڑیں گے یوں تم لوگوں نے جو اللہ کے بھیجے ہوئے آتے رہے ان میں سے ایک گروہ کا کذب کیا اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

آپ نے دیکھا ان آیات میں اللہ نے یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دی کہ کوئی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے اپنا رسول بھیجا اور اسے تسلیم کر لیا گیا بلکہ ہر بار یہی ہوا کہ جب بھی رسول آیا تو جب رسول آیا البیّنات کیساتھ جو کہ ان کی خواہشات نہیں تھیں ان کی خواہشات تھیں کہ انہوں نے جو رسولوں سے غیر معمولی کہانیاں گھڑ کے منسوب کر رکھی ہوتی ہیں رسول اس کیساتھ آئے گا تو ان لوگوں نے ہر رسول کا کذب ہی کیا اور پھر قرآن میں ان آیات کو بے مقصد نہیں لایا گیا کیونکہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ قرآن میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ اتاری گئی قرآن میں ان آیات کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ

پر واضح کر دیا جائے کہ جس رسول کو آپ میں بھیجا جانا ہے اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب رسول کو بعث کیا جائے اور اکثریت ہمارے رسول کا کذب کرے تو حق ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جانے کے باوجود تم بھی اکثریت کی اتباع کر بیٹھو اور بعد میں تمہارے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہ رہے۔ اس لیے پہلے ہی واضح کر دیا کہ جب تم میں تمہی سے ہم اپنا رسول بعث کریں گے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا وہ تم پر پہلے ہی کھول کر واضح کر دیا۔

پھر اسی طرح اگر آپ درج ذیل آیات میں دیکھیں تو یہی بات ایک دوسرے پہلو سے بھی واضح کر دی گئی کہ جب رسول کو یعنی عیسیٰ کو بعث کیا جائے گا تو اس کو کس ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا یعنی جن میں اسے بعث کیا جائے گا تو ان کا آگے سے ردعمل کیا ہوگا۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَھُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوۡ کَانَ اٰبَآؤُھُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ شَیۡئًا وَّ لَا یَھۡتَدُوۡنَ۔ المائدہ ۱۰۴

اللہ نے یہ قدر میں کر دیا کہ اللہ صرف اور صرف تب ہی رسول بعث کرتا ہے جب اس سے قبل ضلالٍ مبینٍ ہوں یعنی ہر لحاظ سے کھلم کھلا گمراہیاں ہوں کسی ایک کو بھی حق کا علم نہ ہو حالانکہ اس کے باوجود ہر کوئی حق ہونے کا ہی دعویدار ہوتا ہے یوں اس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ جب اللہ نے اپنا رسول بھیجا اور اس نے حق کھول کھول کر واضح کر دیا اور کہا کہ آؤ اس کی طرف جو اتارا تھا اللہ نے اور اس کے رسول کی طرف آؤ چونکہ جو اللہ نے اتارا اس میں میری یعنی الرسول کی تصدیق موجود ہے تو آگے سے اللہ کے رسول کو جواب دیا جا رہا ہے ہمیں صرف اور صرف وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا یعنی جو نسل در نسل دین کے نام پر ہمارے آباؤ اجداد سے ہمیں منتقل ہوتا ہوا ملا ہم تو اسی پر رہیں گے ہم اس کی طرف ہرگز نہیں آئیں گے جو اللہ نے اتارا تھا۔

یوں اس آیت سے بھی یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دی کہ جب اللہ کے رسول عیسیٰ کو بعث کیا جائے گا تو اللہ کے رسول عیسیٰ کو اس ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا ظاہر ہے جب اللہ کا رسول عیسیٰ جو کچھ بھی کھول کھول کر واضح کرے گا وہ سب کا سب ان کے لیے بالکل نیا ہوگا اس سے پہلے انہوں نے وہ کہیں سے بھی نہیں سنا ہوگا اور یہ لوگ اسے ہی دین سمجھ رہے ہوں گے جس پر انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا تو پھر ظاہر ہے یہ لوگ یہی کہیں گے اور اس کی طرف قطعاً نہیں آئیں گے جو اللہ نے اتارا تھا کیونکہ انہیں علم ہوگا کہ اگر اس کی طرف آئے تو اس میں تو اس کی یعنی جو اللہ کا رسول عیسیٰ ہونے کا دعویدار ہے اس کی مکمل تصدیق موجود ہے اور یہ لوگ نہیں چاہتے کہ اسے اللہ کا رسول تسلیم کریں اس لیے یہ اس کی طرف نہیں آئیں گے جو اللہ نے اتارا تھا بلکہ یہ کتاب اللہ کو پیچھے کر دیں گے اور اپنے ملاؤں کو خود کو سامنے لے آئیں گے۔

ایسے ہی مزید کچھ آیات آپکے سامنے رکھتے ہیں کہ اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس امت کے آخر میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ رسول اللہ کے بارے میں مزید کیا راہنمائی کر دی۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۔ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔ الاعراف ۵۹

جو بھی اس قرآن کے نزول سے قبل آئے جنہیں الاولین کہا جائے گا انہیں نہ صرف سلفاً کر دیا یعنی ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی اس قرآن کے نزول کے بعد آنے والوں کے لیے اس لیے اس آیت میں اصل میں نوح اور اس کی قوم کا ذکر نہیں کیا جا رہا بلکہ اس آیت میں نوح اور اسکی قوم کی مثل سے اس موجودہ قوم موجودہ امت کے آخرین میں بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول عیسیٰ اور اس قوم اس امت کی تاریخ اتاری تھی۔

اس آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ نوح کو جب اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا اور نوح نے آکر حق کھول کھول کر واضح کر دیا تو اس وقت کے دین کے ٹھیکیداروں نے جو کہ مذہبی راہنما کے طور پر جانے جاتے ہیں ملاں وغیرہ انہوں نے اللہ کے رسول نوح کو کہا اے نوح ہم تو تجھے ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں دیکھ رہے ہیں تجھے تو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں۔ یہ اس وقت کے ملاؤں نے نوح کو کہا چونکہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے اس لیے اصل میں اس آیت کی صورت میں آج کی تاریخ اتارتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ جب اس امت کے آخرین میں عیسیٰ رسول اللہ کو بعث کیا جائے گا تو اس وقت کے نبیّن یعنی انسانیت کی راہنمائی کے دعویدار ملاں اللہ کے رسول کو تسلیم کرنے اور اس کی نصرت کرنے کی بجائے اسے یہ کہیں گے کہ اے احمد عیسیٰ ہم تو تجھے دیکھتے ہیں تُو ہر لحاظ سے سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں ہے تجھے تو دین کی الف ب کا بھی علم نہیں۔

پھر ایسے ہی مزید بہت سی آیات ہیں جن میں اس امت کے آخرین میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ کی تاریخ اتاردی گئی الاولین کی مثلوں سے

وَالٰی عَادٍ اَخَاھُمۡ ھُوۡدًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰٮکَ فِیۡ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ. الاعراف ٦٥، ٦٦

جب قوم محمد کی طرف محمد اور محمد رسول اللہ وخاتم النبیّن کے فلٹر سے نکل کر آنے والے النبیّن جو کہ محمد ہی بن جائیں گے ان کے بھائی عیسیٰ کو بھیجا جائے گا تو محمد کی قوم اللہ کے رسول عیسیٰ کو کہے گی بغیر کسی شک وشبے کے ہم تو احمد عیسیٰ کو دیکھتے ہیں یہ بالکل پاگل شخص ہے اور اس کے بارے میں جو اکثریت کہہ رہی ہے ہم بھی اسے من الکاذبین ہی سمجھتے ہیں یعنی یہ سچا نہیں بلکہ جیسے اس سے پہلے جھوٹے کذاب آتے رہے یہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔

وَالٰی ثَمُوۡدَ اَخَاھُمۡ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ بَیِّنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمۡ اٰیَۃً فَذَرُوۡھَا تَاۡکُلۡ فِیۡۤ اَرۡضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوۡھَا بِسُوۡٓءٍ فَیَاۡخُذَکُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ. وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ وَّبَوَّاَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡ سُھُوۡلِھَا قُصُوۡرًا وَّ تَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُیُوۡتًا فَاذۡکُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰہِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ لِلَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡھُمۡ اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ. قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِیۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ. فَعَقَرُوا النَّاقَۃَ وَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّھِمۡ وَقَالُوۡا یٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ.
الاعراف ٧٣ تا ٧٧

ان آیات میں قوم ثمود اور صالح کی مثل سے اس امت کے آخرین میں بعث کیے جانے والے احمد عیسیٰ کی تاریخ اتارتے ہوئے کہا گیا کہ جب عیسیٰ آئے گا اور حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کرے گا ان پر کھول کھول کر واضح کرے گا کہ یہ جو تم ترقی کے نام پر پہاڑوں کی مائننگ کر رہے ہو یہ جو تم عمارتیں کھڑی کر رہے ہو اور پہاڑوں سے اور زمین سے جو قدرتی وسائل کے نام پر اللہ کی آیات کو نکال رہے ہو یہ سب کا سب فساد عظیم ہے اور یہ جو پہاڑوں سے ناقہ نکال رہے ہو یعنی یورینیم نکال رہے ہو اسی یورینیم سے بننے والے بموں سے ہونے والی عظیم تباہی کا شکار ہونے والے ہو تو خود کو امت محمد کہلوانے والے کہیں گے کہ ہم تجھے اللہ کا رسول نہیں مانتے اور نہ ہی ہم تیری کسی بات کو مانتے ہیں یہ جو تُو ہماری ان ایجادات اور دریافتوں کے خلاف باتیں کر رہا ہے یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے یہ سب تُو نے خود اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور کہیں گے کہ جس کا تُو شور مچا رہا ہے کہ القارعہ آئے گی القارعہ آئے گی جس سے تُو متنبہ کر رہا ہے اگر تُو سچا ہے تو لا القارعہ کو یعنی جس عظیم عذاب قوم ثمود پر آنے والی القارعہ کی مثل القارعہ یعنی عالمی ایٹمی جنگ سے اللہ کا رسول عیسیٰ کھول کھول کر متنبہ کرے گا تو خود کو امت محمد کہلوانے والے کہیں گے کہ تُو کذاب ہے ہم نہیں مانتے اور اگر تُو سچا ہے تو لا القارعہ کو کیوں نہیں لا رہا؟ یوں پھر جب القارعہ کو یعنی عالمی ایٹمی جنگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو تب سب کے سب مان جائیں گے کہ ہاں یہ احمد عیسیٰ اللہ کا وہی رسول ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے لیکن تب انہیں ماننا کچھ نفع نہیں دے گا۔

وَالٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ بَیِّنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَالۡمِیۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَھُمۡ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِھَا ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ. وَلَا تَقۡعُدُوۡا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَتَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبۡغُوۡنَھَا عِوَجًا وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ کُنۡتُمۡ قَلِیۡلًا فَکَثَّرَکُمۡ وَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُفۡسِدِیۡنَ. وَاِنۡ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنۡکُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِیۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِہٖ وَطَآئِفَۃٌ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ بَیۡنَنَا وَھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ لَنُخۡرِجَنَّکَ یٰشُعَیۡبُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَکَ مِنۡ قَرۡیَتِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِیۡ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوۡ کُنَّا کٰرِھِیۡنَ.
الاعراف ٨٥ تا ٨٨

ان آیات میں قوم مدین اور شعیب رسول اللہ کی مثلوں سے قوم محمد اور ان کے آخرین میں بھیجے جانے والے احمد عیسیٰ رسول اللہ کی تاریخ اتارتے ہوئے واضح کر

دیا کہ خود کو امت محمد کہلوانے والوں کے آخرین میں جب احمد عیسیٰ کو بعث کیا جائے گا تو اللہ کا رسول احمد عیسیٰ ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے ترقی کے نام پر مفسد اعمال کی حقیقت کھول کھول کر واضح کر دے گا کہ یہ جو تم آسمانوں و زمین میں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو پنگے لے رہے ہو یہ تم المیز ان میں خسارہ کر رہے ہو یہ تم زمین میں فساد کر رہے ہو اس کی اصلاح کے بعد یعنی تمہیں فساد کرنے کے لیے نہیں لایا گیا تھا بلکہ محمد نے اور محمد کے بعد زمین کی اصلاح کی جاتی رہی لیکن آج تم اصلاح کرنے کے بعد اصلاح کے نام پر زمین میں فساد کر رہے ہو زمین کی مخلوقات کو ان کے مقامات سے ہٹا رہے ہو تو نہ صرف عیسیٰ رسول اللہ کا کفر کیا جائے گا بلکہ استکبار کیا جائے گا جو اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی دعوت کو تسلیم کر رہے ہوں گے ان پر زمین تنگ کر دی جائے گی انہیں کہا جائے گا کہ اگر تم واپس ہماری ملت میں پلٹ آتے ہو تو ہم تمہیں چھوڑیں گے ورنہ اگر اس کی دعوت کو تسلیم کرو گے تو تم پر زمین تنگ کر دی جائے گی تمہیں تشدد کا نشانہ بنایا جائے گا ایسے ہی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ پر بھی زمین تنگ کر دی جائے گی یہاں تک کہ اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو اس القریہ سے نکال دیا جائے گا جہاں جن میں اسے بعث کیا جائے گا یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ پر اسی کی زمین تنگ کر دی جائے گی۔

ایسے ہی قرآن اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ سے بھرا پڑا ہے اب آپ خود غور کریں کہ جب اللہ کا رسول احمد عیسیٰ آئے تو کیا آپ اتنی آسانی سے اسے پہچان لیں گے؟ کیا آپ اکثریت کی طرف سے احمد عیسیٰ کیخلاف کیے جانے والے پراپیگنڈے کا شکار نہیں ہوں گے؟

آپ نے قرآن سے ہی جان لیا کہ جب اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو بعث کیا جائے گا تو ایسے نہیں ہے کہ مساجد میں اور ہر طرف اعلانات ہوں گے اور لوگ جوق در جوق ان کی طرف دوڑے چلے آئیں گے بلکہ اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی بالکل اسی طرح مخالفت کی جائے گی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کیساتھ بالکل اسی طرح دشمنی کی جائے گی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو بالکل ویسے ہی حالات و واقعات اور ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا جو اس سے پہلے ہر رسول کیساتھ کیا جاتا رہا جس کا اس سے پہلے ہر رسول کو سامنا کرنا پڑا اور اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو تسلیم کرنے والوں کو بھی ویسے ہی حالات واقعات کا سامنا کرنا پڑے گا ویسی ہی سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو اس سے پہلے ہر رسول کو تسلیم کرنے والوں کیساتھ کیا جاتا رہا انہیں جن سختیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اب یہ فیصلہ آپ پر ہے کہ آپ حق کو تسلیم کرتے ہیں یا پھر آپ بھی استکبار ہی کرتے ہیں؟

اور آج آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ کا رسول احمد عیسیٰ آپ میں موجود ہے جو کہ آیا البیّنات کیساتھ جس نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا جس نے الاموات کو الحیا کر دیا، اندھوں کو بینا کر دیا، جو ان کے رزق کے بارے میں اور جو کچھ سہولتوں و آسائشوں یا ضروریات کے نام پر اکٹھا کر رکھا ہے ان کے بارے میں نبا دے رہا ہے یعنی وہ علم دے رہا ہے جو علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا۔ جس نے آ کر الدجّال کا ادراک کر کے اس کا باب لد سے یعنی خالص اللہ کے علم سے قتل کر دیا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی۔

آج جب میری اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی بعثت سے قبل ضلالٍ مبین تھیں جس کی وجہ سے کسی کو بھی حق کا علم نہیں تھا دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے اس کا علم نہیں تھا یعنی ہر کوئی اللہ کے ہاں الاموات میں سے تھا ہر کوئی قبور میں تھا یعنی دنیا میں ہونا اور نہ ہونا ایک جیسا تھا تو میں نے بیّنات کیساتھ الاحیا کر دیا یعنی دنیا میں موجودگی جو بالکل بے مقصد تھی اسے بامقصد بنا دیا دنیا میں آنے کا مقصد کھول کھول کر واضح کر دیا اور ایسے ہی اندھوں کو بینا کر دیا یاجوج اور ماجوج کب کے کھل چکے آج پوری دنیا یاجوج اور ماجوج سے بھری پڑی ہے لیکن اس کے باوجود کسی کو نظر نہیں آ رہے تھے تو میں نے آ کر جب کھول کھول کر واضح کر دیا تو مومنین کو یاجوج اور ماجوج بالکل کھلم کھلا سامنے نظر آنا شروع ہو گئے، الدجّال موجود تھا لیکن کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا اور جب میں نے آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا تو مومنین کو نظر آ گیا، دابۃ الارض نہ صرف کب کا نکل چکا بلکہ پوری دنیا میں دھندناتا پھر رہا ہے پوری زمین اس سے بھر چکی اس کے باوجود دنیا میں کوئی ایک بھی شخص ایسا نہیں تھا کہ جسے دابۃ الارض نظر آ رہا تھا بلکہ ہر کوئی اس کے انتظار میں ہی تھا تو جب میں نے آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا تو مومنین اندھوں سے بینا ہو گئے انہیں دابۃ الارض ہر طرف نظر آنا شروع ہو گیا، ایسے ہی دخانٍ پوری دنیا کی فضا میں بھر چکیں اور عذاب الیم بن چکیں لیکن کسی کو بھی نظر نہیں آ رہی تھیں تو میں نے آ کر کھول کھول کر واضح کر دیا جس سے مومنین کو دخانٍ بھی نظر آ گئیں ایسے ہی میں سب کا سب کھول کھول کر واضح کر دیا جس سے مومنین کو وہ سب کا سب نظر آنا شروع ہو گیا جو پہلے موجود ہونے کے باوجود نظر نہیں آ رہا تھا یوں میں نے آ کر نہ صرف البیّنات کیساتھ الاموات کو الاحیا کر دیا بلکہ اندھوں کو بینا کر دیا۔

ایسے ہی آج میں نے رزق اور جن جن کو بھی اپنی ضروریات کا نام دے کر استعمال کیا جا رہا تھا ان کے بارے میں وہ علم دے دیا کہ جو علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا میں نے کھول کھول کر واضح کر دیا کہ جسے تم اپنا رزق بنائے ہوئے ہو یہ تمہارا رزق نہیں یہ سب کا سب تو خبیث ہے اور تمہارا رزق تو طیب ہونا چاہیے۔ یہ جنہیں تم اپنی ضروریات کا نام دے رہے ہو یہی تو فتنہ الدجال ہے جس فتنے کا تم لوگ شکار ہو چکے ہو۔

اور مجھے اسی طرح کے تمام ردعمل کا سامنا ہے جس کی تاریخ اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن میں اتار دی تھی۔ جہاں مجھے پاگل، بے قوف اور جاہل کہا جا رہا ہے تو وہیں مجھے طرح طرح کی گالیاں دی جا رہی ہیں، جہاں میرے خلاف طرح طرح کے محاذ کھولے ہوئے ہیں تو وہیں مجھے قتل تک کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں مجھ پر زمین تنگ کی جا رہی ہے تو وہیں میری دعوت کو تسلیم کرنے والوں پر زمین تنگ کی جا رہی ہے اور انہیں تشدد تک کا نشانہ بنایا جا رہا ہے یہاں تک کہ پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں بالخصوص آئی ایس آئی کی طرف سے مجھے نہ صرف دھمکیاں موصول ہو رہی ہیں بلکہ مجھے قتل وقید کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے اور میری دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو انہی خفیہ اداروں کی طرف سے اغوا کیا جا رہا ہے اور ان پر نہ صرف تشدد کیا جا رہا ہے بلکہ ان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ واپس ہماری ملت میں آ جاؤ اس دین کو ترک کر دو ورنہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ ایسے ہی ملّاں ہوں یا وہ اکثریت جو آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے چل رہی ہے ان کی طرف سے جن رد اعمال کا اظہار کیا جا رہا ہے مجھے کہا جا رہا ہے کہ یہ من الکاذبین ہے یعنی جیسے اس سے پہلے کذاب آتے رہے ویسے ہی یہ بھی انہی میں سے ایک ہے اور جو جو بھی میرے خلاف کیا جا رہا ہے اس کی تاریخ تو اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی تھی اور پھر کیا اس سے پہلے ایسا کرنے والے کذب کرنے والے اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو گئے؟ کیا وہ لوگ سچے ثابت ہو گئے؟ یا پھر ان کو نشان عبرت بنا دیا گیا؟ جب وہ اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب نہیں ہو پائے الٹا انہیں نشان عبرت بنا دیا گیا تو پھر کیا آج ایسا کرنے والے کامیاب ہو جائیں گے؟ اگر کسی کو کوئی شک ہو تو وہ آج کی تاریخ جاننے کے لیے قرآن کے ایسے تمام مقامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ یہ تمہاری افواج تمہاری خفیہ ایجنسیاں جن کے بارے میں تمہارا ظن ہے کہ انہیں کوئی ختم نہیں کر سکتا انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا آل فرعون اور جو ان سے پہلے تھے ان کا بھی یہی ظن تھا لیکن پھر کیا ہوا؟ آج تمہارا حال بھی بالکل وہی ہونے والا ہے۔ تمہاری دنیا کی نمبرون خفیہ ایجنسیاں ہو یا پھر تمہاری افواج ان کا وہی حال کیا جانے والا ہے جو اس سے پہلے کذب کرنے والوں کا کیا جا چکا اور یہ سب تم اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہو اگر دیر ہے تو صرف اور صرف اتنی کہ ہمارا رسول اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر لے جیسے ہی ہمارے رسول نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر لیا تو تمہیں نشان عبرت بنا دیا جائے گا۔

اے وہ جو میرے رسول کیساتھ دشمنی کر رہے ہو جنہوں نے مومنین کو قید کیا ہوا ہے جو میرے رسول احمد عیسیٰ کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو قید کیے ہوئے ہو ان پر تشدد کر رہے ہو تمہیں کھول کھول کر متنبہ کیا جا رہا ہے رجوع کر لو ورنہ تمہیں ہلاکت سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی یہ تم مجھ سے دشمنی کر رہے ہو میں تمہارا ربّ ہوں اور جان لو کیا تم مجھے عاجز کر سکو گے؟ کیا آج تم پہلے ہو جو استکبار کر رہے ہو؟ نہیں بلکہ تم سے پہلے بھی کئی بار استکبار کیا جا چکا تو پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ وہ بھی نہیں مانتے تھے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ اس کی اوقات کیا ہے یہ تو ایک بشر ہے لیکن کیا پھر وہ سچے ثابت ہوئے؟ میرے رسولوں کیساتھ دشمنی کرنے کا انجام کیا ہوا؟ کیا تم بچ جاؤ گے؟ نہیں بالکل نہیں اب بھی اگر تم استکبار ہی کرتے ہو تو جان لو مجرمین کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہو گی نہ ہی دنیا میں اور نہ ہی الآخرہ میں۔

کیا قرآن میں اسم ”احمد عیسیٰ“ کی بھی تصدیق موجود ہے؟

سب سے پہلے تو آپ پر یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ قرآن میں ایک نہیں بلکہ دو عیسیٰ کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ ایک عیسیٰ کا ذکر درج ذیل آیات میں ہے جو کہ عیسیٰ ابن مریم تھا یعنی جو عیسیٰ مریم کا بیٹا تھا۔

وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ. الصف ۶

سورۃ الصّف کی اس آیت میں عیسیٰ ابن مریم کا ذکر ہے جسے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا۔عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ میرے بعد رسول آئیں گے اور آیت میں لفظ ''رسولٍ'' ہے یعنی لفظ رسول کی ل کے نیچے دو زیریں ہیں جس سے لفظ رسول جمع کا صیغہ بن جاتا ہے۔ایک زیر آئے تو زیر جر کو کہتے ہیں یعنی شئے کا حال سے کٹ کر آگے مستقبل کی طرف بہنا اور دو زیریں آجائیں تو اسکا معنی بنتا ہے کہ جتنا آگے سے آگے جایا جاسکتا ہے یوں لفظ رسولٍ کے معنی ہیں جتنے بھی رسول ہو سکتے ہیں نہ کہ آیت میں ایک رسول کا ذکر ہے کیونکہ اگر عیسیٰ ابن مریم نے یہ کہا ہوتا کہ ایک رسول آئے گا تو پھر رسولٍ نہ ہوتا بلکہ ''رسولاً'' ہوتا۔اور پھر ظاہر ہے جب یہ کہا کہ میرے بعد رسول آئیں گے تو پھر الساعت تو بہت بعد کی بات ہے الساعت سے پہلے الساعت کی اشراط آئیں گی جو کہ سب سے آخری رسول سے پہلے آئیں گے اور جب الساعت کی اشراط آچکیں گی تب ہی آخری رسول بعث کیا جائے گا۔

اللہ نے چونکہ قدر میں کر دیا کہ اللہ ایک ایک کر کے رسول بعث کرتا ہے اور اللہ رسول صرف اور صرف تب ہی بعث کرتا ہے جب امّیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے ہو یعنی ہر لحاظ سے ہر طرف کھلم کھلا گمراہیاں ہی گمراہیاں ہوں نور کی حق کی ایک کرن بھی نہ ہو اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے آگے عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ رسولوں میں سے میرے بعد جب جب رسول آئے گا تو اس کا اسم احمد ہوگا اور آیت میں یہ بھی واضح کر دیا کہ میں البیّنات کیساتھ آیا ہوں تو میرے بعد جو رسول آئیں گے وہ بھی البیّنات کیساتھ آئیں گے کیوں کہ اللہ نے رسولوں کو بالبیّنات بھیجنا قدر میں کیا۔

بہرحال اس آیت میں آپ پر یہ بات واضح ہو چکی کہ اس آیت میں عیسیٰ ابن مریم کا ذکر ہے جو اپنے بعد رسولوں کے آنے کی آگاہی دے رہا ہے اور پھر اس کے بالکل برعکس درج ذیل آیات میں دیکھیں کیا کہا گیا۔

فَجَعَلۡنٰہُمۡ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلۡاٰخِرِیۡنَ. الزخرف ۵۶

سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۵۶ میں کہا گیا کہ الاولین کو یعنی جو اس قرآن کے نزول سے قبل آئے انہیں ایک ایک کو پس گزرا ہوا کر دیا اور پھر نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے۔ جس سے یہ بات بالکل کھل کر واضح ہوگئی کہ عیسیٰ ابن مریم کو چونکہ اس قرآن کے نزول سے قبل بعث کیا گیا تو پھر نہ صرف عیسیٰ ابن مریم کو سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا گیا بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے یوں الآخرین کے آخرین میں بھی عیسیٰ کا بعث کیا جانا ناگزیر ہے لیکن وہ عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ ابن مریم کو تو سلف کیا جا چکا نہ صرف سلف بلکہ مثل کر دیا گیا اس لیے وہ ابن مریم کی مثل عیسیٰ ہوگا۔

اور یہی بات سورۃ الزخرف میں اگلی درج ذیل آیات میں کہی گئی۔

وَلَمَّا جَآءَ عِیۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ لِاُبَیِّنَ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِیۡہِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ. اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ رَبِّیۡ وَ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ. فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِہِمۡ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ.

ہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَۃَ اَنۡ تَاۡتِیَہُمۡ بَغۡتَۃً وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ. الزخرف ۶۳ تا ۶۶

ان آیات کے شروع میں کہا گیا کہ عیسیٰ آگیا البیّنات کیساتھ اور یہاں یہ بات بالکل واضح ہو جانی چاہیے کہ آیت میں عیسیٰ ابن مریم کا ذکر نہیں بلکہ صرف عیسیٰ کا لفظ استعمال کیا گیا کہ عیسیٰ آگیا البیّنات کیساتھ۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ عیسیٰ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جسے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا تو آگے اس سوال کا بھی جواب موجود ہے آگے یہ عیسیٰ کہہ رہا ہے کہ کس کا انتظار کر رہے ہو؟ یعنی جن میں اسے بعث کیا گیا وہ الساعت کی علامات و اشراط کا انتظار کر رہے ہیں عیسیٰ چونکہ البیّنات کیساتھ آیا تو عیسیٰ نے آکر وہ سب کا سب کھول کھول کر واضح کر دیا کہ وہ سب کا سب آچکا جس جس کا بھی تم انتظار کر رہے ہو اور آگے کہا کہ اب صرف اور صرف الساعت رہ گئی ہے میرے بعد صرف اور صرف الساعت آئے گی۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ ایک ہی عیسیٰ ہو سکتا ہے جو ایک مقام پر یہ کہے کہ میرے بعد رسول آئیں گے اور دوسرے مقام پر یہ کہہ رہا ہو کہ سب کا سب آچکا اب صرف اور صرف الساعت رہ گئی اس لیے میرے بعد صرف اور صرف الساعت آئے گی؟ یہ کسی بھی صورت ایک عیسیٰ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ایک ہی عیسیٰ ہے

بلکہ آیات تو ہر لحاظ سے خود کھول کھول کر واضح کر رہی ہیں کہ یہ ایک نہیں بلکہ دو عیسیٰ ہیں ایک عیسیٰ ابن مریم اور دوسرا عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ ابن مریم کو چونکہ سلف کر دیا گیا اور نہ صرف سلف بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے اس لیے دوسرا عیسیٰ ابن مریم کی مثل ہے یوں قرآن خود میری بات کی تصدیق کر رہا ہے کہ قرآن میں ایک نہیں بلکہ دو عیسیٰ کا ذکر کیا گیا۔

آگے بڑھنے سے پہلے یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن میں بالکل واضح طور پر دو عیسیٰ کا ذکر ہے تو پھر آج تک کسی ایک کو بھی نظر کیوں نہ آیا؟ تو اس کا جواب قرآن خود واضح کر رہا ہے کہ قرآن میں یہ بات بھی موجود ہے کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ الاولین کو سلف کر دیا گیا اور نہ صرف سلف کر دیا گیا بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے اس لیے قرآن میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ اتاری گئی تھی اور پھر دوٹوک بھی یہ واضح کر دیا گیا کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اور پھر اس سوال کا بھی جواب واضح کر دیا گیا کہ قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جس کی وہ تاریخ ہے یوں جب وہ واقعہ ہوگا تو نہ صرف قرآن کی وہ آیت کھل کر واضح ہو جائے گی بلکہ یوں قرآن خود یاد دلا دے گا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن میں اس آیت یا ان آیات کی صورت میں اس کے نزول کے وقت ہی تاریخ اتار دی گئی تھی۔ اب ایسا کیسے ممکن ہے کہ جو آیات اس امت کے آخرین میں بعث کیے جانے والے عیسیٰ کی تاریخ پر مبنی ہوں وہ اس عیسیٰ کی بعثت سے قبل ہی بیّن ہو جائیں؟ ایسا ممکن ہی نہیں تھا اگر ایسا ہو جاتا تو اس کا مطلب کہ قرآن میں اختلافات موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہو جاتا کہ قرآن اللہ کے ہاں سے نہیں بلکہ غیر اللہ کے ہاں سے ہے اس لیے ان آیات نے تو بیّن ہی تب ہونا تھا جب دوسرے عیسیٰ کو بعث کر دیا جانا تھا اور جیسے ہی دوسرے عیسیٰ کو بعث کیا جانا تھا تو قرآن کی ان آیات نے یاد دلا دینا تھا کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول عیسیٰ جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی یعنی جب اس قرآن میں نہ صرف اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے بلکہ کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ ہو نہیں جاتا جیسے ہی وہ واقعہ ہو رہا ہو تو قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی جس سے یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ ہر واقعے کے بارے میں وہ علم جو اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اس کا اپنا اپنا وقت مقرر ہے جیسے جیسے جس جس واقعے کا وقت آتا جائے تو اس کے بارے میں قرآن میں جو آیات ہیں انہیں کھول کھول کر واضح کر دیا جاتا رہے گا لیکن اگر کسی کا وقت نہیں آتا تو کوئی ایک بھی آیت واقعے سے پہلے بیّن نہیں ہو سکتی یعنی اس کا علم اللہ ظاہر نہیں کرتا اور اسی کا درج ذیل آیت میں بھی ذکر کر دیا گیا۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ. الانعام ٦٧

تمام کی تمام نبا کے لیے ان کا وقت مقرر ہے یعنی تمام کے تمام وہ واقعات جن کا علم صرف اور صرف اللہ کے ہاں ہے جو کہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونے والے تمام کے تمام واقعات ہیں ان تمام کے تمام واقعات کا علم ظاہر کیے جانے کا اپنا اپنا وقت ہے جب تک کسی واقعے کے بارے میں اس کا علم ظاہر کرنے کا وقت نہیں آجاتا تب تک اس کا علم ظاہر نہیں کیا جائے گا اور جیسے جیسے ان میں سے جو جو حدثہ ہو رہا ہے تو اسکا علم تمہیں دیا جا رہا ہے۔

یعنی وہی بات کہ جب قرآن میں جتنی بھی آیات ہیں وہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونے والے چھوٹے سے چھوٹے واقعے سے لیکر بڑے سے بڑے واقعے کی تاریخ پر مبنی ہیں تو کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جیسے ہی وہ واقعہ ہو رہا ہوگا تو قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیت بیّن کی جا رہی ہوگی جس سے یاد آجائے گا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت اس آیت یا ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب آپ خود غور کریں اور فیصلہ کریں کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر قرآن میں دو عیسیٰ کا ذکر ہے یہ بالکل واضح ہونے کے باوجود دوسرے عیسیٰ کی بعثت سے پہلے کھل کر واضح ہو سکتا تھا؟ ممکن ہی نہیں اسے تو صرف اور صرف تب ہی واضح ہونا تھا جب دوسرے عیسیٰ نے آنا تھا اور اگر آج یہ واضح ہو گیا تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ آج وہ عیسیٰ آ گیا جس کی ان آیات کی صورت میں آج سے چودہ صدیاں قبل ہی تاریخ اتار دی گئی تھی یوں قرآن اس عیسیٰ کی یعنی میری تصدیق کر رہا ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی۔

اب یہاں تک آپ پر بالکل کھل کر واضح ہو گیا کہ قرآن میں ایک نہیں بلکہ دو عیسیٰ کا ذکر ہے۔

اب دیکھیں کہ عیسیٰ ابن مریم نے کیا کہا تھا؟ عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ رسول آئیں گے البیّنات کیساتھ اور ظاہر ہے ان میں سے ایک ایک کر کے آئے گا اور تب تب بعث کیا جائے گا جب جب ضلالٍ مبینٍ ہوں گی اور پھر آگے واضح کیا کہ اس کا اسم احمد ہے۔ ان احمد رسولوں میں سے ایک احمد رسول محمد تھا اور پیچھے پھر ایک احمد رسول رہ گیا اور اسی کے بارے میں محمد نے بھی آگاہ کر دیا تھا جس کا یہ لوگ مہدی کے نام پر انتظار کر رہے ہیں جس کے بارے میں محمد نے خود کہا تھا کہ لامھدی الاعیسیٰ یعنی نہیں ہے مہدی اگر ہے تو عیسیٰ ہے۔

یوں نہ صرف عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اس کا اسم احمد ہوگا بلکہ ہر رسول نے یہی کہا تھا کہ میرے بعد رسول آئیں گے اور ہر رسول کا اسم احمد ہوگا محمد کے بعد صرف اور صرف ایک ہی رسول رہ گیا کیونکہ اس کے بعد الساعت آجائے گی تو اسی لیے محمد نے کہا تھا کہ میرے بعد ایک ہی رسول آئے گا اور اس کا اسم احمد ہوگا یوں آپ نے جان لیا کہ محمد اور عیسیٰ ابن مریم سمیت ہر رسول نے کہا کہ اس کا اسم احمد ہوگا۔

اور قرآن خود کہہ رہا ہے کہ وہ احمد عیسیٰ ہے جسے قوم محمد کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا یوں یہ اسم بن گیا ''احمد عیسیٰ''

قرآن نے خود کھول کر واضح کر دیا کہ احمد عیسیٰ کو بعث کیا جانا تھا ایک مقام پر احمد کہا تو دوسرے مقام پر عیسیٰ کہا یوں احمد عیسیٰ بن گیا اور قرآن خود اسم احمد عیسیٰ کی تصدیق کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ میرے والدین نے بھی جو میرا لقب رکھا وہ بھی لقب نہیں بلکہ اسم تھا جس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ محمد اور محمد رسول اللہ خاتم النّبیّن کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آنے والے محمد جو کہ محمدٍ بن جائیں گے ان کی طرف ان کا بھائی احمد۔ یعنی میرے والدین کی طرف سے رکھا گیا میرا لقب جو کہ آیت ہے جسے اگر آیت ہی کی صورت میں بیّن کیا جائے تو اس کا معنی بنے گا "الیٰ محمدٍ اخاھم احمد، الیٰ محمدَ اخاھم احمد"۔

جس کے معنی بنتے ہیں محمد کے بعد وقفے وقفے سے مرحلہ بہ مرحلہ محمد کے فلٹر سے نکل کر آنے والے محمدٍ یعنی بہت سارے محمد کے بعد آنے والا احمد۔

یوں اس پہلو سے بھی ہر کسی پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ یہ احمد عیسیٰ ہمارا رسول ہے جس کا دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی اور کوئی ایک بھی چاہ کر بھی کفر نہیں کر سکتا اور بالآخر ہر کسی کو تسلیم کرنا پڑے گا لیکن تب ماننا کوئی نفع نہیں دے گا کیوں کہ تب ماننا مجبوری بن جائے گا۔

والی محمدَ اخاھم احمد عیسیٰ

وَالٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ. قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ. قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ مِنْہُ رَحْمَۃً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ عَصَیْتُہٗ. فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ. وَیٰقَوْمِ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ. فَعَقَرُوْھَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ذٰلِکَ وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ. فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَالْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ. وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ. کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاْ کَفَرُوْا رَبَّھُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ. ھود ۶۱ تا ۶۸

اگر آپ سے سوال کیا جائے کہ ان آیات میں کن کا ذکر کیا جا رہا ہے تو آج تک یہ کہا جاتا رہا ہے کہ ان آیات میں سامنے واضح نظر آ رہا ہے کہ صالح اور قوم ثمود کا

ذکر ہے۔ اب اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ان آیات میں جو سامنے نظر آ رہا ہے انہی کا ذکر کیا جا رہا ہے یعنی صالح اور قوم ثمود کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلی بات نہ ہی یہ آیات ہیں کیونکہ آیات آیت کی جمع ہے اور آیت کا معنی ہے پوری بات، ذات، وجود یا شئے کو چھپے ہوئے ہونا اور اس کا تھوڑا سا حصہ سامنے ہونا جو کہ آیت کہلاتا ہے اور اصل اور مکمل حقیقت اس وقت تک سامنے نہیں آسکتی جب تک کہ اس کی گہرائی میں جا کر اسے مکمل طور پر جان نہ لیا جائے۔

اور دوسری بات یہ کہ اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً نہیں ہے حالانکہ اللہ نے تو اس قرآن میں کہا کہ اللہ نے جو اتارا تھا وہ متشابھا ہے جس کا مطلب ہے کہ سامنے تو ہر ایک کے ہے لیکن اس کا علم مکمل طور پر چھپا دیا گیا اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی اسے بیّن نہیں کر سکتا یعنی کھول کر واضح نہیں کرسکتا اور اللہ چونکہ العزیز الحکیم ہے یعنی اپنا ہر کام اپنے صحیح وقت پر کرتا ہے نہ ہی لمحہ بھر پہلے اور نہ ہی اس میں لمحہ بھر تاخیر کرتا ہے اس لیے اللہ نے جو اتارا تھا اس کی کوئی ایک بھی آیت اپنے وقت مقرر سے پہلے بیّن نہیں ہوسکتی اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے وہی اصل اور مکمل حقیقت ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً نہیں بلکہ کھلم کھلا حقیقت ہے یوں قرآن کے متشابہاً ہونے کا کفر ہو گا۔

پھر تیسری بات یہ کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے یہی حقیقت ہے یعنی صالح اور قوم ثمود کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں یعنی وہ جو اس قرآن سے پہلے گزر چکے ان کی لائنیں ہیں اور چوتھی بات کہ اللہ العزیز الحکیم نہیں ہے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ایسا ہے جس کا کفر ہوگا اگر یہ بات مان لی جائے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے یہی اصل حقیقت ہے۔

آپ نے جان لیا کہ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ان آیات میں صالح رسول اللہ اور قوم ثمود کا ذکر ہے جن کی طرف ان کے آخرین میں صالح کو بھیجا گیا تو پھر نہ صرف قرآن میں آیات ہیں اس بات کا کفر ہوگا بلکہ اللہ نے جو اتارا تھا یعنی قرآن اس کے متشابہاً ہونے کا کفر ہوگا پھر ایسا کہنے والے کا عملاً یہ دعویٰ ہوگا کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں اور پھر اللہ کے العزیز الحکیم ہونے کا بھی کفر ہوگا یوں اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے یہی اصل حقیقت ہے تو پھر ایسے شخص کے لیے صرف اور صرف گمراہی ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت گمراہی سے نہیں بچا سکتی۔

اب آئیں حقیقت کی طرف۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو آپ کو سامنے نظر آ رہا ہے یہ آیات ہیں آیات جمع کا صیغہ ہے اور اس کا واحد آیت ہے جس کا معنی ہے کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے وہ اصل اور مکمل حقیقت نہیں بلکہ اصل اور مکمل حقیقت کا ایک انتہائی چھوٹا سا پہلو ہے چھوٹا سا حصہ ہے اور اصل اور مکمل حقیقت اس وقت تک سامنے نہیں آسکتی جب تک کہ جو سامنے نظر آ رہا ہے اس میں غور وفکر نہیں کیا جاتا یعنی اس کی گہرائی میں جا کر اسوقت تک آگے نہیں جایا جاتا جب تک کہ حد نہیں آ جاتی اور یوں اسے مکمل طور پر جان نہیں لیا جاتا۔ مثلاً آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے سفر کر رہا ہے لیکن اصل حقیقت یہ نہیں ہے کیونکہ یہ آیت ہے اور اصل اور مکمل حقیقت اس وقت تک سامنے نہیں آئے گی جب تک کہ آیت میں اس وقت تک غور نہیں کیا جاتا جب تک کہ حد نہیں آ جاتی اور اسے مکمل طور پر سمجھ نہیں لیا جاتا۔

پھر دوسری بات کہ اللہ نے اسی قرآن میں یہ بات بالکل کھول کر واضح کر دی کہ اللہ نے جو اتارا تھا وہ متشابہاً ہے یعنی سامنے تو ہر کسی کے ہے لیکن اس کا علم اللہ نے مکمل طور پر چھپا دیا اس لیے اللہ کے علاوہ کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہے اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی قرآن کو بیّن نہیں کرسکتا یعنی اللہ کے علاوہ کوئی بھی قرآن کی کسی ایک بھی آیت کو کھول کر واضح نہیں کرسکتا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اور اسی کا ذکر اللہ نے اسی قرآن میں سورۃ القیامہ میں بھی کر دیا اللہ نے واضح کر دیا کہ اس قرآن کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی بیّن نہیں کرسکتا اس کا بیان کرنا یعنی اسے کھول کر واضح کرنا صرف اور صرف اللہ پر ہے۔ اب اگر کوئی قرآن کو سمجھنے کے لیے اللہ کے علاوہ کسی کی طرف لپکتا ہے تو اللہ کے علاوہ کون ہے جو اسے قرآن سمجھا سکے؟ اس لیے اگر کوئی بھی قرآن کو سمجھنے کے لیے اللہ کے علاوہ کسی کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے لیے صرف اور صرف ہے ہی گمراہی اور اگر وہ اللہ کی طرف نہیں پلٹتا تو وہ گمراہیوں میں اتنا آگے بڑھ جائے گا کہ اس کے لیے ہدایت کا رستہ ہی بند ہو جائے گا۔

پھر تیسری بات کہ اللہ العزیز الحکیم ہے یعنی اللہ جو بھی کرتا ہے وہ پورے حساب کتاب کیساتھ کرتا ہے اس کے صحیح وقت پر کرتا ہے نہ ہی لمحہ بھر بھی وقت سے پہلے کرتا ہے اور نہ ہی لمحہ بھر تاخیر کرتا ہے اس لیے جب تک کہ وقت نہیں آتا اللہ صبر کرتا ہے یعنی کوئی بھی کام کرنا ہے تو کب کرنا ہے کیوں کرنا ہے کیسے کرنا ہے کتنا کرنا ہے کس لیے کرنا ہے اللہ ان تمام کا صحیح فیصلہ کرتا ہے بالکل صحیح فیصلے کے مطابق کرتا ہے۔

پھر چوتھی بات کہ اللہ نے اسی قرآن میں واضح کر دیا کہ اللہ نے اس قرآن میں اساطیر الاولین نہیں اتاریں یعنی وہ جو اس قرآن کے نزول سے قبل اس دنیا میں آباد تھے ان کی لائنیں نہیں اتاریں بلکہ الاولین کو سلفاً کر دیا یعنی جو بھی اس قرآن کے نزول سے قبل آئے انہیں ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا اور پھر نہ صرف انہیں گزرا ہوا کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے یوں اللہ نے اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا ہے خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹا واقعہ ہو یا پھر بڑے سے بڑا ایک ایک واقعے کی تاریخ اتاری ہے الاولین کی مثلوں سے اور پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآن کی کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جس کی وہ تاریخ ہے یوں جیسے ہی کوئی واقعہ ہو رہا ہو تو قرآن اس واقعے کی تاریخ پر مبنی آیات کی صورت میں یاد دلا رہا ہو گا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی تھی۔

اب آپ پر یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ سورۃ ھود کی ان آیات میں صالح رسول اللہ اور قوم ثمود کا ذکر نہیں ہے کیونکہ وہ تو الاولین میں سے ہیں اور انہیں نہ صرف سلف کر دیا گیا یعنی گزرے ہوئے کر دیا گیا بلکہ مثل کر دیا گیا الآخرین کے لیے یوں قرآن میں ان آیات کی صورت میں صالح کی مثل اللہ کے ایک رسول جسے موجودہ قوم کے آخرین میں بعث کیا جانا تھا اور قوم ثمود کی مثل اس موجودہ قوم کی تاریخ اتاری گئی تھی اور ان آیات نے اس وقت تک بیّن ہونا ہی نہیں تھا جب تک کہ اللہ اپنا وہ رسول بعث نہیں کر دیتا یوں جب اللہ نے اپنا وہ رسول بعث کرنا تھا تو ان آیات نے یاد دلا دینا تھا کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی قرآن میں ان آیات کی صورت میں صالح اور قوم ثمود کی مثل سے تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب آتے ہیں ان آیات کی طرف جنہیں سمجھنا اب آپ کے لیے بالکل آسان ہو چکا اور آپ انتہائی آسانی کیساتھ حق کو سمجھ لیں گے۔

آیت:۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا

بیّن:۔ والی محمدَ اخاھم احمد عیسیٰ

قوم ثمود کے شروع میں جب وہ ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے تھے تو اللہ نے اپنا ایک رسول بعث کیا جو کہ خاتم النبیّن تھا کیونکہ وہ رسول جسے تب بعث کیا جاتا ہے جب امیّن ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے ہو تو وہ نہ صرف رسول اللہ بلکہ خاتم النبیّن بھی ہوتا ہے جب تک دوبارہ ضلالٍ مبینٍ نہ آجائیں اور پھر جب دوبارہ ضلالٍ مبینٍ آجائیں تو پھر اللہ اپنا ایک رسول و خاتم النبیّن بعث کرتا ہے یہ اللہ نے قدر میں کر دیا اور یہی وہ وجہ ہے جس وجہ سے اس سے قبل ہر رسول نے یہی کہا کہ میرے بعد رسول آئیں گے ان میں سے جب جب رسول آئے گا تو اس کا اسم احمد ہو گا۔ یوں وہ قوم جب ضلالٍ مبینٍ میں تھی تو اللہ نے ان میں انہی سے اپنا ایک رسول بعث کیا یعنی فطرت نے اپنا ایک نمائندہ کھڑا کیا جو نہ صرف رسول اللہ تھا بلکہ خاتم النبیّن بھی تھا یوں جب تک دوبارہ ضلالٍ مبینٍ نہیں آگئیں تب تک جتنے بھی نبیّن آتے رہے ان کے لیے ثمود خاتم یعنی فلٹر تھا جو نبی ثمود کے فلٹر سے نکل کر آتے رہے تو وہ نبی رسول بنتے گئے اور فلٹر چونکہ ثمود رسول تھا اس لیے فلٹر سے نکلنے کے بعد وہ ثمود ہی بن گئے اور جو نبیّن یعنی انسانیت کی راہنمائی کے دعویدار ثمود کے خاتم یعنی فلٹر سے نہیں نکلتے رہے انہوں نے یہ جرم کیا یوں وہ مجرمین شیاطین تھے انہیں کوئی حق نہیں تھا انسانیت کی راہنمائی کا اس لیے وہ مجرم ٹھہرے۔

یوں جب تک کہ دوبارہ ضلالٍ مبینٍ نہیں آگئی تب تک ثمود رسول اللہ کے ختم یعنی فلٹر سے نکلر کر آنے والے النبیّن ثمود ہی بنتے رہے جو کہ بہت سے ثمود ہو گئے اور پھر جب وہ ثمودِ سے ثمودَ بن گئے یعنی جب دوبارہ ضلالٍ مبینٍ آگئیں اور وہ سب کے سب ثمود ماضی کا قصہ بن گئے تو ان کی قوم کی طرف ان کے بھائی ایک رسول صالح کو بھیجا گیا یعنی تب جو لوگ موجود تھے جو کہ ضلالٍ مبینٍ میں تھے کسی کو بھی حق کا علم نہیں تھا سو فیصد کھلم کھلا گمراہیوں میں تھے حالانکہ ہر کوئی حق کا ہی دعویدار تھا تب اللہ نے ان میں انہی سے اپنا ایک رسول صالح بعث کیا جس نے ان پر حق کھول کھول کر واضح کیا یعنی صالح کو بعث کیا گیا البیّنات کیساتھ جو کہ قدر میں کر دیا گیا۔

اب یہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں ہیں بلکہ مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے یعنی جو قرآن سے پہلے آئے ان کی مثلوں سے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے۔ جیسے اس قوم کے شروع میں جب وہ ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے تھے تو ثمود رسول اللہ و خاتم النبیّن کو بعث کیا گیا بالکل ایسے ہی موجود قوم کے شروع میں ثمود کی مثل محمد رسول اللہ و خاتم النبیّن کو بعث کیا گیا۔ پھر جیسے ثمود رسول اللہ و خاتم النبیّن کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آنے والے النبیّن ثمود

بنتے رہے اور تب تک آتے رہے جب تک کہ پھر ضلالٍ مبینٍ نہیں آگئیں بالکل اسی طرح محمد کے بعد محمد کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر النبیّن آتے رہے یوں جو جو بھی محمد کو اپنے لیے خاتم یعنی فلٹر تسلیم کر کے اس فلٹر سے گزرتا رہا وہ بھی محمد بنتا رہا یوں جب تک کہ دوبارہ ضلالٍ مبینٍ نہیں آگئیں تب تک محمد کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آنے والے محمد آتے رہے جو کہ محمدٍ کہلائیں گے پھر محمدٍ جب تک کہ محمدٌ نہیں بن گئے یعنی وہ سارے کے سارے محمد ماضی کا قصہ نہیں بن گئے تب تک ان کی قوم میں ان کے بھائی احمد عیسیٰ کو بعث نہیں کیا جانا تھا یوں جب وہ محمدٍ محمدٌ بن گئے تو یعنی ان کے آنے کا سلسلہ بند ہو گیا اور ہر طرف ضلالٍ مبینٍ تھیں تو اللہ نے جو کہ ربّ ہے یعنی فطرت نے ان میں انہی سے اپنا ایک رسول احمد عیسیٰ بعث کر دیا جس نے آ کر بالکل ویسی ہی دعوت دی جس کی تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل ہی سورۃ ھود کی ان آیات کی صورت میں اتار دی گئی قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ احمد عیسیٰ نے آ کر کہا اے میری قوم یعنی اے وہ لوگو جن کی طرف میں بھیجا گیا ہوں کس کی عبادہ کر رہے ہو؟ یعنی یہ جو تمہیں سننے کی دیکھنے کی اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیت دی اس کا کس کے لیے یا کس کے پیچھے استعمال کر رہے ہو؟ تمہیں جو عمل کرنے کی صلاحیت دی کس کے لیے یا کس کے پیچھے اس صلاحیت کا استعمال کر رہے ہو؟ تمہیں جو وجود میں لایا گیا، تمہیں جو وقت دیا گیا، تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا ان کا کس کے لیے یا کس کے پیچھے استعمال کر رہے ہو؟ اللہ تھا جس نے تمہیں یہ سب کچھ دیا جس نے تمہیں وجود دیا تو اللہ کی غلامی کیوں نہیں کر رہے؟ کیا اس نے تمہیں اس لیے وجود دیا تھا؟ اس نے تمہیں یہ صلاحیتیں اس لیے دی تھیں؟ یہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو یہ تم اللہ کیساتھ ہی دشمنی کر رہے ہو تو کیا اللہ نے تمہیں وجود اس لیے دیا تھا کہ تم اللہ کیساتھ دشمنی کرو؟ تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا تو کیا اللہ نے تمہیں یہ سب کا سب اس لیے دیا تھا کہ تم اللہ ہی کیساتھ دشمنی کرو؟ نہیں بلکہ جان لو اللہ جو کہ یہی وجود ہے جو تمہیں ہر طرف نظر آ رہا ہے اس کے علاوہ کوئی الہٰ نہیں تمہیں جو کچھ بھی دیا اسی وجود یعنی فطرت نے دیا اب اگر تم فطرت کیساتھ ہی دشمنی کرتے ہو تو تمہارا انجام انتہائی بھیانک ہے هُوَ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ یہ جو بھی اپنا وجود رکھتا ہے اور اور کرتے جاؤ جب تک کہ حد نہیں آ جاتی جب حد آ جائے یعنی اور ختم ہو کر ماضی میں چلا جائے تو نہ صرف ایک ہی وجود سامنے آئے گا بلکہ یہی وجود ہے جس نے تمہیں ارض سے وجود میں لانا قانون میں کر دیا یعنی اے عقل کے اندھو یہ جو تم زمین کو پھاڑ کر اس میں سے اس کے غیب سے نکال رہے ہو اللہ کے غیب سے کفر کرتے ہوئے انہیں قدرتی وسائل کا نام دیکر نکال کر زمین میں فسادِ عظیم کر رہے ہو ذرا غور کرو یہ سب کا سب کیا ہے؟ کیا یہ سب کا سب اس لیے زمین میں رکھا تھا کہ تم نکال کر زمین کو جہنم بناؤ؟ یا پھر یہ سب کے سب تو وہ عناصر ہیں جن سے تمہیں وجود میں لایا جاتا ہے؟ ذرا غور کرو یہ جو تمہارے جسم پر ناخن کے نام پر پلاسٹک ہے، تمہارے جسم پر بالوں کی صورت میں نائیلون ہے، تمہارا گوشت، تمہاری ہڈیاں جو کہ تیل اور فائبر سے بنی ہیں، تمہارے دانت وغیرہ یہ سب مواد کہاں سے آیا؟ یہ جو تم خام تیل کے نام پر زمین کا خون نکال رہے ہو اسی سے تو تمہیں بنایا جا رہا ہے یہ جو تم قدرتی وسائل کے نام پر اللہ کے غیب سے نکال رہے ہو اسی سے تو تمہیں بنایا جا رہا ہے اب بتاؤ کیا یہ سب زمین میں اس لیے رکھا تھا جن مقاصد کے حصول کے لیے تم ان کو نکال کر ان کا استعمال کر رہے ہو؟

یعنی ایسے ہی حق کھول کھول کر واضح کرتے کرتے جیسے اس وقت قوم ثمود کو صالح نے القارعہ سے متنبہ کیا یعنی ایٹمی جنگ سے متنبہ کیا اور انہیں تین ایامٍ کے بعد القارعہ کے آنے کا کہا تو بالکل ایسے ہی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ نے بھی نہ صرف القارعہ یعنی عالمی ایٹمی جنگ سے متنبہ کرنا تھا بلکہ یہ کہنا تھا کہ القارعہ جو کہ عذاب عظیم ہے تین ایامٍ انتظار کرو جیسے ہی تین ایامٍ ہوں گے تو یہ ایسا وعدہ ہے کہ جس میں رائی برابر بھی جھوٹ ہونے کا شک نہیں یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا القارعہ یعنی عالمی ایٹمی جنگ ہو کر رہے گی۔

اب آپ خود غور کریں کہ قرآن کے نزول کے بعد خود کو مسلمان کہلانے والوں کے آخرین میں اللہ نے اپنا ایک رسول بعث کرنا تھا جس نے آ کر نہ صرف حق کھول کھول کر واضح کرنا تھا یہ کہنا تھا کہ کس کا انتظار کر رہے ہو تو اس نے الساعت کی تمام کی تمام علامات و اشراط کو کھول کھول کر واضح کر دینا تھا کہ وہ سب کی سب آ چکیں بلکہ اس نے القارعہ جو کہ عالمی ایٹمی جنگ ہے اس سے متنبہ کرنا تھا اور پھر اس نے کہنا تھا کہ تین ایامٍ انتظار کرو یعنی اللہ کے رسول نے القارعہ سے تین ایامٍ پہلے آ کر اس سے متنبہ کرنا تھا۔

اب کیا چودہ صدیوں میں ایسا ہوا؟ نہیں ہوا۔ کیا آج ایسا ہو رہا ہے؟ یعنی کیا آج ایک ایسا بشر موجود ہے جس کا بالکل وہی کردار ہے جو قرآن میں گزشتہ رسولوں کی مثلوں سے اس کی تاریخ اتار دی گئی تھی؟ کیا ایسا رسول موجود ہے جس نے نہ صرف الساعت کی تمام اشراط کو کھول کھول کر واضح کر دیا کہ وہ

سب کی سب آ چکیں اب سوائے الساعت کے کچھ نہیں رہا میرے بعد الساعت آئے گی اور میری موجودگی میں القارعہ اور اس نے القارعہ سے تین ایامٍ قبل متنبہ کیا؟ کیا اس نے کہا کہ تین ایامٍ انتظار کرو پھر جو عذاب عظیم کا وعدہ ہے القارعہ کی صورت میں وہ آ کر رہے گا؟

اگر تو ایسا کوئی بشر موجود نہیں ہے تو پھر ظاہر ہے ایسا آگے مستقبل میں جا کر ہوگا اور اگر آج ایسا بشر موجود ہے تو پھر بے شک پوری کی پوری دنیا اسے کذاب کہے لیکن کم از کم ایک بار تحقیق کر لینا لازم ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہی اللہ کا رسول ہو اور ہم ضد، حسد، بغض، دشمنی یا اکثریت کے پیچھے چل کر دنیا و آخرت میں عذاب الیم کا سودا کر بیٹھیں۔ بے شک پوری دنیا اس کی مخالفت کرے لیکن کم از کم ایک یہ تو چونکا دینے والی بات ہے کہ اگر یہ بھی کذاب ہے تو پھر آخر ایسا کیوں کہ جو کچھ بھی آج سے چودہ صدیاں قبل آج بعث کیے جانے والے رسول کی تاریخ کی صورت میں اتار دیا گیا تھا وہ سارے کا سارا اسی پر صادق آ رہا ہے آخر ایسا کیوں؟ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ ایسا بشر نے نہ صرف یہ کہا ہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے بلکہ اس نے وہی کہا جو آج تک کسی نے نہیں کہا اور جو اللہ کے ایک رسول نے ہی کہنا تھا تو ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ کذاب ہو اور اگر اکثریت کذاب کہتی ہی ہے تو کیوں نہ ایک بار خود سے تحقیق کر لی جائے؟ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ صالح کی مثل اللہ کے ایک رسول کو بعث کیا جانا تھا جس نے آ کر نہ صرف القارعہ سے متنبہ کرنا تھا بلکہ القارعہ سے تین ایامٍ قبل متنبہ کرنا تھا اور اگر آج تاریخ میں پہلی بار ایسا ہو رہا ہے تو یہ چونکا دینے والی بات ہے اس لیے کم از کم ایک بار تو تحقیق کر لینی چاہیے اگر تو کذاب ثابت ہو گیا تو اطمینان ہو جائے گا اور اگر واقعتاً اللہ کا رسول ہوا اور ہم نے کذب کر دیا تو دنیا و آخرت میں سوائے خسارے کے کچھ نہیں بچے گا۔

اس پہلو سے بھی نہ صرف آپ پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ احمد عیسیٰ ہمارا رسول ہے وہی رسول جس کی بعثت کا ہم نے وعدہ کیا تھا بلکہ آج قرآن بذات خود ان آیات کی صورت میں آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہی تھا صالح کی مثل اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی صالح کی مثل سے تاریخ اتار دی گئی تھی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا رد نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی چاہ کر بھی کفر کر سکتا ہے بالآخر ہر ایک کو ماننا پڑے گا کہ ہاں اے احمد عیسیٰ تُو ہی اللہ کا وہ رسول ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا۔

آج بھی ہمارے رسول احمد عیسیٰ کے ساتھ وہی کیا جائے گا جو اس سے پہلے ہر رسول کیساتھ کیا گیا جیسے کہ انہی آیات میں قوم ثمود کی صورت میں اس موجودہ قوم کی بھی تاریخ اتار دی گئی جیسے قوم ثمود نے صالح کا کفر کیا صالح کا کذب کیا بالکل اسی طرح موجود قوم بھی یہ خود کو مسلمان کہلوانے والے بھی کفر و کذب ہی کریں گے اور پھر بالآخر جو انجام القارعہ یعنی ایٹمی جنگ سے قوم ثمود کا ہوا بالکل وہی انجام آج ہمارے رسول احمد عیسیٰ کا کذب کرنے والوں کا ہوگا۔

قرآن میں سب سے زیادہ میرا ذکر

قرآن میں اساطیر الاولین نہیں ہیں الاولین کو نہ صرف سلفاً یعنی گزرے ہوئے کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے یوں قرآن میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے۔ قرآن میں جہاں جہاں نوح کا ذکر ہے تو نوح کو نہ صرف سلف یعنی گزرا ہوا کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے تو اس لیے وہاں اصل میں اس قوم کے آخرین میں بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا یعنی میرا ذکر ہے۔ ایسے ہی جہاں جہاں ھود کا ذکر ہے، جہاں جہاں صالح کا ذکر ہے، شعیب کا ذکر ہے، ابراہیم کا ذکر ہے، لوط کا ذکر ہے، موسیٰ کا ذکر ہے اور عیسیٰ ابن مریم کا ذکر ہے تو وہاں ان کی مثلوں سے میرا ذکر کیا جا رہا ہے پھر اس کے علاوہ قرآن میں جہاں جہاں آج کی تاریخ ہے اور وہاں اللہ اپنے رسول سے مخاطب ہے تو وہاں وہاں بھی میرا ذکر ہے پھر اس کے علاوہ قرآن میں اسم عیسیٰ سے بھی میرا ذکر موجود ہے اور جب عیسیٰ ابن مریم نے رسولوں کی بشارت دی تو وہاں بھی میرا ذکر ہے اس کے علاوہ بھی قرآن میرے ذکر سے بھرا پڑا ہے اور میں اللہ کا رسول احمد عیسیٰ واحد وہ رسول ہوں جس کا قرآن میں سب سے زائد بار ذکر ہوا ہے۔ اب اگر اس کے باوجود بھی میرا کفر ہی کیا جاتا ہے میرا کذب ہی کیا جاتا ہے تو اس کا انجام کیا ہوگا اس کا اندازہ اسی سے لگا لیں کہ آخر وہ کون سی وجہ ہے جس وجہ سے قرآن میں سب سے زیادہ ذکر میرا کیا گیا؟ اسی وجہ سے کیونکہ اکثریت نے کذب ہی کرنا تھا اور پھر کل کو ان کے پاس کوئی بہانہ یا عذر نہ ہو اس لیے قرآن میں سب سے زیادہ ذکر

میرا ہے۔

آج تم اگر ہمارے رسول احمد عیسیٰ سے کذب کر رہے ہو تو یہ کوئی پہلی بار نہیں کیا جا رہا بلکہ تم سے پہلے والوں نے بھی یہی کیا تھا تو پھر ان کا انجام کیا ہوا تھا؟

اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِیۡرٌ. اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡهَا نَذِیۡرٌ. وَاِنۡ یُّکَذِّبُوۡکَ فَقَدۡ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالۡکِتٰبِ الۡمُنِیۡرِ. ثُمَّ اَخَذۡتُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ. فاطر ۲۳ تا ۲۶

اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِیۡرٌ. فاطر ۲۳

نہیں ہے تُو مگر جب تک تُو موجود ہے تیرا کام ہے متنبہ کرنا یعنی انسانوں کے ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال اور ان اعمال کے انتہائی بھیانک ردعمل کو کھول کھول کر واضح کرنا کہ وہ باز آجائیں ورنہ انہیں ان کے اعمال کے تباہ کن ردعمل کا شکار کیا ہی جانے والا ہے۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡهَا نَذِیۡرٌ. فاطر ۲۴

اس میں کچھ شک نہیں بھیجا ہم نے تجھے حق کیساتھ بَشِیۡـــــرًا یعنی انسانوں پر حق ہر لحاظ سے واضح کر دینے کے لیے کہ کون سے اعمال کرنے سے انہیں دنیا و آخرت میں فائدے اور فلاح ملے گی اور کون سے اعمال کرنے سے دنیا و آخرت میں انتہائی ذلت آمیز ہلاکت کا سامنا کرنا پڑے گا اور نَذِیۡرًا یعنی انسان جو مفسد اعمال کر رہے ہیں نہ صرف ان کے ان مفسد اعمال کو ان پر کھول کھول کر ہر لحاظ سے واضح کر دے بلکہ ان پر یہ بھی واضح کر دے کہ اگر یہ ان مفسد اعمال سے باز نہیں آتے اللہ سے رجوع نہیں کرتے تو جلد ہی انہیں ان کے ان مفسد اعمال کے ردعمل میں آنے والی ہلاکت سے ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان آیات میں محمد کا ذکر کیا جا رہا ہے یا پھر محمد کے علاوہ کسی اور رسول کا ذکر کیا جا رہا ہے؟ اگر ان آیات میں محمد کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر دیکھیں اللہ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر چوبیس کے اگلے حصے میں کیا کہا۔

وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡهَا نَذِیۡرٌ اور نہیں امتوں میں سے کوئی ایک بھی امت مگر ہر امت میں آ کر گزر چکا نَذِیۡرٌ یعنی جب ہر امت کو ہلاک کیا گیا انہیں عذاب عظیم دیا گیا تب ان میں ایک ایسا ضرور موجود رہا جس نے ان پر ان کے مفسد اعمال کو نہ صرف کھول کھول کر ہر پہلو سے واضح کر دیا بلکہ ان پر یہ بھی واضح کر دیا کہ اب بھی وقت ہے باز آجائیں ورنہ عذاب ان کے سر پر آچکا ہے انہیں عذاب سے ہلاک کیا ہی جانے والا ہے یوں اس کی موجودگی میں ہر امت کو عذاب دیا گیا، کوئی ایک بھی امت ایسی نہیں کہ جب انہیں ہلاک کیا گیا انہیں صفحہ ہستی سے مٹایا گیا تو عذاب سے عین قبل رسول بھیج کر انہیں کھول کھول کر متنبہ کر کے ان پر حجت نہ کر دی گئی ہو اور پھر بالآخر رسول کی موجودگی میں ہی ان پر عذاب لا کر انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور رسول اور اس کی دعوت کو تسلیم کر کے اسی طرح اس پر عمل کرنے والوں کو بچا لیا گیا اور جب آج بالکل وہی وقت آچکا یعنی عذاب عظیم سر پر آچکا تو جب اس سے قبل ہر امت میں نذیر گزر چکا تو پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ آج جب عذاب بالکل سر پر آچکا اور عذاب سے عین قبل نذیر کو بھیجنا قدر میں کیا جا چکا تو نذیر نہ بھیجا جاتا؟ اس لیے آج ان میں انہی سے تجھے بعث کیا تا کہ تُو انہیں کھول کھول کر متنبہ کر دے ان پر حجت کر دے اور اگر یہ پھر بھی کفر و کذب ہی کرتے ہیں تو انہیں تیری موجودگی میں ہلاک کر دیا جائے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اور تجھے اور تیری دعوت کو دل سے تسلیم کرنے والوں کو بچا لیا جائے اور پیچھے زمین کا وارث بنا دیا جائے۔

لفظ نذیر پر دو پیش ہیں جس سے اس کے معنی بنتے ہیں نذیر اس وقت ان میں موجود ہے جب انہیں عذاب دیا جا رہا ہے یعنی اس رسول کا ذکر کیا جا رہا ہے جس رسول کو عذاب سے عین پہلے متنبہ کرنے کے لیے بھیجا جاتا ہے اور اس کی موجودگی میں ان لوگوں کو اس وقت موجود قوم کو عذاب دیا جاتا ہے اور یہ لفظ بالکل واضح کر دیتا ہے کہ ان آیات میں محمد کا ذکر قطعاً نہیں کیا جا رہا کیونکہ محمد تو اس امت کے اول میں بھیجے گئے اور عذاب تو کسی بھی امت کو آخر میں دیا جاتا ہے اور اگر ان

آیات میں بشیرونذیر محمد ہوتا تو پھر محمد کی موجودگی میں اس امت کو اس قوم کو عذاب دے دیا جاتا بالکل ویسے ہی جیسے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط، اور آل فرعون کو عذاب دیا گیا۔لیکن کیا ایسا ہوا؟ ہر کوئی جانتا ہے کہ نہیں ایسا نہیں ہوا اور جب ایسا ہوا ہی نہیں تو ظاہر ہے ان آیات میں کسی بھی صورت محمد کا ذکر نہیں کیا جارہا بلکہ یہ تو اس رسول کا ذکر کیا جارہا ہے جسے آخرین میں بعث کیا جانا تھا جیسا کہ اگلی آیت میں اسی بات کو بالکل کھول کر صراحت کیساتھ واضح کر دیا گیا کہ ان آیات میں محمد نہیں بلکہ اس امت کے آخرین میں عذاب کے موقع پر بعث کیے جانے والے رسول ابن مریم کی مثل عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جارہا ہے جو آکر عذاب سے متنبہ کرے گا اور اس کی موجودگی میں اس امت کو اس قوم کو عذاب دیا جائے گا۔

وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ. فاطر ۲۵

اور اگر تیرا کذب ہی کیا جارہا ہے یعنی جن میں تجھے بعث کیا گیا جب تُو ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے انہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے تو بجائے یہ کہ یہ لوگ حق کو تسلیم کریں اور عذاب سے بچ جائیں یہ لوگ الٹا نہ صرف حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں بلکہ الٹا تیرے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں اپنے مفسد اعمال کو ترک کرنے کی بجائے انہی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور تیرے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں تجھے گالیاں دے رہے ہیں، تجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں، تجھے پاگل و بیوقوف کہہ رہے ہیں تجھے کاذبین میں سے کہہ رہے ہیں تو پھر یہ کوئی پہلی بار نہیں ہورہا بلکہ فَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ پس تحقیق کذب کیا ان لوگوں نے بھی جو ان سے پہلے تھے یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب اور آل فرعون وغیرہ بھی اسی طرح کذب کر چکے تو پھر ان کے کذب کرنے کا انجام کیا ہوا؟ ان کے کذب کرنے کا نتیجہ کیا نکلا کیا وہ سچے ثابت ہوگئے یا پھر انہیں جس سے متنبہ کیا جارہا تھا اس عذاب نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا انہیں نشان عبرت بنا دیا؟ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ جیسے آج ان کے پاس رسول آگیا ہے آج ان میں رسول موجود ہے جو ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر رکھ رہا ہے ان کو ہر لحاظ سے متنبہ کر رہا ہے کہ یہ اپنے مفسد اعمال سے باز آجائیں ورنہ عذاب ان کے سر پر آ کھڑا ہے بالکل اسی طرح ان قوموں کے پاس بھی ایسے ہی رسول آچکے جنہوں نے ان پر سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا اور جب جب جس جس بات کو کھول کھول کر رکھنے کی ضرورت تھی وہ ان ٹکڑوں کیساتھ آئے اور الکتاب المنیر کیساتھ یعنی جب تک کہ اگلا رسول بعث نہیں کر دیا گیا تب تک کے لیے النبیّن کی تصدیق کرنے والی اور اسی سے حق واضح کرنے والی الکتاب لیکن وہ بھی ان ہی کی طرح کذب ہی کرتے رہے۔

یعنی جیسے آج تُو ان پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے سب کچھ کھول کھول کر رکھ رہا ہے اور اس کے باوجود بھی یہ تیری دعوت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ،ان کو ہر لحاظ سے متنبہ کیے جانے کے باوجود بھی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ عذاب ان کے سر پر آچکا ان کو یہی لگ رہا ہے کہ جیسے دنیا چل رہی ہے ایسے ہی چلتی رہے گی کچھ بھی نہیں ہونے والا یہ تو پاگل ہے، بے وقوف ہے، من الکاذبین ہے یوں تیری دعوت کو نظر انداز کر رہے ہیں تیری تحقیر و تذلیل کر رہے ہیں تیرے ساتھ دشمنی ہی کر رہے ہیں تو ایسا کوئی پہلی بار نہیں ہو رہا بلکہ ایسا ان سے پہلے بھی ہو چکا ان سے پہلے جو قومیں جو امتیں زمین پر آباد تھیں وہ بھی بالکل ایسا ہی کر چکیں جیسے آج تمہیں اس امت اس قوم کے آخر میں جب عذاب ان کے سر پر آچکا ہے تو اس سے متنبہ کرنے کے لیے بھیجا ہے ایسے ہی ہر امت میں رسول بھیجا گیا اور اس کیساتھ بھی بالکل ایسا ہی ہوتا رہا ہر امت کو عذاب دینے سے پہلے جب رسول کو بھیجا گیا تو اس نے ایک ایک بات کو ان پر کھول کھول کر رکھ دیا سب کچھ ہر پہلو سے ہر لحاظ سے واضح کر دیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے بھی انہی کی طرح کیا جو آج یہ لوگ کر رہے ہیں موجودہ امت موجودہ قوم کر رہی ہے تو کیا ان ہی کی طرح کذب کرنے پر انہیں ایسے ہی چھوڑ دیا گیا؟ ان کو جو لگ رہا تھا کہ دنیا ایسے ہی چلتی رہے گی یہ تو پاگل ہے جو آج انہیں لگ رہا ہے اور یہ تجھے پاگل کہہ رہے ہیں ملامتیں کر رہے ہیں الزامات لگا رہے ہیں گالم گلوچ کر رہے ہیں محاذ کھولے ہوئے ہیں تو کیا ان کو بھی ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا تیرے ذریعے ان سے جھوٹ بولا جارہا ہے یا پھر یہ کہ تُو ہمارا بھیجا ہوا ہی نہیں ہے؟ نہیں بلکہ تُو ہمارا بھیجا ہوا ہے اور ان کو بھی ان قوموں کی مثل نہیں چھوڑا جانے والا بلکہ ان کیساتھ بھی بالکل انہی کی مثل کیا جانے والا ہے۔

ثُمَّ اَخَذۡتُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ. فاطر ۲۶

جیسے آج ان میں انہی سے ہم نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کیا جو ان پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے اور یہ لوگ تسلیم کرنے کی بجائے کفر ہی کر رہے ہیں بالکل اسی طرح ان لوگوں نے بھی کیا جو ان سے پہلے تھے تو پھر ان کیساتھ کیا ہوا؟ ان کو کیسے پکڑا؟ پس کیسا ہوا تھا انجام ان کا اس کذب کرنے کا؟ تو آج تمہیں بھی

بالکل اسی طرح پکڑنے جارہے ہیں تمہاراانجام بھی بالکل انہی کی طرح کرنے جارہے ہیں جو کہ بالکل تمہارے سر پرآ کھڑا ہے۔یعنی قوم نوح کو جوعظیم طوفان کی صورت میں عذاب نے آ پکڑا،قوم عاداورقوم ثمود کو تباہ کن ایٹمی بموں کی تباہی نے آ پکڑا،قوم لوط اورقوم شعیب کو زمین سے تباہ کن پھٹنے والے لاوں نے آ پکڑااورآل فرعون کوسمندر نے آ پکڑا پس کیسی پکڑ پکڑا تھا ہم نے انہیں؟ بالکل ایسی ہی پکڑان لوگوں کوموجودہ امت موجودہ قوم کو پکڑا جانے والا ہے جو ہمارے اس رسول احمد عیسیٰ کی موجودگی میں پکڑا جائے گا۔

آپ پرواضح ہو چکا کہ ان آیات میں کسی بھی صورت محمد علیہ السلام کا ذکرنہیں ہے بلکہ ان آیات میں اس رسول کا ذکر ہے جس نے اس امت اس قوم کے آخر میں اس وقت بھیجا جانا تھا جب عذاب عظیم سر پرآ چکا ہوگا اوروہ رسول نہ صرف آ کر اس عذاب سے متنبہ کرے گا بلکہ اس کی موجودگی میں دنیا میں آباد موجودہ امت موجودہ قوم پرعذاب لایا جائے گا بالکل ایسے ہی جیسے نوح کواس کی قوم کی طرف بھیجا گیا تب جب اس کی قوم پرعذاب لایا جانا تھا پھرنوح کی موجودگی میں اس کی قوم کو عذاب دیا گیا نوح اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا اوراس کی قوم کو ہلاک کردیا گیا جیسے قوم عاد کے آخر میں ھود کو بھیجا گیا اورھود کی موجودگی میں عذاب دیا گیا ھوداوراس کے ساتھیوں کواس عذاب سے بچالیا گیا، جیسے صالح کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا پھرصالح کی موجودگی میں اس قوم کو عذاب دیا گیا صالح اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا، جیسے لوط کی موجودگی میں اس کی قوم کوعذاب دیا گیا لوط اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا، جیسے شعیب کو قوم مدین کی طرف بھیجا گیا شعیب کی موجودگی میں عذاب دیا گیا شعیب اوراس کے ساتھیوں کواس عذاب سے بچالیا گیا جیسے موسیٰ کوآل فرعون کی طرف بھیجا گیا موسیٰ کی موجودگی میں آل فرعون کوعذاب دیا گیا موسیٰ اوراس کے ساتھیوں کو بچالیا گیا بالکل عین اسی طرح آج قوم محمد کی طرف احمد عیسیٰ رسول اللہ کو بھیجا گیا آج احمد عیسیٰ اللہ کا رسول موجود ہے جوحق ہر لحاظ سے کھول کھول کررکھ رہا ہے ہرلحاظ سے متنبہ کرر ہا ہے اوران قوموں کی مثل آج اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا بھی کذب ہی کیا جارہا ہے تو آج اس موجودہ امت موجودہ قوم کیساتھ بھی بالکل وہی کیا جانے والا ہے جو پہلوں کیساتھ کیا گیا۔ آج عیسیٰ موجود ہے اوروہ رات دن القارعہ یعنی عالمی ایٹمی جنگ کی صورت میں سر پرآ چکے عذاب سے متنبہ کرر ہا ہے اور ساتھ ہی الساعت کا علم بھی کھول کھول کرواضح کر چکا ہے اب جب عیسیٰ اللہ کے رسول یعنی میرا کذب ہی کیا جارہا ہے تو عذاب بھی آیا ہی چاہتا ہے۔

امت سلف بنی اسرائیل کی مثل خود کو مسلمان کہلوانے والے ہمارے نبیوں کے قاتل

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلاً كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ. المائدہ ۷۰

لَقَدْ تحقیق کہ یعنی تم اپنے گھوڑے دوڑالواپنی تحقیق کرلو جو کہا جارہا ہے یہی حق ہے یہی طے شدہ ہے جو قدر میں کردیا گیا جو تمہارے سامنے آئے گا اَخَذْنَا کیااخذ کیا ہم نے مِيْثَاقَ میثاق تھا جواخذ کیا تھا ہم نے بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اورجن سے میثاق اخذ کیا تھا وہ بنی اسرائیل تھے۔

آگے بڑھنے سے پہلے یہ جاننا ہوگا کہ میثاق کیا ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل سے اخذ کیا تھا بنی اسرائیل نے اللہ سے میثاق باندھا تھا یعنی بنی اسرائیل کا اللہ سے جو معاہدہ ہوا تھا وہ معاہدہ کیا تھا؟

بنی اسرائیل کا بطورامت انتخاب کیا گیا تھا اورامت کی مثال گھر میں والدین کی سی ہے جیسے والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے نہ صرف گھر کی دیکھ بھال کرنا بلکہ بچوں کا مکمل خیال رکھنا بچوں کو ہرطرح کے نقصان سے بچانا، بچے کم علمی یالاعلمی کی وجہ سے بار بارایسی چیزوں یاان کاموں کی طرف لپکتے ہیں جن سے ان کو نقصان پہنچ سکتا ہے اوروالدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کوایسے تمام کاموں سے روک کررکھیں ایسی کسی شئے کے قریب بھی مت بھٹکنے دیں والدین کی ذمہ

داری ہے کہ وہ بچوں کو ایسا ماحول فراہم کریں کہ بچوں کی بہتر پرورش ہو والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت کریں ان کا ہر طرح سے خیال رکھیں بالکل ایسے ہی دنیا میں آباد انسان بچوں کی مثل ہیں لاعلمی یا کم علمی کی وجہ سے ایسی چیزوں کی طرف لپکتے ہیں جن سے انہیں نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے ایسے کام کرتے ہیں جن سے ہلاکت کا شکار ہوں گے اور انہی میں سے وہ لوگ جو علم رکھنے والے ہیں جو نہ صرف اس زمین کی بلکہ انسانوں کی دیکھ بھال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کا بطور امت انتخاب کیا جاتا ہے اور امت کا اللہ سے یہی میثاق ہوتا ہے کہ وہ آسمانوں و زمین کو جو کہ امت کے پاس اللہ کی امانت ہے اس کا ہر لحاظ سے خیال رکھیں گے ان میں کسی کو بھی کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنے دیں گے آسمانوں و زمین میں مداخلت نہیں کریں گے وہ انسانوں کو ہر اس کام سے روکیں گے ہر اس شئے کے قریب بھی جانے سے روکیں گے جس سے آسمانوں و زمین میں خرابی ہو وہ انسانوں کی دیکھ بھال کریں گے ان کو ایسا ماحول فراہم کریں گے کہ انہیں کسی بھی قسم کا نقصان نہ پہنچے اور نہ ہی انسان باقی انسانوں سمیت آسمانوں و زمین میں کسی بھی مخلوق کو نقصان پہنچائیں وہ انسانوں کی بہترین تربیت کریں وہ دنیا میں ایسا نظم قائم کریں کہ جس سے انسانوں پر نہ صرف یہ واضح ہو کہ دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے بلکہ اس مقصد کو پورا کیسے کرنا ہے اور اسے پورا کرنے کے لیے جو کچھ بھی درکار ہو وہ بھی انہیں میسر ہو یہ تھا امت بنی اسرائیل کا اللہ کیساتھ میثاق۔

اسے مزید کھول کر واضح کر دیتے ہیں تا کہ سمجھنے کے لیے کسی بھی قسم کی کوئی مشکل نہ رہے اور ہر کسی کو کھل کر سمجھ میں آ جائے۔ انسان بنیادی طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہیں ایک وہ جن کی مثال بچوں کی سی ہے انہیں جو بھی اچھا لگتا ہے وہ اسی کے حصول کے لیے اسی کے پیچھے بھاگ پڑتے ہیں جیسا اکثریت کو کرتے دیکھتے ہیں وہی کرنا شروع کر دیتے ہیں یا جس میں بھی انہیں اپنا فائدہ نظر آتا ہے اس کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں خواہ وہ حقیقت میں ان کے لیے کتنا ہی ہلاکت خیز ہی کیوں نہ ہو اور دوسرے وہ ہیں جن کی مثال بچوں کی سی نہیں بلکہ باشعور کی سی ہے۔

اب اگر انسان کو اس کی حدود میں نہ رکھا جائے یعنی جیسے گھر میں بچوں پر کوئی نگران مقرر نہ کیا جائے تو بچے نہ صرف خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیں گے بلکہ گھر کو بھی تباہ کر کے رکھ دیں گے بالکل ایسے ہی اگر انسانوں کو ان کی حدود میں نہ رکھا جائے انسانوں پر کسی ذمہ دار کو مقرر نہ کیا جائے تو انسان نہ صرف اپنی خواہشات کی اتباع میں خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں گے بلکہ آسمانوں و زمین کو فساد زدہ کر کے انہیں تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کریں گے اس زمین کو جہنم بنا دیں گے جس کے لیے لازم تھا کہ ان پر نگران مقرر کیا جائے جس مقصد کے لیے اللہ کا قانون ہے کہ وہ انسانوں سمیت اس زمین کی ذمہ داری یعنی اپنی امانت کی دیکھ بھال کے لیے ان سے میثاق اخذ کرتا ہے جو اس کے نہ صرف اہل ہوتے ہیں بلکہ وہ اس ذمہ داری کو اٹھانے کے طالب ہوتے ہیں یوں اللہ دنیا میں ان لوگوں کا انتخاب کرتا ہے جو نہ صرف آسمانوں و زمین کی ذمہ داری اٹھانے کے اہل ہوتے ہیں بلکہ وہ اس ذمہ داری کو اٹھانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ ان میں انہی سے اپنا ایک رسول بعث کرتا ہے جس کے ذریعے ان پر اپنا میثاق یعنی حق کھول کھول کر واضح کر دیتا ہے یوں اس دعوت کو اپنی خوشی اور دل سے تسلیم کرنے والوں کی ایک جماعت وجود میں آتی ہے جسے امت کہتے ہیں جو اللہ کیساتھ یہ میثاق باندھتے ہیں کہ وہ الصلاۃ قائم کریں گے یعنی نہ صرف انسانوں میں سے ہر ایک کو اسکے مقام پر رکھیں گے بلکہ آسمانوں و زمین کی مکمل دیکھ بھال کریں گے کسی کو بھی فطرت میں مداخلت نہیں کرنے دیں گے یوں اس کے بدلے میں اللہ ان سے وعدہ کرتا ہے کہ جب تک وہ اپنی اس ذمہ داری کو یعنی اس میثاق کو احسن طریقے سے پورا کریں گے تو اللہ انہیں عزۃ دے گا یعنی دنیا میں بلند مقام دے گا تمام انسان ان کی غلامی میں ہی رہیں گے اور اگر انہوں نے اس میثاق کو توڑا، نظرانداز کیا، غافل ہو گئے یا بھول گئے تو انہیں اس کے بدلے نہ صرف دنیا میں ذلیل کیا جائے گا ان پر ذلت و مسکنت ڈال دی جائے گی عذاب مھین دیا جائے گا یعنی دنیا کے لوگوں کو باقی اقوام کو ان پر مسلط کر دیا جائے گا جو انہیں ذلیل و رسوا کریں گے بلکہ آخرت میں بھی اسکے بدلے عذاب الیم کا شکار کیا جائے گا۔

یہی میثاق بنی اسرائیل سے اخذ کیا گیا اور جب تک انہوں نے اس میثاق کو احسن طریقے سے پورا کیا تو انہیں عزۃ حاصل رہی یعنی دنیا میں بلند مقام حاصل رہا پوری دنیا کی اقوام ان کی غلام رہیں لیکن پھر جیسے ہی انہوں نے اس میثاق سے منہ پھیر لیا، اسے ترک کر دیا، میثاق کو توڑ دیا اور جب اللہ نے النّبیّن کو بھیجا یعنی بار بار اس میثاق کو یاد دلایا تو انہوں نے النّبیّن کو قتل کیا ان کا کذب کیا تو اسکے نتیجے میں ان پر ذلت و مسکنت ڈال دی گئی انہیں عذاب مھین کا شکار کر دیا گیا یعنی دوسری اقوام کو ان پر چڑھا کر نہ صرف انہیں ذلیل و رسوا کر دیا گیا بلکہ دوسری اقوام کی غلامی کا شکار ہو گئے۔ یہ تھا وہ میثاق جو بنی اسرائیل سے اخذ کیا گیا تھا اور اسی میثاق کو یاد دلانے کے لیے اللہ ان میں اپنے رسول بھیجتا رہا جس کا آگے ذکر کر دیا گیا وَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهِمۡ رُسُلًا اور بھیجے ہم نے ان کی طرف ایک ایک

کر کے رسول کُلَّمَا جَآءَ هُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَهۡوٰٓى اَنۡفُسُهُمۡ وہ تمام کے تمام رسول جب بھی ان میں سے کوئی رسول آ موجود ہوا اور وہ جس کے ساتھ آیا وہ ان کی خواہشات نہیں تھیں یعنی رسول جس کے ساتھ آیا وہ ان کے بالکل برعکس دوسری بات لے کر آیا اس نے آ کر جب حق کھول کھول کر واضح کیا تو وہ ان کی خواہشات سے نہیں تھا جو انہوں نے خود ہی دین کے نام پر گھڑ رکھا تھا دنیا میں آنے کے مقصد کے نام پر گھڑ رکھا تھا تو جب رسول نے جو بات کی وہ ان کی خواہشات کے مطابق نہیں تھی ان کی خواہشات کے بالکل برعکس تھی ان کی خواہشات سے متصادم تھی تو پھر انہوں نے ان رسولوں کیساتھ کیا کیا فَرِيۡقًا كَذَّبُوۡا وَفَرِيۡقًا يَّقۡتُلُوۡنَ ان میں سے ایک فریق کا کذب کیا جا رہا ہے ایسے ہی کذب کیا جاتا رہا اور ایک فریق کا قتل کیا جا رہا ہے قتل کیا جاتا رہا۔

اب جب آپ پر ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے تو پھر کیا یہ آیت بنی اسرائیل کی اساطیر پر مشتمل ہے؟ نہیں بلکہ یہ تو بنی اسرائیل کی مثل سے آج اس موجودہ امت کی تاریخ بیان کی جا رہی ہے۔ جو بھی اس قرآن کے نزول سے قبل اس دنیا میں آئے انہیں نہ صرف گزرا ہوا کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے اس لیے قرآن میں جہاں جہاں بھی قرآن کے نزول سے پہلے والوں کا ذکر آتا ہے تو وہ اصل میں ان کا ذکر نہیں بلکہ تمہارا ذکر ہے ان کی مثلوں سے تمہاری تاریخ ہے وہ قرآن کے نزول کے بعد والوں کی تاریخ ہے اس لیے اس آیت اور ایسی ہی قرآن کی باقی آیات کی صورت میں آج اس امت کی تاریخ اتاری گئی تھی۔ اور پھر کیا وہ میثاق آج بھی بنی اسرائیل کے ساتھ ہے یا پھر بنی اسرائیل پر تو آج سے چودہ صدیاں قبل لعنت کر دی گئی انہیں نظر انداز کر دیا گیا جب انہوں نے بار بار میثاق کو توڑا تو ان پر لعنت کر کے یعنی انہیں نظر انداز کر کے اس موجود امت سے میثاق باندھا گیا؟ تو حقیقت بالکل واضح ہے کہ آج سے چودہ صدیاں قبل نہ صرف بنی اسرائیل پر لعنت کر دی گئی بلکہ محمدؐ کی بعثت سے ایک نئی امت کو وجود میں لا کر ان سے میثاق اخذ کیا گیا تھا اور اس آیت میں اسی امت کا ذکر کیا جا رہا ہے اسی امت کی پچھلے چودہ سو سال کی تاریخ ہے۔

امت بنی اسرائیل سے اللہ نے میثاق اخذ کیا تھا لیکن جب اس امت نے بار بار اس میثاق کو توڑ ڈالا اسے پورا نہ کیا اس کے خلاف کیا تو اللہ نے ان پر حجت کے بعد ان پر لعنت کرتے ہوئے اس مقصد اس ذمہ داری کے لیے ایک دوسری امت کا انتخاب کیا ایک دوسری امت وجود میں لائی گئی بنی اسرائیل کو ترک کر دیا گیا اور موجودہ امت سے وہی میثاق اخذ کیا گیا اور پھر موجودہ امت نے کیا کیا؟ موجودہ امت نے بھی بالکل ویسے ہی کیا جیسے بنی اسرائیل امت سلف نے کیا۔ اب ذرا غور کریں ہر شخص یہ جانتا ہے کہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کا بطور امت انتخاب کیا گیا اللہ نے بنی اسرائیل سے میثاق اخذ کیا تھا لیکن جب بنی اسرائیل نے بار بار میثاق کو توڑا یہاں تک کہ ترک ہی کر دیا وہ اللہ سے اپنے میثاق کو بھول گئے تو اللہ نے بنی اسرائیل کو ترک کر کے موجودہ امت سے میثاق اخذ کیا۔ اب سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میثاق وہی ہے صرف امت تبدیل ہوئی تو پھر اس امت میں نبوت کا دروازہ کیسے بند ہو گیا؟ کیونکہ بنی اسرائیل میں تو اللہ نے نبوت کا دروازہ بند نہیں کیا تھا تو اس امت میں دروازہ کیسے بند کر دیا؟

جب میثاق اللہ کی راہنمائی کے بغیر پورا کرنا ممکن ہی نہیں اور اللہ راہنمائی کرتا ہے اپنے بھیجے ہوئے یعنی رسولوں کے ذریعے تو پھر اللہ ہدایت کے دروازے کو بند کیسے کر سکتا ہے النبیین کو بھیجنا بند کیسے کر سکتا ہے؟

یہ آیت بالکل واضح کر رہی ہے کہ اللہ نے کہیں بھی نبوت و رسالت کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ اس امت نے بھی وہی کیا جو امت سلف بنی اسرائیل نے کیا، بنی اسرائیل نے بھی یہی کیا کہ نبوت کا دروازہ بند کر بیٹھے اور پھر نتیجہ کیا نکلا؟ جب آپ اپنے راہنما کی ہی بات نہیں مانیں گے یا اس کا قتل کر دیں گے تو آپ کی راہنمائی کون کرے گا؟ پھر آپ کو ذلیل و رسوا ہونے سے، بلندیوں سے پستیوں کی طرف گرنے سے کون روک سکتا ہے؟ ایسے ہی امت بنی اسرائیل ذلت و رسوائی کا شکار ہوئی اور بالکل ایسے ہی یہ موجودہ امت بھی ذلت و رسوائی کا شکار ہو چکی ہے۔ اس امت نے اللہ اور اس کے رسول پر بہتان عظیم باندھا کہ اللہ نے رسولوں کا سلسلہ بند کر دیا۔

پھر یہ بھی جان لیں کہ قرآن میں آیات ہیں آیات آیت کی جمع ہے آیت کہتے ہیں جو سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے وہ حقیقت نہیں ہوتی وہ اصل نہیں ہوتا بلکہ اصل اور حقیقت تب تک سامنے نہیں آ سکتی جب تک کہ اس کی گہرائی میں نہ جایا جائے۔ جو سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے وہ اصل پر ڈالا گیا پردہ ہوتا ہے اس لیے آیت میں بنی

اسرائیل کا ذکر کیا گیا یہ کہ اصل نہیں ہے حقیقت نہیں ہے بلکہ اصل اور حقیقت تو تب تک سامنے نہیں آسکتی جب تک اس آیت میں غور نہیں کیا جاتا یعنی اس کی گہرائی میں نہیں اترا جاتا اور یہ آیت جو کہ اصل پر ڈالا گیا پردہ ہے جب اس پردے کو ہٹایا جائے اس آیت کی گہرائی میں اترا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اصل میں ذکر اس موجودہ امت کا کیا جارہا ہے نہ کہ امت بنی اسرائیل کا۔

پھر اللہ نے قرآن میں یہ واضح کر دیا کہ قرآن میں مثلیں بیان کی گئیں نہ کہ اساطیر الاولین ، اگر یہ بات مان لی جائے یا کہا جائے یہ آیت بنی اسرائیل کا ذکر کر رہی ہے تو پھر یہ ہر ایک پر واضح ہے کہ بنی اسرائیل تو گزر چکے اب اگر گزرے ہوؤں کا ذکر کیا جارہا ہے تو قرآن میں یہ اساطیر الاولین بن جاتی ہیں جو کہ بالکل غلط ہے اللہ نے قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں بیان کی ہیں اس لیے اس آیت میں بنی اسرائیل مثل ہے اور اصل موجودہ امت ہے موجودہ امت کا ذکر کیا جارہا ہے کیونکہ اللہ نے الاولین کو سلف کر دیا اور جنہیں سلف کر دیا انہیں مثل کر دیا الآخرین یعنی بعد والوں کے لیے اس لیے امت بنی اسرائیل تو سلف ہو چکی اور جب سلف ہو چکی تو سلف کو مثل کر دیا الآخرین کے لیے یوں موجودہ امت جو کہ بعد والی امت ہے یہ امت بنی اسرائیل کی مثل ہے یا بنی اسرائیل موجودہ امت کی مثل ہے۔

اس آیت میں اصل میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ موجودہ امت کا ہے اب جب اس آیت میں اصل میں ذکر موجودہ امت کا ہے تو اس آیت میں بالکل دوٹوک الفاظ میں اس امت کے جرائم میں سے عظیم جرم کا ذکر کیا جارہا ہے اللہ کے بھیجے ہوؤں یعنی رسولوں میں سے کچھ کا کذب اور کچھ کا قتل کیا جاتا رہا۔ یہ آیت نہ صرف عقیدہ ختم نبوت کے نام پر آج تک دیئے جانے والے عظیم دھوکے کو چاک کر کے رکھ دیتی ہے بلکہ ختم نبوت کے نام پر عقیدے والے مجرمین کی حقیقت اور ان کا انجام بھی بالکل کھول کر واضح کرتی ہے اور اس امت کی موجودہ حالت کی اصل وجہ کیا ہے اسے بھی کھول کھول کر واضح کرتی ہے کہ جب راہنماؤں کا ہی قتل کر دیا جائے گا تو ظاہر ہے ذلت ہی مقدر بن جائے گی۔

دنیا کی کوئی طاقت محمد کو نہ ہی آخری رسول ثابت کر سکتی ہے اور نہ ہی آخری نبی۔

پھر جب یہ بات بھی کھول کھول کر واضح کی جا چکی کہ اللہ نے جو اتارا تھا وہ متشابہاً ہے یعنی سامنے تو سب کے ہے لیکن اس کا علم مکمل طور پر چھپا دیا گیا اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تو پھر ظاہر ہے اللہ کے علاوہ اسے کوئی بھی بیّن نہیں کر سکتا یعنی کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور یہی اللہ نے سورۃ القیامہ میں بھی واضح کر دیا کہ اس قرآن کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی بیّن نہیں کر سکتا یعنی کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور پھر اسی قرآن میں یہ بھی واضح کر دیا کہ کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہو سکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ حدثہ نہیں ہو رہا ہوتا جس کی وہ تاریخ ہے یوں جیسے ہی حدثہ ہو رہا ہو گا تو نہ صرف قرآن کی اس کی تاریخ پر مبنی آیات کھل کر واضح ہو جائیں گی بلکہ یاد دلا دیں گی کہ یہ تھا وہ حدثہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت ہی ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

ویسے بھی جب اس قرآن کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی کھول کر واضح نہیں کر سکتا یہ کام صرف اور صرف اللہ کا ہے اور اللہ ہی نے واضح کرنا ہے تو پھر اللہ العزیز الحکیم ہے یعنی اللہ اپنا کوئی بھی کام اپنے وقت پر کرتا ہے نہ ہی لمحہ بھر پہلے اور نہ ہی اس میں لمحہ بھر تاخیر کرتا ہے اس لیے ظاہر ہے جب تک کسی بھی آیت کے بیّن ہونے کا وقت نہیں آجاتا اللہ اسے بیّن کیوں کرے گا؟ اللہ نے اس قرآن کی آیات کو اپنے اپنے وقت پر بیّن کرنا تھا اور کرنا ہے نہ کہ اپنے وقت سے پہلے اور نہ ہی اس میں لمحہ بھر تاخیر سے اور یہی بات ایک اور پہلو سے بھی قرآن میں سامنے لا رکھی گئی جیسا کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ. الانعام ٦٧

تمام کی تمام نبا کے لیے ان کا وقت مقرر ہے یعنی تمام کے تمام وہ واقعات جن کا علم صرف اور صرف اللہ کے ہاں ہے جو کہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونے والے تمام کے تمام واقعات ہیں ان تمام کے تمام واقعات کا علم ظاہر کیے جانے کا اپنا اپنا وقت ہے جب تک کسی واقعے کے بارے میں اس کا علم ظاہر کرنے کا وقت نہیں آجاتا تب تک اس کا علم ظاہر نہیں کیا جائے گا اور جیسے جیسے ان میں سے جو جو حدثہ ہو رہا ہے تو اسکا علم تمہیں دیا جا رہا ہے۔

یعنی وہی بات کہ جب قرآن میں جتنی بھی آیات ہیں وہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونے والے چھوٹے سے چھوٹے واقعے سے لیکر بڑے سے بڑے واقعے کی تاریخ پر مبنی ہیں تو کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ واقعہ نہیں ہو جاتا جیسے ہی وہ واقعہ ہو رہا ہو گا تو

قرآن کی اس واقعے کی تاریخ پرمبنی آیت بیّن کی جارہی ہوگی جس سے یاد آجائے گا کہ یہ تھا وہ واقعہ جس کی قرآن کے نزول کے وقت اس آیت یا ان آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔ یوں جیسے جیسے نبا کا مستقر آتا چلا جارہا ہے یعنی جیسے جیسے واقعات ہوتے چلے جارہے ہیں اوران کے علم کے ظاہر کیے جانے کا وقت آتا جارہا ہے تو ویسے ویسے وہ علم دیا جارہا ہے جواس سے پہلے اللہ کے علاوہ کسی کے بھی پاس نہیں تھا جیسے کہ جو علم آج اللہ نے ظاہر کرنا تھا جس نبإ کا مستقر آج تھا تو آج اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بھیج کر وہ علم دے رہا ہے وہ علم کھول کھول کر واضح کر دیا ہے جواس سے قبل اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھا اور نہ ہی آج سے پہلے اسے بیّن کیا جاتا تھا نہ کیا گیا۔

یوں آپ نے جان لیا کہ نہ صرف ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا گیا اور کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ ماضی میں تم لوگ جنہیں قتل کرتے رہے جیسے کہ حسین بن منصور ہو یا ایسی ہی باقی شخصیات وہ اللہ کے بھیجے ہوئے تھے تم لوگوں نے انہیں قتل کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا کہ جس کا بدلہ نہ صرف آج تم دنیا میں عذاب مھین کی صورت میں پارہے ہو بلکہ آخرت میں بھی تمہارے لیے عذاب الیم ہے اور پھر ایسے ہی تم لوگ ختم نبوت کے نام پر اللہ کے بھیجے ہوؤں کا کذب بھی کرتے رہے۔ اور یہ بھی ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا گیا کہ یہ جو آج تم پر حق کھول کھول کر واضح کر رہا ہے یہی وہی اللہ کا رسول عیسیٰ ہے جس کا تم لوگ انتظار کر رہے تھے جو آج نہ صرف تم میں موجود ہے بلکہ آج دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمارے رسول احمد عیسیٰ کو غلط ثابت نہیں کر سکتی اور کذب کرنے والوں کا انجام بھی بالکل وہی ہونے والا ہے جو کہ اس سے پہلے کذب کرنے والوں کا کیا جا چکا۔

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ۔ الزمر ۲۳

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ روایات کو احادیث کا نام دیکر انہیں قرآن کے ساتھ لازم وملزوم قرار دینے اور روایات سے راہنمائی لینے سے انکار کرنے والوں پر کفر وارتداد کے فتوے لگانے والے سورۃ الزمر کی اسی آیت کو اپنے لیے بطور دلیل پیش کرتے ہیں اس آیت میں لفظ الحدیثِ سے مراد روایات کو قرار دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ نے اس آیت میں کہا ہے کہ اللہ نے حدیث کو بھی اتارا ہے اور حدیث وہی ہے جو مختلف روایات کی کتابوں کی صورت میں موجود ہے اس لیے جیسے قرآن پر ایمان لانا فرض ہے لازم ہے بالکل ایسے ہی حدیث کے نام پر روایات پر ایمان لانا بھی فرض ہے لازم ہے اگر کوئی حدیث کے نام پر روایات کا کفر کرتا ہے انہیں رد کرتا ہے یا انہیں تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے تو ایسا شخص کافر، مشرک، مرتد اور نہ جانے کیا کیا ہے۔

اس آیت کی بنیاد پر آج تک جو دھوکہ دیا جاتا رہا ہے اسے آپ پر بالکل کھول کر ہر لحاظ سے واضح کرتے ہیں۔

قرآن کی اس آیت میں بلاشک وشبہ کہا جارہا ہے کہ اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ لیکن کیا اس کا مطلب وہی ہے جو ان لوگوں نے سمجھ لیا یا زبردستی لوگوں پر مسلط کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں؟ کیونکہ لفظ حدیث ''حدث'' سے ہے جس کے معنی کسی بھی واقعہ کے رونما ہونے کے ہیں کچھ وقوع پذیر ہونے کے، جو کہ آسمانوں وزمین میں ہر لمحے حدث ہو رہے ہیں کچھ نہ کچھ وجود میں آرہا ہے کسی کی موت ہو رہی ہے مختلف تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور حدیث کہتے ہیں یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کا مسلسل ہو رہے ہونا یعنی ہوتے ہوتے آگے مستقبل میں جارہے ہونا۔ اب اگر آپ کچھ لکھتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے تو پھر آپ کو واضح کرنا پڑے گا کہ حدیثٌ ہے یعنی یہ اس کے بارے میں لکھا ہے جو آج تک پیچھے ماضی میں ہوتا رہا یا پھر حدیثُ ہے یعنی وہ ہے جو آج ہو رہا ہے یا پھر حدیثِ ہے یعنی وہ ہے جو آگے مستقبل میں ہو رہا ہے تو قرآن کی اس آیت میں الحدیثِ ہے جس کا معنی ہے کہ اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر آگے مستقبل میں جو ہو رہا ہے اس کے بارے میں درج ہے یعنی آسان الفاظ میں حدیث کے معنی ہیں تاریخ، اس آیت میں لفظ حدیث کے شروع میں ''ال'' کا استعمال ہونے سے اس لفظ کے معنی بن جاتے ہیں مخصوص تاریخ اور لفظ الحدیث کے ''ث'' کے نیچے زیر آنے سے مستقبل کا صیغہ بن جاتا ہے یوں لفظ

الحدیثِ کے معنی بنتے ہیں مخصوص تاریخ جو کہ مستقبل کی ہے آگے آنے والے وقت کی تاریخ۔

لفظ الحدیثِ کو آپ نے جان لیا اب اس کے پیچھے استعمال ہونے والے الفاظ کو آپ پر واضح کرتے ہیں تا کہ آپ آسانی کیساتھ اس آیت میں بیان کی جانے والی باتوں کو سمجھ سکیں، لفظ الحدیثِ سے پہلے لفظ استعمال ہوا ہے اَحۡسَنَ جو کہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے پہلا لفظ ایک حرف الف ہے اور دوسرا لفظ ''حسن''، الف جب بھی کسی لفظ کے شروع میں استعمال ہوتا ہے تو وہ آگے آنے والے لفظ یا بات کو اس طرح سوالیہ بنا دیتا ہے کہ آگے اس سوال کا جواب بھی موجود ہوتا ہے اس لفظ کے شروع میں الف کا استعمال اسے سوالیہ بنا دیتا ہے آگے لفظ ہے حسن اور حسن عربی میں کہتے ہیں جو بہترین ہو ہر لحاظ سے مکمل پرفیکٹ جس سے احسان ہو کسی کا بھی رائی برابر بھی کوئی نقصان نہ ہو بلکہ الٹا ہر لحاظ سے فائدہ ہی فائدہ ہو، جس میں کسی بھی قسم کی کوئی خامی وخرابی یا کجی وکوتاہی نہ ہو یعنی ایسا بہتر کہ جس سے بہتر کوئی نہ ہو یوں احسن کے معنی بنتے ہیں کیا ہے حسن یعنی کیا ہے سب سے بہترین جس سے بہتر کوئی نہیں آگے اسی کا جواب بھی دے دیا گیا الحدیثِ۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ اللہ ہے جس نے اتاری تھی احسن الحدیثِ یعنی اللہ نے ایسی تاریخ اتاری تھی جو نہ صرف احسن تھی کہ جس سے حسن کوئی نہیں یعنی جس سے بہترین کوئی اور تاریخ تھی نہ ہی کوئی ہوسکتی ہے اور پھر وہ کوئی عام تاریخ نہیں بلکہ مخصوص تاریخ جو کہ مستقبل کی تاریخ ہے اس وقت کی تاریخ جو اس کے اتارے جانے کے بعد آنے والا تھا۔

آپ اگر کوئی عمل کرتے ہیں یا کچھ بھی کسی مقصد کے لیے اخذ کرتے ہیں تو وہی کیا جائے گا یا اخذ کیا جائے گا جو احسن ہوگا یعنی جس سے حسن کوئی اور نہ ہو اور جو احسن نہیں ہوگا اسے رد کر دیا جائے گا اس کی طرف دیکھا بھی نہیں جائے گا اسے کوڑے میں پھینک دیا جائے گا اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے گا اس آیت میں اللہ نے کہا کہ اللہ نے اتاری تھی احسن الحدیثِ یعنی اللہ کی اتاری ہوئی حدیث نہیں بلکہ ایک تو وہ الحدیثِ ہے اور دوسرا وہ احسن الحدیثِ ہے تو جو احسن الحدیثِ ثابت ہو جائے اسے اللہ نے اتارا ہے اور جو احسن الحدیثِ ثابت نہ ہو وہ اللہ کی اتاری ہو ہی نہیں سکتی اور پھر جو اللہ کی اتاری ہوئی ہے ہی نہیں جو احسن ہی نہیں تو اس سے راہنمائی کسی بھی صورت نہیں لی جاسکتی۔

اب ذرا غور کریں کیا اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسری حدیث ایسی ہے جو الحدیثِ ہو اور وہ احسن بھی ہو؟ اگر اس قرآن کے علاوہ کوئی احسن الحدیثِ ثابت ہو جائے تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ قرآن احسن الحدیثِ نہیں رہتا کیونکہ قرآن اس کے نیچے آ جاتا ہے اور اگر آپ اس قرآن کے علاوہ کسی دوسری حدیث کو اس آیت میں مذکور احسن الحدیثِ قرار دیتے ہیں تو اس کا مطلب بھی بالکل واضح ہے کہ آپ دوٹوک الفاظ میں یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ قرآن احسن الحدیثِ نہیں ہے کیونکہ اس قرآن کے علاوہ کسی اور کو احسن الحدیثِ کہیں گے تو قرآن خود بخود احسن نہیں رہتا۔

اس کے علاوہ جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ جو احسن ہو صرف اور صرف اسے ہی اخذ کیا جائے گا جو احسن نہیں اسے کسی بھی صورت اخذ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ اسے کوڑے میں پھینک دیا جائے گا اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے گا اسے بالکل نظر انداز کر دیا جائے گا اور اگر آپ اس قرآن کے علاوہ کسی کو بھی احسن الحدیثِ یا حدیث کا نام دیکر اخذ کرتے ہیں تو آپ اپنے عمل سے اس قرآن کے احسن الحدیثِ ہونے کا کفر کرتے ہیں۔

یہاں تک اس آیت کی وضاحت کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا اس آیت میں ان روایات کی کتابوں کا ذکر کیا گیا جنہیں حدیث کا نام دیکر قرآن کے ساتھ نتھی کیا جاتا ہے؟ جنہیں قرآن کے ساتھ لازم وملزوم قرار دیا جاتا ہے؟ ان کا کفر قرآن کا کفر قرار دیا جاتا ہے؟ اس کے باوجود بھی اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہاں اس آیت میں قرآن کے علاوہ حدیث کے نام پر روایات کی کتابوں کا ذکر ہے تو پھر اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعوے کو سچا ثابت کرے ان روایات کی کتابوں کو یا اس قرآن کے علاوہ کچھ بھی ہے تو اسے احسن الحدیثِ ثابت کر کے دکھائے جو کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی کیونکہ جب احسن الحدیثِ ہے ہی وہ جسے اللہ نے اتارا جو کہ القرآن ہے تو القرآن کے علاوہ کچھ بھی احسن ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس لیے قرآن میں سورۃ الزمر کی اس آیت میں حدیث کے نام پر ان کی تاریخی روایات کی کتابوں کا قطعاً ذکر نہیں کیا گیا بلکہ الٹا ان کا رد کیا گیا ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ حدیث وہ ہے جو روایات کی کتابوں میں مذکور ہے اور ان کے برعکس اللہ کا ان کے دعوے کا رد کرتے ہوئے کہنا ہے کہ حدیث وہ ہے جسے اللہ نے اتارا ہے اور اللہ نے جسے اتارا وہ احسن الحدیثِ ہے تو اگر تم اپنے دعوؤں میں سچے ہو تو جو بھی القرآن کے علاوہ ہے اسے احسن الحدیثِ ثابت کر کے دکھاؤ جو کہ تم کبھی بھی نہیں کر سکتے کیونکہ احسن الحدیثِ صرف اور صرف القرآن ہے نہ کہ القرآن کے علاوہ کچھ اور۔ کوئی بھی اگر اس قرآن کے علاوہ کسی کو بھی قرآن کی اس آیت میں مذکور احسن الحدیثِ قرار دیتا ہے یہاں تک کہ قرآن کے نام پر

قرآن کے تراجم وتفاسیر ہی کیوں نہ ہوں ان میں کچھ بھی احسن الحدیثِ یعنی قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ثابت نہیں ہوتا جس سے اصل متن قرآن کے علاوہ نہ تو کسی بھی قسم کی حدیث کے نام پر روایت کی کتاب کی کوئی اہمیت وحیثیت رہتی ہے اور نہ ہی قرآن کے نام پر قرآن کے تراجم و تفاسیر کی کوئی اہمیت وحیثیت رہتی ہے یوں قرآن کے اصل متن کے علاوہ سب کا سب شیاطین کا کلام ثابت ہوجاتا ہے جس کا اصل مقام کوڑے کا ڈھیر ہے۔

آپ نے جان لیا کہ اس آیت میں تو الٹا ان کے حدیث کے نام پر روایات کا زبردست طریقے سے رد کیا گیا ہے اور القرآن کو ہی احسن الحدیثِ قرار دیا گیا، حق اس قدر واضح ہونے کے باوجود بھی اگر ایک لمحے کے لیے مان لیا جائے کہ اس آیت میں الحدیث قرآن کے علاوہ روایات کی کتابوں کو قرار دیا گیا ہے تو پھر دیکھیں اسی آیت میں آگے اسی احسن الحدیثِ کی مزید علامت وپہچان واضح کی گئی کِتٰبًا اللہ نے جو اتارا وہ نہ صرف احسن الحدیثِ ہے بلکہ ایک ہی کتاب ہے، عربی کا اصول ہے کہ زبر ماضی میں لے جاتا ہے زبر کے استعمال سے ماضی کا صیغہ بن جاتا ہے یعنی پیچھے کو جانا اور دوزبر کا استعمال کیا جائے تو اس کا معنی بنتا ہے پیچھے سے پیچھے جانا جتنا پیچھے جایا جاسکتا ہے لفظ کتاب کی ''ب'' پر دوزبر کے استعمال سے معنی بنتے ہیں کتاب کو جتنا پیچھے سے پیچھے لے جایا جاسکتا ہے تو وہ ایک ہی کتاب بنے گی یعنی کِتٰبًا کے معنی ہیں صرف اور صرف ایک ہی کتاب۔

اب اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اس آیت میں اس قرآن کے علاوہ دوسری شئے کو احسن الحدیث کہا گیا تو پھر اللہ نے یہ بھی واضح کردیا کہ جسے اللہ احسن الحدیثِ کہہ رہا ہے وہ نہ صرف احسن الحدیثِ ہے بلکہ وہ ایک ہی کتاب ہے، اب قرآن کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اسے حدیث کہنے والوں کو چیلنج ہے کہ وہ اپنی حدیث کو ایک ہی کتاب ثابت کرکے دکھائیں؟ جنہیں یہ حدیث قرار دیتے ہیں پوری دنیا جانتی ہے کہ وہ ایک ہی کتاب نہیں بلکہ ایک سے زائد سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں ہیں روایات کی کتابیں جن میں سرفہرست بخاری، مسلم، نسائی، ابو داوٗد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، موطا، مشکوٰۃ سمیت سینکڑوں کتابیں ہیں۔ جن کو یہ حدیث ثابت کرنے کی آج تک ناکام کوشش کرتے رہے جب وہ ایک ہی کتاب ہے ہی نہیں بلکہ اس کے برعکس سینکڑوں کتابیں ہیں تو پھر اس آیت میں ان روایات کی صورت میں احادیث کے نام پر کوڑے کے ڈھیر کو احسن الحدیثِ نہیں کہا جارہا ہے بلکہ اسی قرآن کو احسن الحدیثِ کہا جارہا ہے جسے لوگ ترک کیے ہوئے ہیں۔

پھر آگے دیکھیں اللہ نے یہی نہیں بلکہ مزید اور بھی علامت وپہچان بیان کردی مُّتَشَابِهًا اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً ہے۔ متشابہاً شبہ سے ہے جس کے معنی ہیں شئے ہے تو آنکھوں کے سامنے آپ دیکھ سن رہے ہیں لیکن اس کا علم نہیں دیا گیا علم صرف اور صرف اسی کے پاس ہے جس کی شئے ہے جو مالک ہے۔ اللہ نے اتاری تھی احسن الحدیثِ جو کہ صرف اور صرف ایک ہی کتاب تھی اور وہ ایسی کتاب جو ہر ایک کے سامنے موجود تو ہے ہر کوئی اسے دیکھ سن اور پڑھ رہا ہے لیکن اللہ نے اس کا علم مکمل طور پر چھپا دیا اللہ کے علاوہ کسی کے پاس اس کا علم نہیں۔

اب ذرا غور کریں یہ علامت وپہچان کس پر صادق آتی ہے؟ کیا قرآن کے علاوہ کچھ بھی ایسا ہے جو مُّتَشَابِهًا ہو؟ ان کی روایات کی کتابیں جنہیں یہ احادیث قرار دیتے ہیں ان میں تو جو کچھ بھی لکھا ہے بالکل واضح لکھا ہے اس میں کچھ چھپا ہوا تو ہے ہی نہیں۔ بچہ، بوڑھا، جوان، مرد، عورت جو بھی پڑھے گا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے سمجھ نہیں آرہا اس میں کیا کہا جارہا ہے اس میں جو لکھا ہوا ہے اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں اور ان کے برعکس یہ قرآن واحد ایسی کتاب ہے جو مُّتَشَابِهًا ہے جس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں کیونکہ اللہ نے اسے اتارا ہی ایسے ہے کہ بڑے سے بڑا اعرب دان بھی اسے نہیں سمجھ سکتا سوائے اللہ کی طرف سے راہنمائی کے، اللہ کے علاوہ کوئی بھی اس قرآن کو بیین نہیں کرسکتا کیونکہ جب یہ ہے ہی متشابہاً اللہ کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں ہے تو پھر ظاہر ہے اس کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں کھول سکتا، اللہ کے علاوہ کوئی بھی اسے بیان نہیں کرسکتا اور یہی وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے سورۃ القیامہ کی درج ذیل آیت میں یہی بات کہی ہے۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ. القیامہ ۱۹

پھر اس میں کچھ شک نہیں ہم پر ہی ہے اس قرآن کو بیان کرنا یعنی اس کو کھول کھول کر ہر لحاظ سے ہر پہلو سے واضح کرنا۔

پورے کے پورے قرآن میں آیات ہیں، لفظ آیات جمع کا صیغہ جس کا واحد آیت ہے اور آیت ضد ہے بیّن کی بیّن کہتے ہیں شئے، بات یا ذات کا ہر لحاظ سے ہر پہلو سے انگ انگ واضح ہونا کھلم کھلا واضح ہونا اس کا کوئی ایک بھی پہلو پوشیدہ نہ ہونا چھپا ہوا نہ ہونا اور اس کے برعکس آیت کے معنی ہیں پوری شئے، بات یا

ذات کا چھپے ہوئے ہونا سوائے اسکے چھوٹے سے تھوڑے سے حصے کے۔ اصل اور مکمل شئے، بات، ذات یا وجود اس وقت تک سامنے نہیں آ سکتا جب تک کہ وہ جو تھوڑا سا حصہ جو کہ آیت کہلاتا ہے اس میں مکمل طور پر غور نہیں کیا جاتا۔

قرآن میں آیات ہیں اور یہ آیات اللہ کی اتاری ہوئی ہیں اس لیے صرف اور صرف اللہ ہی کو علم ہے کہ اس نے کیا کچھ چھپایا اور اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن کو بیّن نہیں کر سکتا یہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے احسن الحدیثِ کو نہ صرف ایک ہی کتاب بلکہ متشابہاً بھی قرار دیا اللہ کی اتاری ہوئی حدیث نہ صرف احسن الحدیثِ ہے بلکہ وہ ایک ہی کتاب اور پھر وہ ایسی کتاب ہے جو نظر آنے میں تو بالکل سامنے ہے لیکن اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اسے اللہ کے علاوہ کوئی بھی بیّن نہیں کر سکتا۔

اب ذرا غور کریں جن کو یہ حدیث قرار دینے پر بضد ہیں اور آج تک سر توڑ کوششیں کرتے رہے کیا ان کی حدیث کے نام پر روایات کی کتابیں ایسی ہیں کہ ان میں آیات ہیں جن کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں؟ ان کی حدیث کے نام پر روایات کی کتابیں جو کہ اللہ کی نظر میں کوڑا ہے وہ کسی بھی صورت متشابہاً نہیں ہیں اس لیے یہ دو کوڑی کے ملاّں کیا دنیا کی کوئی طاقت روایات کی کتابوں کو احسن الحدیثِ کتاباً متشابہاً ثابت نہیں کر سکتی۔ پھر یہی نہیں بلکہ اللہ نے اس سے بھی بڑھ کر مزید اور بھی علامت و پہچان واضح کر دی مَّثَانِيَ اللہ نے جو اتارا وہ نہ صرف احسن الحدیثِ ہے یعنی اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے، ایک ہی کتاب ہے، متشابہاً ہے یعنی ہے تو سب کے سامنے لیکن اس کا علم مکمل طور پر چھپا دیا گیا جو سامنے نظر آ رہا ہے وہ اصل اور مکمل حقیقت نہیں اصل اور مکمل حقیقت کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں بلکہ وہ مثانی بھی ہے مثانی عربی میں کہتے ہیں جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار ہوتا ہے کہ ہر ایک کا آپس میں گہرا ربط قائم ہے ایک کے بعد دو ہی آئے گا تین یا اس کے علاوہ کچھ بھی اور نہیں آ سکتا، دو کے بعد تین آئے گا تب ہی مثانی بنے گا ورنہ کسی بھی صورت مثانی نہیں ہو سکتا، جیسے آپ اپنے ہی جسم میں غور کریں ہر عضو کا دوسرے عضو کیساتھ گہرا ربط قائم ہے اسے مثانی کہتے ہیں جیسے مشین کے اندر ہر پرزے کا دوسرے سے گہرا ربط قائم ہوتا ہے جس سے مشین میں نہ صرف توازن بلکہ ربط، تسلسل اور نظم قائم رہتا ہے۔

اللہ نے جو حدیث اتاری تھی وہ نہ صرف احسن الحدیثِ تھی، وہ کتاباً ایک ہی کتاب تھی، متشابہاً جو سب کے سامنے تو ہے لیکن اللہ کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں اس کے علاوہ کوئی اسے بیّن نہیں کر سکتا بلکہ وہ مثانی بھی تھی اس میں تمام آیات ہر آیت میں الفاظ کا آپس میں اس طرح گہرا ربط قائم ہے جیسے جسم میں تمام اعضاء کا آپس میں گہرا ربط قائم ہوتا ہے جیسے مشین میں پرزوں کا آپس میں گہرا ربط ہوتا ہے۔

اب ذرا غور کریں اس قرآن کے علاوہ کوئی بھی ایسی کتاب ہے جسے یہ حدیث کا نام دیتے ہیں جو مثانی ثابت ہو جائے اس میں تمام کی تمام روایات کا آپس میں ایسا ربط ہو جیسے جسم میں ہر عضو کا دوسرے کیساتھ ہوتا ہے؟ اگر تو کوئی مثانی ثابت ہو جائے تو بلا شک وشبہ اسے قرآن کی اس آیت میں مذکور احسن الحدیثِ مان لیا جائے گا اور اگر قرآن کے علاوہ کچھ بھی مثانی ثابت نہیں ہو سکتا تو چاہے کوئی کتنا ہی زور کیوں نہ لگا لے قرآن کے علاوہ کسی کو بھی احسن الحدیثِ نہیں مانا جا سکتا تو جو احسن الحدیثِ ہے ہی نہیں اسے اخذ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اس سے راہنمائی کیسے لی جا سکتی ہے؟ ضرورت پڑنے پر اس کی طرف رجوع کیسے کیا جا سکتا؟ ہر گز نہیں بلکہ نہ تو اسے کسی بھی صورت میں اخذ کیا جا سکتا ہے اس سے راہنمائی لی جا سکتی ہے اور نہ ہی اسے کوئی توجہ دی جا سکتی ہے وہ محض کوڑا ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی اہمیت وحیثیت نہیں ہے۔

یہاں تک آپ جان چکے ہیں کہ جن حدیث کے نام پر روایات کی کتابوں کو بنیاد بنا کر بڑے بڑے نعرے بلند کیے جاتے ہیں ان سے عقائد ونظریات اخذ کیے جاتے ہیں، ان سے راہنمائی لینے کے دعوے کیے جاتے، انہیں قرآن کے ساتھ لازم وملزوم قرار دیا جاتا ہے ان کی اپنی ہی کوئی بنیاد نہیں قرآن نے ان کی بنیادیں ہی اکھاڑ کر رکھ دیں یوں احادیث کے نام پر روایات کی کتابوں کی بنیاد پر جتنے بھی عقائد ونظریات کھڑے ہیں وہ سب کے سب کالعدم ہو جاتے ہیں وہ سب کے سب زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی اپنے ایسے عقیدے ونظریے یا بات کو حق کہتا یا سمجھتا ہے جس کی بنیاد الکتاب کے علاوہ احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں ہیں تو اسے چاہیے کہ اپنی بات کو حق سمجھنے یا کہنے سے پہلے اپنی بات، اپنے عقیدے ونظریے کی بنیاد کو تو سچا ثابت کر لے، جب اس کی بات اس کا عقیدہ ونظریہ جن احادیث کے نام پر روایات کی کتابوں پر کھڑا ہے ان روایات کی ہی کوئی بنیاد نہیں ان کی اپنی کوئی حقیقت نہیں تو پھر اس کی بات، عقیدے ونظریے کی خود بخود موت واقع ہو جاتی ہے اس کا وجود ہی کالعدم ہو جاتا ہے وہ محض دھوکے کا شکار ہے۔

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ آپ جان چکے ہیں کہ اللہ نے اتاری تھی ایسی بہترین مخصوص تاریخ جس سے بہتر کوئی اور تاریخ ہو ہی نہیں سکتی اور پھر آپ نے یہ بھی جان لیا کہ لفظ الحدیثِ کے ''ث'' کے نیچے زیر کا استعمال اس کے معنی بنا دیتا ہے جب اس تاریخ کو اتارا گیا تب سے لیکر آگے آنے والے وقت یعنی مستقبل کی تاریخ۔ یہ بات بھی واضح ہو چکی کہ اللہ نے جو احسن الحدیثِ اتاری وہ یہ قرآن ہے یعنی یہ قرآن تاریخ ہے اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی۔

اور تاریخ کہتے ہیں پہلے کوئی واقعہ وقوع پذیر ہوتا ہے مشاہدے کے بعد اس کے بارے میں جو لکھا جاتا ہے یعنی پہلے کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے اس کے بعد اس کی تاریخ لکھی جاتی ہے۔ ہر تاریخ دان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس کی تاریخ معتبر ترین تاریخ ہو زیادہ سے زیادہ لوگ اس کی تاریخ پر اعتماد کریں اب ذرا غور کریں اگر کوئی تاریخ دان ایسا ہو جو حال کیساتھ ساتھ ماضی و مستقبل میں بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو کیا وہ مستقبل کی تاریخ لکھنے کے لیے واقعات کے وقوع پذیر ہونے کا انتظار کرے گا؟ یا پھر جب کہ وہ باقی سب کے برعکس پہلے ہی مستقبل کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ باقیوں کے نزدیک ان واقعات کے رونما ہونے کا انتظار کیے بغیر ہی جو وہ دیکھ رہا ہے اس کی پہلے ہی تاریخ لکھ دے گا؟ جواب بالکل واضح ہے کہ جب اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں وہ مستقبل کی تاریخ لکھنے کے لیے مستقبل کے انتظار کا محتاج نہیں نہ ہی ماضی کی تاریخ کے لیے وہ کسی ذریعے کا محتاج ہے تو وہ بغیر کسی انتظار کے تاریخ لکھ دے گا اور اس کی تاریخ ظاہر ہے احسن تاریخ ہو گی اس سے بہتر کسی دوسرے کی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی۔

اللہ ماضی حال مستقبل کا محتاج نہیں اللہ پر سب واضح ہے اب اگر اللہ تاریخ لکھتا ہے تو ظاہر ہے وہ انسانوں کے نزدیک واقعات کے رونما ہونے کا انتظار نہیں کرے گا اللہ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اس قرآن کی صورت میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ اتار دی تھی اس قرآن میں اللہ نے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا اس سب کی پہلے ہی تاریخ اتار دی تھی۔

لفظ الحدیثِ یعنی ''ث'' کے نیچے زیر کا استعمال یہ واضح کرتا ہے کہ اس قرآن میں قرآن کے نزول سے لیکر آگے آنے والے وقت الساعت کے قیام تک کی تاریخ اتاری گئی لیکن جب ہم اس قرآن میں دیکھتے ہیں تو ہمیں اس قرآن کے نزول سے پہلے جو کچھ ہو چکا ان میں سے بڑی تعداد میں واقعات کا ذکر اس قرآن میں ملتا ہے اور اس کے برعکس مستقبل میں ہونے والے واقعات کا ذکر نہ ہونے کے برابر ملتا ہے یہاں تک کہ ملتا ہی نہیں جس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک یعنی مستقبل کی تاریخ تھی تو پھر اس میں اس کے نزول سے پہلے یعنی ماضی کے واقعات کا ذکر کیوں موجود ہے مستقبل کے واقعات کا ذکر کیوں نہیں؟ یوں تو یہ مستقبل نہیں بلکہ ماضی کی تاریخ بن جاتی ہے۔

جیسا کہ پیچھے واضح کیا جا چکا ہے کہ قرآن نہ صرف احسن الحدیثِ ہے بلکہ یہ متشابہاً بھی ہے یعنی یہ قرآن ہے تو سب کے سامنے ہر کوئی اس کو دیکھ سن رہا ہے لیکن اس کا علم مکمل طور پر چھپا دیا گیا اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور اسی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوا۔ اس سوال کے پیدا ہونے کی وجہ یہی ہے کہ نظر آنے میں تو اس میں ماضی کی تاریخ نظر آ رہی ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے جس کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے جب اللہ اسے بیّن کرے گا تب آپ کو سمجھ میں آئے گا کہ ہاں واقعتاً یہ نہ صرف احسن الحدیثِ ہے بلکہ متشابہاً بھی ہے۔

اس قرآن میں مستقبل کے برعکس ماضی کے واقعات کا ذکر اس لیے نظر آتا ہے کیونکہ اللہ نے اس قرآن میں جو کچھ بھی سامنے لا رکھا جو کچھ بھی سامنے لایا ہے وہ مثلوں سے بیان کیا مثلوں سے سامنے لایا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت میں اسی بات کو سامنے لا رکھا۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِیۡنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی الاولین جو کہ اس قرآن کے نزول سے قبل اس زمین پر آباد تھے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا، جو دنیا میں آئے تھے اب گزرے ہوئے ہو چکے اور جنہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے۔

مثل کہتے ہیں ایک شئے کی بالکل عین اسی طرح کی دوسری شئے کو یعنی فوٹو کاپی کو، جو اس قرآن کے نزول سے پہلے اس زمین پر آباد تھے نہ صرف وہ گزر چکے بلکہ انہیں مثل کر دیا اس قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے اس لیے اس قرآن میں جہاں جہاں بھی گزشتہ اقوام کا ذکر ملتا ہے وہاں اصل میں ان کی تاریخ بیان نہیں کی جا رہی ہے بلکہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے لوگوں کی وقت کی تاریخ بیان کی جا رہی ہے لیکن مثلوں سے، یہی وجہ ہے جس وجہ سے

اللہ نے اس قرآن کو متشابہاً کہا ہے ہر ایک کے سامنے ہونے کے باوجود بھی اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں جب بھی اسے تبّین کیا جائے گا یعنی کھولا جائے گا تو اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا اس قرآن کو نہیں کھول سکتا اس لیے صرف اور صرف اللہ ہی اسے کھولے گا۔

آپ نے جان لیا کہ اس قرآن میں جہاں جہاں بھی ماضی کے واقعات کا ذکر کیا جارہا ہے وہ ماضی کی تاریخ بیان کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ وہ اصل میں موجودہ قوم موجودہ امت کی تاریخ بیان کی گئی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے وقت اور لوگوں کی تاریخ بیان کی گئی لیکن مثلوں سے اور اسی کا قرآن میں اللہ نے ایک اور پہلو سے بھی ذکر کردیا جیسا کہ آپ درج ذیل آیات میں دیکھ رہے ہیں۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ۔الزمر ۲۷

اور تحقیق کہ یعنی تمہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیت دی تو یہ صلاحیتیں اسی لیے دیں کہ جو تمہیں آج کھول کھول کر سنایا اور دکھایا جارہا ہے اسے نہ صرف سنو اور دیکھو بلکہ اسے سمجھو اور جب تم سمجھو گے تو بالآخر یہی تمہارے سامنے آئے گا جو ہم کہہ رہے ہیں جو آج ہم کھول کھول کر تمہارے سامنے لا رہے ہیں جو کہ طے شدہ ہے جو آج ہم کھول کھول کر ہر پہلو سے سامنے لا رہے ہیں اس سے پہلے بھی ہم نے اسے بالکل اسی طرح کھول کھول کر سامنے لا رکھا تھا لیکن اسے چھپادیا گیا اس پر دھول مٹی چڑھادی گئی اسے بالکل چھپادیا گیا اسے چھپادینے کے باوجود بھی لوگوں کے لیے سامنے لے آئے اس قرآن میں تمام کا تمام مثلوں سے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا. الاسراء ۸۹

وَلَقَدْ اور تحقیق کہ یعنی تمہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیتیں دیں تو اسی لیے کہ تم اپنی طرف سے پوری تحقیق کرلو اپنے گھوڑے دوڑالو جو کہا جارہا ہے وہی تمہارے سامنے آئے گا یہ اللہ کے قانون میں قدر میں طے شدہ ہے صَرَّفْنَا ہم ہر پہلو سے ہر لحاظ سے پھیر پھیر کر سامنے لے آئے لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن میں مِنْ کُلِّ مَثَلٍ وہ تمام کا تمام جو کچھ بھی لوگوں کو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک پیش آنا ہے جو کچھ بھی ان کے درمیان ہونا ہے انہیں پیش آنا ہے وہ سب کا سب تمام کا تمام مثلوں سے سامنے لے آئے یعنی اس قرآن میں ماضی میں پیش آنے والے واقعات میں سے صرف ان کا اور اس طرح کے الفاظ میں ذکر کیا جو ہو بہو اسی طرح قرآن کے نزول سے الساعت کے قیام تک پیش آئیں گے فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ پس اس بات کو ماننے سے انکار کردیا لوگوں کی اکثریت نے یعنی لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا کہ اس قرآن میں اللہ نے وہ سب کا سب مثلوں سے سامنے رکھ دیا اور ہر پہلو سے سامنے رکھ دیا جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو پیش آنا ہے جس جس حوالے سے بھی انہیں راہنمائی درکار ہے سب کا سب مثلوں سے ہر پہلو سے ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کیوں انسانوں کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اس کی وجہ بھی اللہ نے آگے واضح کردی اِلَّا کُفُوْرًا مگر اس لیے کہ جو کچھ بھی انہیں دیا گیا سننے دیکھنے اور جو سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیتیں، وہ مال ہو، اولادیں ہو، ذہانت ہو، کچھ کرنے کی صلاحیتیں ہوں، کوئی عہدہ مرتبہ یا مقام ہو، ان کو جو جسم دیا جو اعضاء دیئے، جو زندگی دی، جو وقت دیا یا جو کچھ بھی دیا ان میں سے کسی کا بھی یا ان کا اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے جس مقصد کے لیے انہیں یہ سب دیا گیا، انسانوں کی اکثریت ان سب کا اپنی خواہشات کی اتباع میں اپنی مرضیوں کے مطابق استعمال کرنا چاہتی ہے اس لیے انہوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کردیا کہ اس قرآن میں سب کا سب موجود ہے کیونکہ اگر یہ اس بات کو مان لیتے ہیں اور قرآن سے اپنے ہر سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں تو پھر جسے قرآن دین کہتا اس پر قائم ہونے سے ان کی خواہشات پر کاری ضرب پڑے گی، یہ قرآن جسے الصلاۃ کہتا ہے اسے قائم کرنے سے ان کی خواہشات کا قتل ہوجائے گا اور یہی اکثریت نہیں چاہتی کہ ایسا ہو اس لیے یہ انکار کردیتے ہیں اور قرآن کے برعکس اوروں سے رجوع کرتے ہیں قرآن کے شریک گھڑ کر قرآن کے شریکوں کی طرف جاتے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا. الکھف ۵۴

اس آیت کے پہلے حصے میں بھی وہی کہا گیا جو پچھلی آیت کے پہلے حصے میں کہا گیا اور اس آیت کے اگلے حصے میں کہا گیا وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا

اور یہ تو اللہ کے قانون میں، قدر میں طے شدہ ہے کہ انسان اکثریت معاملات میں جھگڑا کرنے والا ہے سو جھگڑا ہی کیا یعنی قرآن کی بات تسلیم کرنے کی بجائے اپنی خواہشات واپنے خود ساختہ الٰہوں کی باتوں کو قرآن پر ترجیح دی جب بھی قرآن نے کسی معاملے میں راہنمائی کی تو اپنی جہالت وفضولیات کو دلائل کے نام پر قرآن پر پیش کیا اور قرآن کے مدمقابل اور اشیاء کو لاکھڑا کیا، وہ بات نہ تسلیم کی جو قرآن نے کی، جو بھی اللہ کا بھیجا ہوا آیا اور اس نے قرآن کی طرف دعوت دی تو قرآن کی بات ماننے کی بجائے اس کیساتھ جدل ہی کیا کہ نہیں قرآن میں راہنمائی موجود نہیں ہے قرآن میں سب کچھ نہیں ہے، کیا ہمارے آباؤ اجداد، ہمارے ملاں وغیرہ سب کے سب غلط اور تُو اکیلا سچا ہے؟ ایسے ہی آج جس طرح قرآن کی بات کرنے والے سے جدل کیا جاتا ہے۔

ان آیات نے یہ بات بھی واضح کردی کہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک انسانوں کو جو جو معاملات بھی پیش آنے تھے ان کے ہر سوال کا جواب اسی قرآن میں بیان کر دیا نہ صرف بیان کر دیا بلکہ پھیر پھیر کر ہر پہلو سے مثلوں کیساتھ سامنے لا رکھا یعنی اس قرآن میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا یا ہونا ہے اس سب کی تاریخ پہلے ہی لکھ دی اور مثلوں سے لکھی گئی۔

مطلب یہ کہ آپ اس قرآن میں دیکھتے ہیں بار بار جگہ جگہ وہ لوگ جو گزر چکے ان کا ذکر آتا ہے بہت سے واقعات کا ذکر آتا ہے جو ماضی میں ہو چکے جس وجہ سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ قرآن گزرے ہوؤں کی کہانیاں سنا رہا ہے لیکن وہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ وہ سب کی سب مثلیں ہیں۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا اس میں سے وہ اور ایسے بیان کیا جو آگے مستقبل میں ہونے والے واقعات کا احاطہ کرے یعنی اس قرآن میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اس طرح مثلوں سے لکھی گئی کہ جس سے نہ صرف ماضی کی تاریخ بھی آجاتی ہے اور مستقبل میں کیا کچھ ہونا ہے اس سب کی تاریخ بھی بن جاتی ہے۔

جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو اگر اس سے مراد یہ لے لیا جائے کہ یہاں بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر بنی اسرائیل تو گزر چکے ماضی کا قصہ بن چکے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن بنی اسرائیل کی کہانی سنا رہا ہے یوں قرآن میں بنی اسرائیل سے متعلق جو کچھ بھی آیا ہے وہ محض چند سطروں کے علاوہ کچھ نہیں جنہیں عربوں کی زبان عربی میں اساطیر الاولین کہا جائے گا لیکن قرآن خود یہ کہہ رہا ہے کہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں مطلب اصل میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں کیا گیا اصل میں ذکر موجود امت کا کیا جا رہا ہے لیکن مثل سے اس کے بہت سے فائدے ہو جاتے ہیں ایک تو یہ کہ اس طرح نہ صرف اصل مقصد مستقبل کی تاریخ بن گئی دوسرا بنی اسرائیل یعنی ماضی کی تاریخ بھی لکھی گئی تیسرا یہ کہ قرآن جو بار بار غور وفکر کا کہتا ہے جو غور وفکر نہیں کریں گے وہ اسی کے ذریعے گمراہی کا شکار ہوں گے وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ بنی اسرائیل کی کہانی سنائی جا رہی ہے یہ اساطیر الاولین ہیں اور جو غور وفکر کریں گے وہ اس سے ہدایت پائیں گے ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں جہاں گزشتہ لوگوں کا ذکر کیا گیا اصل میں وہاں ان کا ذکر نہیں بلکہ موجودہ لوگوں کا ذکر ہے قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک آنے والوں کی تاریخ لکھی گئی ہے۔

آپ پر یہ بات ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو چکی ہے کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا اور ہونا ہے سب کے سب کی تاریخ اس قرآن میں آیات کی صورت میں اتاری گئی تھی لیکن مثلوں سے اتاری گئی جس وجہ سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس قرآن میں جو گزشتہ لوگوں کا ذکر ہے ان کے واقعات بیان کیے گئے ہیں ان کی کہانیاں سنائی جا رہی ہیں جو محض اساطیر الاولین کے سوا کچھ نہیں، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اس قرآن کے نزول سے قبل جو بھی گزر چکے ان کے بارے میں جو کچھ بھی قرآن میں لایا گیا وہ ان کی کہانیاں نہیں سنائی گئیں بلکہ وہ تو مثلوں سے مستقبل کی تاریخ بیان کی گئی جہاں قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب، آل فرعون اور امت بنی اسرائیل کا ذکر کیا گیا وہ اصل میں موجودہ قوم موجودہ امت کی تاریخ بیان کی گئی، جہاں گزشتہ اقوام کی طرف رسولوں کے بھیجا جانے کا ذکر کیا گیا اور پھر جو ان رسولوں کیساتھ کیا گیا وہ اس موجودہ قوم کا ذکر کیا گیا اس موجودہ قوم نے جو رسولوں کیساتھ کرنا تھا اس کی تاریخ لکھ دی گئی تھی مثلوں سے، جہاں بنی اسرائیل کا یہ کہنا بیان کیا گیا کہ یوسف کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں نبوت کا دروازہ بند تو وہاں اس موجودہ امت کی تاریخ بیان کی گئی اس موجودہ امت کا ذکر کیا گیا لیکن امت سلف بنی اسرائیل کی صورت میں مثل سے، جہاں بنی اسرائیل کی طرف سے النبیّن کے قتل کا ذکر کیا گیا تو وہاں موجودہ امت کی طرف سے النبیّن کے قتل کی تاریخ بیان کی گئی یعنی جو کچھ بھی بنی اسرائیل سے منسوب قرآن میں بیان کیا گیا ہے وہ اصل میں امت بنی اسرائیل کا ذکر نہیں کیا جا رہا امت بنی اسرائیل کی تاریخ بیان نہیں کی جا رہی بلکہ امت

بنی اسرائیل کی صورت میں مثلوں سے اس موجودہ امت کی تاریخ بیان کردی گئی۔
ایسے ہی قرآن میں جہاں جہاں گزشتہ ہلاک شدہ اقوام کی طرف رسولوں کو بھیجا جانے کا ذکر ہے ان رسولوں کی دعوت ان کا اپنی قوموں کو متنبہ کرنا وہ سب کی سب موجودہ قوم کی تاریخ بیان کی گئی ہے اس امت اس قوم کے آخر میں آنے والے اس رسول کی مثلوں کیساتھ تاریخ بیان کی گئی جس کو عین عذاب سے پہلے بعث کیا جانا تھا جس نے نہ صرف آکر عذاب سے متنبہ کرنا ہے بلکہ اس کی موجودگی میں عذاب دیا جانا ہے اور وہ محمد نہیں بلکہ احمد عیسیٰ کا ذکر کیا گیا مثلوں سے ۔ جیسے نوح کے بارے میں مذکور ہے وہ نوح اور قوم نوح کی تاریخ بیان نہیں کی جارہی بلکہ وہ نوح کی مثل اس امت اس قوم کے آخر میں آنے والے عیسیٰ اور محمد کی امت محمد کی قوم کی تاریخ بیان کی گئی، جہاں ھود اور قوم ثمود کا ذکر ہے تو وہاں اصل میں ھود نہیں بلکہ ھود کی صورت میں اس کی مثل اس امت اس قوم کے آخر میں آنے والے احمد عیسیٰ رسول اللہ کا ذکر ہے اس کی اور موجودہ قوم کی تاریخ بیان کی گئی مثلوں سے،
جہاں صالح اور قوم ثمود کا ذکر ہے تو وہاں اصل میں صالح کی مثل اس امت اس قوم کے آخر میں آنے والے احمد عیسیٰ رسول اللہ اور قوم ثمود کی مثل موجودہ امت موجودہ قوم کا ذکر ہے، جہاں شعیب اور قوم شعیب کا ذکر ہے تو وہاں اصل میں شعیب کی مثل اس امت کے آخر میں آنے والے احمد عیسیٰ رسول اللہ اور امت و قوم محمد کی تاریخ بیان کی گئی مثلوں سے۔
ان حقائق کی روشنی میں اللہ کی آیات کی بیّنات کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہ ہی نبوت ورسالت کے بند ہونے کو سچا ثابت کرسکتی ہے اور نہ ہی محمد کو آخری نبی و رسول ثابت کرسکتی ہے جس سے نہ صرف ختم نبوت نامی بت جو کہ ایک دجل عظیم تھا اسے پاش پاش کردیا گیا بلکہ کھول کھول کر واضح کیا جاچکا کہ یہ جو آج تم پر کھول کھول کر واضح کیا جارہا ہے یہ ہمارا رسول احمد عیسیٰ ہی ہے جو تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے جو کہ نوح کی مثل ہے، ھود کی مثل ہے، صالح کی مثل ہے، شعیب کی مثل ہے، لوط کی مثل ہے، ابراہیم کی مثل ہے، یوسف کی مثل ہے، موسیٰ کی مثل ہے اور عیسیٰ ابن مریم کی مثل ہے یوں قرآن میں جہاں جہاں بھی الاولین کے آخرین میں بھیجے جانے والے ان رسولوں کا ذکر تمہیں نظر آرہا ہے وہ اصل میں ان کی مثلوں سے آج ہمارے اسی رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ ہے جو تم میں موجود ہے جو تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اور بالآخر اس کی موجودگی میں نہ صرف تمہیں ہلاک کردیا جائیگا بلکہ ہم اپنے رسول اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچالیں گے جیسے ہم نے ان رسولوں اور ان کی دعوت کو ماننے والوں کو بچایا تھا۔

آپ نے جان لیا کہ یہ قرآن تو تاریخ ہے اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کے لوگوں کی جو کہ الاولین کی مثلوں سے اتاری گئی نہ کہ قرآن میں اساطیر الاولین ہیں یعنی ان کی لائنیں ہیں جو اس قرآن سے قبل دنیا میں آئے تھے اب آپ خود غور کریں اور بتائیں کہ جہاں نوح کا اس کی قوم کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ہے نوح نے متنبہ کیا اس کی قوم مفسد اعمال سے باز نہ آئی تو نوح کی موجودگی میں اس قوم کو عذاب سے ہلاک کردیا گیا نوح اور اس کے ساتھیوں کو اس عذاب سے نہ صرف بچالیا گیا بلکہ پیچھے زمین کا وارث بنادیا گیا تو کیا یہ محمد اور محمد کو جب بعث کیا گیا اس وقت کی تاریخ ہے قرآن میں مثل سے؟ یا پھر یہ قوم محمد کے آخر میں جب اس قوم پر عین اسی طرح عذاب سر پر آجائے گا ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کیے جانے والے مفسد اعمال کے سبب جیسے قوم نوح کے سر پر آچکا تھا تو اس قوم میں امت محمد کی طرف نوح کی مثل اللہ کا رسول بعث کیا جائے گا جو نہ صرف آکر نوح کی مثل متنبہ کرے گا بلکہ اس کی موجودگی میں عذاب آئے گا اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس عذاب سے بچالیا جائے گا اور پیچھے زمین کا وارث بنایا جائے گا؟ حقیقت آپ کے سامنے ہے کہ یہ کسی بھی صورت نہ ہی محمد اور اس وقت جب محمد کو بعث کیا گیا کی تاریخ ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی طاقت اسے اس وقت کی تاریخ ثابت کرسکتی ہے بلکہ جیسے اس قوم کے آخر میں جب عذاب عظیم بالکل سر پر آکھڑا تھا تو نوح کو بعث کیا گیا بالکل عین اسی طرح یہ آج کی تاریخ ہے جب قوم محمد کے آخرین میں عذاب بالکل سر پر آکھڑا ہے تو اللہ نے ان میں انہی سے نوح کی مثل اپنے رسول احمد عیسیٰ کو بعث کردیا جو کھول کھول کر متنبہ کر رہا ہے اور پھر احمد عیسیٰ رسول اللہ کی موجودگی میں نہ صرف انہیں قوم نوح کی مثل ہلاک کیا جانے والا ہے بلکہ احمد عیسیٰ اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچالیا جائے گا اور پیچھے زمین کا وارث بنادیا جائے گا یوں قرآن میں جہاں جہاں بھی نوح اور اس کی قوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اصل میں ان کی مثلوں سے آج اللہ کے رسول احمد عیسیٰ اور اس قوم کی تاریخ ہے۔
ایسے ہی جہاں ھود کو قوم عاد کی طرف بھیجا جانے کا ذکر کیا گیا پھر ھود کی موجودگی میں عذاب جو کہ القارعہ یعنی ایٹمی تباہ کن جنگ تھی کی صورت میں اس قوم کو ہلاک

کر دیا گیا اور ھود کو اس کے ساتھیوں سمیت بچا لیا گیا اور پیچھے زمین کا وارث بنا دیا گیا یہ محمد اور اس وقت کے لوگوں کی تاریخ ہے یا پھر آج جب قوم محمد امت محمد کو ہلاک کیے جانے کا وقت آ گیا اس وقت بھیجے جانے والے ھود کی مثل اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ اتاری گئی تھی مثلوں سے؟ جیسے ھود کو قوم عاد کی طرف بھیجا گیا بالکل اسی طرح احمد عیسیٰ رسول اللہ کو قوم محمد کی طرف بھیجا جانا تھا اس نے نہ صرف آ کر متنبہ کرنا تھا بلکہ اس کی موجودگی میں عذاب آنا تھا اسے اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف اس عذاب سے بچا لیا جائے گا بلکہ پیچھے زمین کا وارث بنا دیا جائے گا۔

پھر اسی طرح جہاں صالح کا ذکر کیا گیا صالح کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا صالح نے اس قوم کو القارعہ سے تین ایامِ قبل متنبہ کیا پھر جب وہ باز نہ آئے ان پر حجت ہو گئی تو انہیں القارعہ یعنی ایٹمی تباہ کن جنگ کی صورت میں عذاب کا شکار کر دیا گیا صالح اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا گیا اور انہیں پیچھے زمین کا وارث بنا دیا گیا کیا یہ محمد اور اس وقت ان لوگوں کی تاریخ ہے مثلوں سے یا پھر یہ آج موجودہ وقت جب بالکل ویسا ہی عذاب القارعہ سر پر آ چکی ہے اس وقت صالح کی مثل عیسیٰ رسول اللہ کی تاریخ اتاری گئی تھی؟ کہ جیسے صالح کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ اصل میں صالح نہیں بلکہ اس امت اس قوم کے آخر میں جب القارعہ کی صورت میں عذاب سر پر آ چکا ہو گا تو اس وقت نہ صرف صالح کی مثل عیسیٰ کو بعث کیا جائے گا بلکہ احمد عیسیٰ رسول اللہ القارعہ یعنی عالمی ایٹمی جنگ سے ٹھیک تین ایامِ قبل متنبہ کرے گا انہیں کہے گا کہ تم اگر حق سے کفر ہی کر رہے ہو میرا کذب ہی کر رہے ہو تو پھر تین ایامِ انتظار کرو اور ٹھیک تین ایامِ بعد رسول کی موجودگی میں انہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور عیسیٰ رسول اللہ اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف القارعہ سے بچا لیا جائے گا بلکہ انہیں پیچھے زمین کا وارث بنا دیا جائے گا۔

ایسے ہی شعیب، لوط اور موسیٰ کا بھی ذکر ہے تو وہ محمد کی تاریخ نہیں بیان کی گئی بلکہ قوم محمد کے آخر میں ان کی طرف بھیجے جانے والے عیسیٰ رسول اللہ کی تاریخ اتاری گئی تھی ان رسولوں اور ان کی قوموں کی مثلوں سے کیونکہ اگر ان تمام مقامات میں محمد کی تاریخ ہوتی مثلوں سے تو محمد کی موجودگی میں وہ سب ہو چکا ہوتا جس کا ذکر کیا گیا اس لیے ایسی تمام آیات میں محمد نہیں بلکہ قوم محمد کے آخرین میں بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا ذکر کیا گیا جو آج آپ میں موجود ہے جو آپ پر اللہ کی آیات ہر لحاظ سے ہر پہلو سے کھول کھول کر رکھ رہا ہے جو آپ کو عذاب عظیم القارعہ سے متنبہ کر رہا ہے جس نے وہ سب کا سب کھول کھول کر واضح کر دیا جس میں آج تک آپس میں اختلافات کا شکار تھے۔

دنیا کی کوئی طاقت میرا یعنی احمد عیسیٰ رسول اللہ و خاتم النبیین کا رد نہیں کر سکتی ہاں البتہ مجھے تسلیم کرنے سے میرے دعوت کو تسلیم کرنے سے صرف اور صرف اس وجہ سے انکار کیا جائے گا کہ میں انہی کی طرح ایک بشر ہوں جو انہی کی زبان بولتا ہوں، کھاتا پیتا ہوں، انہی کی طرح بیوی بچے ہیں، ٹانگوں پر چلتا ہوں، انہی کی طرح دکھتا ہوں، انہی میں سے ہوں اور اگر محض اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے تو کون سا یہ کوئی نئی بات ہو گی ایسا تو شروع سے ہی ہوتا آیا لیکن یہ بات کان کھول کر جان لیں کہ پہلے جنہوں نے ایسا کیا ان کیساتھ جو ہوا بالکل ویسا ہی آپ کیساتھ بھی ہونے والا ہے آپ کا انجام بھی بالکل ویسا ہی ہونے والا ہے جو کہ آپ کے سر پر کھڑا ہے صرف اور صرف اتنی دیر ہے کہ ہمارا رسول احمد عیسیٰ پیغام کھول کھول کر نہیں پہنچا لیتا اور جیسے ہی ہمارے رسول نے یہ ذمہ داری پوری کر دی اور اس کی زبان سے یہ نکلا کہ اے میرے ربّ میں مغلوب ہو گیا ہوں تو جان لو ہم نے قدر میں کیا ہی نہیں کہ ہم اور ہمارا رسول مغلوب ہو جائے اس لیے ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے اور مومنین کو بچانا ہم پر حق ہے جیسے ہم نے اس سے قبل ہر رسول اور اس کی دعوت کو تسلیم کرنے والوں کو بچایا بالکل اسی طرح آج بھی ہم اپنے رسول احمد عیسیٰ اور اس کیساتھ اپنے وجود مومنین کو بچانے والے ہیں اور پیچھے زمین کا وارث بنانے والے ہیں۔

آج جب تم ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے تھے تو ہم نے اپنے وعدے کے مطابق تم میں تمہی سے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کر دیا جس نے تم پر حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر دیا تمہیں کھول کھول کر متنبہ کر دیا تم پر حجت کی جا چکی تمہارے صدیوں سے چلے آ رہے ختم نبوت نامی بت کو پاش پاش کر دیا اس دجل عظیم کو چاک کر دیا اور تم پر واضح کر دیا کہ احمد عیسیٰ ہمارا رسول ہے وہی رسول جس کا آج تک تم انتظار کر رہے تھے جس کے لیے رات دن دعائیں کر رہے تھے اب اس کے باوجود بھی اگر تم کذب ہی کرتے ہو تو جان لو یہ کوئی پہلی بار نہیں ہونے والا بلکہ وہ جو تم سے پہلے تھے وہ بھی کذب کر چکے تو پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ اگر تو وہ سچے ثابت ہو گئے تو تم بھی سچے ثابت ہو جاؤ گے اور اگر الٹا وہ خود کذاب اور مجرمین ثابت ہوئے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تو پھر تمہارا انجام بھی بالکل وہی ہے جو تمہارے سر پر آ چکا ہے جسے تم آج اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہو۔ جیسے ہی تم ہمارے رسول احمد عیسیٰ کا کذب کرتے ہوئے اس کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہو گے اور تمہارا ظن یہ ہو گا کہ تم ہمارے رسول احمد عیسیٰ کے خلاف اپنی منصوبہ بندی میں کامیاب ہو رہے ہو تو تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا تم اپنی منصوبہ

بندی میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ اصل میں ہماری منصوبہ بندی ہے جس کا تم شکار ہوچکے ہو تم اپنے اس اقدام سے مجرم ثابت ہوجاؤ گے یوں تمہیں تمہارے اس جرم کی سزا دی جائے گی۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ یہ الشیطان الرجیم کا کلام ہے؟ جان لو یہ الشیطان الرجیم کا کلام نہیں یہ تمہارا ربّ تم سے کلام کررہا ہے اور جلد ہی تم خود اس بات کی گواہی دے رہے ہو لیکن تب تمہیں کوئی نفع حاصل نہیں ہوگا کیونکہ تب ماننا تمہاری مجبوری بن جائے گی جیسے آل فرعون سمیت ان قوموں نے تسلیم کیا گواہی دی لیکن تب تسلیم کرنا انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ آج تم استکبار تو کررہے ہو لیکن کب تک؟ اب تو وقت ختم ہوچکا یہ استکبار تو تم صدیوں سے کرتے چلے آرہے ہو آج تمہیں تمہاری اوقات دکھائی جانے والی ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ. البقرة ۸۷

اس آیت میں کہا گیا کہ موسیٰ کو الکتاب دی گئی اور اس کے بعد رسول آتے رہے اور پھر عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کیا گیا کہ وہ البیّنات کیساتھ آیا تو جب بھی کوئی رسول آیا تو اس کے ساتھ کیا کیا گیا کچھ کا کذب کیا گیا تو کچھ کو قتل کردیا گیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا قرآن کی اس آیت میں جو گزر چکے ان کی محض کہانی سنائی جارہی ہے یا پھر اس کا کوئی مقصد ہے؟ اگر خود کو امت محمد کہلوانے والے خود کو مسلمان کہلوانے والوں سے پوچھا جائے تو ان کا کہنا یہی ہے کہ یہ موسیٰ عیسیٰ ابن مریم اور بنی اسرائیل کی کہانی سنائی جارہی ہے جسے عربوں کی زبان میں اساطیر الاولین کہا جاتا ہے یعنی ان کی لائینیں جو اس قرآن کے نزول سے قبل گزر چکے لیکن جب اللہ سے پوچھا جائے تو اللہ نے بار بار قرآن میں کہا کہ قرآن میں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے نہ کہ اساطیر الاولین۔

جب قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں الاولین کی مثلوں سے الآخرین کی تاریخ ہے تو اس کا مطلب کہ جہاں موسیٰ کا ذکر ہے وہاں اصل میں اصل کوئی اور ہے جس کا ذکر کیا جارہا ہے اور وہ ہے موسیٰ کی مثل جو کہ اس امت کے شروع میں آئے محمد اور اس آیت میں جہاں عیسیٰ ابن مریم کا بالبیّنات کیساتھ آنے کا ذکر ہے تو وہ اصل میں اس امت اس قوم کے آخرین میں بعث کیے جانے والے احمد عیسیٰ کا ذکر ہے ابن مریم کی مثل سے۔ اسی طرح رسولوں میں سے کچھ کو قتل کیا گیا اور کچھ کا کذب تو یہ بنی اسرائیل کی کہانی نہیں یہ بنی اسرائیل کی لائینیں نہیں بلکہ بنی اسرائیل کی صورت میں موجودہ امت محمد کا ذکر کیا جارہا ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. آل عمران ۱۸۳

قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے اور کوئی ایک بھی آیت اس وقت تک بیّن نہیں ہوسکتی یعنی کھل کر واضح نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ حدثہ نہیں ہورہا ہوتا جس کی وہ تاریخ ہے اس لیے یہ آیت بھی قرآن کے نزول کے بعد الساعت کے قیام تک کے دوران اللہ کے کسی رسول اور ان لوگوں کی تاریخ ہے جن میں اس رسول کو بعث کیا جانا تھا اور اس آیت نے اس وقت تک کھل کر واضح نہیں ہونا تھا جب تک کہ اللہ اپنا وہ رسول بعث نہیں کردیتا اور پھر جیسے ہی اللہ اپنا وہ رسول بعث کرے گا تو نہ صرف قرآن کی یہ آیت بالکل کھل کر واضح ہوجائے گی بلکہ قرآن اس آیت کی صورت میں یاد دلا دے گا کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی قرآن کے نزول کے وقت ہی اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب یہ کس رسول کی تاریخ ہے یہ آیت خود کھول کھول کر واضح کررہی ہے کہ یہ اس رسول کی تاریخ ہے جس کے آنے سے قبل رسولوں کا دروازہ بند کیا ہوا ہوگا اور

ان کا کہنا یہ ہوگا کہ پہلی بات کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا ہوا ہے اب کوئی رسول نہیں آنا اس لیے اگر کوئی بھی آ کر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو تم نے اسے تسلیم نہیں کرنا بلکہ اس کا کذب ہی کرنا اسے قتل ہی کرنا اور دوسری بات کہ اللہ نے کہا کہ ایک مسیح میں بھیجوں گا لیکن اس کی پہچان یہ ہوگی کہ وہ جیسے پہلے رسول آتے تھے بالکل اسی طرح معجزات کیساتھ آئے گا جو کچھ ہم میں اس کے بارے میں پایا جاتا ہے یوں جب وہ آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے کیونکہ وہ اس کیساتھ آئے گا جس کیساتھ ہم کہہ رہے ہیں یعنی ایک تو وہ آسمانوں سے نیچے اترے گا اور دوسرا وہ معجزات کیساتھ آئے گا اور پھر جب اللہ کا وہ رسول آ گیا تو ان لوگوں نے اس کا کذب کر دیا۔

یعنی یہ آیت خود کو مسلمان کہلوانے والوں کے آخرین والوں اور ان میں بعث کیے جانے والے اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کی تاریخ ہے یعنی آج کی تاریخ ہے۔ دیکھیں اب جب آیت پر بات کرتے ہیں تو نہ صرف آج یہ آیت بالکل کھل کر واضح ہو چکی بلکہ آج قرآن اس آیت کی صورت میں آپ کو یاد دلا رہا ہے کہ یہ تھا اللہ کا وہ رسول جس کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس آیت کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیْنَاۤ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ جیسے اس سے قبل بنی اسرائیل کا کہنا تھا کہ اللہ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ اب کوئی رسول نہیں آنا اس لیے کسی ایک بھی رسول کے لیے نہیں ہے کہ تم اسے تسلیم کرو یہاں تک کہ وہ قربانٍ کیساتھ نہ آئے جسے النار کھا رہی ہو یعنی بنی اسرائیل جب ضلالٍ مبینٍ میں تھے تو ان کا رسولوں کے بارے میں عقیدہ ونظریہ یہ تھا کہ جو بھی اللہ کا رسول ہوتا ہے وہ قربانٍ کیساتھ آتا ہے تو اس کی قربانٍ کو آگ کھا رہی ہوتی ہے یوں واضح ہو جاتا ہے کہ وہی اللہ کا رسول ہے اس لیے جب تک کوئی ایسا نہیں آتا تب تک کوئی بھی رسول ہونے کا دعویدار ہو ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے ہم اسے قتل ہی کریں گے ہم اس کا کذب ہی کریں گے اس کا کفر ہی کریں گے تو بالکل بنی اسرائیل کی مثل آج خود کو مسلمان کہلوانے والوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ اللہ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ کسی ایک بھی رسول کے لیے نہیں کہ تم اسے مانو یعنی اب کوئی رسول نہیں آئے گا یہ دروازہ بند ہو چکا سوائے عیسیٰ کے اور پھر ان لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ زندہ آسمانوں سے اترے گا اور وہ معجزات کیساتھ آئے گا اس لیے جب تک کہ کوئی زندہ آسمانوں سے نہیں اترتا اور اس کے پاس معجزات نہیں ہوتے تب تک ہم کسی کو بھی اللہ کا بھیجا ہوا تسلیم نہیں کریں گے کیوں کہ اللہ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ اپنے اس قول میں اپنے اس دعوے میں سچے ہیں تو پھر بنی اسرائیل کو بھی سچا ہونا چاہیے تو کیا بنی اسرائیل اپنے اس دعوے میں سچے ثابت ہوئے؟ جب بنی اسرائیل نے بھی بالکل یہی کہا تھا ان کے بھی ایسے ہی عقائد ونظریات تھے اور پھر جب اللہ کے رسول کی بعثت کا وقت آیا تو وہ بے بنیاد وجھوٹے ثابت ہو گئے تو آج خود کو مسلمان کہلوانے والے کس بنیاد پر سچے ثابت ہو سکتے ہیں؟

آج جب وہ وقت آ گیا یعنی آج جب یہ ضلالٍ مبینٍ میں ہو رہے ہیں اور ان میں مومنین موجود ہیں یعنی ایسے لوگ جو اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں کر رہے ہیں کہ اے اللہ ہر طرف گمراہیاں ہی گمراہیاں ہیں ہمیں ہدایت دے تو اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ان پر احسان کیا ان میں انہی سے اپنا ایک رسول احمد عیسیٰ بعث کر دیا تو آگے سے خود کو مسلمان کہلوانے والوں کا بالکل وہی کہنا ہے جو اس سے قبل بنی اسرائیل کہہ چکے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ کا ہماری طرف عہد ہے اللہ نے ہم سے یہ کہا ہوا ہے کہ محمد آخری رسول تھا محمد کے بعد کوئی رسول نہیں سوائے عیسیٰ کے اور عیسیٰ آئے گا پہلی بات کہ آسمانوں سے اترے گا اور دوسری بات کہ معجزات کیساتھ آئے گا اس لیے کوئی بھی رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو ہم اسے ہرگز تسلیم نہیں کریں گے ہم اس کا کفر ہی کریں گے ہم اس سے کذب ہی کریں گے کیونکہ یہ ہم کو اللہ نے کہا ہوا ہے اللہ نے ہم سے عہد کیا ہوا ہے کہ اب کوئی رسول نہیں۔ اب سوائے عیسیٰ کے ہم کسی کو بھی تسلیم نہیں کریں گے اور عیسیٰ کی پہچان یہ ہے کہ اول تو وہ زندہ آسمانوں سے اترے گا اور دوم وہ معجزات کیساتھ آئے گا۔ تو آج اللہ اپنے رسول احمد عیسیٰ کو کہہ رہا ہے قُلْ قَدْ انہیں کہہ ہونا وہ ہے جو اللہ نے طے کر دیا جو اللہ نے قدر میں کر دیا، اللہ نے جو قدر میں کر دیا اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا بس اس کے ہونے کا وقت آنے کی دیر ہوتی ہے اور جب اس کے ہونے کا وقت آ جائے جو اللہ نے طے کر دیا یعنی قدر میں کر دیا تو دنیا کی کوئی بھی طاقت اسے ہونے سے نہیں روک سکتی کیونکہ ہر اس شئے پر اللہ ہے جو اس نے قدر میں کر دیا ہوا ہے تو اے عقل کے اندھو تمہیں سننے کے لیے کان دیئے دیکھنے کے لیے آنکھیں جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی دی تو ذرا غور وفکر کرو تم پر یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جائے گی جو اللہ نے قدر میں کر دیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اس طرح آتا ہے جس کیساتھ تم کہہ رہے ہو یعنی معجزات کیساتھ آتا ہے یا پھر رسول اس کیساتھ آتا ہے جس کیساتھ میں کہہ رہا ہوں یعنی البیّنات کیساتھ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ

قَتَلۡتُمُوۡهُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ میں کہہ رہا ہوں رسول آتا ہے البیّنات کیساتھ اللہ نے رسول بالبیّنات بھیجنا قدر میں کیا اور تم کہہ رہے ہو رسول آتے ہیں معجزات کیساتھ اب اگر تم لوگ اپنے دعوے میں سچے ہو تو اے عقل کے اندھو پھر تو کسی ایک بھی رسول کو قتل نہیں کیا جانا چاہیے تھا کسی ایک کا بھی کذب نہیں کیا جانا چاہیے تھا لیکن تم لوگ تو اس سے پہلے بھی رسولوں کو قتل کرتے رہے اب اگر تم لوگ سچے ہو تو بتاؤ انہیں کیوں قتل کرتے رہے؟ اے عقل کے اندھو جب کہ یہ بات طے شدہ ہے مجھ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں کہ جسے اللہ کا رسول تسلیم کیا گیا ہو بلکہ ہر رسول کا کذب کیا گیا بعض کا کذب اور بعض کو قتل کیا جاتا رہا تو ان کیساتھ تم لوگوں نے کیوں ایسا کیا؟ اگر وہ بالکل اسی طرح آتے جیسے تم کہہ رہے ہو یعنی وہ لوگوں کی خواہشات کیمطابق آتے وہ معجزات کیساتھ آتے تو کیا ان کا کذب و قتل کیا جاتا؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ تب تو ہر رسول کو تسلیم کیا جانا چاہیے تھا لیکن پھر اس سے قبل ہر رسول کیساتھ اس کے بالکل برعکس ہی کیوں ہوا؟ تم لوگوں نے اس سے قبل بھی ہر رسول کا کذب و قتل ہی کیوں کیا اگر تم لوگ سچے ہو تو؟

اسی بات سے اندازہ لگا لو کہ آج تم لوگ اگر میرا کذب کر رہے ہو مجھے قتل تک کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہو تو کیوں؟ کیا اسی وجہ سے نہیں کہ میں تمہاری خواہشات کیساتھ نہیں آیا بلکہ تمہاری خواہشات کے برعکس آیا ہوں اسی لیے تم میرا کذب کر رہے ہو مجھے قتل تک کرنے کی کوشش کر رہے ہو اور اگر میں تمہاری خواہشات کے ساتھ آتا تمہاری خواہشات کے عین مطابق آتا یعنی میں اسی طرح آتا جیسے تم کہہ رہے ہو کہ میں آسمانوں سے اترتا اور پھر میرے پاس وہی معجزات ہوتے جو کچھ بھی تم کہہ رہے ہو تو کیا پھر بھی تم میرا کذب ہی کرتے؟ کیا پھر بھی تم لوگ مجھے قتل تک کرنے کی کوشش کرتے یا پھر تم میں سے ہر کوئی مجھے رسول تسلیم کر لیتا؟ حق بالکل واضح ہے کہ اگر میں تمہاری خواہشات کے ساتھ آتا تو تم میرا کذب کرنے کی بجائے مجھے نہ صرف رسول تسلیم کرتے بلکہ میری راہوں میں اپنی پلکیں بچھاتے۔ یہی وجہ ہے کہ تم نے مجھ سے پہلے بھی ہر رسول کو کذب و قتل ہی کیا کیوں کہ کوئی ایک بھی رسول تمہارے خواہشات کے مطابق نہیں آیا بلکہ ہر رسول اسی طرح آیا جیسے رسول بھیجنا اللہ نے قدر میں کر دیا اللہ نے رسول معجزات کیساتھ بھیجنا قدر میں نہیں کیا بلکہ اللہ نے رسول البیّنات کیساتھ بھیجنا قدر میں کیا۔ تو اے عقل کے اندھو غور و فکر کرو کیا وہ ہو سکتا ہے جو اللہ نے قدر میں ہی نہیں کیا؟ کیا اس کے خلاف ہو سکتا ہے جو اللہ نے قدر میں کیا ہو؟ اور کیا اسے ہونے سے دنیا کی کوئی بھی طاقت روک سکتی ہے جو اللہ نے قدر میں کر دیا؟ حق تم پر کھول کھول کر واضح کر دیا گیا اب اس کے باوجود بھی تم لوگ میرا یعنی اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا کذب ہی کرتے ہو تو پھر جان لو تمہاری تاریخ آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اسی قرآن میں اتار دی گئی تھی۔

فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ جَآءُوۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ. آل عمران ۱۸۴

فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ پس اگر تیرا کذب ہی کر رہے ہیں فَقَدۡ تو پس تحقیق یعنی انہیں سننے کے لیے کان دیئے دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں اور جو بھی سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی صلاحیت دی تو کیوں دی؟ ظاہر ہے اسی لیے کہ جو سنائی دے رہا ہے اسے سنو جو دکھائی دے رہا ہے اسے دیکھو اور پھر صرف سنو اور دیکھو نہیں بلکہ اسے سمجھو جب تم سمجھو گے تو تم پر یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جائے گی جو ہم نے قدر میں کر دیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا، جو آج تم ہمارے رسول کا کذب کر رہے ہو اس کذب کا انجام کیا ہے وہ بھی تم پر کھل کر واضح ہو جائے گا فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ جَآءُوۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ پس اگر تیرا کذب ہی کر رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہو رہی یہ کوئی پہلی بار نہیں ہو رہا بلکہ یہ لوگ اپنی تحقیق کر لیں تجھ سے پہلے بھی رسولوں کا کذب کیا جا چکا وہ بھی بالکل اسی طرح آئے جیسے آج تجھے بھیجا گیا یعنی وہ بھی آئے تھے البیّنات کیساتھ نہ کہ معجزات کیساتھ اور اسی وجہ سے ان کا بھی کذب کیا گیا وہ آئے جب جب جس جس ہدایت کی ضرورت تھی اس کیساتھ اور الکتاب المنیر کیساتھ لیکن جب ان کا بھی کذب کیا گیا تو پھر کذب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟ کیا کذب کرنے والے سچے ثابت ہوئے اپنی منصوبہ بندیوں میں کامیاب ہو گئے یا پھر انہیں ہمارے رسولوں کے کذب کرنے کا مزا چکھنا پڑا انہیں عذاب عظیم نے آ لیا اور وہ صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے؟ جو ان کیساتھ ہوا بالکل اسی طرح آج ان کیساتھ بھی ہونے والا ہے عذاب عظیم ان کے بالکل سر پر آ کھڑا ہے۔

جان لو کہ مجھ سے پہلے بھی یہ سب ہو چکا یعنی یہ کوئی پہلی بار نہیں ہو رہا کہ تم پر جس نے سب کچھ کھول کھول کر رکھ دیا تم اس کی دعوت کو تسلیم کرنے کی بجائے اس کیساتھ دشمنی کرنا شروع کر دو اس کے خلاف محاذ کھول دو اس پر الزامات و بہتانات لگانا شروع کر دو اور وہی کرتے رہو جو تم پہلے سے کر رہے تھے تو جنہوں نے تم سے پہلے رسولوں کیساتھ ایسا کیا تو ان کا انجام کیا ہوا؟ بالکل وہی انجام تمہارا ابھی ہونے والا ہے جو تمہارے سر پر آ چکا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ. البقرة ۸۷

وَلَقَدْ اور تم کو ایسا قدر میں کیا تو کیوں کیا؟ یعنی تم کو سننے کے لیے کان دیکھنے کے لیے آنکھیں پھر جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی بھی صلاحیت دی تو آخر کیوں؟ اسی لیے تا کہ جو کچھ بھی تمہیں سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو جب تم سمجھو گے تو تم پر کھل کر واضح ہو جائے جو ہم نے قدر میں کر دیا جو طے شدہ ہے جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اور جب اس کے ہونے کا وقت آ جائے تو اسے ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ جو تم کہہ رہے ہو ہم نے موسیٰ کو وہ نہیں دیا تھا بلکہ دی تھی ہم نے موسیٰ کو بھی الکتاب وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور موسیٰ کے بعد پے در پے اسی کیساتھ رسول بھیجتے رہے جس کیساتھ موسیٰ کو بھیجا وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور پھر جب وہ رسولوں میں سے بعض کا کذب اور بعض کا قتل کرتے رہے جس وجہ سے وہ ضلالٍ مبین میں چلے گئے تو ہم نے ان کے آخرین میں بھیجا عیسیٰ ابن مریم کو اور عیسیٰ ابن مریم کو وہ نہیں دیا تھا جو تم کہہ رہے ہو کہ عیسیٰ ابن مریم کو معجزات دئے تھے بلکہ دی تھیں ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھی البیّنات یعنی عیسیٰ ابن مریم کو البیّنات کیساتھ بھیجا گیا عیسیٰ ابن مریم نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور روح القدس کیساتھ وہ ہمارا اید تھا یعنی جب عیسیٰ ابن مریم نے ہماری آیات کو کھول کھول کر واضح کیا تو اس وقت عیسیٰ ابن مریم کا کذب کیا گیا اس کیساتھ دشمنی کی گئی یہاں تک کہ کفر کرنے والوں نے اپنی طرف سے قتل تک کر دیا تو آخر تک عیسیٰ ابن مریم ڈٹا رہا وہ لڑکھڑایا نہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ روح القدس تھا یعنی وہ ہمارا طیب بشر تھا جو طیب سے وجود میں آیا تھا اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ کیا کیا تم لوگوں نے جب جب بھی تم میں تمہی سے رسول آیا؟ تمام کے تمام رسولوں میں سے جب جب بھی تم میں تمہی سے رسول آیا تو کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں جو تمہاری خواہشات کے مطابق آیا ہو بلکہ ہر رسول جس کیساتھ آیا وہ تمہاری خواہشات نہیں تھیں وہ تمہاری خواہشات کے برعکس آیا تو تم لوگوں نے رد کیا یعنی تم لوگوں نے کہا کہ نہیں اس کی نہیں مانیں گے اسے رسول تسلیم نہیں کریں گے یہ جو کچھ بھی کہہ رہا ہے اسے تسلیم نہیں کریں گے بلکہ ہم تو اسی پر ڈٹے رہے ہیں گے جس پر ہم نے اپنے آبا و اجداد کو پایا یوں تم لوگوں نے استکبار کیا خود کو بڑا کہا کہ ہماری مانی جائے گی اور رسولوں میں سے ایک گروہ کا کذب کرتے رہے جیسے آج تم اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا کذب کر رہے ہو جو تمہاری خواہشات کے برعکس آیا ہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے جیسے آج تم اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کو قتل کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہو۔

یہ بات یاد رکھیں کہ قرآن میں کہیں بھی جہاں جہاں ماضی کی اقوام کا ذکر کیا گیا ہے وہاں بات ایسے نہیں کی گئی کہ ماضی میں کوئی قوم گزر چکی تو ان کی کہانی سنائی جا رہی بلکہ آیات میں جو الفاظ استعمال کیے گئے وہ ایسے ہیں کہ ہر مقام پر حال کی بات کی جا رہی ہے اور ساتھ ساتھ کہا جا رہا ہے کہ یہ ماضی میں ہو چکا مثلاً آپ اسی آیت کے ہی آخری حصے کو لے لیجئے فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ یہاں کہا جا رہا ہے پس ان میں سے ایک فریق کا تم کذب اور ایک فریق کو قتل کر رہے ہو تَقْتُلُوْنَ کے ن سے زبر ہٹا دی جائے تو معنی بنیں گے قتل کر رہے ہو یعنی حال کی بات ہو رہی ہے قتل کر رہے ہو اور آگے ن پر زبر لانے سے اس کے معنی بن جائیں گے قتل کر رہے ہو یہ ماضی میں بھی ہو چکا۔ اور اگر اس آیت میں سیدھا سیدھا یہی مان لیا جائے کہ بنی سرائیل کی بات کی جا رہی ہے بنی اسرائیل میں موسیٰ اور موسیٰ کے بعد جو نبی رسول آتے رہے اور پھر عیسیٰ ابن مریم وغیرہ کی بات ہو رہی ہے اس لیے اس آیت میں بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو اس صورت میں بھی جان لیجئے کہ بنی اسرائیل کو تو سلف کیا جا چکا یعنی بنی اسرائیل تو گزر چکے ماضی کا قصہ بن چکے اب اگر اس آیت میں یا ایسی ہی باقی آیات میں محض بنی اسرائیل جو کہ گزر چکے ان کا ذکر کیا جا رہا ہے تو یہ اساطیر الاولین بن جاتی ہیں کہ ان آیات میں جو گزر چکے ان کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کو ان کے علاوہ

یعنی موجودہ قوم یا امت کیساتھ کوئی تعلق نہیں تو یہ محض الاولین یعنی قرآن کے نزول سے قبل والوں کی لائنیں ہی رہ جاتی ہیں لیکن کیا حقیقت یہی ہے کہ یہ اساطیر الاولین ہیں؟

جب یہی سوال اللہ سے کیا جائے تو اللہ اس کا جواب قرآن میں بالکل واضح کر دیتا ہے کہ قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں جیسا کہ پہلے آپ ان آیات کو دیکھ لیں جن میں یہ کہا گیا کہ جن پر قرآن کی آیات کھول کھول کر رکھی جا رہی ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ نہیں ہے یہ یعنی اس قرآن میں جو گزشتہ اقوام کا ذکر کیا گیا وہ کچھ بھی نہیں سوائے اساطیر الاولین کے یعنی وہ محض گزشتہ لوگوں کے بارے میں لکھی گئی لائنیں ہیں جن کا اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں۔

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. القلم ۱۵، المطففین ۱۳

جب تلاوہ کی گئی اس پر ہماری آیات یعنی جب انسان پر اللہ کے بھیجے ہوئے اللہ کے رسول کی طرف سے اللہ کی آیات کی تلاوہ کی گئی اللہ کی آیات کو بیّن کیا گیا کھول کھول کر واضح کیا گیا قَالَ کہا یعنی آگے سے انسان کا ردعمل کیا ہے جواب کیا ہے اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اساطیر الاولین ہیں یعنی یہ جو بھی قرآن میں گزشتہ لوگوں کے بارے میں آیات آئی ہیں یہ تو محض پہلوں کی سطریں ہیں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

پیچھے آپ پر واضح کیا جا چکا کہ اساطیر الاولین اس طرح ثابت ہوتی ہیں جب یہ کہا جائے کہ یہ تو گزشتہ لوگوں کی بات کی جا رہی ہے جس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور یہی موجودہ انسانوں کا کہنا ہے وہ جو قرآن پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہیں اور مزید کیا کہتے ہیں یہ بھی اللہ نے قرآن میں بیان کر دیا۔

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. النمل ۶۸

تحقیق کہ یعنی تم اپنی تحقیق کر لو تمہارے سامنے یہی بات آئے گی وعدہ ہے ہمارا یہ ہم اور ہمارے آبا و اجداد اس سے پہلے نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین۔ یعنی یہ ہمارا وعدہ ہے تم اپنی تحقیق کر لو تمہارے سامنے یہی آئے گا ہم یعنی موجودہ وہ لوگ جو قرآن کی ترجمانی کے دعویدار ہیں جو علماء و مفسر ہیں اور جو ہمارے آبا و اجداد یعنی وہ جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں جنہوں نے قرآن کی تفسیریں لکھیں تمہیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ملے گی کہ یہ جو کچھ بھی ہے یہ محض ان کی سطریں یعنی محض قصے و کہانیاں ہیں جو قرآن کے نزول سے پہلے گزر چکے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّا ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. النحل ۲۴

اور جب کہا گیا ان کو جو اس وقت دنیا میں موجود ہیں یعنی قرآن کے نزول کے بعد جب اللہ نے ان میں انہی سے اپنا رسول بعث کر دیا تو اللہ نے اس وقت موجودہ لوگوں کو اپنے رسول کی صورت میں کہا کیا اتارا تھا تمہارے ربّ نے؟ تو آگے سے جواب دے رہے ہیں اساطیر الاولین یعنی اللہ نے اس قرآن میں وہ جو اس قرآن سے قبل گزر چکے ان کی لائنیں اتاری ہیں ان کا ذکر کیا ہے ان کے بارے میں بتایا ہے ان کی کہانیاں سنائی ہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. الانفال ۳۱

آج سے چودہ صدیاں قبل آج کی تاریخ اتارتے ہوئے کہا گیا اور جب آگے چل کر مستقبل میں تلاوہ کی گئیں ان پر آیات ہماری یعنی آج سے چودہ صدیاں قبل اللہ نے آج کے بارے میں کہا کہ جب اللہ نے ان کے آخرین میں اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کیا اور احمد عیسیٰ نے ان پر اللہ کی آیات کو پوری ترتیب کے ساتھ کھول کھول کر واضح کیا تو اس وقت موجود لوگ جن میں اللہ نے اپنا رسول احمد عیسیٰ بعث کیا وہ آگے سے جواب دے رہے ہیں ردعمل کا اظہار کر رہے ہیں تحقیق سن چکے ہم اگر ہمارا قانون ہوتا یعنی اگر یہی دین ہوتا ہمارے نزدیک تو ہم اس کے لیے بالکل ایسے ہی کہتے یعنی ہمارے نزدیک یہ دین نہیں ہے اگر ہم بھی اسے دین سمجھتے جسے تُو دین کہہ رہا ہے تو ہم بھی یہی سب کہتے جو تُو کہہ رہا ہے کہ یہ مثلیں ہیں الاولین کی مثلوں سے ہماری تاریخ ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ نہیں ہے یہ مگر اساطیر الاولین ہیں یعنی یہ قرآن میں جو کچھ بھی گزشتہ لوگوں کے بارے میں آیا ہے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ دین نہیں ہے یہ تو محض الاولین کی سطریں ہیں ان کے قصے و کہانیوں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

اب دیکھیں قرآن میں اللہ نے اس کا کیا جواب دیا کہ اس قرآن میں جو گزشتہ لوگوں کا ذکر کیا گیا وہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں قرآن میں قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ ہونا تھا اس سب کا ذکر کر دیا لیکن مثلوں سے۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا. الاسراء ۸۹

وَلَقَدۡ اورتم کوایسا قدر میں کیا تو کیوں کیا؟ یعنی تم کو سننے کے لیے کان دیکھنے کے لیے آنکھیں پھر جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی بھی صلاحیت دی تو آخر کیوں؟ اسی لیے تا کہ جو کچھ بھی تمہیں سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو جب تم سمجھو گے تو تم پر کھل کر واضح ہو جائے جو ہم نے قدر میں کر دیا جو طے شدہ ہے جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اور جب اس کے ہونے کا وقت آجائے تو اسے ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی صَرَّفۡنَا پھیر پھیر کر ہر پہلو سے ہم نے سامنے لا رکھا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لوگوں کے لیے اس القرآن میں مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ تمام کا تمام یعنی جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک موجود ہے جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو پیش آنا ہے وہ سب کا سب مثلوں سے فَاَبٰۤى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا پس انکار کر دیا لوگوں کی اکثریت نے مگر اس لیے کہ جو کچھ بھی انہیں دیا گیا وہ اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے جس مقصد کے لیے انہیں دیا گیا وہ اپنی خواہشات کی اتباع کرنا چاہتے ہیں اس لیے لوگوں کی اکثریت نے اس کا انکار کر دیا کہ اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر جو کچھ بھی ہونا ہے یا ہونا تھا وہ سب کا سب مثلوں سے پھیر پھیر کر ہر پہلو سے سامنے لا رکھا، بڑے سے بڑا واقعہ ہو یا چھوٹے سے چھوٹا سب کا سب ہر پہلو سے پھیر پھیر کر اس قرآن میں سامنے لا رکھا۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا. الکھف ۵۴

اور تحقیق کہ یعنی تم کو قدر میں سننے دیکھنے اور جو سنتے اور دیکھتے ہو اسے سمجھنے والا کیا تو آخر کیوں کیا؟ اسی لیے کیا تا کہ جو کچھ بھی سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو جب اسے سمجھو گے تو تم پر وہ سب کا سب کھل کر واضح ہو جائے گا جو بھی قدر میں کر دیا گیا جو کہ حق ہے اس لیے تم اپنی طرف سے پوری تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو جو کہا جا رہا ہے وہی تمہارے سامنے آئے گا ہم ہر پہلو سے ہر لحاظ سے پھیر پھیر کر سامنے لے آئے اس القرآن میں لوگوں کے لیے تمام کا تمام مثلوں سے یعنی اس قرآن میں ماضی میں پیش آنے والے واقعات میں سے صرف ان کا ذکر کیا جو ہو بہو اسی طرح قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک پیش آئیں گے لوگوں کے ہر سوال کا جواب ہر پہلو سے ہر لحاظ سے پھیر پھیر کر اس قرآن میں سامنے لا رکھا، قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو جب جب جو جیسے جیسے راہنمائی درکار تھی سب کا سب اس قرآن میں ہر پہلو سے پھیر پھیر کر تمہارے سامنے لے آئے۔ اور تھا انسان اکثریت معاملات میں جھگڑا کرنے والا سو جھگڑا ہی کیا یعنی قرآن کی بات تسلیم کرنے کی بجائے اپنی خواہشات واپنے خود ساختہ الٰہوں کی باتوں کو قرآن پر ترجیح دی، جب بھی قرآن نے کسی معاملے میں راہنمائی کی تو اپنی بے ہودہ دلیلوں کو قرآن پر پیش کیا اور قرآن کے مدمقابل اور اشیاء کو لا کھڑا کیا وہ بات نہ تسلیم کی جو قرآن نے سامنے لا رکھی۔

ان آیات نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو جو جو معاملات بھی پیش آنے تھے ان کے ہر سوال کا جواب اسی قرآن میں سامنے لا رکھا اور پھر نہ صرف اس قرآن میں سامنے لا رکھا بلکہ پھیر پھیر کر ہر پہلو سے مثلوں کیساتھ سامنے لا رکھا یعنی اس قرآن میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا یا ہونا ہے اس سب کی تاریخ پہلے ہی لکھ دی اور مثلوں سے لکھی گئی۔

مطلب یہ کہ آپ اس قرآن میں دیکھتے ہیں بار بار جگہ جگہ وہ لوگ جو گزر چکے ان کا ذکر آتا ہے بہت سے واقعات کا ذکر آتا ہے جو ماضی میں ہو چکے جس وجہ سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ قرآن گزرے ہوؤں کی کہانیاں سنا رہا ہے لیکن وہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ وہ سب کی سب مثلیں ہیں۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا اس میں سے وہ اور ایسے بیان کیا جو آگے مستقبل میں ہونے والے واقعات کا احاطہ کرے یعنی اس قرآن میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ اس طرح مثلوں سے لکھی گئی کہ جس سے نہ صرف ماضی کی تاریخ بھی آجاتی ہے بلکہ مستقبل میں کیا کچھ ہونا ہے اس سب کی تاریخ بھی بن جاتی ہے۔

جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو اگر اس سے مراد یہ لے لیا جائے کہ یہاں بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر بنی اسرائیل تو گزر چکے ماضی کا قصہ بن چکے اس کا مطلب یہ ہو گا کہ قرآن بنی اسرائیل کی کہانی سنا رہا ہے یوں قرآن میں بنی اسرائیل سے متعلق جو کچھ بھی آیا ہے وہ محض چند سطروں کے علاوہ کچھ نہیں جنہیں عربی میں اساطیر الاولین کہا جائے گا لیکن قرآن خود یہ کہہ رہا ہے کہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں مطلب اصل میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں کیا گیا اصل میں ذکر موجود امت کا کیا جا رہا ہے لیکن مثل سے اس کے بہت سے فائدے ہو جاتے ہیں ایک تو یہ کہ اس طرح نہ صرف اصل مقصد مستقبل کی تاریخ

بن گئی دوسرا بنی اسرائیل یعنی ماضی کی تاریخ بھی لکھی گئی تیسرا یہ کہ قرآن جو بار بار غور وفکر کا کہتا ہے جو غور وفکر نہیں کریں گے وہ اسی کے ذریعے گمراہی کا شکار ہوں گے وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ بنی اسرائیل کی کہانی سنائی جا رہی ہے یہ اساطیر الاولین ہیں اور جو غور وفکر کریں گے وہ اس سے ہدایت پائیں گے ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں جہاں گزشتہ لوگوں کا ذکر کیا گیا اصل میں وہاں ان کا ذکر نہیں بلکہ موجودہ لوگوں کا ذکر ہے ان کی تاریخ لکھی گئی ہے۔

اور اسی بات کو اللہ نے قرآن میں ایک اور پہلو سے بالکل کھول کر واضح کر دیا۔

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلاً لِّلْاٰخِرِيْنَ. الزخرف ۵۶

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا جو دنیا میں آئے تھے اب گزرے ہوئے ہو چکے اور جنہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی جو الاولین تھے وہ جو اس قرآن کے نزول سے پہلے اس زمین پر آباد تھے جتنی بھی قومیں تھیں ان سب کے سب کو ایک ایک کو نہ صرف گزرا ہوا کر دیا گیا بلکہ انہیں مثل کر دیا گیا قرآن کے نزول کے بعد والوں کے لیے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کن کو سلفاً کر دیا یعنی جو بھی دنیا میں آئے ان میں ایک ایک کو گزرا ہوا کر دیا؟ آیت کے آخر میں لفظ الآخرین آیا ہے جو کہ الاولین کی ضد ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ الاولین کو سلفاً کر دیا اس کے علاوہ بھی اگر آپ سورت الزخرف کی اس آیت سے پچھلی آیات کو دیکھیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ پیچھے الاولین کا ہی ذکر کیا جا رہا ہے۔

اس آیت میں اللہ نے یہ بات بالکل کھول کر اور دوٹوک الفاظ میں واضح کر دی کہ اس قرآن کے نزول سے پہلے جو بھی دنیا میں آیا خواہ وہ کوئی رسول تھا، امت تھی یا قوم ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا۔ اس قرآن کے نزول سے پہلے جو بھی دنیا میں آیا جو الاولین تھے ان کو گزرے ہوئے کر دیا اور نہ صرف گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا الآخرین یعنی بعد والوں کے لیے۔

یہ وہ وجہ ہے جس وجہ سے اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر یہ بات بار بار واضح کی اور ہر پہلو سے واضح کی کہ اس قرآن میں ہر شئے کو مثلوں سے بیان کر دیا۔ اس قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں ہیں۔ جہاں قوم نوح کا ذکر کیا جا رہا ہے تو وہ اصل میں قوم نوح نہیں بلکہ موجود قوم یعنی جو لوگ دنیا میں آباد ہیں ان کا ذکر کیا جا رہا ہے کیونکہ قوم نوح تو الاولین میں سے تھی الاولین کو ہم نے سلف کر دیا اور نہ صرف سلف کر دیا بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے اس لیے جہاں قوم نوح کے الفاظ آئے ہیں تو وہاں اصل میں ذکر ان کی مثل موجودہ قوم کا ہے اسی طرح قرآن میں جہاں جہاں الاولین کا ذکر آیا ہے تو وہاں اصل میں ان کا ذکر نہیں قوم عاد وثمود، قوم لوط، قوم شعیب یا آل فرعون کا ذکر نہیں بلکہ وہ تو تمہاری ہی تاریخ بیان کر دی گئی مگر مثلوں سے۔ اسی طرح جہاں جہاں امت بنی سرائیل کا ذکر آتا ہے تو وہاں اصل میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ بنی اسرائیل کو تو سلف یعنی گزرے ہوئے کر دیا اور انہیں نہ صرف گزرے ہوئے کر دیا بلکہ مثل کر دیا بعد والوں کے لیے تو ذرا غور کریں امت بنی اسرائیل تو سلف ہو چکی وران کی مثل کون سی امت ہوئی جو ان کے بعد والی ہے؟ موجودہ امت، امت محمد، قرآن میں جہاں جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو وہاں اصل میں بنی اسرائیل کا ذکر نہیں بلکہ اصل میں ذکر موجودہ امت محمد جو کہ ان کی مثل ہے اس کا کیا جا رہا ہے جہاں جہاں بنی اسرائیل کی ذلت کا ذکر کیا گیا ان کی ذلت کے اسباب کا ذکر کیا گیا کہ نبوت کا دروازہ بند کر لینا نبیوں کو قتل کرنا یہ سب انہوں نے کیا تو وہاں وہاں اصل میں ذکر موجودہ امت کا ہے کہ یہ امت آج جس حال میں ہے یہ کہاں سے کہاں آ چکی کہ دنیا میں اگر کتا مر جائے تو پوری دنیا بلبلا اٹھتی ہے لیکن اس امت کے کروڑوں مر جائیں تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی بالکل وہی حال جو بنی اسرائیل کا ہوا اسی وجہ سے ہوا جس وجہ سے بنی اسرائیل کا یہی حال ہوا تھا نبوت کا دروازہ بند، نبیوں کو قتل ان کا کذب، خبائث کھانا اور سور و بندر بن جانا اللہ کے قانون میں الاموات ہو جانا غور وفکر کی بجائے اندھوں کی طرح اپنے ملاؤں کے پیچھے چلنا۔

آپ پر ہر لحاظ سے یہ بات کھل کر واضح ہو چکی ہے کہ قرآن میں جہاں بھی بنی اسرائیل اور ان کے بارے میں جو بھی بات کی گئی ہے وہ اصل میں بنی اسرائیل کا ذکر نہیں کیا جا رہا بلکہ اصل میں ذکر موجودہ امت کا کیا جا رہا ہے لیکن مثل سے کیونکہ بنی اسرائیل کو تو سلف کیا جا چکا اور جنہیں سلف کیا جا چکا انہیں مثل کر دیا بعد والوں کے لیے اس لیے امت بنی اسرائیل کو سلف اور بعد والی یعنی موجودہ امت کے لیے مثل کر دیا یوں قرآن میں جہاں بھی امت بنی اسرائیل کے بارے میں

آیات آئی ہیں وہاں اصل میں ذکر موجودہ امت کا ہے جیسے کہ جس آیت پر ہم بات کر رہے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ. البقرة ۸۷

اس آیت میں موسیٰ سلف یعنی گزرا ہوا ہو چکا اور سلف کو مثل کر دیا الآخرین یعنی بعد والوں کے لیے تو اصل میں موسیٰ کی مثل اس امت کے شروع میں محمد کا ذکر کیا جا رہا ہے یوں اصل میں یہ آیت یوں بنے گی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُحَمَّدَ الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا اَحْمَدُ عِيْسَى الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ. البقرة ۸۷

وَلَقَدْ اور تم کو ایسا قدر میں کیا تو کیوں کیا؟ یعنی تم کو سننے کے لیے کان دیکھنے کے لیے آنکھیں پھر جو سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھنے کی بھی صلاحیت دی تو آخر کیوں؟ اسی لیے تا کہ جو کچھ بھی تمہیں سنائی اور دکھائی دے رہا ہے اسے سمجھو جب تم سمجھو گے تو تم پر کھل کر واضح ہو جائے جو ہم نے قدر میں کر دیا جو طے شدہ ہے جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اٰتَيْنَا مُحَمَّدَ الْكِتٰبَ تمہارا کہنا ہے کہ ہم نے محمد کو القرآن دیا؟ نہیں بلکہ دی ہم نے محمد کو الکتاب جو کہ ہم نے قدر میں کر دیا جس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا یعنی ہم نے رسولوں کو الکتاب دیا جانا قدر میں کیا اس لیے محمد کو الکتاب دی تھی نہ کہ وہ دیا جو تم کہہ رہے ہو وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور پے در پے اس کے بعد الکتاب کیساتھ رسول بھیجتے رہے یعنی محمد کے بعد اسی کیساتھ رسول آتے رہے جس کے ساتھ محمد کو بھیجا گیا جو محمد کو دیا گیا اور پھر جب خود کو مسلمان کہلوانے والے محمد کے بعد محمد کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آنے والے رسولوں کو کذب و قتل کرتے رہے، انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد کے بعد اب کوئی رسول نہیں تو ان پر ان کے اس عمل کے سبب ذلت و مسکنت ڈال دی گئی یہاں تک کہ یہ ضلالٍ مبین میں چلے گئے تب ان کے آخرین میں بھیجا ہم نے احمد عیسیٰ کو جس کی بعثت کا وعدہ کیا گیا تھا وَاٰتَيْنَا اَحْمَدُ عِيْسَى الْبَيِّنٰتِ اور احمد عیسیٰ کو ہم نے اس کیساتھ نہیں بھیجا جو کہ ان کی خواہشات ہیں یعنی احمد عیسیٰ کو آسمانوں سے نہیں اتارا اور نہ ہی اسے معجزے دیئے ہیں بلکہ احمد عیسیٰ کو وہی دیا جو ہر رسول کو دیا جانا قدر میں کیا جس کے خلاف کچھ ہو ہی نہیں سکتا یعنی احمد عیسیٰ کو دیں ہم نے البیّنات یوں احمد عیسیٰ نے آ کر حق کھول کھول کر واضح کر دیا احمد عیسیٰ نے وہ سب کا سب ان پر کھول کھول کر واضح کر دیا جس میں بھی یہ اختلاف میں پڑے ہوئے تھے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور آج جب احمد عیسیٰ کو بعثت کر دیا جو حق ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کر رہا ہے تو اس کی بھرپور مخالفت کی جا رہی ہے اس کیساتھ دشمنی کی جا رہی ہے اس پر زمین تنگ کی جا رہی ہے طرح طرح سے ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے اس سب کے باوجود احمد عیسیٰ پر کوئی فرق نہیں پڑ رہا اپنی ذمہ داری پر ڈٹا ہوا ہے اور یہ جو احمد عیسیٰ کر رہا ہے اس وجہ سے کر رہا ہے کیوں کہ ہم نے اسے یہ کرنے کی قوت دی روح القدس سے یعنی احمد عیسیٰ روح القدس ہے یہ ہماری تقدیس کرنے والی روح ہے دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کا نہ تو مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ ہی اسے اس کی ذمہ داری سے ہٹا سکتی ہے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ کیا کیا تم لوگوں نے جب جب بھی تم میں تمہی سے رسول آیا؟ تمام کے تمام رسولوں میں سے جب جب بھی تم میں تمہی سے رسول آیا تو کوئی ایک بھی رسول ایسا نہیں جو تمہاری خواہشات کے مطابق آیا ہو بلکہ ہر رسول جس کیساتھ آیا وہ تمہاری خواہشات نہیں تھیں وہ تمہاری خواہشات کے برعکس آیا تو تم لوگوں نے استکبار کیا یعنی تم لوگوں نے کہا کہ نہیں اس کی نہیں مانیں گے اسے رسول تسلیم نہیں کریں گے یہ جو کچھ بھی کہہ رہا ہے اسے تسلیم نہیں کریں گے یوں تم نے رسولوں کے ایک گروہ کا کذب کیا اور ایک کو قتل کرتے رہے بالکل ایسے ہی جیسے آج تم اللہ کے رسول احمد عیسیٰ کا کذب کر رہے ہو اور اسے اپنی طرف سے قتل کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہو۔

جیسے امت بنی اسرائیل کے شروع میں موسیٰ رسول اللہ و خاتم النبیّن تھے بالکل اسی طرح امت سلف بنی اسرائیل کی مثل موجودہ امت کے شروع میں موسیٰ کی مثل محمد رسول اللہ و خاتم النبیّن تھے اور پھر جیسے موسیٰ کے بعد عیسیٰ ابن مریم کے آنے تک موسیٰ کے خاتم یعنی فلٹر سے نکل کر آنے والے نبی ہی اللہ کے بھیجے ہوئے تھے جن کے ایک فریق کا کذب کیا جاتا رہا اور ایک فریق کو قتل کیا جاتا رہا جو کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ کے فلٹر سے نکل کر آنے والے النبیّن سلف ہو چکے تو موجودہ

امت میں ان کی مثل النبیّن نے محمد کے فلٹر سے نکل کر آنا تھا جب تک کہ اس امت کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم کی مثل عیسیٰ کی بعثت نہیں ہو جاتی اور ان النبیّن کیساتھ بھی وہی کیا جانا تھا جو بنی اسرائیل النبیّن کیساتھ کرتے رہے یعنی ان میں ایک فریق کا کذب اور ایک فریق کا قتل، اس کذب و قتل کی وجہ یہ ہے جب بھی اللہ کا بھیجا ہوا آتا ہے تو وہ حق بیان کرتا ہے جو لوگوں کی خواہشات سے متصادم ہوتا ہے لوگ چاہتے ہیں کہ جو ان کی خواہشات ہیں جنہیں وہ دین کا نام دے کر اس پر عمل پیرا ہیں جو بھی دعوت دینے والا آئے انہی کی خواہشات کی تصدیق کرے جو ان کی خواہشات کی تائید و تصدیق کرے گا انہیں ہی دین کہے گا تو اسے وہ سر پر بٹھائیں گے اسے عزت دیں گے لیکن جو صرف اور صرف حق کی طرف دعوت دینے والا ہو گا اور حق جو کہ ان کی خواہشات سے متصادم ہو گا تو ظاہر ہے ایسوں کا انجام یا تو کذب ہے کہ ان کی کسی بھی بات کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اور انہیں تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنایا جائے گا یا پھر انہیں قتل کر دیا جائے گا عوام کو ان کے خلاف مشتعل کیا جائے گا یا پھر بذریعہ ریاستی قوانین کے ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہی بنی اسرائیل نے کیا اور موجودہ امت بنی اسرائیل کی ہی مثل ہے اس لیے اس امت نے بھی بالکل وہی سب کا سب کیا۔

آپ یہ جان چکے کہ اس آیت میں اصل میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ موجودہ امت کا ذکر ہے جس سے یہ بات بھی کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ آج جو نبوت کا دروازہ بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں یہ اللہ کے دشمن شیاطین کس قدر دھوکے باز، چالاک اور مکار ہیں یہ ختم نبوت کے نام پر عقیدہ جو اللہ اور اس کے رسول محمد سے منسوب کیا جاتا ہے یہ بالکل باطل اور بے بنیاد ہے یہ ان کی اپنی خواہشات ہیں اس کا حق کیساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں یہ کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسول محمد پر افتراء ہے۔

حق اس قدر واضح ہو جانے کے باوجود جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں یا کہتے ہیں کہ محمد آخری رسول و نبی تھا تو وہ جان لیں کہ ان کے منہ کی پھونکوں سے حق بدلنے والا نہیں اور ان کا یہ عمل علی الاعلان نہ صرف اللہ کے العزیز الحکیم ہونے کا کفر ہے بلکہ قرآن کے الحکیم ہونے کا کفر، اللہ کہتا ہے کہ اللہ نے سب کچھ مثلوں سے اس قرآن میں سامنے لا رکھا اور یہ لوگ اللہ کی اس بات کا کفر کر رہے ہیں ماننے کو تیار ہی نہیں دوٹوک انکار کر رہے ہیں، اللہ کہتا ہے کہ اس قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں بیان کی گئی ہیں تو یہ لوگ ماننے کو تیار ہی نہیں نہ صرف اللہ کی اس بات کا کفر کر رہے ہیں بلکہ الٹا اس کے برعکس اللہ ہی کو کہہ رہے ہیں کہ اس قرآن میں مثلیں نہیں بلکہ اساطیر الاولین ہی ہیں۔

وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّکَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ. البقرة ٦١

اس آیت میں بنی اسرائیل کی ذلت کی وجہ بیان کی گئی اگر اس آیت سے مراد یہ لے لیا جائے کہ اس میں صرف بنی اسرائیل کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر ظاہر ہے امت بنی اسرائیل تو سلف ہو چکی گزر چکی اس لیے ایسی آیات تو اساطیر الاولین بن جائیں گی لیکن پیچھے آپ پر ہر لحاظ سے کھول کر واضح کیا جا چکا کہ اللہ نے اس قرآن میں اساطیر الاولین نہیں بلکہ مثلیں بیان کی ہیں اس قرآن میں قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا اسی کا ذکر کیا گیا اسی کی تاریخ بیان کی گئی مگر سلف کی مثلوں سے۔ اور یہ بات بھی واضح کی جا چکی کہ الاولین کو سلف یعنی گزرے ہوئے کر دیا اور انہیں مثل کر دیا الآخرین یعنی بعد والوں کے لیے اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک والوں کے لیے۔

اس لیے اس آیت میں یا ایسی ہی باقی آیات میں امت سلف بنی اسرائیل کی کہانی نہیں سنائی جا رہی بلکہ موجود امت کا ذکر کیا جا رہا ہے موجودہ امت کی ہی تاریخ بیان کر دی گئی تھی مثلوں سے، اصل میں ذکر امت بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ اصل میں ذکر سلف کی مثل اس موجودہ امت کا ہے۔

امت سلف بنی اسرائیل پر موسیٰ کے ذریعے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کر دیا گیا لیکن جلد ہی وہ طیب رزق سے اکتا گئے کیونکہ وہ نسل در نسل مصر میں خبائث کے عادی ہو چکے تھے یوں انہیں کچھ عرصہ ذلت کا ہی سامنا کرنا پڑا لیکن بعد میں آنے والے النبیّن نے ان کے رزق پر سب سے زیادہ توجہ دی ان کو طیب رزق پر لائے جس سے ان کا تزکیہ ہوا اور یوں بنی اسرائیل کو اللہ کا فضل حاصل ہوا یعنی انہیں اقوام عالم پر ترجیح دی گئی ان کا بطور امت انتخاب کیا گیا اور پھر انہیں زمین میں مکن دیا گیا یہاں تک کہ پوری کی پوری زمین میں انہیں مکن دیا گیا یوں امت بنی اسرائیل عزت کی بلندیوں پر پہنچ گئی لیکن جیسے ہی بعد میں